हिन्दुस्तानी एकेडेमी, पुस्तकालय
इलाहाबाद

वर्ग संख्या.....

पुस्तक संख्या.....

क्रम संख्या.....१०३६

هذا تذکرہ

تذکرہ

یعنی مولانا ابوالکلام اور اُنکے خاندان کے بعض اکابر شیوخ کے سوانح و حالات

جس کا پہلا حصہ تمامتر اُنہی کی تصنیف ہے۔

مرتبہ

فضل الدین احمد مرزا۔ بی، اِس سی۔

ای، ام۔ ایف، جی، اس۔ (یوکو)

البلاغ پریس

کلکتہ

جملہ حقوق طبع و اشاعت ہندوستان اور ریاست ہائے ملحقہ کے لئے محفوظ

فہرست

مقدمہ الف

تمہید از مصنف ۳

باب

حضرۃ شیخ جمال الدین رح ۱۰

مطلب - سید رفیع الدین سلامی ۱۱

فصل - واقعۂ محضر امامۃ شہنشاہ اکبر ۱۶

مطلب - مخدوم الملک کی نسبت شاہ عبد الحق کی شہادت ۱۷

فصل - حضرۃ شیخ داؤد ۲۳

فصل - تحقیق حال فرقۂ مہدویہ ۲۶

مطلب - بعض اقوال غریبۂ سید محمد جونپوری ۳۰

فصل - اصحاب احوال اور اُنکی معذوریاں - ۳۲

فصل - راہ انکار و راہ تقلید - اصحاب افراط و اصحاب تفریط - و صراط مستقیم اصحاب توسط و اقتصاد - اور اس بارے میں ایک قاعدہ -

مطلب - تحقیق تاویل حق و تاویل باطل ۳۸

مطلب - تطبیق عقل و نقل - ۳۹

فصل - اقوال علماء حق نسبت سید محمد ۴۰

مطلب - ظہور دعوۃ حضرت شیخ نیازی ۴۱

مطلب - شیخ علائی - ۴۴

فصل - فتنۂ غرور عقائد و نسیان عمل - ۴۵

فصل - شیخ علائی اور دربار شاہی ۵۳

مطلب - نظام شمسی کی طرح نظام انسانی کے بھی مرکز و محور ہیں ۵۵

مطلب - علماء عصر اور ترک امر بالمعروف و کتمان حق کا عالمگیر فتنہ ۵۸

فصل - واقعۂ شہادت شیخ علائی ۶۰

مطلب - ابتلاؤ محن شیخ نیازی ۶۱

مطلب - قانون مجازات ۶۳

فصل - فتنۂ حیل و احتیال ۶۳

مطلب - بطلان حیل پر آئمۂ سلف کا اتفاق ۶۵

مطلب - فتنۂ حیل کا شیوع اور اسکے نتائج مفسدہ ۶۹

مطلب - حیلۂ حلت مہر بغی ۷۰

مطلب - قیاس صالح و قیاس غیر صالح ۷۲

مطلب - سقوط حد بصورت نکاح محرمات ابدیہ سے ارباب حیل کی مطلب براری ۷۳

مطلب - نفاذ قضاء ظاہراً و باطناً سے اصحاب حیل کی کامجوئی ۷۳

مطلب - تکذیب منسوبات حیل بہ قاضی ابو یوسف رح ۷۴

مطلب - منسوبات موضوعۂ عقائد و فقہ ۷۶

مطلب - بعض مناقب قاضی ابو یوسف ۷۷

مطلب - تحقیق تفریعات فقہیۂ متاخرین و "کذا عند فلان" ۷۸

مطلب - اصول مصنوعۂ متاخرین و نسبت بائمۂ سلف - ۷۹

مطلب - تمام آئمۂ سلف کا دامن بدعۃ حیل سے پاک ہے - ۸۰

مطلب - بدعۃ حیل کے علمی و عملی ثمرات ۸۱

فصل - عہد اکبری کے علماء دنیا اور بدانوں کی شہادتیں

فصل - حضرت شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد کا کارنامۂ دعوت و ثبات في سبیل الحق - ۸۴

فصل - مقام " عزیمة دعوة " ۸۷

مطلب - مراتب ثلاثۂ دعوة و جمیع اعمال و عزائم - ۸۹

مطلب - تحقیق مرتبۂ " صدیقیة " ۹۰

مطلب - افراد خاصۂ امة ' و عزائم و اعمال مختصۂ مجددین عہد - ۹۴

فصل - ظہور دعوة و تجدید کے لیے یہ ضروري نہیں کہ داعیان حق معدوم ہوگئے ہوں - ۱۰۰

مطلب - اصل مبدء دعوة و امامة ' مقام نبوة ہے اور مجددین امت کے تمام اعمال اسي مقام سے ماخوذ و مکتسب - ۱۰۳

مطلب - شرح اسباب مانع نصرة وتکمیل معاملۂ دعوة - ۱۰۶

مطلب - " مجدد " اپنے عہد کا سلطان و قیوم ہوتا ہے اور واسطة العقد جمیع برکات و فیوض - ۱۰۸

فصل - تاریخ اسلام کے بعض قرون انبعاث دعوة و ایام تجدید و احیاء ملة - ۱۱۱

مطلب - اوائل بنو امیه اور دعوة عظیمۂ حضرة امام حسین علیه السلام - ۱۱۱

مطلب - عہد مروانیه اور حضرة سعید بن المسیب - ۱۱۲

مطلب - عہد عباسیه اور حضرة امام مالک - ۱۱۲

فصل - فتنۂ اعتزال و بدعة تکلم بالفلسفه اور دعوة حضرة امام احمد بن حنبل ۱۱۳

مطلب - عہد مذکور کي عالم آشوبي ۱۱۴

مطلب - تحقیق حدیث " علیک نفسک " و آیۂ " علیکم انفسکم "

مطلب - خلیفۂ معتصم کا جبر و قہر اور امام احمد کا طریق سنة وسلف پر ثبات - ۱۱۸

مطلب - " رخصة " اور " عزیمة " خواص امت کا مشرب عزیمة ہے نہ کہ رخصت - ۱۲۱

مطلب - تفسیر آیۂ " فلما راینه اکبرنه و قطعن ایدیهن " ۱۲۵

مطلب - مرتبۂ خاصه حضرة امام احمد ' اور انکے طریق کا طریق سنة ' اور انکا امام اهل السنة ہونا - ۱۲۹

مطلب - تحقیق لفظ " حکمت " مستعملۂ قران و سنة ' و رد معتزلۂ قدیم و جدید - ۱۳۱

مطلب - ازمائش فتنۂ طمع ' فتنۂ خوف سے کہیں زیادہ صعب ہے - ۱۳۴

فصل - اٹھویں صدي هجري کي عالم آشوبي اور امام ابن تیمیه کي دعوة کا ظہور ۱۳۵

مطلب - متاخرین علماء حدیث میں امام ذهبي اور حافظ عسقلاني کي خصوصیت - ۱۳۷

مطلب - آئمۂ معاصرین کي شہادت اور سب کا اعتراف کہ " ما رأینا مثله " ۱۳۸

مطلب - امام ابوحیان صاحب تفسیر بحر ۱۴۲

مطلب - قصیدۂ شیخ ابو اسحاق ۱۴۳

مطلب - وراثة کاملۂ نبوة ' اور مقام تداوي نفوس و معالجۂ امم ۱۴۴

مطلب - حافظ عماد الدین واسطي کي شہادت اور مقام تفاني في السنة ۱۴۷

مطلب - سلف کا طریق تعلیم ' اور اقسام ثلاثۂ تعلیم علوم ' و تعلیم کتب ' و تعلیم روایات - ۱۴۸

مطلب - شیخ واسطي کي جستجوئے

فصل - امام ابن تیمیہ کے معارف مختصہ - ۱۵۶
مطلب - اصحاب کلام و رائے کی بیحاصلی اور اصحاب تفویض و سنۃ کی حقیقت یابی - ۱۵۷
فصل - سیرۃ طیبۂ محمدیہ کا مطالعۂ و تدبر ہی تمام امراض شک وانکار کا علاج ہے - ۱۵۹
مطلب - اصل یقین وحقیقت علوم انبیاء کرام ہیں - اور باقی جو کچھہ ہے شک و ظلمت ہے - ۱۶۱
مطلب - تحقیق اقسام ثلاثۂ نفس امارہ ' و لوامہ ' و مطمئنہ - ۱۶۲
مطلب - فلسفۂ و عقل پرستی کی راہ یقین و طمانیۃ تک نہیں پہنچا سکتی - یہ دعوا صرف قرآن و صاحب قرآن کا ہے - ۱۶۸
فصل - انبیاء کرام کی زندگی بجاے خود ایک دلیل یقین ہے - ۱۷۴
مطلب - قرآن حکیم کا استدلال و استشہاد حیاۃ طیبۂ حضرۃ ختم المرسلین سے - ۱۷۶
مطلب - جامعیۃ مرتبۂ نبوۃ حضرۃ ختم المرسلین - ۱۷۷
فصل - سیرۃ نبویہ ماخوذ و مستنبط از قرآن حکیم - ۱۸۰
فصل - معارف ابن تیمیہ کے برکات جاریہ - ۱۸۸
مطلب - تمام مطالب جدل ورائے اور تشکیکات معقولیہ و تعمقات کلامیہ حدیث نفس میں داخل ہیں - ۱۸۸
مطلب - نامۂ و صیۃ امام احمد بن حنبل - ۱۹۳
مطلب - شیخ ابو حفص بزار اور حافظ
مطلب - امام ابن تیمیہ کی زندگی ہی میں انکے معارف کی شہرت اور رفعت ذکر - ۱۹۹
مطلب - موجودہ عہد کا فتنۂ شک والحاد اور آئمۂ اصحاب حدیث و سلف کے معارف - ۲۰۲
مطلب - منکرین وحی کا کوئی شک و اعتراض ایسا نہیں جو پیروان قرآن و سنۃ کیلیے نیا ہو - ۲۰۴
مطلب - موجودہ فتنۂ الحاد کے مقابلہ میں صرف اصحاب حدیث و سنۃ ہی کامیاب ہیں - متکلمین کا طریقہ پہلے بھی ناکام رہا اور اب بھی ناکام ہے - ۲۰۵
مطلب - پرستاران یونان و مقلدین فرنگ ۲۰۷
فصل - فتنۂ " علم کلام جدید " ۲۰۹
مطلب - شک اور یقین ' دونوں کا سرچشمہ ہمیشہ سے ایک ہی اور یکساں رہا ہے - اسمیں قدیم و جدید کا فرق نہیں - ۲۱۰
مطلب - آج ضرورت علم کلام جدید کی نہیں ' بلکہ معارف قرآن و حدیث و آئمۂ حدیث کے تجدید کی ہے - ۲۱۳
مطلب - متکلمین کا اقرار ناکامی و اعتراف نامرادی - ۲۱۳
فصل - متکلمین خود شک و شبہات کا باعث ہوتے ہیں اور اس بارے میں ایک نکتۂ دقیق - ۲۱۵
مطلب - حقیقت منع تعمق فی الدین و کلام بالراے ' و مسائل فرضیہ ' ودفع شبہات قبل از تولید شبہات ۲۱۶
فصل - امام ابن تیمیہ اور انکے مشہور مخالفین - ۲۲۰
مطلب - مکتوب قاضی سبکی بنام

مطلب - امام ابن تیمیه کي نسبت علماء هند کي بے خبریاں - ۲۲۶
مطلب - امام داؤد ظاهري کا شمار آئمهٔ اهل سنة میں سے هے - ۲۲۹
فصل - آٹھویں صدي هجري کا عهد مفاسد و فتن اور امام ابن تیمیه کا عملاً اقدام اصلاح - ۲۳۲
فصل - تاریخ هند کے بعض ایام دعوة - ۲۳۹
مطلب - عهد اکبري و جهانگیري اور ظهور دعوة حضرة مجدد سرهندي -
مطلب - دور آخر اور ظهور دعوة حضرة شاه ولي الله رح - ۲۴۴
مطلب - حضرة علامهٔ و مجدد شهید - رح ۲۴۵
مطلب - اصحاب عزائم کے معاملات کو عامهٔ اصحاب طریق کي درماندگیوں پر قیاس نهیں کرنا چاهیے - ۲۴۷
فصل - بعض احادیث نسبت فتن آخر الزمان -
فصل - خاتمهٔ تذکرهٔ مولانا جمال الدین اور الزام مهدویة کي حقیقت - ۲۷۰
فصل - تنزل درسیات علوم اسلامیه - ۲۷۶
فصل - حضرة شیخ داؤد کي ایک پیشین گوئي - ۲۸۲
فصل - بعض حالات و واردات مصنف - ۲۸۷

مقدمہ

فیضی حسنت ازین عشق کہ دوران امروز
گرم دارد ز تو ہنگامۂ رسوائی را !

سنہ ۱۹۱۲ع

سنہ ۱۹۱۲ - کا زمانہ بھی ہندوستان کی تاریخ میں ہمیشہ ایک یادگار زمانہ رہیگا -

یہی زمانہ ہے جب مسلمانان ہند کی مذہبی و سیاسی حالت میں یکایک ایک انقلاب عظیم رونما ہوا ' اور قوموں کی زندگی میں جو تبدیلی بتدریج برسوں کے اندر پیدا ہوسکتی ہے ' وہ بظاہر چند مہینوں کے اندر تمام قوم میں پیدا ہوگئی !

یہ وہ زمانہ تھا کہ مسلمانان ہند من حیث القوم پولیٹکل جد و جہد سے بالکل الگ تھلگ رہنے کو اپنی قومی پالیسی سمجھتے تھے ' اور ملک کی سیاسی زندگی کا پورا میدان صرف ہندوؤں کیلیے چھوڑ دیا گیا تھا - مسلم لیگ قائم ہوچکی تھی مگر اُس کا پالیٹکس بھی صرف یہی تھا کہ ملک کی عام سیاسی ترقی کی روک تھام میں دفتری اقتدار کا ہاتھہ بٹائے اور جہانتک ممکن ہو حرکت اور ترقی کو روکے - اُس نے صاف صاف اعلان کردیا تھا کہ مسلمانوں کا پولیٹکل کام یہ نہیں ہے کہ گورنمنٹ سے حقوق طلب کرے ' بلکہ صرف یہ ہے کہ ہندوؤں کی پولیٹکل جد و جہد کی مخالفت کرے - مسلمانوں میں سے گنتی کے چند افراد جو انڈین نیشنل کانگرس میں شریک ہوتے تھے ' اُنکے سامنے بھی خود اپنی کوئی راہ نہ تھی - وہ سمجھتے تھے کہ صرف کانگرس میں شریک ہو جانا ' اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی طلب حقوق اور ملکی حالت کی تبدیلی پر زور دینا ' اور ہر کام میں اُنکا نمونہ سامنے رکھنا ' مسلمانوں کیلیے ترقی کی بڑی سے بڑی معراج ہے -

مذهبي حالت جو عام طور پر هو رهي تهي ' علی الخصوص تعلیم یافته جماعت کي ' وہ محتاج بیان نہیں - مذهب کے علم و عمل سے سب پاک قوم سے بہرہ تھے ' اور عموماً ایک عام بے پروائي اور بے تعلقي چھائي هوئي تھي - اسلام کا علاقہ محض ایک برائے نام قومي رشتہ سمجھا جاتا تھا ' اور وہ بھی بہت سي طبیعتوں پر سخت شاق تھا - هزاروں تعلیم یافته نوجوان نے جو مذهب اور مذهب کے هر خیال کي تحقیر کرنا اور اُسکو خلاف عقل و تہذیب بتلانا اپنا قابل فخر کارنامہ سمجھتے تھے - یہ بات عام طور پر مسلم هوچکي تھي کہ نئي تعلیم یافته جماعت کو مذهب سے کوئي واسطہ نہیں ' اور اسکول و کالج کي تعلیم اور مذهبي زندگي ' دونوں ایک جگہ جمع نہیں هوسکتیں - حتی کہ اگر کوئي شخص ترکي ٹوپي اوڑھا هوا نماز پڑھتا نظر آ جاتا ' یا قرآن شریف کي کوئي آیت اُسکي زبان و قلم سے نکل جاتي ' تو لوگوں کو ایک نہایت تعجب انگیز اور غیر معمولی واقعہ معلوم هوتا - ایک خاص واقعہ کي طرح اِسکا ذکر کیا جاتا کہ فلاں شخص نے کالج میں تعلیم پائي هے اور ساتھہ هي نماز بھي پڑھ لیا کرتا هے ! یہ تعجب بیجا بھی نہ تھا - جن لوگوں کو مذهب کي ضرورت اور خدا کي هستي میں بھي شک هو ' اُنسے مذهبي معلومات اور نماز روزہ کي پابندي کي کیا امید کي جاسکتي هے ؟

غیر انگریزي خواں طبقہ اگرچہ بظاهر اسقدر مذهب سے بیگانہ نہ تھا ' لیکن مذهب کي حقیقي زندگي اُس میں بھي مفقود تھي ' اور اصلي مقصد کا اُسکو بھي کچھہ پتہ نہ تھا - یہ خیال هر شخص پر چھایا هوا تھا کہ اسلام کي تعلیم اِسکے سوا کچھہ نہیں هے کہ دنیا کو ترک کردو اور صرف نماز روزہ اور ورد و وظائف میں زندگي بسر کردو - اگر اتنا نہیں هوسکتا تو خیر لباس اور کھانے پینے رهنے سہنے کے معاملات میں کوئي نئي بات اختیار نہ کرو - کسي عالم یا پیرصاحب سے آمد و رفت جاري رکھو ' اور اللہ اللہ کرکے دنیا سے چل بسو - اسکے علاوہ اور کوئي بات نہیں جسکي اسلام تعلیم دیتا هو اور جسکي ایک مسلمان کو ضرورت هو -

زبان سے اگرچہ همیشہ کہا جاتا تھا کہ دین و دنیا کي کوئي خوبي ایسي نہیں هے جو قرآن شریف نے نہ بتلائي هو ' لیکن یہ محض ایک خوش اعتقادي کي بات تھي جو رسماً زبان سے کہدي جاتي تھي - نہ تو اسپر

کسي کا دلي يقين تها - نه کسي نے اسکو عملاً ثابت کرکے دکهلايا تها - جو لوگ سچے دل سے اسکو مانتے تهے ' وه بهي کبهي اسکي حقيقت معلوم کرنے کي کوشش نهيں کرتے تهے اور اس خيال سے اپنے دل کو تسلي ديتے تهے که گو قرآن ميں سب کچهه هے مگر اُسکو بڑے بڑے اماموں اور وليوں کے سوا اور کوئي نهيں جان سکتا - اور نه اُس پر غور کرنے يا عمل کرنے کي تمام مسلمانوں کو ضرورت هے !

قوم کا سب سے زياده محترم طبقه علماء و مشائخ کا هے - ليکن اس جماعت کا يه حال تها که گويا اُسکو مسلمانوں کي موت و حيات سے کوئي واسطه هي نهيں - قوم کا جاهل سے جاهل اور ادني سے ادني طبقه بهي دنيا کے حالات اور مسلمانوں کے قومي زوال کي جتني خبر رکهتا تها ' اُتني بهي همارے دين و دنيا کے ان پيشواؤں کو نه تهي - دنيا ميں کيا انقلابات هو رهے هيں ؟ مسلمانان عالم پر کيا گزر رهي هے ؟ اُنکي قومي زندگي کس کس طرح مٹائي جارهي هے ؟ خود هندوستان ميں همارا روز بروز کيا حال هو رها هے ! يه تمام باتيں اس مقدس گروه کے نزديک دنيا اور دنيا داروں کي باتيں تهيں جن کا وهم و گمان بهي ايک عالم دين کيليے باعث عار تها - قوم قوم پکارنا يا مسلمانوں کي قومي و ملکي حالت کي فکر کرنا ' اور اسکے ليے لوگوں ميں تحريک پيدا کرنا بهي ان حضرات کے نزديک نيچريت ميں داخل تها جس سے هر متقي پرهيزگار مسلمان کو پناه مانگني چاهيے - عام طور پر اس گروه کا اعتقاد يه تها که همارا کام صرف " دين " هے - اور " دين " کا مطلب يه هے که نماز روزه کے مسائل بتلاديے جائيں ' يا کفر کے فتوؤں پر مهريں کرديں جائيں ' يا شاگردوں کو چند کتابيں پڑها دي جائيں - باقي رهي مسلمانوں کي قومي زندگي اور اُنکي موت و حيات ' تو يه تمام باتيں " دنيا داري " کي باتيں هيں ' يا " سياسي " - علماء دين اور مشائخ طريقت کو اُن سے کيا واسطه ؟

رموز مملکت خويش خسروان دانند
گداے گوشه نشيني تو حافظا مخروش

اگر اُن ميں سے کسي بزرگ کو چند لمحوں کيليے قوم کي حالت زار پر توجه بهي هوتي تهي تو يه کهکر خود اپنے اور اپنے معتقدين کے دلوں کو تسکين ديديتے تهے که اب همارے تمهاري کوشش سے کيا هوسکتا هے ؟ اب تو قيامت

قریب ہے اور مسلمانوں کی تباہی لازمی - سارے کاموں کو حضرۃ امام مہدی کے نکلنے کے انتظار میں ملتوی کردینا چاہیے - اُسوقت ساری دنیا خود بخود مسلمانوں کیلیے خالی ہوجائیگی -

اسمیں شک نہیں کہ مذہب اور قرآن کا ذکر ہمیشہ اِن بزرگوں کی زبانوں پر جاری رہتا تھا ' مگر قرآن کو جیسی شکل میں خود اُنہوں نے دیکھا تھا ' ویسی ہی شکل دوسروں کو بھی دکھلاتے تھے - وہ شکل اس قابل تو ضرور تھی کہ قیمتی کپڑوں میں لپیٹ کر طاق پر رکھدی جاے ' مگر ایسی نہ تھی جو ہمارے دلوں میں گھر کرتی ' اور خدا سے پھرے ہوے سروں کو پھر خدا کے سامنے گرا دیتی !

قوم کے جو بعض سربرآوردہ اشخاص آج نئی قومی زندگی کے رکن سمجھے جاتے ہیں ' خود اُن سب کا بھی یہی حال تھا - "کامریڈ" کلکتہ سے نکل چکا تھا ' اور اُسکی مخصوص انگریزی انشا پردازی نے تمام ملک میں شہرت پیدا کرلی تھی - لیکن پالیسی اور تحریک کے اعتبار سے وہ بھی اُسی پرانی روش کا نقیب تھا اور قوم کیلیے کوئی نیا نصب العین سامنے نہیں رکھتا تھا - وہی کانگرس اور ہندوؤں کی مخالفت اور وہی پالیٹکس میں قناعت و توکل کی تعلیم اُسکے صفحات پر بھی نظر آتی تھی -

اسی اثناء میں دہلی دربار ہوا اور تقسیم بنگال کی منسوخی کا اعلان کیا گیا - اس واقعہ نے تمام تعلیم یافتہ مسلمانوں پر یہ حقیقت روشن کردی کہ اُنکی پولٹیکل پالیسی لائق تبدیلی ہے - لیکن پھر بھی نہ تو کوئی نئی راہ کھلی ' اور نہ کوئی ایسا قدم آگے بڑھا جو مسلمانوں کو دوسری قوموں کی پیروی سے ہٹا کر خود اُنکی اپنی راہ اُنکو دکھلا دیتا -

" الهلال "

یہ حالت تھی ' کہ یکایک کلکتہ سے "الہلال" نکلا ' اور اِس شان سے نکلا ' کہ تمام ملک کی نظریں بے اختیار اُسکی جانب اُٹھ گئیں - اُسکی ہر بات انقلاب انگیز تھی اور ہر بات نئی - ظاہری شکل و صورت بھی نئی ' اور باطنی محاسن بھی نئے - ابھی دو چار نمبر ہی نکلے تھے کہ عام و خاص ' ادنیٰ اعلیٰ ' سب کی زبانوں پر اُسی کا نام تھا ' اور ہر گروہ اور ہر طبقہ کے لوگوں نے اُسکے سوا سب کو بھلا دیا تھا !

اُس کي سب سے بڑي يادگار خصوصيت اُسکا سرتاپا مجتہدانہ انداز تھا ' ور اسي نے اُسکو چند ہفتوں کے اندر وہ مقبوليت و عزت ديدي جو برسوں ميں بھي بہ مشکل نصيب ہوسکتي ہے - ظاہري وضع و شکل سے ليکر مضامين و مطالب تک ' ہر بات ميں وہ اپني راہ سب سے الگ رکھتا تھا ' اور اپنے رنگ ميں سب سے نرالا تھا - اُس نے کسي چھوٹي سي چھوٹي اور جزئي سے جزئي بات ميں بھي دوسروں کي تقليد نہ کي ' بلکہ تقليد و پيروي کيليے خود اپنا نمونہ پيش کيا - مذہبي دعوۃ و تبليغ ' پولٹيکل پاليسي ' علمي و ادبي مباحث ' طرز تحرير و انشاء ' الفاظ و تراکيب ' کوئي بات ايسي نہيں ہے جسميں اُس نے اپنا مجتہدانہ انداز ہاتھہ سے ديا ہو - اسي خصوصيت کا نتيجہ ہے کہ يکا يک ملک کے تمام پچھلے رنگ مٹ گئے ' اور ہر بات ميں صرف اُسي کا رنگ غالب آگيا - لوگ بے اختيار اپني راہيں چھوڑکر اُسي کي راہ اختيارکرنے لگے ' اگرچہ کسي سے بھي آجتک اُسکي ادھوري تقليد بھي بن نہ آئي -

عام مذہبي انقلاب

" الہلال " کا سب سے بڑا کارنامہ جو ہميشہ تاريخ ہند ميں يادگار رہيگا ' وہ پائدار مذہبي انقلاب ہے جو يکايک مسلمانوں ميں اُسکي دعوۃ حق سے پيدا ہوگيا - لاکھوں کروڑوں مسلمان ہميشہ قرآن شريف پڑھتے پڑھاتے رہتے ہيں مگر قرآن کي تعليم کي اصلي حقيقت سب سے پہلے اُسي نے آشکارا کي ' اور يکايک سب کے دل ميں يہ بات اُترگئي کہ ہماري ديني و دنيوي فلاح و ترقي کي صرف وہي راہ صحيح ہوسکتي ہے جو اُسکي رہنمائي سے کھلي ہو - رسمي طور پر يہ بات پہلے بھي کہي جاتي تھي ' ليکن اس طرح کسي نے نہيں بتلائي تھي کہ جاہل سے ليکر عالم تک ' سب کے دلوں کو مسحور کرلے ' اور سب بے اختيار ہوکر اسکي طرف کھنچ جائيں - اُس نے نہ صرف اِسکي پکار بلند کي ' بلکہ قومي زندگي کي ہر بات ميں قرآن کي تعليم دنيا کے آگے پيش بھي کردي ' اور ہر طرف سے ہٹاکر قوم کو صرف مذہب کي سچي راہ پر لگاديا - سياست ' معاشرت ' تعليم ' ساري باتوں کي اصلي بنياد صرف مذہب اور قرآن کي تعليم قرار پاگئي - گو ابتدا ميں بہت سے لوگوں نے مخالفتيں بھي کيں ' ليکن رفتہ رفتہ ' سب نے اُسکے

قریب ہے اور مسلمانوں کی تباہی لازمی - سارے کاموں کو حضرۃ امام مہدی کے نکلنے کے انتظار میں ملتوی کردینا چاہیے - اُسوقت ساری دنیا خود بخود مسلمانوں کیلیے خالی ہو جائیگی -

اسمیں شک نہیں کہ مذہب اور قرآن کا ذکر ہمیشہ اِن بزرگوں کی زبانوں پر جاری رہتا تھا ' مگر قرآن کو جیسی شکل میں خود اُنہوں نے دیکھا تھا ' ویسی ہی شکل دوسروں کو بھی دکھلاتے تھے - وہ شکل اس قابل تو ضرور تھی کہ قیمتی کپڑوں میں لپیٹ کر طاق پر رکھدی جاے ' مگر ایسی نہ تھی جو ہمارے دلوں میں گھر کرتی ' اور خدا سے پھرے ہوے سروں کو پھر خدا کے سامنے گرا دیتی !

قوم کے جو بعض سر برآوردہ اشخاص آج نئی قومی زندگی کے رکن سمجھے جاتے ہیں ' خود اُن سب کا بھی یہی حال تھا - "کامریڈ" کلکتہ سے نکل چکا تھا ' اور اُسکی مخصوص انگریزی انشا پردازی نے تمام ملک میں شہرت پیدا کرلی تھی - لیکن پالیسی اور تحریک کے اعتبار سے وہ بھی اُسی پرانی روش کا نقیب تھا اور قوم کیلیے کوئی نیا نصب العین سامنے نہیں رکھتا تھا - وہی کانگرس اور ہندوؤں کی مخالفت اور وہی پالیٹکس میں قناعت و توکل کی تعلیم اُسکے صفحات پر بھی نظر آتی تھی -

اسی اثناء میں دہلی دربار ہوا اور تقسیم بنگال کی منسوخی کا اعلان کیا گیا - اس واقعہ نے تمام تعلیم یافتہ مسلمانوں پر یہ حقیقت روشن کردی کہ اُنکی پولٹیکل پالیسی لائق تبدیلی ہے - لیکن پھر بھی نہ تو کوئی نئی راہ کھلی ' اور نہ کوئی ایسا قدم آگے بڑھا جو مسلمانوں کو دوسری قوموں کی پیروی سے ہٹا کر خود اُنکی اپنی راہ اُنکو دکھلا دیتا -

" الهلال "

یہ حالت تھی ' کہ یکایک کلکتہ سے "الہلال" نکلا ' اور اِس شان سے نکلا ' کہ تمام ملک کی نظریں بے اختیار اُسکی جانب اُٹھہ گئیں - اُسکی ہر بات انقلاب انگیز تھی اور ہر بات نئی - ظاہری شکل و صورت بھی نئی ' اور باطنی محاسن بھی نئے - ابھی دو چار نمبر ہی نکلے تھے کہ عام و خاص ' ادنیٰ اعلیٰ ' سب کی زبانوں پر اُسی کا نام تھا ' اور ہر گروہ اور ہر طبقہ کے لوگوں نے اُسکے سوا سب کو بھلا دیا تھا !

اُس کي سب سے بڑي يادگار خصوصيت اُسکا سرتاپا مجتہدانہ انداز تھا ' اور اسي نے اُسکو چند ہفتوں کے اندر وہ مقبوليت و عزت ديدي جو برسوں ميں بھي بہ مشکل نصيب ہوسکتي ہے - ظاہري وضع و شکل سے ليکر مضامين و مطالب تک ' ہر بات ميں وہ اپني راہ سب سے الگ رکھتا تھا ' اور اپنے رنگ ميں سب سے نرالا تھا - اُس نے کسي چھوٹي سي چھوٹي اور جزئي سے جزئي بات ميں بھي دوسروں کي تقليد نہ کي ' بلکہ تقليد و پيروي کيليے خود اپنا نمونہ پيش کيا - مذہبي دعوۃ و تبليغ ' پولٹيکل پاليسي ' علمي و ادبي مباحث ' طرز تحرير و انشاء ' الفاظ و تراکيب ' کوئي بات ايسي نہيں ہے جسميں اُس نے اپنا مجتہدانہ انداز ہاتھہ سے ديا ہو - اسي خصوصيت کا نتيجہ ہے کہ يکا يک ملک کے تمام پچھلے رنگ مٹ گئے ' اور ہر بات ميں صرف اُسي کا رنگ غالب آگيا - لوگ بے اختيار اپني راہيں چھوڑکر اُسي کي راہ اختيارکرنے لگے ' اگرچہ کسي سے بھي آجتک اُسکي ادھوري تقليد بھي بن نہ آئي -

عام مذہبي انقلاب

" الہلال " کا سب سے بڑا کارنامہ جو ہميشہ تاريخ ہند ميں يادگار رہيگا ' وہ پائدار مذہبي انقلاب ہے جو يکايک مسلمانوں ميں اُسکي دعوۃ حق سے پيدا ہوگيا - لاکھوں کروروں مسلمان ہميشہ قرآن شريف پڑھتے پڑھاتے رہتے ہيں مگر قرآن کي تعليم کي اصلي حقيقت سب سے پہلے اُسي نے آشکارا کي ' اور يکايک سب کے دل ميں يہ بات اُترگئي کہ ہماري ديني و دنيوي فلاح و ترقي کي صرف وہي راہ صحيح ہوسکتي ہے جو اُسکي رہنمائي سے کھلي ہو - رسمي طور پر يہ بات پہلے بھي کہي جاتي تھي ' ليکن اس طرح کسي نے نہيں بتلائي تھي کہ جاہل سے ليکر عالم تک ' سب کے دلوں کو مسحور کرلے ' اور سب بے اختيار ہوکر اسکي طرف کھنچ جائيں - اُس نے نہ صرف اِسکي پکار بلند کي ' بلکہ قومي زندگي کي ہر بات ميں قرآن کي تعليم دنيا کے آگے پيش بھي کردي ' اور ہر طرف سے ہٹاکر قوم کو صرف مذہب کي سچي راہ پر لگادیا - سياست ' معاشرت ' تعليم ' ساري باتوں کي اصلي بنياد صرف مذہب اور قرآن کي تعليم قرار پاگئي - گو ابتدا ميں بہت سے لوگوں نے مخالفتيں بھي کيں ' ليکن رفتہ رفتہ سب نے اُسکے

آگے سر جھکا دیا ' اور آج تمام مسلمانوں پر جو رنگ چھایا ہوا ہے ' خواہ اُسکا ظہور سیاسی مباحث میں ہو ' یا کسی دوسری شکل میں ' مگر سب چل رہے ہیں اُسی راہ پر!

سب سے زیادہ یادگار اور تعجب انگیز اثر اُس نے دو جماعتوں پر ڈالا ' اور یہی دونوں جماعتیں تمام قوم کے لیے بمنزلۂ اصل و بنیاد کے ہیں - یعنی علماؤ مشائخ کا گروہ ' اور انگریزی تعلیم یافتہ جماعت - اگر " الہلال " شائع ہوکر اور کوئی کام نہیں کرتا - صرف ایک عالم ' ایک پیر ' ایک با اثر جدید تعلیم یافتہ شخص کو اُس رنگ میں رنگ دیتا جسمیں اُس نے تمام قوم کو رنگ دیا ہے ' تو صرف یہی کارنامہ اُسکی انقلابی قوت کے اعتراف کیلیے کافی تھا - علماؤ مشائخ کا گروہ جو اپنے مدرسوں اور حجروں سے کبھی جھانک کر بھی دنیا کی حالت پر نظر نہیں ڈالتا تھا ' الہلال نے اُنکو یکایک نکالکر جد و جہد کے میدانوں میں کھڑا کردیا ' اور اُن میں سے ہر شخص نے محسوس کرلیا کہ ہم اپنے اصلی فرض کو آجتک بھولے ہوے تھے - تعلیم یافتہ جماعت کا یہ حال ہوا کہ یا تو یہ گروہ مذہب کے نام سے متوحش تھا ' یا اب ہزاروں سر خدا کے آگے جھک گئے ' اور بعض کا تو یہ حال ہوا کہ بڑے بڑے عابدوں زاہدوں کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا - شب و روز قرآن کی صدائیں اُنکی زبانوں سے نکلنے لگیں - اس بارے میں جیسے جیسے عجیب واقعات دیکھے اور سنے گئے ہیں ' اور " الہلال " کے ایک ایک مضمون بلکہ ایک ایک سطر نے جیسے جیسے ہوش ربا اثر لوگوں پر ڈالے ہیں ' اُنکو اگر بیان کیا جاے تو ایک پورا رسالہ بن جاے -

مثال کے طور پر میں صرف چند محترم ناموں کا ذکر کرونگا - طبقۂ علماء میں سے حضرت مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی کا یہ قول خود مولانا ابو الکلام نے ایک مرتبہ مجھسے نقل کیا تھا کہ " ہم سب اصلی کام بھولے ہوے تھے - الہلال نے یاد دلادیا " یہ جملہ انھوں نے اُس موقعہ پر کہا تھا جب ایک شخص نے الہلال میں تصویروں کے ہونے کی شکایت کی تھی - تعلیم یافتہ جماعت میں فداے قوم مسٹر محمد علی اور مسٹر شوکت علی خاں ' اور ہمارے قومی شاعر ڈاکٹر اقبال کا ذکر کردینا کافی ہے - ان دونوں اسلام پرستوں کو مذہب کی راہ اُسی نے دکھلائی ' اور بتدریج اپنے رنگ میں یکقلم رنگ دیا - ورنہ ہم لوگوں کو وہ زمانہ بھی اچھی طرح یاد ہے جب نیا نیا

" الهلال " نکلا تها اور مسلم یونیورسٹي کے متعلق مسٹر محمد علی نے اُسکي مخالفت میں مضامین لکھے تھے - تھوڑے هي عرصے کے بعد وهي " الهلال " والي صدا یونیورسٹي کے متعلق انھوں نے بھي بلند کي - مسٹر شوکت علی کا تو اس بارے میں عجیب حال هے - وہ همیشه یهي کہتے هیں که " ابو الکلام نے هم کو ایمان کا راسته بتلا دیا " ڈاکٹر اقبال کا مذهبي عقائد میں پچھلا حال جو کچھه سنا هے ' اُسکے مقابله میں اب انکي فارسي مثنویاں دیکھتے هیں تو سخت حیرت هوتي هے - " اسرار خودي " اور " رموز بیخودي " في الحقیقت " الهلال " هي کي صداے بازگشت هیں -

خاکسار شاید اُن معدودے چند لوگوں میں سے هے ' جو ایڈیٹر " الهلال " سے " الهلال " کي اشاعت کے بعد نہیں ' بلکه پیشتر سے واقفیت رکھنے کا فخر رکھتے هیں - میري اُنسے پہلے پہل ملاقات سنه ۱۹۰۲ میں هوئي جب وہ مشغول تعلیم تھے - کامل اٹھارہ برس اس واقعه پر گزر گئے - زمانے کے حالات وحوادث نے مجھے هندوستان کے مختلف گوشوں اور پھر هندوستان سے باهر پہنچا دیا - وہ کلکته سے بمبئي اور پھر حجاز و بغداد چلے گئے ' اور اس اثناء میں بڑي بڑي تبدیلیاں واقع هوتي رهیں ' لیکن یه علاقه بدستور محکم رها ' اور میں اس تمام عرصے میں اُنکي زندگي کے تغیرات کا مطالعه کرتا رها - سنه ۱۹۱۴ - میں جب " الهلال " کي شهرت کمال درجه تک پہنچ چکي تھي اور هر شخص اُس عجیب وغریب شخصیت کے حالات معلوم کرنے کا خواهشمند تھا جس نے یکایک ظاهر هوکر تمام قوم میں انقلاب عظیم پیدا کردیا ' تو مجھے پہلي مرتبه یه خیال هوا که اگر اُنکي زندگي کے حالات قلمبند هوجائیں تو وہ کئي اعتبار سے نه صرف بغایت دلچسپ بلکه نہایت نتیجه خیز و مفید هونگے - چنانچه میں نے یه خیال اُن پر ظاهر کیا اور عرض کیا که وہ خود اپنے هي قلم سے اپنے حالات قلمبند کردیں - لیکن انھوں نے اول تو کئي بار اپني عادت کے مطابق مذاق میں بات ٹال دي - پھر صاف صاف انکار کردیا اور کہا که " کتني بزرگ اور عظیم الشان زندگیاں همارے سامنے هیں جنکے سوانح و حالات نہیں لکھے گئے - اُن کو چھوڑ کر میري زندگي کے حالات مرتب کرنا محض ایک تمسخر انگیز حرکت هوگي "

لیکن جس کام کو وہ " تمسخر انگیز " کہتے تھے (اِسکو دلي محبت و ارادت کا نتیجه سمجھا جاے یا حقیقت حال کا) میں هر طرح اُسکو ایک نہایت ضروري کام سمجھتا تھا ' اور چونکه ایک عرصه کي واقفیت کي

وجہ سے حالات کا بڑا حصہ پیش نظر تھا ' اسلیے سمجھتا تھا کہ اُنکي پچیس برس کي زندگي میں ایسے ایسے عظیم الشان تغیرات موجود ھیں جو بڑي بڑي طویل زندگیوں میں بھي نہیں پیش آئے ' اور اسلیے اُنکا مطالعہ ھزاروں انسانوں کیلیے رھنمائي و ھدایت کا ذریعہ ھوگا -

گو انھوں نے انکار کردیا ' لیکن میں نے اپنا اصرار برابر جاري رکھا اور برابر اس کیلیے خطوط لکھتا رھا - اپریل سنہ ۱۹۱۶ع میں جب گورنمنٹ بنگال نے بنگال سے باھر چلے جانے کا آرڈر جاري کیا اور وہ رانچي چلے گئے ' تو مئي میں میں اُنکي ملاقات کیلیے رانچي گیا - اس واقعہ نے جو اثر تمام ملک پر ڈالا تھا ' اُسکا قدرتي نتیجہ یہ تھا کہ اُنکے حالات زندگي معلوم کرنے کا اشتیاق عام طور پر اور زیادہ ھوگیا تھا - جن جن لوگوں سے اسکا ذکر آیا ' سب نے بالاتفاق کہا کہ کسي نہ کسي طرح اُنکے حالات زندگي خود اُنھي سے لکھوانے چاھیئیں - چنانچہ اس مرتبہ میں نے سخت کوششوں کے بعد اُنسے وعدہ لے ھي لیا ' اور ساتھہ ھي یہ شرط بھي کرلي کہ جسقدر وہ لکھتے جائیں بلا انتظار تکمیل مجکو بھیجتے رھیں ' اور کوئي ھفتہ اس سے خالي نہ جاے - البتہ اُنکو اصرار تھا کہ بلا اُنکے علم کے کتاب شائع نہ کي جاے - اس کے ماننے میں مجھے کوئي تامل نہ ھوا -

اسکے بعد میں راے پور چلا گیا اور دو ھفتہ کے بعد سولہ صفحے انھوں نے لکھکر بھیجدیے - انکے دیکھنے سے معلوم ھوا کہ سب سے پہلے اپنے خاندانی حالات قلمبند کرنا چاھتے ھیں - اسپر مجھے مزید مسرت ھوئي کہ ضمناً ایک مستقل کتاب بزرگان سلف کے حالات میں اُنکے قلم سے مرتب ھوجائیگي - لیکن جوں جوں سلسلہ آگے بڑھتا گیا - نئي نئي بحثیں نکلتي آئیں ' اور ھر مبحث کو وہ اپني عادت کے مطابق تفصیل سے لکھنے لگے - اسپر مجھے خوف ھوا کہ کہیں اس ضمن میں اصلي مقصد نہ رھجاے - چنانچہ میں نے بار بار اختصار کے لیے اصرار کیا - لیکن انھوں نے لکھا کہ " میري طبیعت میں رکاوٹ پیدا نہ کرو - جو کچھہ بے اختیار قلم سے نکل جاتا ھے بھیجدیتا ھوں - جمع کرتے جاؤ - ھر حال میں فائدہ سے خالي نہوگا "

جون سنہ ۱۹۱۶ سے ۱۷ - اکتوبر سنہ ۱۶ تک اسکا سلسلہ جاري رھا - درمیان میں کبھي کبھي رک جاتا اور پھر مجھے دوچار خط لکھنے پڑتے - جسقدر صفحات وہ لکھتے ' بھیجدیتے - مطالب میں کسي طرح کي قرار دادہ تقسیم و ترتیب نہ تھي - اور ھو بھي نہیں سکتي تھي - کیونکہ نہ تو ایک سلسلے

میں لکھي گئي ' نہ مسودہ خود اُنکے سامنے تھا - جہاں کہیں کوئي نیا مطلب شروع ہوجاتا تھا " فصل " کا لفظ لکھدیتے تھے - اُسکے ساتھہ نمبر و شمار کي کوئي ترتیب نہ تھي -

مگر مجھکو اصلي کاوش خود اُنکے حالات کي تھي - خانداني حالات کے مسودہ کو دیکھا تو متوسط سائز کے کاغذ پر اصل مسودہ پانچ سو صفحوں سے زیادہ ہوچکا تھا - اور یہ بھي اس وجہ سے کہ بار بار اختصار پر زور دیتا رہتا تھا - ورنہ نہیں معلوم اُنکے دماغ کي آمد کہاں کہاں اُنہیں لیجاتي اور کتاب ختم بھي ہوتي یا نہیں ؟ جب انھوں نے اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بھي ختم کردیے تو اب میں منتظر ہوا کہ حسب وعدہ اپنے حالات لکھنا شروع کرینگے - لیکن اسکے بعد بالکل خاموشي رہي - اور کچھہ عرصہ کے بعد پھر وہي عذرات کیے گئے جو پہلے بارہا ہوچکے تھے - جب میں نے پھر لگاتار اصرار شروع کردیا تو بیس صفحوں میں ایک فصل لکھکر بھیجدي اور لکھا کہ " اس سے زیادہ میں اپنا حال نہیں لکھہ سکتا " - یہ فصل اسي حصہ کے آخر میں درج کردي گئي ہے - اُسکو دیکھا تو اُس میں کوئي بات ایسي نہ تھي جس پر حالات کا اطلاق ہوسکے - البتہ اپنے مخصوص طرز میں کچھہ اشارات کیے ہیں ' اور پھر شاعرانہ پیرایہ میں بات ٹال دي ہے - اصل میں اُنکو میري درخواست منظور کرني ہي نہ تھي - سخت اصرار دیکھکر چاہا کہ اپنے خانداني حالات پر اس بہانے ایک کتاب لکھدیں - اور جب خود اپنے ذاتي حالات کا موقعہ آے تو کسي نہ کسي طرح ٹال دیں - میں نہیں سمجھہ سکتا کہ اسمیں مصلحت کیا ہے ؟ یقینا اُنکا فیصلہ میرے فیصلہ پر ترجیح پانے کا مستحق ہے - مگر یہ ضرور ہے کہ اتنے انتظار و امید کے بعد یہ مایوسي میرے لیے بہت ہي رنجدہ تھي اور ایسي تھي کہ اگر میري جگہ کوئي دوسرا شخص ہوتا تو یقیناً اس کام سے بالکل دست بردار ہو جاتا -

اب اسکے سوا چارہ نہ تھا کہ میں خود اُنکے حالات قلمبند کروں - اسي اثناء میں یکایک وہ نظر بند کردیے گئے - اسکي وجہ سے خط و کتابت کي سہولت و آزادي بھي جاتي رہي - بالاخر فروري سنہ ۱۹۱۷ میں ایک طویل مہلت اپنے کاموں سے نکالکر رانچي گیا ' اور متصل چھہ ماہ تک اُنکي خدمت میں مقیم رہا - میں نے اُنکے حالات زندگي کے متعلق ۱۵ - سوال لکھہ لیے تھے - سخت سعي و اصرار سے اُنکے جوابات لکھوائے - یہ مجھے

معلوم تھا کہ جہاں ایک مرتبہ اس موضوع پر اُنکا قلم اُٹھہ گیا ' پھر کسي تحریک کي ضرورت باقي نہ رھیگي اور اُنکي جوش فکر کا سیلاب کسي کے روکے بھي نہیں رک سکیگا - چنانچہ ایساھي ھوا - اور گو نہایت بے توجھي اور بے مزگي کے ساتھہ وہ سوالات کے جوابات لکھنے پر مستعد ھوے ' لیکن پھر بھي اُن ۱۵ - سوالوں کي تحریک نے اُنکے خیالات کو جنبش دیدي ' اور حالات کا ایک معتدبہ حصہ اُنکے قلم سے بے اختیار نکل گیا - سوالات کے جوابات لیکر میں رائپور واپس آیا - جہاں تک ممکن تھا ' جابجا خود اُنکي تحریر کو بجنسہ درج کرنے کي کوشش کي - بہت سے حالات میرے ذھن میں محفوظ تھے - اُن سے بھي مدد ملي - اور اس طرح ایک کتاب مرتب ھوگئي - اس کا تو مجھے ابتدا سے اعتراف رھا ھے کہ اُنکے حالات لکھنے کیلیے جیسے دماغ و قلم کي ضرورت ھے ' وہ مجھے کہاں میسر؟ اور اِسي لیے میري ابتدا سے خواھش تھي کہ وہ خود ھي اول سے آخر تک لکھیں اگر ایسا ھوتا تو اسمیں شک نہیں کہ اردو لٹریچر میں ایک یادگار چیز ھوتي - لیکن بہرحال ' نہونے سے ایک مفید کام کا ھو جانا بہتر ھے - ھزاروں انسانوں کي طرح میرا بھي یقین ھے کہ مولانا نے اپني اس قلیل عمر میں جسقدر علمي وعملي خدمات انجام دي ھیں ' فی الحقیقت یہ اُنکے آنے والے کارناموں کي محض ایک ابتدائي قسط ھے - اللہ تعالی ابھي عرصہ تک اُنکے وجود کو قوم میں قائم رکھیگا ' اور نہیں معلوم کیسي کیسي عظیم الشان خدمتیں اُنکے ھاتھوں انجام پائیں گي ؟ پس وہ وقت قریب ھے جب بڑے بڑے لوگ اُنکے حالات زندگي کي ترتیب پر مستعد ھونگے ' اور ایسے ھاتھوں سے یہ کام انجام پائیگا جو ھر طرح اسکے اھل ھونگے - عجب نہیں کہ میري یہ پہلي اور ناچیز کوشش اُسوقت اُن بزرگوں کے کچھہ کام آجاے ' اور اسطرح میري کئي ماہ کي محنت ضائع نہ جاے -

چند الفاظ اس کتاب کي اشاعت کي نسبت بھي کہنا ضروري ھیں - جسوقت مولانا نے اسکي تصنیف کا وعدہ کیا تو ساتھہ ھي یہ شرط بھي کرالي تھي کہ بلا اُنکي اجازت کے شائع نہ کیا جاے - اُنکا قصد یہ تھا کہ آئندہ کسي فرصت کے موقعہ پر نظر ثاني کرینگے ' اور اسکے بعد کتاب شائع ھوگي - میں نے سال بھر تک اس موقعہ کا انتظار کیا - جب اوائل سنہ ۱۹۱۷ میں رانچي گیا تو بہت کوشش کي کہ کسي طرح میري موجودگي میں نظر ثاني ھوجاے - لیکن افسوس ھے کہ اُنھوں نے برابر تساھل و اغماض سے کام لیا - بلکہ صاف

صاف کہدیا کہ "محض تمہارے اصرار سے مجبور ہوکر یہ دفتر لکھدیا تھا - یہ مقصود ہي کب تھا کہ کتاب کي شکل میں شائع کیا جائیگا" وہ مصر تھے کہ مسودہ اُنکے حوالے کردیا جاے - فرصت کے وقت درست کردینگے - لیکن چونکہ خوش قسمتي سے میں اُن لوگوں میں سے ہوں جو اُنکي اصطلاح "بوقت فرصت" کے معاني سے اچھي طرح واقف ہیں ' اسلیے میں اسکي تعمیل نہ کرسکا - اگرکرتا تو اسکے معني صرف یہ تھے کہ برسوں تک کیلیے یہ کتاب بھي اُسي ذخیرۂ نسیان کے سپرد ہو جاتي جسکا ایک پورا صندوق "وقت فرصت" کے انتظار میں ہمیشہ اُنکے ہمراہ رہا کرتا ہے !

اسمیں شک نہیں کہ جن اہم تصنیفات کي تکمیل میں وہ آجکل شب و روز مشغول رہتے ہیں - مثلاً تفسیر القران ' اُنکے مقابلہ میں یہ کتاب چنداں اہمیت نہیں رکھتي - تاہم اگر وہ چاہتے تو یقیناً وقت نکال سکتے تھے اور چند دنوں کے اندر پوري کتاب پر نظر ثاني ہو جاسکتي تھي - جو شخص بلا کسي سامان و مواد کے محض قلم دوات لیکر ایک شب و روز میں پورا ایک رسالہ لکھدے ' اُسکے لیے ایک لکھي ہوئي چیز پر نظر ثاني کردینا کیا مشکل تھا ؟ مگر افسوس ہے کہ وہ ہر کام کو اپنے معیار نظر سے جانچتے ہیں - دوسروں کي خواہشوں کي اس بارے میں کچھہ پروا نہیں کرتے - یہ پوري کتاب محض بطور تفریح دماغ کے انہوں نے قلم برداشتہ لکھدي - اپنے خیال میں اسکو محض ایک بے حقیقت چیز سمجھتے رہے - یہي وجہ ہے کہ اسکي نظر ثاني و اشاعت کے معاملہ میں اُنکو کوئي دلچسپي نہ ہوئي - لیکن کاش اُنکو معلوم ہوتا کہ اُنکا معیار نظر جسقدر بلند ہے ' ہمارا نہیں ہے - انکي قلم برداشتہ تحریریں ایک طرف ' اور اُنکي برسوں کي محنت و جانکاہي ایک طرف - اسي کتاب کو دیکھہ لیا جاے کہ کس بے سروساماني و بے توجہي کے ساتھہ قلم برداشتہ لکھي گئي ہے - جسقدر اوراق لکھتے جاتے تھے ' میرے پاس بھیجدیتے تھے ' اور آیندہ ربط تحریر کیلیے صرف آخري صفحہ کي آخري سطر یا بعض حالات میں صرف چند الفاظ ایک سادہ صفحہ کي پیشاني پر باقي رہتے تھے - درمیان میں ہفتوں دوسري تصنیفات جاري رہتیں - پھر جب کبھي کسي وجہ سے دماغ آرام لینا چاہتا اور تفسیر وغیرہ کا سلسلہ رکتا ' تو دو چار گھنٹے کیلیے اسطرف متوجہ ہو جاتے - ہمارے بڑے بڑے مصنف شاید اسطرح ایک خط بھي نہ لکھہ سکیں - چہ جائیکہ ایک پوري مرتب کتاب - چھہ سات سو صفحوں سے زیادہ !

جب نظر ثاني کي طرف سے مايوس هوگيا تو اراده کرليا که خواه وه
خوش هوں يا ناراض ' مگر بلا انکے علم کے مسوده کو اصلي حالت هي پر شائع
کردينا چاهيے - ساتهه هي يه خيال بهي هوا که " نظر ثاني " کا انتظار بهي
در اصل اشاعت روکنے کا ايک حيله هے - ورنه آجتک کسي تحرير پر مصنفوں
کے طريقه کے مطابق انکو نظر ثاني کرتے هوے نهيں ديکها گيا - " الهلال " و " البلاغ "
ميں کيسے کيسے معرکة الارا مضامين همیشه نکلتے رهے ؟ ليکن ميں نے خود ديکها هے
که همیشه محض قلم برداشته لکهے جاتے تهے - ساتهه هي ساتهه کمپوزيٹر کمپوز
بهي کرتے جاتے تهے - ايک صفحه پورا هوا اور کمپوز کيليے گيا - البته ايک پروف
وه خود ديکهتے تهے ' اور اسميں کچهه تبديليان ضرور کرديتے تهے - مگر ظاهر هے که
پروف ميں کوئي ايسي بڑي تبديلي نهيں هوسکتي - زياده سے زياده بعض الفاظ
بدلے جاسکتے هيں -

بهر حال ميں نے کتاب کو خود اپني نگراني ميں چهپوانا شروع کرديا -
کتاب کے ۲۰۴ صفحے چهپ چکے تهے اور مولانا کو اُسکي طباعة کا بالکل علم
نه تها - جب جنوري سنه ۱۹۱۹ع ميں ميں نے اخبارات ميں ايک ابتدائي
اطلاع اسکي نسبت شائع کي تو اُنکو معلوم هوا ' اور جيسي توقع پيشتر سے تهي '
سخت اصرار کرکے اُنهوں نے چهپائي کا سلسله موقوف کرادیا اور لکها که کتاب
هرگز هرگز شائع نه کي جاے - تاهم اب مجهے پورا اطمينان تها که جب کام يهاں تک
پهنچ چکا هے تو کسي نه کسي طرح اُنکو اجازت دينی هي پڑيگي - پانچ ماه
اسميں نکل گئے - بالاخر ميں رانچي گيا اور مجبوراً اُنکو اشاعت پر راضي هونا
هي پڑا - ميں اُن صدها شائقين سے جنهوں نے ابتدائي اعلان ديکهتے هي
درخواست بهيجدي تهي ' اس تاخير کيليے خواستگار معافي هوں ' اور يقين
دلاتا هوں که اس بارے ميں ميري مجبوريان بڑي هي سخت تهيں -

اصل مسوده ميں ميں نے کسي طرح کي تبديلي نهيں کي - البته مجبوراً
کتاب کي ضخامت کو معتدل کرنے کيليے بعض مقامات سے بعض ٹکڑے
نکالدينے پڑے - مولانا کے جوش فکر کا يه حال هے که جس جانب قلم کي
باگ موڑ گئي ' پهر اُسکا رکنا مشکل هے - علاوه بريں کتاب اسطرح لکهي گئي که
مسوده خود اُنکے پيش نظر بهي نه تها - دس باره صفحے لکهے اور ميرے پاس
بهيجديے - اُنکو خود اندازه بهي نهيں هوتا تها که کونسا مضمون کتنے صفحوں تک
پهنچ چکا هے ؟ جابجا فٹ نوٹس شروع کرديتے تهے اور وه بيس بيس پچيس پچيس
صفحوں تک چلے جاتے تهے - مجبوراً ميں نے چار مقام سے تين فصليں اور

چار بڑے بڑے فٹ نوٹس نکالدیے - اور در فٹ نوٹ اصل کتاب کے آخر میں مستقل فصل کے عنوان سے شامل کردیے - اسي طرح بعض نوٹ اصل کتاب میں ملادیے گئے - ناظرین یقین کریں کہ انکے دلوں میں مولانا کے قلم سے نکلي ہوئي تحریر کي جسقدر وقعت و عزت ہوگي ' اُس سے دہ چند میرے دل میں ہے ' اور میں ہرگز ایسا نہ کرتا اگر سامان طبع کي بیحد گراني نے مجھے اختصار پر سخت مجبور نہ کردیا ہوتا - یہ جسقدر فصلیں اور حواشي نکالے گئے ' سب محفوظ ہیں ' اور بجاے خود مستقل مضمون کا حکم رکھتے ہیں - انشاء اللہ اُنکو بھي کسي نہ کسي عنوان سے عنقریب شائع کردونگا - یا بشرط گنجائش دوسري جلد کے آخر میں بطور ضمیمہ کے درج کردینے کي کوشش کرونگا -

جب کتاب پریس میں دي گئي ' تو ارادہ تھا کہ ایک ہي جلد میں شائع کي جائیگي ' لیکن کمپوز شروع ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ میرا اندازہ ضخامت کے بارے میں غلط تھا - اگر ایک ہي جلد میں کتاب شائع کي جائیگي تو عجب نہیں سات آٹھہ سو صفحوں تک ضخامت پہنچ جاے - مجبوراً کتاب کو دو جلدوں میں تقسیم کردیا گیا - یہ پہلي جلد ہے - دوسري جلد کے پہلے حصے میں مولانا کے خاندانی حالات کا بقیہ حصہ ہے - دوسرے حصے میں خود مولانا کي سوانح عمري ہے جو خاکسار نے ترتیب دي ہے اور اُسکا بھي اکثر حصہ سوالات کے جواب میں خود اُنکا لکھا ہوا ہے -

مولانا کا فوٹو

آخر میں مجھے ایک خاص معاملہ کي نسبت چند الفاظ کہنے ہیں - اس کتاب کا ایک ضروري جزو یہ بھي تھا کہ مصنف کي تصویر سے مزیّن ہوتي - موجودہ زمانے میں کسي شخص کي سوانح عمري کا بغیر فوٹو کے شائع کرنا ایک ایسي بے قاعدگي ہے جسکو کوئي خوش مذاق آدمي گوارا نہیں کرسکتا - علاوہ بریں مولانا کے ہزاروں ارادت مند ہیں جنکو بڑي مایوسي ہوتي اگر کتاب اُنکے فوٹو سے خالي ہوتي - اسلیے میں نے کوشش کي کہ مولانا کا سب سے آخري فوٹو حاصل کرکے درج تذکرہ کروں - مجھے معلوم تھا کہ اپني تصویر کي اشاعت کي انھوں نے ہمیشہ مخالفت کي ہے - " الہلال " میں دنیا جہان کي تصویریں نکلتي رہیں مگر لوگوں کے سخت اصرار پر بھي انہوں نے کبھي اپنا فوٹو شائع نہیں کیا - انجمن اعانت نظر بندان

دهلي نے بار بار انسے فوٹو طلب کیا مگر انھوں نے نہ بھیجا سید فضل الرحمن نے اخبار "جمہور" کلکتہ میں اُنکے فوٹو کا اعلان شائع کیا تھا اسپر وہ سخت برہم ہوے اور بڑا ھي سخت خط اُنکو لکھا - پھر مجھے لکھا کہ جسقدر کا پیاں انھوں نے طیار کي ھیں میري طرف سے خرید کرکے رکھہ لو اور شائع نہ ہونے دو- پھر جب قاضي عبد الغفار صاحب ایڈیٹر "جمہور" انسے ملنے رانچي گئے تو انسے بھي وعدہ لیا کہ اخبار میں ایک نوٹ اس مضمون کا درج کردینگے کہ یہ کارروائي بلا اُنکے علم کے ہوئي ھے ' مگر انھوں نے درج نہیں کیا - میں ان تمام موقعوں پر یہي سمجھتا رہا کہ یہ مخالفت یا تو انکسار طبع کي بنا پر ھے ' یا اُنکي طبیعت کے اُس عام خاصہ کا نتیجہ ھے کہ جو بات عام طور پر لوگ کررھے ہوں اس سے خود پرھیز کرتے ھیں - لیکن اسکا تو کبھي خیال بھي نہیں ہوا تھا کہ مولانا تصویر کھنچوانے اور رکھنے کو شرعاً نا جائز سمجھتے ہونگے - خود " الہلال " انھوں نے با تصویر نکالا ' اور ایک سے زیادہ مرتبہ اپني تصویر بھي کھنچوائي ' لیکن جب میں نے تصویر کي نسبت کہا تو انھوں نے لکھا کہ " تصویر کا کھنچوانا ' رکھنا ' شائع کرنا ' سب ناجائز ھے - یہ میري سخت غلطي تھي کہ تصویر کھنچوائي تھي اور الہلال کو با تصویر نکالا تھا - میں اب اس غلطي سے تائب ہوچکا ہوں ' میري پچھلي لغزشوں کو چھپانا چاھیے - نہ کہ از سرنو اُنکي تشہیر کرني چاھیے "

لیکن اس جواب سے میري تشفي تو نہ ہوئي - میں علم شریعت کا ماہر نہیں ' اور علی الخصوص مولانا کے فتوے کے مقابلے میں تو مجھے دم مارنے کا وہم بھي نہیں گزر سکتا - لیکن یہ بات میري سمجھہ میں کسي طرح نہیں آتي کہ آجتک مولانا کو شریعت کے اس حکم کي خبر نہ تھي اور جس کام کو علانیہ کرتے رہے ھیں ' وہ اب یکایک ناجائز نکل آیا ھے - خود الہلال میں مولانا نے شیخ الاسلام قسطنطنیہ ' شیخ محمد عبدہ مصري ' مولانا شبلي نعماني ' اور کتنے ھي علماء و مشائخ کي تصویریں شائع کي ھیں - تعجب ھے کہ شریعت کا حکم ایسے ایسے مشاہیر علماء کو معلوم نہ تھا - بہر حال مولانا کے اس حکم کی میں تعمیل نہ کرسکا اور کتاب کے ساتھہ اُنکا سب سے آخري فوٹو شائع کررہا ہوں - یہ فوٹو رانچي میں لیا گیا ھے ' اور مولانا کي بریت کیلیے اتنا کہدینا کافي ہوگا کہ کم سے کم اس کے کھنچوانے میں خود مولانا کے ارادہ کو کچھہ دخل نہ تھا - وہ بالکل مجبور تھے -

کلکتہ
۱۶ - اگست سنہ ۱۹۱۹ ع

فضل الدین احمد

مولانا ابو الکلام

AL-BALAGH PRESS. CALCUTTA

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حکایت از قدِ آن یار دلنواز کنیم
باین فسانہ مگر عمرِ خود دراز کنیم

الحمد لله الذي وفق في دينه من اجتباه ' والصلوة على خاتم رسله وجميع انبياه - والعاقبة للمتقين ' ولا عدوان الا على الظالمين -

میرے خاندان میں تین مختلف خاندان جمع ہوے ہیں اور تینوں خاندان ہندوستان و حجاز کے ممتاز بیوت علم و فضل اور اصحاب ارشاد و ہدایت میں سے ہیں - دنیوي عزت و جاہ کي اگرچہ ان میں سے کسي نے خواہش نہیں کي ' لیکن دنیا نے اپني عزتوں اور شوکتوں کو ہمیشہ ان کے سامنے پیش کیا اور کبھي انہوں نے قبول کیا ' کبھي رد کردیا -

میري والدہ حضرت شیخ محمد بن ظاهر وتري مفتي مدینۂ منورہ کي بھانجي تھیں جو گذشتہ دور کے اکثر علماء حجاز کے استاذ حدیث اور شیخ عبد اللہ سراج کے بعد مکہ معظمہ کے آخري محدث تھے - ان کے بعد اس درجے کا کوئي شیخ حدیث حرمین میں پیدا نہیں ہوا -

میرے دادا مولانا محمد هادي دهلي مرحوم کے ایک مشہور خاندان علم و فضیلت سے تعلق رکھتے تھے ' جسمیں بہ ایک وقت پانچ پانچ علماء درس و افتاء و اصحاب سلوک و طریقت پیدا ہوے ہیں -

والد مرحوم کے نانا رکن المدرسین مولانا منور الدین اپنے عہد کے مشاهیر اساتذۂ علم و درس اور اصحاب طریقت و سلوک میں سے تھے' اور ان مخصوص اصحاب کمال میں سے جن کو اللہ تعالی علوم ظاهر و باطن کی جامعیت عطا فرماتا ہے - ان کا شمار حضرت شاہ عبد العزیز کے اجلۂ تلامذہ میں تھا ' اور سلطنت مغلیہ کے آخري " رکن المدرسین" تھے - ان کے شاگردوں اور مریدوں میں ایسے ارباب کمال ہوے جو اپنے عہد کے ممتاز بزرگوں میں سے شمار کیے گئے - ان کے والد مولانا رشید الدین صوبۂ لاهور کے قاضي القضاۃ اور احمد شاہ ابدالي کي جانب سے نائب السلطنت پنجاب کے مشیر تھے - اور ان کے والد شیخ صدر الدین هرات کے مشائخ طریقت میں معدود ' اور وهاں کے خاندان قضا کے ایک رکن تھے -

یہ تین مختلف خاندانی سلسلے هیں جو میرے خاندان میں جمع ہوے هیں ' اور ان میں سے هر سلسلہ ' سلسلۂ علم و ارشاد ہے - اگر خاندان کوئي فخر و شرف کي چیز ہے تو یہ واقعات کچھہ نہ کچھہ وزن ضرور رکھتے هیں ' اور اگر چاهوں تو اس قسم کے الفاظ بول سکتا هوں ' جو غرور نسب و خاندان کے استخوان فروشوں نے اختیار کر رکھے هیں - لیکن میں نے شرطیہ جملہ استعمال کیا - اسلیے کہ حقیقت اس کے خلاف ہے ' اور الحمد للہ اس تمام مدت عمر میں جو گذر چکي ہے ' ایک لمحہ کے لیے بھي طبیعت نے گوارا نہ کیا کہ نسب فروشي کي دکان آراستہ کر کے نقد عزت و شرف کي جستجو

کي جاے - اسلام نے ساري نسبتوں اور امتیازوں کو مٹاکر صرف ایک اپني نسبت نوع انساني کو عطا کي ' اور اس نسبت سے بڑھکر اور کونسي نسبت هوسکتي هے جسکي ایک مسلمان کو تلاش هو؟ و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحاً و قال انني من المسلمین ؟ انسان کیلیے معیار شرف جوهر ذاتي اور خود حاصل کرده علم و عمل هے نه که اسلاف کي روایات پارینه اور نسب فروشي کا غرور باطل - هم کو ایسا هونا چاهیے که هماري نسبت سے همارے خاندان کو لوگ پهچانیں ' نه یه که اپني عزت کیلیے خاندان کے شرف رفته کے محتاج هوں ؟ ارباب همت نے همیشه اپني راه خود نکالي هے اور اپني عظمت و رفعت کي تعمیر صرف اسي سامان سے کي هے جو خود اُنکا بنایا هوا تها - نپولین کا ایک قول مجھے نهیں بهولتا - فتح پروشیا کے بعد جب فریڈریک اعظم کي قبر پرگیا تو دیکها که فریڈریک کي تلوار قبر پر لٹک رهي هے - نپولین نے تلوار اُتارکر ایک ساتهي کے حوالے کي اور کها که پیرس کے عجائب خانے کي نذر کردونگا - یه سنکر جنرل نے نے کها " اگر مجکو ایسي با عظمت اور تاریخي تلوار ملتي تو کبهي کسي دوسرے کو نه دیتا " نپولین نے کها " کیا میرے پاس میري تلوار نهیں هے ؟ "

پس سچي عظمت کي راه یه نهیں هے که فریڈریک کي عظمت یافته تلوار لوگوں کو دکهلائیں - سچي عظمت وه هے جو خود هماري تلوار کو هماري نسبت سے ملي هو - اور اگر ایسا هوگیا هے تو یه بس کرتا هے - هم کو اپني نیام میں صرف اپني هي جوهردار تلوار رکهني چاهیے - دوسروں کي تلواروں کي نمایش سے اگر دیکهنے والوں کا تعجب و احترام حاصل بهي کرلیا گیا تو اسکے اصلي مالک هم نهیں هیں ' تلوار کا مالک هے !

خاندان کے فخر کا بت بهي دنیا کے عهد جاهلیة کي ایک یادگار مشئوم هے ' اور اسلام نے انسان کے بهت سے بناے هوے بتوں کے ساتهه اسکو بهي توڑ دیا تها - بهت ممکن هے که کل کو ایک نو مسلم چمار

اپنے حسن عمل سے وہ مرتبہ پاے جو شیخ الاسلاموں کي اولاد کو نصیب نہو۔ یہ کل کو ہونے والي بات ہے ' اور آج بھي دنیا میں دیکھہ رہے ہیں کہ " عمل " کا فرشتہ کتنے ہي بڑوں کو چھوٹا کرتا ہے اور کتنے ہي چھوٹوں کو بڑا بناتا ہے :

کاندرین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست !

بلال حبشي اور صہیب رومي کي نسبت اس سے زیادہ ہم کیا جانتے ہیں کہ مسلمان تھے ؟ اور سلمان فارسي سے جب اُسکے خاندان کا حال پوچھا گیا تو اُس نے کہا " سلمان بن اسلام " بلال سے اللہ کا رسول کہا کرتا تھا " ارحنا یا بلال " اور جب فاروق اعظم کے جنازہ پر نماز کي صفیں کھڑي ہوئیں تو ہزاروں قرشي اور ہاشمي مقتدي تھے اور صہیب رومي امام ! لیس لاحد فضل علی احد الا بدین و تقوی - و الناس کلھم بنو ادم و ادم من تراب !

حسن ز بصرہ ' بلال از حبش ' صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ' این چہ بوالعجبیست ؟

حقیقت یہ ہے کہ انسان کي فطرتي ترقي اور قدرتي حقوق کے قیام کیلیے نسب و خاندان کے امتیاز باطل سے بڑھکر اور کوئي روک نہیں ہوسکتي - یہي چیز ہے جو انسان کو اسکي ذاتي قوتوں کے استعمال اور انکے ثمرات سے محروم رکھنا چاہتي ہے ' اور اِس خلاف فطرۃ راہ کي طرف رہنمائي کرتي ہے کہ ایک شخص کو بارجود عدم استحقاق ذاتي مستحق شرف سمجھا جاے ' اور دوسرے کو بارجود استحقاق ذاتي محروم کردیا جاے - اسلام نے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور لیس للانسان الا ما سعی کے قانون عام کا اعلان کرکے اسي مہلک انسانیۃ روک کو مٹانا چاہا ' اور قران نے بتلایا کہ دنیا کي تمام قدیم صداقتیں بھي اسي قانون کي طرف دعوۃ دیتي رہي ہیں - صحف ابراہیم و موسی میں بھي یہي تھا : ان لا تزر وازرۃ وزر اخری اور و ان سعیہ سوف یری لیکن افسوس کہ غرور نسل و

وطن کے بت کے ٹوٹے ہوے ٹکرے پھر جوڑ لیے گئے ' اور نئے نئے بھیسوں میں پھر اسکي پرستش شروع ہوگئي - اب بہت کم سر ملینگے جو اس نشۂ باطل سے سرگراں نہوں - الا ما شاء الله -

پس الحمد لله کہ نہ اسکي طلب ہے اور نہ اسپر اعتماد ' اور نہ نا اہلوں کے اس فریب عزت اور سراب شرف کي ضرورت - طلب جس گوہر مقصود کي ہے وہ توفیق عمل ہے' اور اگر کچھہ اعتماد ہے تو اپني عجز و شکستگي اور اُسکي نظر کرم کي عاجز نوازیوں پر - جہاں کا معاملہ یہ سننے میں آیا ہو کہ " رب اشعث مدفوع بالابواب لو اقسم علی الله لابرہ " وہاں ان افسانوں کو کون پوچھتا ہے ؟ اور اُس سے بڑھکر سرگشتۂ فریب و سفاہت کون ہوگا جو ان پر ایک لمحہ کیلیے بھي اعتماد کرے ؟

مجو بہ محمل شاهي کہ در ولایت عشق
گدا بہ تخت نشانند و پادشہ گیرند !

البتہ الله تعالی کي اُن نعمتوں میں سے جنکے ذریعہ وہ اس دنیا میں اپنے بندوں کو سعادت بخشتا ہے' ایک بڑي نعمت آباء صالحین کیلیے یہ ہے کہ اولاد صالح عطا فرماے کہ رب هب لي من الصالحین اور ووهبنا لہ اسحاق و یعقوب کلا هدینا - الخ - اور اولاد کیلیے یہ ہے کہ والدین صالح ہوں - سورۂ کہف میں صاحب موسی علیہ السلام نے ایک گري ہوئي دیوار کو چنکر یتیموں کے دفینہ کي حفاظت کي تو فرمایا : وکان ابوهما صالحا '. اور حضرۃ یوسف کي نسبت آنحضرۃ نے فرمایا " انما الکریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم " اور یہ ظاہر ہے کہ کسي خاندان میں عرصے تک علم و صلاح کا باقي و جاري رہنا بغیر اسکے ممکن نہیں کہ ان دونوں نعمتوں سے فیض یاب ہو - آباء کو اولاد صالح ' اور اولاد کو آباء صالح نصیب ہوں - پس بلاشبہ اسکو الله تعالی کا فضل و کرم یقین کرتا ہوں کہ مجھکو ایک ایسے خاندان میں پیدا کیا جسمیں صدیوں سے سلسلۂ علم و ارشاد قائم و جاري ہے " اور جسکے اسلاف کرام کے اعمال صالحہ کا پاک ورثہ

یکے بعد دیگرے اخلاف تک منتقل ہوتا آیا ہے ' اور سب سے بڑھکر یہ کہ جس کے اخلاف کو حق گوئي و حق پرستي ' اور طریق استقامت و عشق حق میں سرفروشي و جاں سپاري ' اور مغروران تاج و تخت و بندگان مال و جاہ کے مقابلے میں بے نیازي و سرگرانی ' ہمیشہ اپنے اسلاف کے ورثہ میں ملي ہے - اسي کو اپنا موروثي خزانہ اور اسي کو اپنا خاندانی تاج و تخت سمجھتا ہوں :

ہرچند کہ نیست رنگ و بویم
آخر نہ گیاہ باغ اویم !

اگر یہي غرور نسب و خاندان ہے تو اس کے اعتراف میں مجھے کچھہ باک نہیں - بلاشبہ اسلاف کے ورثۂ علم و حق پرستي کو دنیا کي ہر نعمة سے زیادہ عزیز رکھتا ہوں ' اور نہیں چاہتا کہ کبھي اس نشہ سے میرا دماغ خالي ہو:

سبک زجاے نگیري کہ بس گراں گہرست
متاع من کہ نصیبش مباد ارزاني !

بڑي سي بڑي آرزو جس کو اپنے دل میں رکھہ سکتا ہوں یہي ہے کہ زندگي کي آخرین گھڑیوں تک اپنے اسلاف کرام کے طریق صدق و حق پر مستقیم رہنے کي توفیق پاؤں ' اور اپني ساري زندگي اُسي راہ کي کوچہ گردي میں بسر کردوں جسکا نشان سفر وہ اپني یادگار میں چھوڑ گئے ہیں - خدمت علم و حق کا ایک سرمایۂ سعادت ہے جو مجھہ تہي دست تک پہنچا ہے - میري محرومي ہے اگر اسکو نہ بچا سکا ' اور فضل الہي کي بخشش ہے اگر اسکي عزت اور نام نیک کو آنے والوں کیلیے محفوظ چھوڑ گیا :

رب ھب لي حکما و الحقني با لصالحین و اجعل لي لسان صدق في الاخرین !

احب الصالحین ولست منہم
لعل اللہ یرزقني صلاحا !

بہرحال ایک دوست عزیز کے اصرار سے اپنے خاندانی حالات قلمبند کرتا ہوں - صرف قریبی حالات اور بعض نمایاں اور نتیجہ خیز واقعات کے تذکرہ پر اکتفا کرونگا - مفصل حالات کیلیے والد مرحوم کا ایک مستقل رسالہ موجود ہے اور مہلت ملی تو شاید اشاعت کی نوبت آے -

پہلے والد مرحوم کے آبائی سلسلہ کے کچھہ حالات لکھتا ہوں - اسکے بعد انکے نانا مولانا منور الدین مرحوم کا حال لکھونگا -

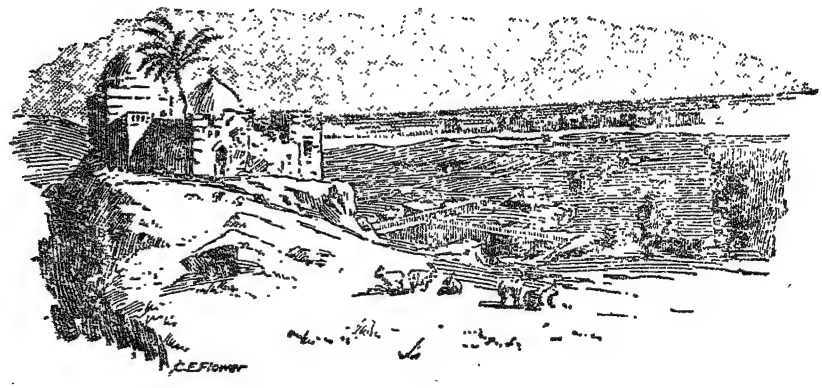

باب

حضرت شیخ جمال الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

والد مرحوم کے جدي سلسلۂ نسب میں سب سے پہلے جو بزرگ علم و طریقۃ میں سر برآوردہ ہوے ہیں ' وہ اُنکے دادا حضرت شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ ہیں - ان کے والد شیخ محمد محسن مرحوم تھے جن کے حالات آیندہ لکھونگا - لیکن حضرت شاہ محمد افضل کے مادري سلسلہ کے ایک مورث اعلی حضرت مولانا جمال الدین معروف بہ شیخ بہلول دھلوي ہیں ' جن کے حالات سب سے پہلے لکھتا ہوں - افسوس کہ شیخ موصوف کے تفصیلي حالات مجھے نہیں ملے - والد مرحوم نے بحوالۂ سیر الاصفیاء و مکتوبات حضرت شاہ عبد الحق محدث دھلوي و تذکیر الطالبین بتذکرۃ الصلحاء و الواصلین جو کچھہ لکھا ہے ' اس میں اصل حالات بہت کم ہیں اور زیادہ تر مناقب و فضائل کا تذکرہ ہے - تذکیر الطالبین میرے پیش نظر ہے - لیکن شاہ عبد الحق کے رسائل کا جو مجموعہ ارسال المکاتیب و الرسائل کے نام سے مشہور ہے ' اس میں شیخ موصوف کے حالات نہیں ہیں - شاید شاہ صاحب کے مکتوبات کا کوئي اور مجموعہ بھي ہو - بہر حال کتب مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وطن دھلي تھا ' اور عہد اکبري کے مشاہیر علماء اور اصحاب سلوک و طریقۃ میں سے تھے - سلوک و طریقۃ کي تکمیل حضرت شیخ محمد داؤد جہني رال رحمۃ اللہ علیہ کي خدمت میں کي تھي - اور علوم معقول و منقول میں سید رفیع الدین سلامي الشیرازي کے شاگرد تھے -

سید رفیع الدین شیرازي نویں صدي کے اعاظم محدثین اور کملاء روزگار سے ھیں ' اور بہ یک واسطہ ان کا سلسلۂ تلمذ حافظ ابن حجر عسقلاني تک پہنچتا ھے - وہ حافظ شمس الدین سخاوي کے شاگرد ھیں - حافظ سخاوي حافظ عسقلاني کے - معقولات کي تحصیل خود علامۂ جلال الدین دواني سے کي تھي - اخبار الاخیار میں لکھا ھے کہ ان کا خاندان شیراز میں اس درجہ محترم تھا کہ علامۂ دواني خود ان کے مکان پر آکر درس دیتے تھے - حافظ سخاوي نے ملاقات سے پہلے پچاس کتابوں کي تحریري اسناد بھیجدي تھیں ' اور لکھا تھا کہ آپ جیسے صاحب کمال کیلیے درس و تلقین ضروري نہیں - لیکن ان کے شوق علم نے اس پر قناعت نہ کي - خود قاھرہ پہونچے ' اور عرصے تک حافظ موصوف کي خدمت میں رھے - حافظ سخاوي نے ضوء اللامع في اعیان القرن التاسع میں ان کا مفصل ترجمہ لکھا ھے - اور اخبار الاخیار ' منتخب التواریخ ' روضۃ العلماء وغیرہ میں بھي حالات ملتے ھیں - سلطان سکندر لودھي کے زمانے میں ھندوستان آے ' اور اس کي عقیدت و ارادت اس طرح دامنگیر ھوئي کہ یہیں مقیم ھوگئے - سلطان سکندر سے لے کر سلیم شاہ تک تمام شاھان ھند ان کے خدمت گزار رھے - بڑے بڑے علماء وقت نے فن حدیث میں ان کي شاگردي کي - شاہ عبد الحق کے عہد سے پہلے ان اطراف میں فن حدیث کے درس و تدریس کا جسقدر چرچا ھوا ' وہ انھي کے قیام ھند کا فیضان ھے - ھمایوں کو جب شیر شاہ سے شکست ھوئي اور آگرہ آیا تو سید موصوف کے مکان پر جا کر طالب دعا ھوا - تذکرۃ الواقعات میں ھے کہ ایران جانے کا مشورہ سید موصوف ھي نے دیا تھا - ملا مبارک اور شیخ عبد النبي کے معرکوں میں یہ ملا مبارک کے مددگار رھے ' اور انھي کي اعانت و یاري سے ملا موصوف کو آگرہ میں رھنا نصیب ھوا - سال وفات سنہ ۹۵۴ ھجري ھے -

پس اس طرح گویا مولانا جمال الدین بہ دو واسطہ حافظ عسقلاني کے شاگرد تھے - مولانا موصوف دھلي میں رھتے تھے اور درس علوم نقلیہ

وعقلیہ میں استاد وقت تسلیم کیے جاتے تھے - علی الخصوص علوم دینیہ کی تدریس میں اپنا عدیل نہیں رکھتے تھے - درس و تدریس کے ساتھ ارشاد و طریقۃ کا سلسلہ بھی ان سے قائم و جاری تھا ' اور دور دور سے لوگ آکر فیضیاب صحبت ہوتے تھے - اس زمانے میں دار الحکومت آگرہ تھا - لیکن علم و اصحاب علم کا مرکز ہمیشہ دہلی مرجوم ہی رہتی - علی الخصوص وہ علماء حق جو دربار شاہی کے تعلقات کی ابتلاؤں سے بچنا چاہتے تھے اور حرص و طمع دنیا کی آلودگی سے پاک دامن تھے ' اس گوشۂ علم کے سکون کو دار الحکومت کے شور و غوغا پر ترجیح دیتے تھے - حضرت شاہ عبد الحق محدث کہ اسی عہد میں تھے فرماتے ہیں :

حقی از گوشۂ دہلی نہ نہم پا بیرون
خود گرفتیم کہ ملک گجراتم دادند !

لیکن جب خاندان مبارک کو دربار حکومت میں عروج ہوا اور دربار شاہی کی مذہبی حالت دگرگوں نظر آئی ' تو ہندوستان سے قطع تعلق کر کے مکہ معظمہ چلے گئے - اس سفر کا سبب تذکرۃ الواصلین میں یہ لکھا ہے کہ " جب بعض علماء عصر نے اکبر کے امام وقت ہونے کا محضر تیار کیا اور تمام علماء دار الحکومت نے اس پر مہریں کیں ' تو وہ محضر دہلی میں بھی آیا اور ان سے تصدیق و امضاء کے لیے کہا گیا - لیکن انہوں نے یہ کہکر انکار کردیا کہ جسقدر ہوچکا ہے کافی ہے - ہم فقیروں اور گوشہ نشینوں کو کیوں تکلیف دیجاتی ہے ؟ اگر ایسا ہی ہے تو تمام علماء ہند سے استصواب کرلیا جاے - اس کے بعد جب علماء مشرق نے پادشاہ کے برخلاف فتوی دیا ' اور لکھا کہ اکبر شریعت سے منحرف ہوگیا ہے تو بعض علماء دہلی کی نسبت دربار حکومت کو شبہ ہوا کہ علماء مشرق سے نامہ و پیام رکھتے ہیں - انہی میں مولانا موصوف بھی تھے - جب حالات روز بروز مخدوش ہونے لگے تو انہوں نے حج کا ارادہ کیا ' اور اپنے تلامذہ و مریدین کی ایک جماعت ساتھ لیکر مکہ معظمہ چلے گئے " انتہی -

لیکن حضرت شیخ محمد داؤد کے حالات میں لکھتے ھیں کہ " بعض علماء وقت خصوصاً شیخ الاسلام مولانا عبد اللہ سلطانپوري کو حضرت شیخ سے سخت حسد و عناد تھا - سبب اسکا یہ تھا کہ شیخ موصوف پر میر سید محمد جونپوري رحمۃ اللہ علیہ کي نسبت منکشف ھوا تھا کہ وہ کبار اولیاء اللہ اور صاحبان مدارج و مقامات علیہ میں سے ھیں ' اور ان کے احوال و مقامات کي نسبت لوگوں کو بوجہ قصور فہم دھوکا ھوا ھے - جو علماء وقت ان کي تکفیر و تضلیل کے درپے ھیں سخت غلطي کر رھے ھیں - یہ بات بعض علماء دربار پر سخت گراں گذري کیونکہ وہ برابر طائفۂ مہدویہ کے قتل و تعزیر میں کوشاں رھتے تھے ' اور اس دار وگیر میں بڑے بڑے فقراء و اھل اللہ کي اذیت و مصیبت کا باعث ھوے تھے - جب بعہد سلیم شاہ مولانا عبد اللہ کے ایما و سعي سے شیخ عبد اللہ نیازي اور ان کي جماعت کے فقراء مبتلاے محن ھوے تو حضرت شیخ نے فرمایا کہ ان مظلوموں کا خون عنقریب رنگ لاے گا ' اور افغانیوں کي حکومت زیادہ عرصے تک باقي نہیں رھیگي - یہ بات مشہور ھوي تو معاندین نے حضرت شیخ کو بھي مہدویۃ سے متہم کیا اور بہت کلفت و تعب کا باعث ھوے - یہ حال دیکھکر مولانا جمال الدین نے ایک کتاب تحریر کي اور اس میں دلائل و شواھد قاطعہ سے ثابت کیا کہ حضرت سید محمد جونپوري کي ولایت حق ھے لیکن ان کے مہدي موعود ھونے کا اعتقاد باطل ھے ' اور ھماري جماعت کو اس اعتقاد باطل سے متہم کرنا مخالفین کا عناد اور منکرین کي شقاوت ھے - اس کتاب کے مطالعہ سے اگرچہ ارباب حق و صلاح کو اطمینان خاطر بہم پہنچا - لیکن معاندین کا خلاف و عناد اور بڑھ گیا - با ایں ھمہ حق تعالی ناصر و یاور تھا - اس لیے کوئي گزند نہ پہنچا سکے ' اور بالاخر تمام مخالفین کو شرمساري و خواري نصیب ھوئي " انتہی -

بہر حال خواہ اکبر کے محضر امامت کا معاملہ ھو ' خواہ اتہام مہدویۃ کا ' یہ دونوں معاملے ایسے تھے جن کي وجہ سے بلاشبہ شیخ موصوف پر

هندوستان میں رهنا دشوار هوگیا هوگا - چنانچه انهي اسباب سے ترک وطن پر مجبور هوے ' اور مکه معظمه چلے گئے - صاحب تذکرہ لکھتے هیں که چند سالوں کے بعد خان اعظم مرزا عزیز کوکلتاش حج کے لیے گئے - ان کو مولانا موصوف سے نہایت درجه حسن اعتقاد تھا - سخت اصرار و التجا کرکے اپنے همراہ هندوستان واپس لے آے - لیکن عمر نے وفا نه کي - دهلي پہنچنے کے چند ماہ بعد انتقال کرگئے - گویا قضا کو اسي کا انتظار تھا :

آخر گل اپني صرف در میکده هوئي
پہنچي وهیں یه خاک جہاں کا خمیر تھا !

اگر شیخ موصوف معضر امامت کے واقعه کے بعد مکه معظمه تشریف لے گئے هیں تو یه واقعه سنه ۹۸۷ میں هوا تھا - خان اعظم دربار اکبري کي مذهبي بے قیدیوں اور بدعتوں سے بگڑکر سنه ۱۰۰۰ میں مکه معظمه گئے اور سنه ۱۰۰۲ میں واپس آئے ' اور شیخ کي واپسي انهي کي معیت میں هوئي - اس سے معلوم هوتا هے که کم و بیش بارہ تیرہ برس تک وهاں قیام رها - اتنے عرصۂ دراز تک وهاں بے نیازانه مقیم رہ جانے سے ثابت هوتا هے که شیخ موصوف کا حال عهد اکبري کے ان دنیا پرست عالموں سے کس درجه مختلف تھا ' جو پہلے تو دربار شاهي سے روٹھکر خانۂ خدا کا رستہ لیتے ' لیکن جب حرص دنیا چین سے بیٹھنے نه دیتي تو تھوڑے هي دنوں کے بعد هندوستان کي طرف دیوانه وار دوڑتے ' اور اسي گھرکو پیٹھه دکھاتے جس کے لیے دنیا کو پیٹھه دکھائي تھي :

رنجیده میروي ز سرکوی او سلیم
چون مي شود نیاید اگر از قفا کسے ؟

ملا عبد الله سلطان پوري مخدوم الملک اور شیخ عبد النبي صدر کو خود اکبر نے مکه معظمه بھجوایا ' لیکن پورے تین سال بھي وهاں نه ٹک سکے - پھر اسکا جو نتیجه نکلا معلوم هے :

پھرتے هیں داد خواہ ترے حشر میں خراب
تو پوچھتا نہیں ' تو کوئي پوچھتا نہیں !

منتخب التواریخ ایک مرقع ہے، جس میں اس عہد کے تمام ارباب عمائم و اصحاب خرقۂ و سجادہ کی تصویریں اپنے اصلی بھیس میں نظر آ جاتی ہیں، اور دیکھکر عبرت ہوتی ہے کہ بڑے بڑے مدعیان علم و زہد کو بھی دنیا پرستی نے چین سے بیٹھنے نہ دیا، اور راہ حق پرستی میں استقامت نصیب نہ ہوئی - البتہ اہل حق و ثبات سے کوئی زمانہ خالی نہیں رہسکتا اگرچہ قلیل و غریب ہوں - حتی یاتی امر اللہ و ہم غالبون - عہد اکبری بھی ان سے خالی نہ تھا، مگر خال خال تھے، اور اپنے اپنے گوشوں میں سر بزانو - ایسے ہی مخصوص بزرگوں میں سے حضرت شیخ جمال الدین بھی تھے کہ مدۃ العمر دربار شاہی کے علائق سے کنارہ کش رہے، اور علم حق کی عزت کو متاع دنیا کے معاوضہ میں تاراج کرنا گوارا نہ کیا - جب دیکھا کہ زمانہ کی حالت دگرگوں ہوگئی ہے اور وقت کی حکومت دنیا سازوں اور دین بازوں کے قبضے میں چلی گئی - حتی کہ گوشہ نشینوں کے لیے بھی امن باقی نہ رہا، تو ترک وطن پر آمادہ ہوگئے، اور ہندوستان ہی کو چھوڑ دیا :

دامن اس کا تو بھلا دور ہے اے دست جنوں
کیوں ہے بے کار، گریباں تو میرا دور نہیں !

ارباب صدق و صفا ہمیشہ قید وطن و دیار سے آزاد رہے ہیں - خدا کی ساری خدائی ان کا وطن اور ساری زمین ان کا گھرانا ہے - جن بے نیازان دنیا و نیازمندان حق کو وطن میں رہکر بھی ناز و نعمت دنیوی کے مزے نہیں لوٹنے ہیں، بلکہ اپنی بوریاے فقر پر قانع رہکر علم و حق کی خدمت و چاکری ہی کرنی ہے، ان کے لیے دنیا کے کسی ایک گوشے میں کیا دھرا ہے جو دوسرے گوشے میں میسر نہیں آئیگا ؟ وہ جہاں کہیں بھی رہینگے دو گز زمین اور ایک پھٹی چٹائی مل ہی جائیگی - انکے علم و حق کی جنس تو وہ متاع عالمگیر ہے، جس کے لیے خدا کی ساری دنیا روز بازار کا حکم رکھتی ہے - وہ اپنی جھولی میں حق و صداقت کا تخم رکھتے ہیں -

ان کو لیکر جس سرزمین میں جا نکلینگے ' اپنی فصل و کاشت خود تیار کرلینگے :

لا تقل دارها بشرقي نجد
کل نجد للعامرية دار !

صاحب تذکرہ لکھتے ھیں کہ ناصر الملک پیر محمد خان خانخانان اور خان اعظم کوکلتاش کو حضرت شیخ جمال الدین سے بہت عقیدت تھی - بارھا انھوں نے چاھا کہ مال و جاہ دنیوی میں سے کچھہ قبول کریں لیکن ھمیشہ انکار کیا ' اور فرمایا کہ گھر بناتے ھوے ڈرتا ھوں ' کہیں دل نہ ویران ھو جائے - عرفی نے کیا خوب کہا ھے :

من از فریب عمارت گدا شدم ' ورنہ
ھزار گنج بہ ویرانۂ دل افتادست

فصل

جن واقعات کی طرف صاحب تذکرہ نے بہ ضمن اسباب سفر مکہ اشارہ کیا ھے ' یہ عہد اکبری کے مشہور واقعات ھیں ' تاھم مناسب ھوگا کہ مختصر تشریح کردی جاے -

اکبر کی امامت کے محضر کا حال یہ ھے کہ شیر شاہ اور سلیم شاہ کے زمانہ میں دنیا پرست عالموں کی کثرت و طاقت نے ملک کے امن و سکون کو تہ و بالا کر رکھا تھا ' اور علی الخصوص اھل اللہ اور ارباب حق پر انھوں نے اپنے غرور دنیا اور نشۂ حکومت و ریاست میں بڑے بڑے مظالم و شدائد کیے تھے - جس کسی کو طلب دنیا سے مستغنی اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں سرگرم دیکھتے ' اپنی دنیا پرستیوں کا حریف سمجھکر مخالف ھو جاتے ' اور کوئی نہ کوئی الزام تراش کر فتنۂ و مصائب میں مبتلا کردیتے - اکبر کے ابتدائی عہد تک یہی حال رھا - ان علماء حکومت میں دو شخصوں نے بہت بڑا عروج دنیاوی پایا تھا - مخدوم الملک

ملا عبد الله سلطانپوري اور شيخ عبد النبي صدر الصدور (۱) انهي لوگوں کے ظلم و تعصب کا ایک قتیل خاندان ملا مبارک بهي تها ' اور ملا موصوف

---

(۱) بعض خوش اعتقاد بزرگوں کا خیال هے که ملا عبد النبي اور مخدوم الملک کي نسبت ملا عبد القادر بدایوني نے منتخب التواریخ میں جو کچهه لکها هے اسکو ملا صاحب کي نکته چین طبیعت کي بے اعتدالیوں اور معاصرت کے تعصب پر محمول کرنا چاهیے - لیکن ان بزرگوں کو معلوم نهیں که ملا بدایوني کے علاوه اوس عهد کے دیگر وقائع نگار بهي اس بارے میں متفق هیں ' اورگو بدایوني کي طرح بے پرده و بے باکانه لکهنے کو شیوۂ حزم و احتیاط و تهذیب نگارش کے خلاف سمجهتے هیں ' مگر اصلیت کا صاف اقرار کرتے هیں - شاه عبد الحق محدث دهلوي سے بڑهکر محتاط و پرده پوش راوي کون هوگا ؟ اخبار الاخیار میں به ضمن حالات شیخ عبد القدوس گنگوهي (که شیخ عبد النبي کے جد امجد تهے) لکهتے هیں : " یکے از نبائر او شیخ عبد النبي بود که تحصیل بعضے علوم رسمیه نموده در جواني متوجه حرمین شد - و پیش بعضے از فقهاء مکه برخی از حدیث نبوي برخواند (الفاظ پر غور کرو پیش فقها لکهتے هیں نه که پیش محدثین اور اسپر بهي " برخی ") بعد ازاں بوطن عود کرد و به تزهد و تقشف منسوب شد - با پدر و اعمام به جهت مسئلۂ توحید و سماع در افتاد ' و لاجرم باعث ایذا و کلفت بسیار شد - و این باعث شهرت او گشت - پادشاه وقت صدرے میخواست که بصفت علم و دیانت متصف باشد - به توسط بعضے اسباب و وسائل بر مسند صدارت نشست - شهرت و عزت زیاده از استحقاق داشت - چوں منصب صدارت یافت و درین امر کوس استقلال و استبداد زد ' و از مال و جاه و اعتبار زیاده از آنچه گفته شود نصیب او شد ' بادشاه را (یعني اکبر را) به وے اعتقاد عظیم پیدا شد ' و مردم بسبب آن در نظر اعتبارش بحقارت در آمدند - با اشراف و افاضل کمتر از مراتب ایشان سلوک مي نمود ' و هرکه به مزاج او راست نه شد و به معیار قبول او تمام نیامده ' محروم ماند - بعد از مرور سنین مزاج سلطنت بسبب بعضے حوادث (یعني علماء سوء کي بدعملیوں کي پرده دري اور خاندان مبارک کا عروج اور دربار شاهي میں حکمت جدیده و مذهب تحقیقي کا شیوع) با وے منحرف شد و از منصب صدارت معزول گشت - اورا و ملا عبد الله سلطانپوري را

کے تبحر علمي ' فقر و استغناء ' اور بے باکانہ امر بالمعروف کي سرگرمیوں سے وہ سخت عاجز آ گئے تھے - ایک عرصہ کے بعد جب حالات بدلے اور ملا مبارک

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷)

کہ دانشمند بود و مقدم و رئیس ' و از زمان افغانان تا این زمان معتبر و معزز و ملقب بہ مخدوم الملک و بحزم و متانت و تجارت امور و جمع اموال موصوف بود (شاہ صاحب کسطرح پردے پردے میں سب کچھہ لکھہ رہے ھیں) بہ مکہ فرستادند ' و ھر دو را کہ مدتہا باھم منازع و مخالف بودند ' بصورت رفیق یکدیگر ساختہ بجانب آن بقعہ شریف روان کردند - اما باوجود آن ھرگز میان ایشان نہ در اثناے طریق و نہ در آن مقامات شریفہ اتفاق و رفع کدورت صورت بست - آخر بے صبري نمودہ رجوع نمودند و فائدہ نکرد **** الخ "

شاہ صاحب نے جو کچھہ لکھا ھے اس سے زیادہ بدایوني نے کونسي بات لکھي ھے ؟ البتہ شاہ صاحب تہذیب نگارش و طریق احتیاط و عفو پر نظر رکھکر پردے پردے میں لکھتے ھیں' اور بدایوني اپنے جوش حق گوئي و اضطراب راست بیاني میں کسي بات کي پروا نہیں کرتے - شاہ صاحب نے مخدوم الملک کي نسبت صرف اسقدر اشارہ کردیا ھے کہ " بہ جمع اموال موصوف بود " اور یہ بس کرتا ھے ' لیکن بدایوني سے اس اشارے کي شرح مانگتي ھے کہ انکے آبائي گھر میں بڑي بڑي پختہ قبریں تھیں - مشہور کر رکھا تھا کہ ھمارے بزرگوں کي قبریں ھیں - مرنے کے بعد حکم شاھي سے کھودي گئیں تو بزرگوں کي لاشیں تو نہ ملیں مگر سونے کي اینٹیں نکلیں ' اور فی الحقیقت چاندي سونے ھی کو علماء دنیا پرست کي بزرگي و پیشوائي پہنچتي ھے - سنہ ۹۹۰ کے حالات میں لکھتے ھیں - " مخدوم الملک در احمد آباد درگذشت - قاضي علي از فتح پور بجہت تحقیق اموال او نامزد شدہ بہ لاھور آمد ' و چنداں خزائن و دفائن پدید گشت کہ قفل شمار آنرا بہ کلید وھم نتوان کشاد ! ازان جملہ چند صندوق خشت طلا از گور خانۂ مخدوم الملک کہ بہ بہانۂ اموات دفن کردہ بود ' ظاھر شد - و انچہ پیش مردم ماند عدد آنرا جز آفریدگار کس نداند ' و آن ھمہ خشتہا با کتب وے کہ نیز حکم خشت داشت (!) داخل خزانہ عامرہ گردید - الخ "
(جلد دوم صفحہ ۳۱۱)

مي کشیدم مئے و سجادۂ تقوی بر دوش !
آہ اگر خلق شود آگہ ازین تزویرم !

کے خاندان کو عروج ہوا تو انہوں نے ان لوگوں کے زور کو توڑنا چاہا ' اور اسکي تدبیر یہ نظر آئي کہ مذہبي تعصب کي شدت کو کسي طرح کم کیا جاوے - چنانچہ حکمۃ و تحقیق جدید کے نام سے آزاد خیالي و مطلق العناني کي ہوائیں چلنے لگیں - لیکن افسوس کہ مرض کو دور کرنے کیلیے ایسا نسخہ تجویز کیا گیا جو آگے چلکر ایک دوسرے مرض کي تولید کا باعث ہوگیا - پہلے افراط تھي تو اب تفریط ہوگئي - پہلے تعصب و اوہام تھے ' تو اب انکي جگہ الحاد و بے قیدي نے نشو و نما پائي ' اور تاریخ مذہب کے ہر گذشتہ دور کي طرح اس دور میں بھي افراط و تفریط کي دو جماعتیں پیدا ہوگئیں - پہلي جماعت علماء دنیا پرست اور متعصبین جاہلین کي تھي' جو اپني ہوا پرستیوں اور تعصب و جہالت سے اصل مذہب کو بدنام کر رہے تھے - دوسري جماعت انکے مد مقابل مدعیان تحقیق جدید و اجتہاد فکر کي تھي' جنہوں نے حکمت و دانشمندي اور مذہب عقلي و طریق حکیمانہ کے نام سے الحاد و بے دیني اور اباحت و بے قیدي کي گرم بازاري کر رکھي تھي ' اور اہل حق و اقتصاد کا طریق ان دونوں سے الگ تھا - وہ جسطرح پہلي جماعت کے تسبیح زور اور خرقۂ سالوس سے بیزار تھے ' اسي طرح دوسري جماعت کے فریب عقل اور فتنۂ دانش و آزادي سے :

ازان دعوی بہ شیخ و برہمن ماند
کہ ہر یک داورے را مي پرستند !

یہي صورت حال آج بھي درپیش ہے - مذہب کے دکانداروں نے جہل و تقلید اور تعصب و ہوا پرستي کا نام مذہب رکھا ہے ' اور روشن خیالي و تحقیق جدید کے عقل فروشوں نے الحاد و بے قیدي کو حکمت و اجتہاد کے لباس فریب سے سنوارا ہے - نہ مدرسہ میں علم ہے ' نہ محراب مسجد میں اخلاص ' اور نہ میکدے میں رندان بے ریا - ارباب صدق و صفا ان سب سے الگ ہیں' اور سب سے پناہ مانگتے ہیں - ان کي راہ دوسري ہے :

ہم کعبۂ و ہم بتکدہ سنگ رہ ما بود
رفتیم و صنم بر سر محراب شکستیم !

عہد اکبری میں بھی ارباب حق و صفا کا جو گروہ تھا ' وہ ان دونوں سے الگ تھا ' اور چونکہ دربار شاہی پر بدبختانہ یکے بعد دیگرے انہی دو گروہوں کا تسلط رہا ' اسلیے انکو طرح طرح کے مصائب و آلام سے دوچار ہونا پڑا - حضرۃ شیخ جمال الدین بھی اُنہی لوگوں میں سے تھے - خاندان ملا مبارک (یعنی ابو الفضل و فیضی) نے مولویوں کا زور توڑنے کے لیے ایک تدبیر یہ کی کہ سنہ ۹۸۷ میں اپنے والد ملا مبارک سے ایک محضر طیار کرایا - مضمون یہ تھا کہ " پادشاہ خلیفۃ الزمان اور امام عہد واجب الاطاعت ہے ' اور اسکو حق پہنچتا ہے کہ مسائل مختلف فیہا میں حسب ضروریات وقت اجتہاد کرے ' اور اسکا اجتہاد واجب العمل ہے " اصلاً تو یہ بات ٹھیک تھی - فی الحقیقت خلیفۂ وقت و ارباب حل و عقد و اصحاب شوری کو ہر عہد و دور میں حق اجتہاد حاصل ہے ' اور اسی کے سد باب نے تاریخ اسلام کے تمام مصائب کی بنیاد ڈالی - مگر مصیبت یہ تھی کہ اکبر بالکل مذہب سے بے خبر تھا ' اور اسکے مشیروں کا رنگ دوسرا تھا - نتیجہ یہ نکلتا (اور نکلا کہ) پادشاہ کی امامت و اجتہاد ' بے قیدی و الحاد کا ایک محکم ذریعہ بن جاتی ' اور بالآخر بنی - اسلیے ضرور تھا کہ علماء حق کو اس محضر کے قبول کرنے میں سخت تامل ہو -

لیکن حکومت کے زور کے آگے کس کی چلتی ہے ؟ علماء سوء نے اپنی بد اعمالیوں سے اپنا اثر پہلے ہی کھودیا تھا - مجبوراً سب کو دستخط کرنے پڑے - سب سے پہلے اُنہی گردن کشوں نے سر جھکایا جنکی رگ گردن سب سے زیادہ موٹی تھی ' اور جسکی فصد کھولنے کیلیے یہ نشتر تیز ہوا تھا ' یعنی ملا عبد النبی صدر اور مخدوم الملک نے - پھر قاضی القضاۃ جلال الدین ملتانی اور شیخ عبد الحی مفتی وغیرہ سب نے بلا چون و چرا اپنی اپنی مہریں ثبت کردیں ' اور علماء دربار میں سے کسی کو انکار و تامل کی جرأت نہ ہوئی - ملا عبد القادر بدایونی سنہ ۹۸۷ کے وقائع میں لکھتے ہیں :

" درین ایام محضرے بخط و مہر مخدوم الملک و شیخ عبد النبی صدر الصدور و قاضی جلال الدین ملتانی کہ قاضی القضاۃ بود ' و صدر جہاں

مفتي کل ' و شيخ مبارک که اعلم علماء زمان بود ' و غازي خاں بدخشي که در علم معقول بے نظير بود ' در باب تفضيل امام عادل مطلقاً بر مجتهد ' و تجويز ترجيح او روايت مرجوحه را در مسئلهٔ مختلف فيها درست کردند * * * * سخن در آن باطناب کشيد * * * * با لاخر بعضے بطوع و بعضے بکره بر آن محضر مهرها کردند " (جلد دوم صفحـــه ۲۷۰)

هم بڑي چيز سمجھتے تھے پہ ميخانے ميں
نکلا ايک جام کي قيمت بھي نہ ايماں اپنا !

الله الله ! کيا انقلاب وقت ھے ! يہ وھي مہريں ھيں جو کبھي علماء حق کي تکفير و تضليل کے فتووں پر ثبت ھوتي تھيں اور انکے قتل و سلب کے فرامين کا دامن سياہ کرتي تھيں - آج ايک آن پڑہ نوجوان کي امامت و اجتہاد کي تصديق کر رھي ھيں ' تاکہ يہ مصدقہ امامت کل کو خود انہي کے آگے آئے ' اور اپنے پہلے ھي جھونکے ميں انکي شيخ الاسلامي اور مذھبي فرمانروائي کا چراغ غرور گل کردے !

نہ لپٹيں نہ ھوں قتل ' انصاف يہ ھے
کہ ھم خود بد آموز قاتل ھوے ھيں !

افسوس ! ھر عہد اور ھر دور ميں جسقدر بربادياں ھوئيں ' علماء سوء ھي کے ھاتھوں ھوئيں - وقت اور زمانے کي شکايت بے سود ھے :

تا کي ملامت مژهٔ اشکبار مـــن ؟
يک بارهم نصيحت چشم سياه خويش !

سچ يہ ھے کہ عہد اکبري کے تمام فتنهٔ و فساد کے اصلي ذمہ دار يہي علماء عبيد الدنيا ھيں ' نہ کہ ابو الفضل و فيضي - حضرة شيخ احمد سرھندي رحمة الله عليه اسي عہد کي نسبت اپنے مکاتيب ميں بار بار لکھتے ھيں " ھر فتورے کہ دريں زمان در ترويج ملت و دين ظاھر گشته ' از شومي علماء سوء است کہ في الحقيقت شرار مردم و لصوص دين اند - اولائك حزب الشيطان - الا ان حزب الشيطان هم الخاسرون " اکبر نے تمام خاملين

مذهب کا یہ حال دیکھا تو سرے سے مذهب هي کو خیرباد کہدینا چاها - خود ابو الفضل و فیضي کو بهي انهي لوگوں نے اپني هوا پرستیوں اور ظلم و عدوان کے نمونے دکھلاکر اس طریقه میں آنے کي دعوة دي تهي، جسکي بے اعتدالیاں دیکھه دیکھه کر وہ خود بهي متاسف هوتے هونگے که مقصود کیا تها اور کیا سے کیا هوگیا ؟ آنهوں نے علماء سوء کے غرور و پندار کا بت توڑنے کیلیے ایک دوسرا بت طیار کیا ' جسکا نام اکبر تها - لیکن آگے چلکر خود اسي بت کي پرستش شروع هوگئي - فیضي نے اگر علماء وقت کي نسبت یه کہا تها تو کیا غلط کہا تها ؟

زباں کشیدہ بدار القضاء عجب و ریا
شہود کـــذب ز دعوا گـران ایمـــاني
اگر حقیقت اسلام در جہان اینست
هزار خنـــدۂ کفرست بر مسلماني !

دار الحکومت کے علماء دربار نے جب اس محضر کي تصدیق کردي تو ضرورت هوئي که ملک کے سر برآوردہ علماء کو بهي قابو میں لایا جاے - دار الحکومت کے بعد سب سے بڑا مقام دهلي تها ' اور مرکز علم هونے کے اعتبار سے اسپر فائق - وهاں کے اصحاب درس و تدریس میں مولانا شیخ جمال الدین ممتاز تهے - معلوم هوتا هے که اسي محضر پر دستخط کرنے کیلیے شیخ موصوف کو مجبور کرنا چاها ' لیکن جیسا که اوپر گذرچکا دربار کي طاقت اور علماء وقت کا اجتماع انکو مرعوب نه کرسکا ' اور صاف انکار کردیا - شیخ موصوف کي زندگي کا یه واقعه نہایت اهم هے ' اور اس سے اُن کي حق پرستي اور بے لوث زندگي کا اندازہ کیا جاسکتا هے - اس محضر پر دستخط نه کرنا گویا اپني زندگي سے هاتهه دهونا تها ' اور دربار وقت کو اپني مخالفت کا یقین دلانا - یه وہ پرشور و نازک وقت تها که بڑے بڑے دعویداروں کے قدم ڈگمگا گئے تهے ' مگر سچ یه هے که الله تعالی قیام حق کیلیے جن اهل الله کا شرح صدر کردیتا هے ' اُنکي استقامت کو کوئي طاقت متزلزل نہیں کرسکتي الا ' ان اولیاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون !

فصل

دوسرا واقعہ جسکي طرف صاحب تذکرہ نے اشارہ کیا ہے ' وہ معاملہ ہے جو حضرۃ شیخ داؤد اور مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوري میں ہوا تھا - مناسب ہوگا کہ اسکي مختصراً تشریح کردي جاے - شیر شاہي و سلیم شاہي عہد کے اکابر اولیاء اللہ میں سے ایک بزرگ شیخ داؤد جہني وال تھے - انکے آباء کرام عرب سے ہندوستان آئے اور ملتان میں قیام کیا - انکي ولادت وہیں ہوئي ' لیکن ایک عرصے کے مجاہدات و ریاضات کے بعد جب ہدایت او رشاد خلق اللہ کي طرف توجہ ہوئي تو موضع جہني علاقۂ لاہور میں گوشہ نشیني اختیار کرلي ' اور اپني پاک نفسي اور قوۃ رباني کے جاذبہ سے ہزاروں لاکھوں طالبان حق کے دلوں کو کھینچ لیا - یہ اُس عہد پر فتن و فساد کے اُن مخصوص بزرگان حق میں سے ہیں جو مدۃ العمر اپني بوریاے فقر پر قانع و منقطع رہے اور دنیاے فاني کي دلفریبیاں کبھي انکي جمعیۃ خاطر کو پراگندہ نہ کرسکیں - منتخب التواریخ ' اخبار الاخیار ' تذکرۃ الواصلین ' طبقات اکبري ' روضۃ العلماء وغیرہ میں انکے مفصل حالات درج ہیں ' اور سب یک زبان ہوکر لکھتے ہیں کہ اعلان حق اور امر بالمعروف میں تیغ بے نیام تھے ' اور کسي حال میں اپنے تئیں وعظ و نصیحت اور تذکیر و ارشاد حق سے معاف نہیں رکھتے تھے - علی الخصوص اُن عالمان بے عمل اور صوفیان ریا کار سے سخت بیزار تھے جو حب جاہ اور عشق مال و متاع دنیوي میں سرگشتۂ و ہلاک ہوگئے ' اور ادعاء علم و مشیخت کو اپني دکان آرائي اور دنیا طلبي کا وسیلہ بنالیا - اکثر کہا کرتے تھے کہ جن علماء نے پادشاہوں اور امیروں کو اپنا قبلۂ و کعبہ بنالیا ہے ' ان سے وہ مکھي ہزار درجہ افضل ہے جو نجاست پر بیٹھتي ہے - پھر یہ رباعي پڑھتے :

آن کس کہ ز غوغا نہ رہد واے بر و
بر خلق جہان دل بدہد ' واے بر و

در دست فقیر نیست نقدے جز وقت
آن نیز گر از دست دهد ' وائے برو!

علماء سوء اور بندگان دنیا کي مخالفت و برهمي کیلیے اس سے بڑھکر اور کیا بات هو سکتي هے که ایک درویش شکسته حال اپني پھٹي چٹائي پر بیٹھکر اُنکے اُس جاہ و جلال دنیوي کو نظر حقارت سے دیکھے جو دین فروشي کے بدلے حاصل کیا گیا هے ؟ اور آلودگیوں اور آلائشوں کے جن دھبوں کو انھوں نے نقش و نگار عزت سمجھکر اپني آستین و دامن میں جگه دي هے ' انکو ناپاکي کا داغ اور نجاست کا دھبه بتلاے ؟ هر دور اور هر زمانے میں یهي چیز هے جس نے فقہاء دولة اور علماء دربار کو فقراء حق کا دشمن بنادیا هے ' اور پھر اس مخفي کینۂ و حسد کو کام میں لانے کیلیے طرح طرح کے نام نہاد مذهبي الزام و حیل پیدا کرلیے گئے هیں - چونکه پادشاه اور عوام دونوں ان لوگوں کے قبضے میں هوتے هیں ' اسلیے جب چاهتے هیں پولیٹیکل خطره دکھلا کر پادشاه وقت کو ' اور مذهبي الزام تراش کر عوام کو بھڑکا دیتے هیں - سلیم شاه کے عهد میں جب مخدوم الملک شیخ الاسلامي کي مسند حکومت پر متمکن هوے ' اور اهل الله اور داعیان حق کي ایذا و هلاکت پر کمر باندھي ' تو حضرة شیخ داؤد پر بھي نظر پڑي - انھوں نے اپنے جوش حق گوئي میں بارها مخدوم الملک وغیره علماء دربار کو دنیا طلبیوں اور فقراء حق کي مخالفتوں پر ملامتیں کي تھیں - اب اسکا انتقام لینا چاها ' اور چونکه یه دوسرے دنیا طلب مشائخ کي طرح انکي شیخ الاسلامي کے آگے نہیں جھکے تھے اسلیے اور زیاده برسر مخالفت هوگئے - بدایوني منتخب التواریخ میں لکھتے هیں که جس زمانے میں مخدوم الملک نے بعض اکابر اهل الله کو طرح طرح کے فتنے اٹھاکر قتل کرایا تو انکي طرف بھي مخالفانه عزم سے متوجه هوے ' اور گوالیار سے سلیم شاه کا فرمان بھجواکر طلب کرایا - یه تنہا ایک دو خادموں کو لیکر روانه هوے اور گوالیار سے باهر ملاقات هوئي ' لیکن شیخ کو دیکھکر اور انکي باتیں سنکر بہت متاثر هوے اور کہا که " ازین روے دروغ نیاید " شیخ نے چند کلمے وعظ و نصائح کے فرماے ' اور عزت و احترام

کے ساتھہ واپس کردیے گئے - بدایونی نے واضح طور پر نہیں لکھا ھے کہ مخدوم الملک نے انپر بظاھر الزام کیا لگایا تھا ' اور وجہ مخالفت و طلبی کیا قرار دی تھی ؟ ملاقات کی گفت و شنود لکھتے ھوے صرف اسقدر لکھا ھے :

" بعد از حرف و حکایت پرسیدند کہ تقریب طلب فقراء منقطع چہ بود ؟ مخدوم الملک گفتہ کہ مریدان شما را شنیدم کہ در وقت ذکر گفتن یا داؤد یا داؤد می گویند - جواب دادند کہ مگر اشتباہ در سماع رفتہ باشد - والا ایں جماعۃ ظاھراً یا ودود یا ودود می گفتہ باشند " - (جلد سوم صفحہ ۳۲)

بظاھر یہ بات تو کچھہ وقیع معلوم نہیں ھوتی ' لیکن عجیب بھی نہیں - اس گروہ کے مکر و حیل کے کاروبار بہت وسیع و پیچیدہ ھیں - عجب نہیں کہ اسی راہ سے مصیبت میں پھنسادینے کا قصد ھو ' اور " یا ودود " کو " یا داؤد " بناکر فتنہ اُٹھانا مقصود ھو - لیکن تذکرۃ الواصلین کی تصریح سے معلوم ھوتا ھے کہ شیخ پر مہدوی ھونے کا بھی گمان کیا گیا تھا ' اور مخدوم الملک نے اسی کو بناے مخالفت و فتنہ انگیزی قرار دیا تھا - اتنی اصلیت اسمیں ضرور تھی کہ وہ سید محمد جونپوری کی ولایت و بزرگی کے معترف تھے ' اور مولانا جمال الدین نے اسکے اثبات میں ایک کتاب بھی لکھی تھی - اس کتاب میں اگرچہ مہدویۃ کے عقائد کو باطل قرار دیا تھا ' لیکن خود سید محمد جونپوری کی علانیہ حمایت کی تھی - علاوہ بریں حضرۃ شیخ عبد اللہ نیازی اور شیخ علائی کے واقعہ میں بھی انکی راے مخدوم الملک وغیرہ علماء دربار کے موافق نہ تھی اور جو سلوک ان دو بزرگوں کے ساتھہ کیا گیا اسکو سخت ظلم و فساد قرار دیتے تھے - اخبار الاخیار کے ایک اشارے سے بھی اس کی کچھہ کچھہ تصدیق ھوتی ھے - یہ الزام اُس وقت کے حالات کے لحاظ سے واقعی ایسا الزام تھا کہ اگر چل جاتا تو شیخ کیلیے بھی وہ جام شہادت طیار تھا ' جو مخدوم الملک کے ھاتھوں بعض دیگر اھل اللہ کو پینا پڑا -

فصل

شرح اس اجمال کي یه هے که اُس زمانے میں مهدوي فرقه کا نیا نیا چرچا هر طرف پهیلا هوا تها ' اور علماء دربار کے لیے اس فرقه کے قتل و سلب اور تکفیر و تضلیل کا مشغله سب سے زیاده دلپسند اور کامیاب مشغله تها - ان لوگوں کو هر زمانے میں اپني دلبستگي و حکمراني کیلیے فرقه آرائي اور جنگ و قتال مسلمین کا کوئي نه کوئي مشغله ضرور ملنا چاهیے - اسوقت کے مناسب حال اس سے بڑهکر اور کوئي مشغله نهیں هو سکتا تها -

یه فرقه سید محمد جونپوري کي طرف منسوب هے ' جنکي نسبت بیان کیا جاتا هے که مهدي هونے کے مدعي تهے - اگرچه آگے چلکر اس فرقه کے عقائد میں بهت سي نئي نئي باتیں اور حد غلوء سے بهي گذرے هوے اعتقادات شامل هوگئے ' لیکن میرا خیال هے که اسکي بنیاد صداقت و حق پرستي پر پڑي تهي - یعني دعوة و تبلیغ حق و احیاء شریعة و قیام فرض امر بالمعروف و نهي عن المنکر اسکا مقصد اصلي تها ' اور خود سید محمد اور انکے پیروں کي پهلي جماعت کے اکثر بزرگ بڑے هي پاک نفس اور خدا پرست لوگ تهے - اس قسم کے معاملات همیشه ابتدا میں کچهه هوتے هیں اور آگے چلکر کچهه اور بنجاتے هیں ' اور فتنۂ غلوء و تاویل پچهلي امتوں کي طرح اس امة کي هر جماعت کیلیے بهي ایک بڑا فتنه رها هے یهي حالت اس جماعت کو بهي پیش آئي ' اور رفته رفته اسکي بنیادي صداقت اخلاف کے غلوء و محدثات میں گم هوگئي -

سید محمد جونپور کے رهنے والے تهے - سنه ۸۴۷ هجري میں پیدا هوے - انکے اشد شدید مخالف بهي معترف هیں که علوم رسمیه کے ساتهه زهد و درویشي اور ورع و تقوی میں اپنا جواب نهیں رکهتے تهے - شیخ علي متقي (که سید کے معاصر اور سخت مخالف هیں اور انکے رد میں رساله لکها

ھے) تسلیم کرتے ھیں کہ انکا ابتدائي عہد کمال زھد و تقشف اور استغراق و استہلاک باطني میں گذرا - سات سال تک یہ حال رھا کہ پے درپے روزہ رکھتے اور تن تنہا ایک گوشے میں پڑے رھتے - اسي اثناء میں انپر ایک سانحہ وارد ھوا اور معلوم ھوا کہ "انت المھدي" کي صدا آ رھي ھے - برسوں تک متامل رھے' اور جب پے درپے یہي معاملہ پیش آیا تو اپنے مہدي ھونے کا اعلان کیا - نویں صدي کا وہ زمانہ جو اکبر سے پہلے گذرا' ھندوستان میں سخت بد امني و طوائف الملوکي کا زمانہ تھا - روز روز پادشاھتیں بنتي اور بگڑتي تھیں' اور کوئي مرکزي حکومت باقي نہیں رھي تھي جو احکام شرع کے اجراء و قیام کي ذمہ دار ھوتي - علماء حقاني بہت کم تھے ' اور علماء دنیا ھر طرف پھیلے ھوے تھے - دنیا طلبي اور مکر و زور کي گرم بازاري تھي ' اور سب سے زیادہ یہ کہ جاھل صوفیوں کي بدعات و منکرات نے ایک عالم کو گمراہ کر رکھا تھا - یہ حال دیکھکر سید موصوف نے احیاء شریعۃ اور قیام امر بالمعروف کا غلغلہ بلند کیا ' اور لوگوں سے کہا کہ اب نہ کسي مجاھدہ کي ضرورت ھے اور نہ ذکر و شغل کي - سب سے بڑا مجاھدہ یہي ھے کہ خلق اللہ کو سیدھي راہ پر لگاؤ ' اور احکام شرعیہ کے قیام کي راہ میں اپني جانیں تک لڑا دو - عشق کي صداقت اور قلب کي پاکي نے انکي دعوۃ و تذکیر میں ایسي تاثیر بخشي تھي کہ تھوڑے ھي عرصے میں ھزاروں آدمي حلقۂ ارادت میں داخل ھوگئے ' اور متعدد سلاطین وقت نے انسے بیعت کي - ان لوگوں کے طور طریق کچھہ عجیب عاشقانہ و والہانہ تھے ' اور ایسے تھے کہ صحابۂ کرام کے خصائص ایماني کي یاد تازہ کرتے تھے - عشق الہي کي ایک جاں سپار جماعت تھي جس نے اپنے خون کے رشتوں اور وطن و زمین کي فاني اُلفتوں کو ایمان و محبت کے رشتہ پر قربان کردیا تھا ' اور سب کچھہ چھوڑ چھاڑ کر راہ حق میں ایک دوسرے کے رفیق و غمگسار بنگئے تھے - امیر و فقیر ' اعلی و ادنی ' سب ایک حال اور ایک رنگ میں رھتے ' اور بجز خلق اللہ کي ھدایت و خدمت اور احکام شرع کے اجراء و قیام کے اور

کسي کام سے واسطه نه رکھتے - ایک حکم یه تھا که پہلي منزل هجرة کي هے - جو اس راه میں قدم رکھے ' سب سے پہلے چاهیے که قید وطن سے آزاد هو ' اور گھر بار چھوڑ کر اپنے برادران طریقت کا ساتھي بن جاے - دوسري منزل ترک مال کي هے - لن تنا لوا البر حتی تنفقوا مما تحبون - پس مال کسي ایک فرد واحد کا نہیں هوسکتا - جس کے پاس جو کچھه هو اپنے رفیقان طریق میں بانٹ دے - تیسري منزل ترک جان کي هے - فتمنوا الموت ان کنتم صادقین - پس هر وقت راه حق میں سر بکف رهو ' اور اعداء شریعة و حق اگر فرقان و میزان کے آگے نه جھکیں تو قوة حدید سے کام لو - فیه باس شدید ! اور اسمیں شک نہیں که یه جتني باتیں تھیں حق تھیں - آگے چلکر نادان معتقدوں نے انکو کچھه سے کچھه بنا دیا : ان الله اشتری من المومنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنه :

ترک جان ' و ترک مال ' و ترک سر '
در طریق عشق اول منزل ست !

یه تمام حالات انکے موافقین اور مخالفین سب نے لکھے هیں - مثلاً مخالفین میں شیخ علي متقي ' شیخ ابن حجر مکي ' شیخ عبد الحق محدث ' اور شیخ اسعد مکي وغیرهم ' اور موافقین میں خود انکے معتقدین مثلاً اخوند میر ' شیخ دلاور ' شهاب الدین ' میاں قاسم ' اور صاحب شواهد و مطلع الولایة وغیرهم - لیکن معتقدین نے ان امور پر قوانین شرع کا رنگ چڑھا دیا - مثلاً سید محمد نے تکمیل انقطاع و ایثار و محبت کیلیے مال تقسیم کردینے کا حکم دیا تھا - انھوں نے اسکو یہانتک بڑھایا که جب مال سب کا حق هے تو پھر ورثه اور ترکه کیسا ؟ عزیز و اقارب کو بھي کچھه نہیں ملنا چاهیے - اور پھر اسکو قانون توریت کے مقابلے میں ایک قانون شرعي سمجھا - مخالفین نے اسکا رد کیا که یه شریعت سے انحراف هے اور حکم توریت کو که نص قطعي سے ثابت هے باطل کرنا هے ' اور پھر اسکو تکفیر و تفسیق کیلیے حجت ٹھرایا - اسطرح موافق و مخالف ' دونوں اصلیت

سے دور جا پڑے، اور دونوں میں سے کسي نے بھي اس مصلح مظلوم کے ساتھہ انصاف نہ کیا - افسوس کہ یہ معاملہ بہتوں کے ساتھہ پیش آیا ھے - بلکہ یوں کہنا چاھیے کہ دنیا کي تاریخ ھدایت و اصلاح امم کي نصف گتھیاں اسي سوء فہم اور تاویل و تعبیر باطل کي اولجھائي ھوئي ھیں - پہلوں نے کچھہ کہا تھا اور پچھلوں نے کچھہ سمجھا - معتقدین نے غلوء کیا اور مخالفین نے تعصب و تشدد ! ظلمات بعضها فوق بعض - اور اس تاریکي میں اصل حقیقت گم ھوگئي - اصحاب طریق و معارف کي باتوں کے سمجھنے کیلیے بھي دل صافي اور فہم مستعد و عالي چاھیے - صرف مدرسوں کي دماغ سوختگي اور تسبیح و سجادہ کي دکان آرائي سے یہاں کام نہیں چلتا :

چو بشنوي سخن اھل دل مگو کہ خطاست
سخن شناس نۂ ، دلبرا خطا اینجاست !

تاریخ عالم کي پرانے سے پرانے گمراھي کا بھي سرچشمہ اگر ڈھونڈھا جاے تو یہي سوء فہم کا فتنہ نکلیگا - بتلانے والوں نے کیا کہا تھا اور سمجھنے والوں نے کیا سمجھا ؟ ھمارا عقیدہ ھے کہ دنیا کے تمام بانیان ادیان و ملل میں سے کسي نے بھي شرک و انسان پرستي کي تعلیم نہیں دي تھي - پرانے سے پرانے بات جو دنیا میں کہي گئي ھے صرف سچائي اور خدا پرستي ھے - لیکن معلوم ھے کہ انکے ماننے والوں نے شرک و بت پرستي کا راستہ اختیار کیا اور اپني ساري کج فہمیوں کو اُنہي کي جانب منسوب کردیا - جب انبیاء کرام علیہم السلام کے ارشادات محکمہ کو انکے پیرو نہ سمجھے اور حضرۃ مسیح علیہ السلام کي صاف صاف تمثیلوں کو کیا سے کیا بنادیا ، تو پھر عامۂ مصلحین امۃ و صلحاء طریق کہ بیچارۂ کار و درماندۂ احوال و دل باختۂ کشاکش تلوین و تمکین ھیں، اس فتنہ سے کیونکر بچ سکتے ھیں ؟

آنکس ست اھل بشارت کہ اشارت داند
نکتہا ھست بسی، محرم اسرار کجاست ؟

غرضکہ علماء سوء اور مشائخ دنیا پرست پر ان لوگوں کي بے پردہ حق پرستیاں بہت گراں گزریں - جو لوگ صداقت پسند تھے ان میں سے بھي

بعض غلط فہمیوں میں مبتلا ہوگئے - نتیجہ یہ نکلا کہ ہر طرفسے مخالفت ہونے لگي - پہلے تضلیل و تکفیر کا سلسلہ چلا ' پھر قتل و سلب تک نوبت پہنچي - مخالفت کا بڑا سبب یہ ہوا کہ یہ لوگ اعلان حق میں بڑے ہي بے باک و شدید تھے' اور سب سے زیادہ علماء دنیا کو انکي ہوا پرستیوں اور غفلتوں پر سرزنش کرتے تھے - یہي چیز ہر زمانے میں ہر مصلح کو علماء عہد کي نظروں میں مبغوض بنا دیتي ہے ' اور مصیبت یہ ہے کہ بغیر اسکے چارہ بھي نہیں - جب مخالفت کا بہت زور ہوا تو گجرات چلے گئے - سلطان محمود کلان صورت دیکھتے ہي معتقد ہوگیا ' لیکن علماء نے وہاں بھي مخالفت کي - مجبوراً حجاز و عرب کا رخ کیا - وہاں سے ایران گئے - سلطان اسماعیل صفوي کا زمانہ تھا - اسنے ہجوم خلائق دیکھا تو نکل جانے کا حکم دیا - ہندوستان کي طرف دوبارہ آ رہے تھے کہ فراہ میں انتقال ہوگیا - ملا عبد القادر بدایوني سنہ ۹۱۱ کے واقعات میں لکھتے ہیں :

" و درین سال میر سید محمد جونپوري قدس اللہ سرہ از اعاظم اولیاء کبار کہ دعوئ مہدویۃ از سر بر زدہ بود ' ہنگام مراجعت از مکہ معظمہ بجانب ہند در بلدۂ فراہ داعي حق را لبیک فرمود - قاضي حسین زرگر قندھاري کہ فقیر او را و او میر را ملازمت کردہ بود ' این تاریخ یافتہ :

گفتا کہ برو ' ز شیخ کن استفسار "

سید موصوف کا معاملہ عجیب ہے اور طرح طرح کے دعاوي و شطحیات انکي جانب منسوب کیے گئے ہیں - معتقدین کي باتیں تو قابل توجہ نہیں کہ لوگ جس کسي کو پیشوا مانتے ہیں اسکو خدا بناے بغیر نہیں چھوڑتے' اور اگر بہت احتیاط کي تو نبوت تک پہنچا کر چھوڑا - لیکن بعض قریب العہد اور قابل اعتماد راویوں نے بھي اس قسم کي باتیں لکھدي ہیں کہ اول نظر میں طبیعت کو خلجان ہوتا ہے - شاہ عبد الحق محدث دھلوي لکھتے ہیں :

" در اعتقاد سید محمد جونپوري ہر کمالیکہ محمد رسول اللہ صلعم داشت و رسید ' سید محمد را نیز بود - فرق ہمین ست کہ آنجا باصالۃ بود و اینجا بہ تبعیۃ - و بہ تبعیۃ رسول بجاے رسیدہ کہ ہمچو او شد " -

हिन्दुस्तानी पुस्तकालय इलाहाबाद

ب کي یہ عبارت دیکھکر مجکو خیال ہوا کہ ہمارے زمانے میں
ر صاحب قادیاني کے معتقدین میں سے ایک بڑا گروہ بھي مرزا صاحب
کي نسبت بعینہ یہي اعتقاد رکھتا ہے ' اور اسي اصالة و تبعیة کے فرق پر
اپنے تمام غلو و اغراق کي بنیاد رکھي ہے - و ما اشبہ اللیلة بالبارحہ -

لیکن شاہ صاحب نے یہ نہیں لکھا ہے کہ سید موصوف نے یہ بات خود
کہي یا انکے مریدین و معتقدین کا استنباط اور پیر پرستانہ منقبت سرائي ہے -
خود سید موصوف نے کوئي کتاب نہیں لکھي - ام العقائد جو انکي جانب
منسوب ہے وہ بھي انکے مریدوں کي لکھي ہوئي ہے - صاحب " ہدیۂ
مہدویہ " نے اسکي عبارتیں نقل کي ہیں اور انمیں بلا شبہ اس طرح
کي باتیں پائي جاتي ہیں ' لیکن قطع نظر فسحت میدان تاویل کے
اُن کا انتساب خود سید محمد کي جانب مشکوک و محل نظر ہے - بہر حال
اس قسم کي باتیں دو حال سے خالي نہیں - یا تو معتقدین کا غلوٴ و افراط
اور سوٴ فہم و زیغ نظر ' و ضلالت استنباط و استدلال ہے ' یا بصورت ثبوت اس
طرح کي تمام باتوں کو غلبۂ سکر و احوال یا فریب سوانح و مشاہدات کا نتیجہ
سمجھنا چاہیے جو اس راہ کے بڑے بڑے کاملین و واصلین تک کو پیش
آے ہیں ' اور بہتوں کا معاملہ دعاوي و شطحیات تک پہنچ گیا ہے -
وکلام السکاری یحمل و یصرف عن الظاہر - کسي نے اسي عالم میں کہا :
" لوائي ارفع من لواء محمد " اور " سبحاني سبحاني ما اعظم شاني " -
کوئي پکار اٹھا " لیس في جبتي الا اللہ " اور کوئي بول اٹھا " بطشي
اشد من بطش اللہ " یہ بھي کہا گیا کہ " جئنا بحراً وقف الانبیاء علی
ساحلہ " اور یہ تو مشہور و معروف ہے کہ " قدمي ہذہ علی رقبة کل
ولي اللہ "

نہ من تنہا درین میخانہ مستم
جنید و شبلي و عطار ہم مست !

جب ان تمام اقوال کو لوگ سنتے ہیں ' مگر یا تو انکو مصروف عن الظاہر
قرار دیکر تاویل کرتے ہیں ' یا " اوہام و خیالات تربي بہا اطفال الطریقہ " کہکر

چشم پوشي کر جاتے هیں، اور یا پھر حوالۂ مغلوبیت سکر و حال کرکے خاموش هو جاتے هیں ، کیونکہ صاحبان اقوال کے دیگر اقوال و اعمال صالحہ اور وصول و حصول مراتب عرفان و حقیقت کے شواهد انکے سامنے هیں ، تو پھر حضرۃ سید محمد جونپوري نے کیا قصور کیا هے کہ باوجود کمال زهد و ورع و اتباع شریعت و قیام امر بالمعروف و نہي عن المنکر و ایثار في الله و لله کے جس سے کسي موافق و مخالف کو انکار نہیں ، انکو حسن ظن اسلامي کا مستحق نہ سمجھا جاے ، اور صرف چند کلمات غریبہ کي بنا پر جنکي اصلیت نہیں معلوم کیا هے ، لست مؤمناً پر اُتر آئیں ؟ و هلا شققت قلبہ ؟

لالہ ساغر گیر و نرگس مست و بر ما نام فسق !

داوري خواهم مگر یارب کرا داور کنم ؟

قل لو کنتم تملکون خزائن رحمۃ ربي لامسکتم خشیۃ الانفاق -

فصل

اصل یہ هے کہ اصحاب احوال و طریق کے معاملات کچھہ عجیب و غریب واقع هوے هیں ، اور یہ قوم اپنے کلمات و اقوال غریبہ کیلیے بہت سے عذرات پیش کرتي هے - اهل حق و انصاف نے اُن عذرات کو قبول کیا هے ، مگر جو لوگ ذوق حقیقت سے محروم اور سجن الفاظ و صورت میں محبوس هیں ، اُنکا فہم نارسا وهاں تک نہیں پہنچتا ، اور " رایت اسداً یرمي " سنکر شیر کے پنجے اور ناخن ڈهونڈهنے لگتے هیں - بلا شبہ خواطر و احوال کیلیے شریعت الہي اور علوم انبیاء کرام محک رد و قبول و معیار ظن و یقین هیں ، لیکن اکثروں کو مغلوبیت سکر و سرگشتگي حال میں اسکا هوش هي نہیں رهتا کہ اس کسوٹي کیلیے هاتھہ بڑهائیں - یہ سخت غلطي هے مگر وہ کہتے هیں کہ هماري درماندگي و معذوري پر بھي نظر رهے :

سقوني و قالوا لا تغن ، و لو سقوا

جبال سراۃ ما سقیت ، لغنت !

جب حواس ظاهري کا عذر مسموع هے اگر حاسۂ بصر سراب کو دریا سمجھه لے، اور ارباب قیل و قال و فقهاء و متکلمین کیلیے باب تاویل مفتوح هے اگر راے و قیاس میں غلطي کر جائیں، تو پھر اصحاب احوال نے کیا قصور کیا هے که انکي لغزش فهم و اشتباه احوال و غلطي استنباط ناقابل معافي و عفو هو؟ فیا لله و یا للعقول! جن نفوس قدسیه کي ساري زندگیاں زهد و انقطاع حقیقي، وکمال مرتبۂ عرفان و محبت الهي، و اعمال صالحۂ و حقه، و ترک ماسوی الله میں بسر هوجائیں، انکي ایک غلطي بھي درخور عفو و تاویل نهو، لیکن جن علماء دنیا و فقهاء دولة کي ساري عمریں یکسر دنیا سازي و دین بازي و مکر و حیل و فساد و زور و هوا پرستي و زهد ریائي میں ضائع جائیں اور جنکو بقول علامۂ شوکاني اهل الله سے وہ نسبت هو کالبهیمة بالنسبة الی الانسان، او کالانسان بالنسبة الی الملائکه (۱) انکو پورا حق حاصل هو که اپني خود ساخته مسند افتاء پر بیٹھکر کفر و قتل کا فتوی لکھیں اور وہ پا بجولان حربي کفار و مشرکین کي طرح انکے سامنے لائے جائیں!

یا سالکا بین الاسنة و القنا
اني اشم علیك رائحة الدم

بڑي دقت ان لوگوں کو معاني کي فراواني و وسعت اور الفاظ کي تنگ نائي و نامساعدت سے پیش آتي هے - ناچار هنگام تعبیر و بیان جو الفاظ سامنے آ جاتے هیں، انهي سے کام لینا پڑتا هے - ناقهموں کیلیے وہ الفاظ فتنه بن جاتے هیں - معتقدین مقلدین انکو حجة گردانتے هیں، اور منکرین متعصبین آلۂ انکار و تکفیر - لیکن ارباب حق و اقتصاد یا تو انکي تاویل کرتے هیں، یا انکے معاملے کو عالم السرائر کے حوالے کر دیتے هیں - البته عمل و اعتقاد هر حال میں احکام شریعة و ظواهر نصوص کتاب و سنت پر هے، اور اُنکے سوا کوئي نهیں جو محک حق و باطل و حجة و برهان هو - و العصمة

---

(۱) علامۂ شوکاني نے یه اپنے رسالة قطر الولي شرح حدیث ولي مندرجۂ کتاب التواضع بخاري میں لکھا هے -

للانبياء و من عداهم قد يخطي و يصيب ' فمن ظن انه يكتفي بما وقع في خاطره مما جاء به الرسول ' فقد ارتكب اعظم الخطاء و ضل ضلالا مبينا -

فصل

کیا خوب فرمایا ہے حجۃ الاسلام علامہ ابن قیم نے اعلام میں ' اور گویا ایک ایسا اصل الاصول بتلا دیا ہے جسکے بعد اس راہ کي ساري مشکلات معدوم ہوجاتي ہیں کہ " لا بد من امرین ' احدهما اعظم من الاخر و هو النصیحة لله و لرسوله و کتابه و تنزیهه عن الاقوال الباطلة المناقضة ' و الثاني معرفة ائمة الاسلام و مقادیرهم و حقوقهم و مراتبهم ' و ان فضلهم لا یوجب قبول کل ما قالوا و لا یوجب اطراح اقوالهم " الخ -

یعني صحیح راہ حق و اعتدال کي یہ ہے کہ دو اصل ہیں ' اور دونوں کا ملحوظ رکھنا ضروري - ایک یہ کہ ہر حال میں کتاب و سنۃ اور نصوص شرعیہ کو مقدم رکھنا چاہیے اور اسي پر حکم و عمل کرنا چاہیے - دوسري یہ کہ تمام ائمۂ اسلام اور علماء حق سے حسن ظن اور محبت و ارادت رکھني چاہیے اور انکے مراتب و حقوق کي رعایت سے کبھي غافل نہ ہونا چاہیے - یہي دو اصل ہیں جنکے توازن و تناسب کو باعتدال ملحوظ نہ رکھنے سے ساري مصیبتیں پیش آتي ہیں ' اور بدبختانہ لوگوں نے ہمیشہ انہي میں افراط تفریط کي ہے ' یا دونوں میں سے صرف کسي ایک ہي کے ہو رہے ہیں - ایک جماعت احکام و نصوص شرعیہ کے اتباع و تقدیم کا یہ مطلب سمجھتي ہے کہ جہاں کسي اہل علم و حال کا کوئي قول بظاہر کسي حکم و نص کے خلاف نظر آیا ' بلا تامل تضلیل و تکفیر پر آمادہ ہوگئے اور جہت حکم لگا دیا کہ وہ منکر شریعۃ ہے ' اگرچہ اُس نے اپني ساري زندگي شریعۃ کے علم و عمل میں بسر کردي ہو - دوسري جماعت نے ائمۂ و اکابر دین کي پیروي اور محبت و اعتقاد کے یہ معني سمجھے کہ احکام و نصوص کو اُنکا تابع و محکوم بنا دیا ' اور چند غیر معصوم انسانوں کي خاطر کتاب و سنۃ کو ترک کرکے اتخذوا احبارهم و رهبانهم

ارباباً من دون الله کي سرحد سے قریب هوگئے - اس دوسري جماعت کا عجیب حال هے - یه جب کبهي اپنے پیشواؤں کے کسي قول کو احکام و نصوص شرعیه کے خلاف دیکهتي هے تو اسکي جرأت اپنے اندر نهیں پاتي که قرآن و سنة کو مقدم رکهکر اس قول مخالف کي تاویل کرے ' اور اس طرح شریعة الهي کو بهي اپني جگه چهوڑنے کي زحمت نه دے اور پیشوایان اسلام کے دامن کو بهي مخالفت شریعة کے دهبه سے بچالے' بلکه برعکس اسکے کوشش کرتي هے که اپنے پیشواؤں کي باتوں اور رایوں کو مقدم رکهکر کسي نه کسي طرح قرآن و حدیث کو انکے مطابق کر دکهاے ' اگرچه ایسا کرنے میں تاویل نصوص ' تحریف نصوص تک پهنچ جاے ! پهلي راه باعتبار اصل کے راه یهود هے اور دوسري راه نصاری' اور اسلام نے دونوں کو بند کرنا چاها که غیر المغضوب علیهم و لضاءلین اور ایک حدیث میں مجددین امة کا یه کام بتلایا که " ینفون عنه تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین "
(۱) سو پهلي راه انتحال المبطلین کي هے اور دوسري تاویل الجاهلین کي - پهلي جماعت کو گمراهي نے بغض و انکار کا چهره دکهلا کر بهٹکایا ' اور دوسري کو محبت و اتباع کے نقاب میں آکر' اور دنیا میں جسوقت سے نوع انساني آباد هوئي هے ' همیشه گمراهي کے یهي دو بهیس رهے هیں - یا افراط بغض نے لوگوں کو گمراه کیا هے یا افراط محبت نے :

ناهید بغمزه کشت و مریخ بقهر!

لیکن اهل حق کي صراط مستقیم ان دونوں سے الگ هے :

میان کعبهٔ و بت خانه راهیست !

وه هر حال میں احکام شریعة اور ظواهر کتاب و سنة کو مقدم رکهتے هیں ' اور اس تمام کائنات هستي میں صرف انهي کو واجب الاطاعة یقین کرتے هیں - مگر ساتهه هي تمام اهل علم و ائمهٔ اسلام سے حسن ظن و عقیدة بهي رکهتے هیں اور انکے جو اقوال و آراء یا احوال و سوانح بظاهر نصوص کتاب و سنة کے خلاف معلوم هوتے هیں ' انکي وجه سے یکایک سرگرم انکار و تضلیل نهیں :

(۱) رواه البیهقي في المدخل عن ابراهیم بن عبد الرحمن العذری مرفوعا -

هو جاتے ' بلکه حتی الوسع انکي تاویل کرتے هیں اور ایسي راہ تعبیر ڈھونڈھتے هیں جو نصوص شریعة کے مطابق هو - اور اگر دیکھتے هیں که کسي طرح اختلاف دور نہیں هوسکتا تو انکي خاطر نصوص شرعیه کو اپني جگه چھوڑ کر مائل هونے کي زحمت نہیں دیتے که یہي بنیاد تحریف هے - بلکه یا تو اُن عذرات کو معلوم کرنے کي کوشش کرتے هیں جنکي وجه سے وہ اس اختلاف پر مجبور هوے (۱) اور یا پھر انکے اقوال و آراء سے چشم پوشي کر کے انکا معامله عالم السرائر کے حوالے کردیتے هیں ' مگر نه تو انکي پیروي و حمایت کرتے هیں ' اور نه انکي وجه سے صاحب قول و حال کے حقوق اسلامي و مراتب فضیلت علم و عمل کو نظر انداز کرکے آمادۂ انکار و تضلیل هو جاتے هیں - کیونکه کسي غیر معصوم کا قابل احترام و اتباع هونا اسکے لیے مستلزم نہیں که اسکا هر قول و حال حجت هو ' اور نه کسي غیر معصوم کے کسي ایک قول و اجتہاد کا غلط هونا یه معني رکھتا هے که اسکے تمام محاسن اقوال و اعمال کو ترک کردیا جاے - قرآن حکیم نے سچے مومنوں کي جو

---

(۱) یه عذرات اصحاب علم و احوال دونوں کو پیش آتے هیں - اصحاب علم کیلیے یه که مثلاً کسي وجه سے نص ان تک نه پہنچي ' جیسا که بعض اجلۂ صحابه تک کو پیش آیا - اور اصحاب احوال کیلیے یه که مثلاً غلبۂ سکر یا فریب سوانح و خواطر - یا مثلاً ایک اجمالي کیفیت پیش آئي ' یا از قبیل تمثیل و شبح ' اور اسکي تفصیل و تعبیر میں قصور فہم و اجتہاد حائل هوگیا - یا مثلاً ایک جزئي و عارضي مقام پیش آیا ' اور جزء و کل اور عارض و حقیقت میں تمیز کرنے سے بسبب غلبۂ حال درمانده رهگئے - یا سورج نکل آیا اور اسکي سلطان تجلي میں ستارے ناپید هوگئے ' غلطي سے سمجھه لیا که ستاروں کا وجود هي نہیں :

فلما استبان الصبح ادرج ضوئه باسفاره اضـــواء نور الکـــواکب

کیا خوب فرمایا هے حافظ ذهبي نے غالباً حضرة ابن مسعود کے حال میں که وکل امام یوخذ من قوله و یترک الا امام المتقین صلی الله علیه و سلم فیا لله العجب من عالم یقلد اماما بعینه في ما قال مع علمه بما یرد علی مذهب امامه من النصوص النبویه !

شان بتلائي هے وہ انکي اس طلب و دعا سے ظاهر هے : ربنا لا تجعلنا في قلوبنا غلا للذين آمنوا پس جب عام مومنوں کي نسبت یه حکم هے تو اصحاب علم و فضیلت کے طرف سے دل میں غل و بغض کا هونا کب جائز هوسکتا هے ؟

البته اصل مرکز حق و یقین کتاب و سنة هے - یه مرکز اپني جگه سے نهیں هل سکتا - سب کو اسکي خاطر اپني جگه سے هل جانا پڑیگا - اس چوکهٹ کو کسي کي خاطر نهیں چهوڑا جاسکتا - سب کي چوکهٹیں اسکي خاطر چهوڑ دینـي پڑینـگي - لا یومن احدکم حتی اکون احب الیـه من والده و ولـده و الناس اجمعین - جب نص رسول کے مقابله میں کسي دوسرے انسان کي پاسداري کي تو رسول احب کب باقي رها ؟ ارباب افراط و غلوء کي ساري غلطي یه هے که وہ اپنے غیر معصوم پیشواؤں کے اقوال و احوال کو بمنزلۂ اصل مرکز بنا لیتے هیں ' جس کو کسي حال میں اسکي جگه سے نهیں هلایا جاسکتا ' اور پهر چاهتے هیں که وحي الٰهي و صاحب وحي کي نص کو اسکي جگه سے هٹا کر اپنے خود ساخته مرکز تک لیجائیں ' اور نه جاسکے تو زبردستي کهینچ کر لیجائیں - اسپر ستم یه که اس طریق کو طریق توفیق و تطبیق کے نام سے تعبیر کرتے هیں - اگر یه تطبیق هے تو والذي نفسي بیده که پهر دنیا میں تحریف کا وجود باقي نه رها اور نه کبهي اهل کتاب نے اس دنیا میں تحریف کي -

اس مقام پر رشتۂ سخن بهت دراز هے - هزار چاهتاهوں که موقعه اطناب کا نهیں ' جلد آگے بڑهجاؤں لیکن یه رشته ایسا هے که ایک مرتبه کهل جاے تو پهر جلد نهیں لپیٹا جا سکتا :

این رشته بانگشت نه پیچي که دراز ست !

یه اصول جو همارے رگ و پے میں سرایت کرگئے هیں اور انکا اس اسراف کے ساتهه استعمال هوچکا هے اور هو رها هے که قریب هے که اصلیت کا پته لگانا دشوار هوجاے که " الاصل ان کل آیة تخالف قول اصحابنا فانها تحمل علی النسخ او علی الترجیح و الاولی ان تحمل علی التاویل - و الاصل

ان کلّ خبر یجیء بخلاف قول اصحابنا فانه یحمل علی النسخ او علی انه معارض بمثله او یحمل علی التاویل " (۱) تو گو ابتدا میں اسکا مقصد دوسرا تھا ' مگر بالآخر بات وهي هوگئي که اصل مرکز حق و یقین غیر معصوم پیشواؤں کے اقوال و آراء هوگئے اور هر حال میں معصوم کے نصوص کو انکي خاطر مأول و مصروف هوکر متروک هونا پڑا - یا نسخ هے ' یا ترجیح هے ' یا تعارض هے ' یا مأول هے ' یا چناں هے یا چنیں هے ' یه سب کچھه کہا جائیگا مگر ایک یه بات نہیں کہي جائیگي که اصل میں وه قول هي مأول هے یا غلط هے - اگر ایسا هوگیا تو کونسي قیامت ٹوٹ پڑیگي ؟

من و دل گر فنا شدیم ' چه باک ؟

غرض اندر میان سلامت اوست !

تعارض سے تو کتاب و سنة پاک هے اور جس کو تعارض قرار دیا گیا وه تعارض نہیں - ترجیح اسي حال میں هوگي جب عدم تساوي قوة هو - لفظاً یا معناً - اور قوي کے سامنے ضعیف کا حکماً وجود هي نہیں ' پس نص وهي خبر هے جو مرجح ثابت هوئي - رها نسخ اور حقیقة و مجاز و تقئید و غیر ذلک تو اس سے انکار نہیں ' لیکن کتاب و سنة کي منسوخات بہت قلیل اور گني هوئي هیں - قرآن کي منسوخ آیتیں (مصطلحة متاخرین) گھٹتے گھٹتے اتقان میں بیس تک پہنچیں اور فوز الکبیر میں پانچ تک - حدیث کي منسوخات ابن جوزي کي تحقیق میں اکیس ' علامة ابن یتیمه کے نزدیک دس ' اور علامة ابن قیم کہتے هیں که اس سے بھي کم ' و هنوز مجال سخن باقي - پھر اسکي کیا ضرورت هے که قواعد و اساسات کي شکل میں یه اصول ٹھہرالیے جائیں که هر آیة و حدیث جو همارے اصحاب و مشائخ کے قول کے خلاف هوگي ' ضرور هے که یا منسوخ هو یا مرجوح یا مأول ؟ یعني وه قول مأول نہیں هوسکتا مگر کتاب و سنة اسکي خاطر ضرور مأول هونگے ؟ تو معلوم هوا که اصل مرکز حق قول فقہاء و مشائخ هے - وه کسي حال میں چھوڑا نہیں جاسکتا ' کسي نه کسي طرح کتاب و سنة کو اسکا ساتھه دینا هي

---

(۱) ان لابد من تصحیح قول اصحابهم و العمل به علی کل حال !

پڑیگا ! فیا للمصیبة و یا للرزیه ! صاف صاف بات تو یه تھي که فقہاء و اعلام کا جو قول کسي آیة غیر منسوخ یا خبر صحیح کے خلاف ہوگا تو یا اسکي تاویل کي جائیگي ' یا ایسے اقوال میں سے سمجھا جائیگا جنکو ترجیح نہیں که کتاب و سنة کے منسوخات سے علماء کے اقوال مرجوحه کہیں زیادہ ہیں - اور یا متروک قرار پائیگا ' کیونکه اصل کتاب و سنة ہے ' اور فقہاء و علماء کا قول انھي کي نسبت سے فرعاً مقبول ' پس جب اصل و فرع میں تعارض ہوا تو فرع کو اصل کي خاطر چھوڑ دیا گیا ' اور مطلوب شارع اطیعو الله و اطیعو الرسول ہے اور بس :

فدع عنک نهبا صیح في حجراته
و هات حدیثاً ما حدیث الرواحل !

یہاں یه دیکھنا نہیں ہے که ان اصول کا مقصد اصلي کیا تھا ؟ دیکھنا صرف یه ہے که ان باتوں کو اصل قاعدہ بنانے کا نتیجه کیا نکلتا ہے ؟ یہي که کتاب سنة کي حکومت باقي نہیں رہتي اور حق مرکزیة وحي و صاحب وحي کي جگه غیر معصوموں کو ملجاتا ہے - فالی المشتکي ثم الی الله المشتکی !

اور یاد رہے که یہي فرق حکماء سوء اور حکماء حق کے طریق تطبیق عقل و نقل میں بھي ہے - پہلا گروہ انساني نظریات و ظنون کو باسم علم مرکز حق و یقین قرار دیکر وحي الہي سے اسکے چاروں طرف طواف کرانا چاہتا ہے ' اور دوسرا گروہ مرکز حق و یقین وحي الہي اور حکمة نبوي کو قرار دیتا ہے اور تمام انساني معلومات و افکار کو اسکے مطابق دیکھنا چاہتا ہے اور راہ مطابقة پیدا کرلیتا ہے - تطبیق دونوں دیتے ہیں اور رفاقت علم و عقل کے دونوں مدعي ' مگر دونوں کے طریق سیر و اصول میں زمین و آسمان کا فرق ہے :

نزلوا بمکة في قبائل هاشم
و نزلت في البیداء ابعد منزل !

فصل

چنانچہ اکثر اہل اللہ اور علماء حق کي نسبت منقول ہے کہ سید محمد جونپوري اور انکي جماعت سے حسن ظن رکھتے تھے - یا اقلاً انکے بارے میں توقف و سکوت کو کام میں لاتے تھے -

حضرۃ شیخ داود جہني وال اور مولانا جمال الدین کي راے پہلے گذرچکی ہے - شیخ وجیہ الدین گجراتي جو اُس وقت کے بہت بڑے عالم تھے اور جنکا ترجمہ اخبار الاخیار اور مآثر الکرام وغیرہ میں موجود ہے ' اُنکے سامنے جب سید موصوف اور انکے بعض اتباع کي تکفیر کا فتوی پیش کیا گیا تو دستخط کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ جو جماعت دنیا کو چھوڑ کر وقف حق پرستي ہے ' میرا قلم اُسکي مخالفت میں نہیں اُٹھہ سکتا - شیخ علي متقي نے اگرچہ مہدویہ کے غلوء و محدثات کے رد میں رسالہ لکھا لیکن خود سید موصوف کي نسبت لکھتے ہیں کہ کف لسان اولی ہے - شیخ بڈھہ دانا پوري کہ اُس عہد کے استاذ الاساتذہ تھے ' اور سید رفیع الدین محدث کہ بہ یک واسطہ حافظ عسقلاني کے شاگرد تھے اور انکا حال اوپر گذر چکا ' شیخ عبد القادر بدایوني انکي نسبت لکھتے ہیں کہ " با مہدویہ حسن ظن داشتند " حضرۃ شاہ ولي اللہ کا قول شاہ عبد العزیز صاحب نے ایک مکتوب میں نقل کیا ہے کہ سید محمد عالم حق اور واصل باللہ تھے - بعض خواطر و واردات اُنپر ایسے گذرے کہ اُنکے درک و فہم میں درماندہ و عاجز رہگئے اور خود اپنے مقام کي نسبت دھوکے میں پڑگئے - یہ بات نہ تھي کہ انہوں نے دانستہ غلط دعوی کیا ہو - حضرۃ مجدد صاحب اور مرزا مظہر جان جاناں سے بھي ایسا ہي منقول ہے - (۱)

---

(۱) میرا خیال یہ ہے کہ سید محمد اپنے اس دعوے میں سچے تھے کہ مہدي ہیں ' اور ملک کي جو حالت اسوقت ہو رہي تھي وہ یقیناً ایک مہدي کے ظہور ہي کي مقتضي و منتظر تھي نہ کہ ایک مضل

علماء حق کا تو یہ حال تھا ' مگر علماء دنیا نے اس جماعت کے استیصال پرکمر باندھي اور سید محمد کي نسبت اعتقاد مہدیة وغیرہ کو بنیاد تکفیر قرار دیا - سید موصوف کے انتقال کے بعد انکي جماعت اور زیادہ پھلي پھولي ' اور بڑے بڑے اهل الله اسمیں داخل هوے - ازانجملہ شیخ عبد الله نیازي اور انکے مرید شیخ علائي رحمهما الله تھے جنھوں نے بیانہ میں قیام کیا ' اور اپنے علم حق اور اخلاص و ایثار في الله کي تاثیر سے سیکڑوں جانبازوں اور حق پرستوں کو معتقد و مرید کرلیا - جو حالات نا طرفدار و معتمد مورخوں نے لکھے هیں ' اگر وہ سچ هیں تو یہ لوگ انسان نہیں تھے - ملاء اعلی کے مقدس فرشتے تھے جنکو خدا نے اپني زمین کي طہارت کیلیے آدمیوں کے هیکل میں بھیجدیا تھا - اور جب کبھي دنیا کي سعادت و برکت کے دن آتے هیں تو خدا زمین کے انسانوں هي سے آسماني فرشتوں کا کام لیتا هے - آسمان کے فرشتے تو کبھي انساني آبادیوں میں آکر نہیں بسے : ولن تجد لسنة الله تبدیلا - ملا عبد القادر بدایوني نے منتخب التواریخ اور نجات الرشید میں ' اور نظام الدین هروي نے طبقات میں ان لوگوں کے مفصل حالات لکھے هیں ' مگر زیادہ تفصیل تذکرة الواصلین میں بہ ضمن حالات

(بقیہ نوٹ صفحہ ۴۰)

و دجال کي ' البتہ غلطي یہ هوئي کہ لفظ مہدي کو انہوں نے مہدي آخر الزماں سمجھہ لیا ' کیونکہ شہرت و انتظار عام طور پر اسي مہدي کي نسبت هے ' اور جب لفظ مہدي بولا جاتا هے تو سب سے پہلے ذهن اسي طرف منتقل هوتا هے - اور یہ راے بھي اس صورت میں هے جبکہ خود انکي نسبت مہدي آخر الزماں هونے کا مدعي هونا قطعي طور پر ثابت هوجاے - ورنہ بہت ممکن هے کہ انکے قلب پر جو واردہ گذرا هو وہ صرف یہ هو کہ " انت المهدي " اسي کا انہوں نے اظہار کیا هو اور معتقدین نے شہرت عام کي بنا پر مہدي آخر الزماں سمجھہ کر تمام علائم و آثار مرویہ کو انپر چسپاں کرنا شروع کردیا هو - جب انبیاء کرام کو یہ حالت پیش آچکي هے کہ " انت قلت للناس اتخذوني و امي الهین - تو پھر عام صلحاے امة کا کیا ٹھکانا -

حضرۃ شیخ داؤد ملتي هے ' اور اسکو پڑھکر قلب پر ایک عجیب عالم وجد و محویت طاري هو جاتا هے ' اور بے اختیار دل چاهتا هے که ساري باتوں کو چھوڑکر صرف انهي پاکان حق کا ذکر کیجیے که اذا راؤا ذکر الله :

وحدثتني یا سعد عنها ' فزدتني
جنونا ' فزدني من حدیثک یا سعد !

صدیاں گذرگئیں - عشاق حق کے ذکر میں آج یه تاثیر هے - نهیں معلوم انکي پاک صورتوں اور پاک صحبتوں کي گیرائیوں اور دلربائیوں کا کیا حال هوگا ؟

هرگز نه میرد آنکه دلش زنده شد به عشق
ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما !

شیخ عبد الله نیازي اُس زمانے کے ایک مشهور پیر طریقت اور شیخ سلیم چشتي کے سربرآورده خلفاء میں سے تھے ' لیکن بعد کو مهدوي هوگئے ' اور مشیخت و زهد فروشي کا تمام کاروبار تاراج کرکے درویشي و نامرادي کي وضع اختیارکرلي :

درخرمن صد زاهد و عاقل زند آتش
آن داغ که ما بر دل دیوانه نهادیم

بیانه میں شهر سے باهر ایک ویران باغ تها - وهیں مٹي کا جھونپڑا بنالیا اور مقیم هوگئے - اپنے هاتھه سے پاني بھرتے - مٹکے سرپر اٹھا کر لیجاتے - پیاسوں کو پلاتے اور نمازیوں کو وضو کرادیتے - بوڑھے آدمیوں کو دیکھتے که بھاري بوجھه اُٹھاے جا رهے هیں تو اُنسے چھین کر خود اُٹھا لیتے اور کوسوں دوڑتے هوے ساتھه چلے جاتے :

با سبک روحان کن آمیزش ' که ماندي چون ز راه
بار غم بر دوش دل منزل بمنزل مي برند !

نماز کا وقت آتا تو لکڑهاروں اور سقوں کو جمع کرتے اور جماعت کے ساتھه نماز ادا کرتے - کسي پیشه ور کو دیکھتے که عذر معاش سے نماز میں

شریک نہیں ہوتا تو اپنی کمائی اسکو دیدیتے اور منت و زاری کے ساتھہ کہتے کہ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھلو - وہ پڑھلیتا تو ایسے خوش ہوتے گویا دنیا جہان کی پادشاہت اُسنے دیدی ! روز بروز یہ حالت بڑھتی گئی - یہانتک کہ عشق خالق اور خدمت خلق کے سوا اور کسی بات سے واسطہ نہ رہا :

دو عالم از اثر شعلۂ جمالش سوخت
بجز متاع محبت کہ در پناہ من ست

اُسی زمانے میں اطراف بہار کے ایک عالی خاندان پیر زادے شیخ علائی تھے کہ علم و فضل ظاہری کے ساتھہ مشیخت و صوفیۃ کی شہرت و شوکت میں بھی اپنا جواب نہیں رکھتے تھے ' اور یکتائی کے دعوے اور بے ہمتائی کے غرور میں ایسے مہیب تھے کہ علم و فضیلت کی بڑی بڑی سرکش گردنوں کو انکے سامنے بے اختیار جھک جانا پڑتا تھا - مدتوں طرح طرح کی سخت ریاضتیں کی تھیں - عوام و خواص میں انکی مجاہدات کی دھوم تھی - با ایں ہمہ نفس پرستی کا یہ حال تھا کہ فقیری کے سجادے پر فرعونیت کا تاج پہنکر بیٹھتے تھے اور جس عالم و صوفی کی طرف لوگوں کو ذرا بھی مائل پاتے تھے ' فوراً اپنے مریدوں کی فوج لیکر چڑھہ دوڑتے تھے - کبھی بحث و مناظرہ کے زور سے ' کبھی سوء اعتقاد کے الزام سے ' کبھی اور کوئی حیلۂ و بہانہ پیدا کرکے (اور اس گروہ کے پاس مکر و حیل کی کیا کمی ہے ؟) اسطرح ذلیل و رسوا کردیتے کہ غریب شہر چھوڑنے پر مجبور ہوجاتا - ایک دنیادار فاسق اور ایک دنیا پرست عالم میں یہی فرق ہے کہ پہلا اپنی ہوا پرستیوں کو اعتراف فسق کے ساتھہ انجام دیتا ہے اور دوسرا دینداری اور احتساب شرعی کی ظاہر فریبی سے :

تا بغایت ما ہنر پنداشتیم
عاشقی ہم ننگ و عارے بردہ است

نفس و شیطان کے خدع و فریب کے کاروبار بہت وسیع ہیں - لوگوں نے ہمیشہ اسکو میکدوں ہی میں ڈھونڈھا - مدرسوں اور خانقاہوں میں ڈھونڈھتے تو شاید جلد پتہ لگ جاتا :

یارب زسیل حادثہ طوفاں رسیدہ باد
بت خانۂ کہ خانقہش نام کردہ اند !

شیخ علائی کا خاندان بھی عرصہ سے بیانہ میں مقیم تھا - قضا را ایک دن شیخ نیازی سے متبھیر ہوگئی - انکا طور و طریق دیکھا تو اور ہی عالم نظر آیا ' اور پہلی ہی نظر میں گھائل ہوگئے - اپنے مریدوں سے کہا کہ خدا پرستی کی اصلی راہ یہ ہے - آجتک جو کچھہ ہم کرتے رہے ' وہ خدا پرستی کے نام سے نفس پروری اور بت پرستی تھی - میں تو اس فقیر بے نوا کا ساتھہ دیتا ہوں - جسکو اللہ کی طلب ہو میرا ساتھہ دے :

آن دل کہ رم نمودے از خوبرو جوانان
دیرینہ سال پیرے بردش بہ یک نگاہے !

شیخ نیازی سے پوچھا کہ طلب حق کی راہ کیا ہے ؟ کہا کہ اپنا سب کچھہ لٹادو ' اور متاعِ عجز و شکستگی اور سرمایۂ نامرادی و خود فروشی کے سوا کچھہ باقی نہ چھوڑو - دع نفسک ثم تعال !

عشق بستاں و خویشتن بفروش
کہ ازیں خوبتر تجارت نیست

اسکے بعد سے شیخ کی حالت ہی دوسری ہوگئی - آبا ؤ اجداد کے سجادۂ مشیخت و مسندِ علم کو مع انکے تمام ساز و سامان غرور و پندار کے تاراج کرکے شیخ نیازی کے ساتھہ ہوگئے - سامان و اسباب دنیوی میں سے کوئی چیز باقی نہ چھوڑی - یا تو خود پرستیوں کا یہ حال تھا کہ اپنے سامنے کسی کو کوئی چیز نہیں سمجھتے تھے - یا اب خاکساری و بے نوائی کا یہ حال ہوا کہ مسلمانوں کی جوتیاں سیدھی کرنے میں بھی عار نہ تھا - جن جن لوگوں سے لڑے جھگڑے تھے -

ایک ایک کے پاس گئے اور ہاتھہ جوڑ جوڑ کر معافیاں مانگیں - رفتہ رفتہ سختي کشان عشق کي ایک بڑي جماعت شریک حال ہوگئي - لوگ گھربار لٹاتے اور انکے ساتھہ آ آکر شریک ہو جاتے - و ما احسن قول العرفي :

گرچہ ارباب تعلق وقف طوفانند ' لیک
رخت اگر کمتر برد کشتي به ساحل مي برند

یہ لوگ بیانہ سے باہر اُسي ویران باغ میں رہتے تھے - زن و فرزند ' خویش و یگانہ ' خانہ و وطن ' کسي چیز سے لگاؤ نہ تھا - کچھہ لوگ دن کو نکل جاتے - محنت مزدوري کرتے - جو کچھہ ملتا اسمیں سے دسواں حصہ راہ خدا میں خرچ کر دیتے - باقي لیکر شام کو آتے - ایک گھرانے کے بھائیوں کي طرح مل جلکر کھالیتے ' اور اپنے عشق میں مست رہتے - کچھہ لوگ صبح ہوتے ہي شہر کي راہ لیتے - بیماروں کي تیمار داري کرتے ' کمزوروں اور معذوروں کي روٹي پکا دیتے ' بیوہ عورتوں کا سودا سلف بازار سے لادیتے ' دو شخصوں کو آپسمیں لڑتے دیکھتے تو منتیں کرکے صلح صفائي کرادیتے ' نہ مانتے تو کہتے کہ ہمکو مار ڈالو مگر آپسمیں میل ملاپ کرلو - استغناء و قناعت کا یہ حال تھا کہ کئي کئي دن گذر جاتے اور کچھہ میسر نہ آتا ' لیکن دلوں کي بے فکري اور چہروں کي خوشحالي دیکھکر گمان ہوتا کہ ابھي شکم سیر ہوکر اُٹھے ہیں - یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف - بھوکھہ کا بہت غلبہ ہوتا تو نماز شروع کردیتے ' اور سلام پھیر کر اُٹھتے تو شہنشاہوں کي بے نیازي چہروں سے ٹپکتي - ساتھہ ہي امر بالمعروف و نہي عن المنکر کے جوش کا یہ حال تھا کہ معاصي و منکرات کے دیکھنے کي تاب نہیں رکھتے تھے - ہر فرد ہمیشہ مسلح رہتا ' اور جب کبھي کسي فعل منکر کو دیکھتا تو " فلیغیرہ بید " پر عمل کرکے حکماً روکدیتا - ہم في اللیل رھبان و بالنہار فرسان ! اسپر صبر و ثبات کا حال یہ تھا کہ ملامتیں سنتے ' گالیاں کھاتے ' فاقے کرتے ' زخمي ہوتے ' مگر اپنے کام سے باز نہ آتے اور کہتے کہ گالیوں میں ہمیں وہ مزہ ملتا ہے جو تم کو دعاؤں میں نہیں ملتا :

اجد الملامة في هواک لذيذة
حبا لذکرک فليلمني اللوم !

انکي جماعت کے ایک شخص کو سات مرتبه جلا وطن کیا گیا - هر مرتبه یهي کهتا رها که ایک بار آور کر دیکهو - جس ایمان کو جلا وطني کا خوف متزلزل کردے اُس سے برهمن کي بت پرستي هزار درجه بهتر هے :

کس منه سے اپنے آپکو کهتا هے عشق باز ؟
اے رو سیاه تجهه سے تو یه بهي نه هوسکا !

صبح و شام سب ایک جگه جمع هوکر بیٹهتے اور شیخ علائي قران حکیم کي تفسیر بیان کرتے - دل کے عشق اور باطن کے سوز و گداز نے انکے بیان میں کچهه ایسي تاثیر پیدا کردي تهي که زبان سے الفاظ تیر و نشتر بنکر نکلتے اور سننے والے دل تهام کر رهجاتے - کیساهي سیه باطن اور سنگدل شخص کیوں نهوتا لیکن انکي زبان سے ایک آیة قراني کا وعظ سنکر ایسا خود رفته هو جاتا که وهیں کهڑے کهڑے اپنا تمام گهر بار لٹا دیتا - ملا بدایوني لکهتے هیں :

" شیخ علائي را نفس گیرائي موثر چنان بود که در وقت تفسیر قرآن ازو هرکسے که مي شنید ؛ اکثرے خود دست از کاروبار دنیوي باز داشته آن صحبت اختیار مي کردند ' و ترک خانمان و عیال و اطفال نموده ' و بر شدة فقر و فاقه صبر کرده ' دیگر پیرا مون کسب و کار خود نمي گشتند " (جلد اول صفحه ۳۹۷)

قریب قریب اسي کے طبقات اکبري میں هے :

" هر روز در وقت نماز تفسیر قرآن مجید بنوعی مي گفت که هرکس که در مجلس او حاضر مي بود اصلا پیي کار خود نمي رفت ' و ترک اهل و عیال کرده داخل دائرهٔ مهدویه مي گشت ' یا از معاصي تائب شده مرید مي گردید - و اگر کشت و زراعت یا تجارت مي کرد ' یک ده صرف راه خدا مي نمود " (صفحه ۲۳۷)

ملا بدایوني ایک دوسرے موقعه پر لکهتے هیں که شیخ نیازي کي صحبت اختیار کرتے هي فهم و تدبر قرآن کي ایک نئي راه انپر کهل گئي تهي -

« معاني قران و نكات و دقائق و حقائق آن باساني برو مكشوف گشت »
اور یہ بالکل سچ ہے - ابتک قرآن جسقدر پڑھتے پڑھاتے رہے تھے ' بیضاوي و
بغوي کي ورق گرداني تھي ' اور محض نقالي و ورق گرداني سے قرآن کي
حقیقت کب کھل سکتي ہے ؟ اسکے لیے تو جبریل عشق کے فیضان اور دل
دردمند کے الہام کي ضرورت ہے - شیخ نیازي کي صحبت نے اسي بند
دروازے کو کھولدیا :

دل میں سما گئي ہیں قیامت کي شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسي کي نگاہ میں !

مختصر یہ کہ جن پاک ہستیوں کي نسبت خدا نے فرمایا ہے :
اذلة علی المومنین اعزة علی الکافرین - یجاهدون في سبیل الله و لا یخافون
لومة لائم اور اشداء علی الکفار ' رحماء بینهم ' تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا
من الله و رضوانا سیما هم في وجوههم من اثر السجود - یہ گروہ انکے اخلاق
و خصائل کي ہو بہو تصویر تھا !

تھوڑے ہي عرصے میں ہزاروں خاندان اس گروہ میں داخل ہوگئے -
تمام گجرات و مالوہ و دکن میں ہر طرف اسي جماعت کا غلغلہ تھا ' دینداري
و پرہیزگاري کا جوش اسطرح پھیلا کہ شہروں میں نماز کے وقت سناٹا چھا جاتا
اور مسجدوں کے سوا کہیں آدمي نظر نہ پڑتا - ملا عبد القادر بدایوني نے
بچپن میں شیخ علائي کو دیکھا تھا - وہ لکھتے ہیں کہ حج کے ارادہ سے نکلے
تو سات سو خاندان ساتھ تھے - میرے والد بسارو گئے اور وہاں شیخ کي
زیارت کي -

ایک ایسے گروہ کو بھلا علماء دنیا اور فقہاء سوء کب چین سے بیٹھنے
دیسکتے تھے ؟ چوروں اور قاتلوں کو ان لوگوں سے امن ملسکتا ہے مگر مصلحین
امت اور عشاق حق کیلیے امن و انصاف کہاں ؟

خونی نہ کردہ ایم و کسی را نہ کشتہ ایم
جرمم ہمیں کہ عاشق روے تو گشتہ ایم !

سنہ ۹۵۶ میں جب سلیم شاہ آگرہ میں مسند نشین ہوا اور مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کی شیخ الاسلامی کا دور دورہ ہوا تو ملا موصوف نے اس جماعت کے قتل و اذیت پر کمر باندھی - عوام کو یہ کہکر برانگیختہ کیا کہ یہ لوگ گمراہ اور بد عقیدہ ہیں ' اور سلیم شاہ کو یہ بات سوجھائی کہ جب سید محمد مہدی ہوے تو تمہاری حکومت کہاں باقی رہی ؟ روایتوں میں آیا ہے کہ مہدی موعود تمام دنیا پر حکومت کریگا - یہ لوگ مہدی کے پیرو ہیں تو کم سے کم ہندوستان پر تو ضرور قبضہ کرلینگے -

" مخدوم الملک این معنی با قبح وجوہ خاطر نشان سلیم شاہ نمودہ کہ این مرد دعوی مہدویت می کند ' و مہدی پادشاہ تمام روے زمین خواہد شد و تمام لشکر تو باین گرویدہ است و احتمال خلل در ملک ست " (طبقات اکبری - صفحہ ۲۳۸)

حالانکہ شیخ علائی و نیازی خود مدعی مہدویۃ نہ تھے بلکہ سید محمد کو مہدی کہتے تھے ' اور اُن تمام روایات کی تاویل کرتے تھے جن میں مہدی کی پادشاہت وغیرہ کا ذکر ہے - بنیاد انکے عقیدہ کی یہ تھی کہ مہدی اور اسکی جماعت اپنے علم و عمل سے احیاء شریعۃ کریگی - حکمرانی اسکے لیے ضروری نہیں - اسمیں شک نہیں کہ یہ تاویل صحیح نہ تھی اور روایات مشہورہ کے الفاظ و تصریحات اسکے بالکل مخالف ہیں - لیکن یہ ظاہر ہے کہ اس تاویل کے اعتقاد سے وہ جماعت خود ہی حکومت سے دست بردار ہوگئی تھی ' پھر اسکی نسبت یہ الزام کیسا صریح اتہام تھا ؟ لیکن چونکہ بغیر پرایٹکل خطرہ کے سلیم شاہ برانگیختہ نہیں ہو سکتا تھا اسلیے مخدوم الملک وغیرہ نے اسی سنۃ قدیمۃ علماء سوء کو اختیار کیا ' اور سلیم شاہ کہ ایک سادہ لوح افغان تھا فوراً آمادۂ مخالفت ہوگیا -

منتخب التواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ مخدوم الملک نے شیخ کے واجب القتل ہونے کے مقدمات یوں ترتیب دیے تھے :

" این مبتدع دعوي مهدویت مي کند ' و مهدي خود پادشاه روے زمین خواهد شد ' و چون سرخروج دارد واجب القتل ست "
(جلد اول - صفحه ۴۰۰)

فصل

صرف اسي ایک بات سے اندازه کیا جاسکتا هے که مصلحین امة کو همیشه کیسے کیسے علماء مکر و حیل اور قضاة خون آشام سے سابقه پڑا هے ؟ اور حکومت وقت کو مخالف کرنے کیلیے کیسے کیسے بے پناه حیلوں اور فریبوں سے انکے خلاف کام لیا گیا هے ؟ کسي خاص شخص کے مهدي هونے نهونے کے اعتقاد کو اسلام کے عقائد سے کیا علاقه ؟ نه یه بناء فسق و تقوی هے نه معیار ایمان و کفر - اگر ایک شخص نے کسي داعي شریعة و آمر بالمعروف و ناهي عن المنکر کو مهدي مان لیا تو اس سے اسکے اسلامي عقائد میں کونسا فتور آ گیا ؟ زیاده سے زیاده یه که انطباق علائم و آثار میں اُس نے اجتهادي غلطي کي - اصل شے جو مطلوب شارع هے وه تو صرف ایمان بالله و بما جاء من عند الله هے ' اور دیکهنا صرف یه هے که وه متقین میں سے هے یا نهیں ؟ " متقین " کي تعریف قران نے اپني پهلي سورة هي میں بتلا دي : الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوة و مما رزقناهم ینفقون - و الذین یومنون بما انزل الیك و ما انزل من قبلك و بالاخرة هم یوقنون - پس جو شخص ان چیزوں کا ایمان و عمل رکهتا هے وه اولائک علی هدی من ربهم و اولائک هم المفلحون میں داخل هے - خواه کسي کو مهدي تسلیم کرے خواه دجال - و ان اکرمکم عند الله اتقاکم - البته یه ضرور دیکها جائیگا که جس شخص کو مهدي تسلیم کرتا هے وه متقي هے یا مبتدع ؟ اگر اسکي بدعات و محدثات یا اعمال غیر صالحه ثابت هونگے اور یه بهي انکا

مصدق اور پیرو هوگا ' تو بلاشبه اُس پر وہ حکم دیا جائیگا جسکا وہ شرعاً مستحق هوگا - لیکن نه بر بناء اعتقاد مہدویت بلکه بسبب عقائد و اعمال منکرہ - اور اگر ایسا نہیں ھے تو ایک جزئي مسئله میں اسکو غلطي پر سمجھه سکتے هیں ' تخطیه کرسکتے هیں ' لیکن نه تو برا کہه سکتے هیں اور نه اسکے اسلام و ایمان میں شک کرسکتے هیں - اگر اسکا عمل اچھا ھے اور الله اور اسکے رسول کي محبت و اتباع اور ایثار في الله و لله میں تیز گام ھے ' تو یقیناً کل کو الله کے حضور وهي سب سے اونچا هوگا ' اور هم سب اسکے نیچے هونگے ' اگرچه هم کتنے هي کامل و اکمل اشعري و ما تریدي هوں - وهاں صرف غرور اشعریة و ما تریدیة کام نه دیگا :

وکل یـدعي وصلا بلیلي
و لیلي لا تقـــرلهم بـذاکا

افسوس جزئیات مزعومۂ عقائد کے غرور باطل نے مسلمانوں کو جسقدر نقصان پہنچایا کسي چیز نے نہیں پہنچایا - عمل صالح کي اهمیت بالکل جاتي رهي اور سارا دار و مدار چند مزموعه عقائد پر آکر رهگیا - ایک شخص صرف اس غرور میں که میں الف سے لیکر یے تک ٹھیک ٹھیک عقائد نسفي کا مجسمه هوں ' تمام مسلمانوں کو حقیر و گمراہ کہتا ھے اور سمجھتا ھے که عمل صالح اور ایثار و محبت فی الله کوئي شے نہیں - ایک شخص تقوی و طہارۃ میں کتنا هي اصلح هو ' لیکن اگر کسي ایک جزئي و ضمني عقیدہ میں بھي مخالف هوا تو اسکي ساري عمر کي کمائي رایگاں گئي ' اور باوجود عمر بھر کے ایمان و عمل صالح کے کافر کا کافر هي رها ! جس کلمه کے ایک بار اقرار کرلینے سے ابو سفیان اعدی عدوے اسلام اور وحشي قاتل حمزہ کا خون حرام هوگیا تھا اور اگر ابوجہل بھي اقرار کرلیتا تو اسکي ساري عمر کا کفر و طغیان محو هو جاتا ' آج ساري عمر اسکے ایمان و عمل میں بسر کردیجیے لیکن پھر بھي مومنوں کے گروہ میں شمار هونے کا حق حاصل نہیں کرسکتے ! افسوس تیرہ سو برس گذر گئے مگر کفر و ایمان کي گتھي آجتک نه سلجھي :

جز سخن کفري و ايماني کجاست ؟
خود سخن در کفر و ايمـــان ميـرود !

اصل يه هے که اسلام نے باب عقائد ميں صرف بنياد کي چند صاف صاف اور موٹي موٹي باتيں بتلا دي تهيں ' اور اسکے بعد سارا دار و مدار عمل صالح پر رکها تها - بني الاسلام علی خمس - الخ - اور من امن با لله و اليوم الاخر و عمل صالحاً فلا خوف عليهم و لا هم يحزنون هر طرح کي فضيلت و مزية کا معيار صرف تقوی اور اسکے مراتب بعضها علی بعض تهے اور بس که ان اکرمکم عند الله اتقاکم - جو شخص شهادتين کا اقرار کرتا تها ' بمجرد اقرار مسلمانوں ميں داخل هو جاتا تها ' اور پهر مسلمانوں ميں سے جو شخص الله اور اسکے رسول کي محبت ميں سب سے زياده ايثار جان و مال کرتا تها ' وهي سب سے افضل و اعلی سمجها جاتا تها - صحابۂ کرام کا پورا عهد گذر گيا ' مگر کسي شخص کو ايک لمحه کيليے اسکا وهم بهي نهيں گذرا که اسلام و ايمان اور فضيلت و بزرگي کا معيار عمل صالح اور تقوی و طهارت کے سوا اور بهي کوئي چيز هوسکتي هے - اس قسم کي روايتيں جو تم صحاح ميں پڑهتے هو "و کان اصحاب رسول الله صلی الله عليه و سلم لا يرون شيئا من الاعمال ترکه کفر غير الصلواة " تو انکا بهي يهي مطلب هے که بنياد ساري باتوں کي صرف عملي زندگي تهي - عقائد کے باب ميں نه تو کوئي اختلاف تها اور نه فتنۂ تفرق و تمذهب کي بنياد پڑي تهي :

ليلی و مجنـــون بهـــم مي بوده اند
پيش ازين خوش روزگاری بوده است !

ليکن اسکے بعد فتن و فساد اور بدعات و محدثات کا آغاز هوا ' اور اوائل بنوامية هي ميں عجمي اقوام کے اختلاط اور عجمي علوم ذهنيۂ مهلکه کے شيوع سے عقائد ميں فتنۂ کاوش و تعمق کي بنياد پڑي جسکو اسلام نے نهايت سختي سے روکديا تها که هلک المتعمقون ' اور نئے نئے سوال پيدا هونے لگے - يه حال ديکهکر مجبوراً اهل حق و سنة کو اس طرف متوجه هونا پڑا ' اور باب

عقائد میں سب سے پہلے رد وکد اور بحث و نظر کا سلسلہ شروع ہوا ۔ یہانتک جو کچھہ ہوا بالکل ٹھیک تھا اور ناگزیر ' لیکن آگے چلکر یہ چیز حد اعتدال سے متجاوز ہوگئی ۔ عقائد کے رد وکد کا نتیجہ یہ نکلا کہ روز بروز لوگوں کی توجہ اسی کے طرف بڑھنے لگی اور رفتہ رفتہ عمل کی طرف سے طبیعتیں بے پروا ہوگئیں ۔ حتی کہ آج یہ حال ہے کہ اسلام و ایمان کا سارا دار مدار محض چند جزئیات اختلافیۂ عقائد کی محافظت پر آکر ٹھہر گیا ہے اور صرف اُنہی کے غرور و پندار میں ہر شخص مست رہتا ہے ۔ عمل کی درستگی اور تقوی و طہارت کی اہمیت و تقدیم یکقلم فراموش کردی گئی ہے اور قریب ہے کہ اسلام کے ارکان و شرائط سے عمل صالح کا رکن اسطرح معدوم ہوجاے گویا وہ کوئی ضروری چیز تھا ہی نہیں ۔ ساری جستجو اور کاوش صرف اسکی ہوتی ہے کہ فلاں شخص کے عقائد کیسے ہیں ؟ یعنی چند مزعومہ جزئیات غیر متعلقہ میں اسکے عقیدہ کا کیا حال ہے ؟ اسکو کوئی نہیں دیکھتا کہ اسکا عمل کیسا ہے ؟ اللہ اور اسکے رسول کی محبت میں انفاق جان و مال کا کیا حال ہے ؟ تقوی و طہارۃ نفس کے لحاظ سے کیسی زندگی بسر کرتا ہے ؟ بندوں کے ساتھہ اسکا سلوک کیسا ہے اور خدا کے خوف سے دل خالی رکھتا ہے یا بھرپور ؟ معاملات میں کیا حال ہے ؟ لین دین میں سچائی اور دیانت ہے یا نہیں ؟ ایک شفیق باپ ' رفیق بھائی ' وفادار شوہر ' اور رحیم و غمگسار ہمسایہ ہے ' یا ایک بے رحم وجود ' بے حس پتھر ' اور موذی و مہلک مخلوق ؟ ان ساری باتوں میں (جنکے الگ کردینے کے بعد اسلام میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی) اسکا حال خواہ کچھہ ہی کیوں نہو ' لیکن اگر چند اختلافی جزئیات میں ہمارا ہمآہنگ ہے تو پھر ہمارے نزدیک اس سے افضل ہستی روے زمین پر کوئی نہیں ! یہی گمراہی یہود کی تھی کہ صرف اسرائیلیت کے غرور میں بدمست رہتے تھے وقالوا لن تمسنا النار الا ایاماً معدودات ۔ یہ غرور عقائد کا فتنہ بہت ہی بڑا فتنہ ہے ' اور آج مسلمانوں کی زیرہ کی ہدی اسی سے گھلی جا رہی ہے ولکن اکثر الناس لا یعلمون ۔

فصل

بعد کے واقعات بہت طولانی ہیں - مختصر یہ کہ مخدوم الملک نے سلیم شاہ سے فرمان جاری کراکے شیخ علائی کو آگرہ میں طلب کرایا اور اکثر مشاہیر علماء عہد مثلاً سید رفیع الدین محدث اور شیخ ابو الفتح تھانسیری بھی بحث و مباحثہ کیلیے طلب کیے گئے - شیخ علائی اپنے ساتھیوں کے ساتھہ دربار میں پہنچے تو پھٹے پرانے کپڑوں اور فقیرانہ ونا مرادانہ وضع و صورت میں درویشوں کی ایک شکستہ حال جماعت تھی لیکن کبر و علو حق کا یہ حال تھا کہ صرف سلام مسنون کرکے ایک گوشے میں بیٹھہ گئے اور تمام دربار پر اس حقارت و بے پروائی سے نظر ڈالی گویا مغرور انسانوں کی جگہ پتھروں کا ڈھیر ہے ! یہ خود داری سلیم شاہ پر بہت گراں گذری - بحث شروع ہوئی تو سب سے پہلے شیخ علائی نے قرآن حکیم کی چند آیات تلاوت کیں اور انکی تفسیر کا وعظ شروع کردیا کہ :

جز نغمۂ محبت سازم نوا نہ دارد !

بدایونی لکھتے ہیں کہ وعظ کا مضمون زیادہ تر مذمت دنیا و حالات آخرۃ و اہانت علماء دنیا اور فرائض امراء و سلاطین پر مشتمل تھا ' اور کچھہ ایسا پر تاثیر و درد انگیز طرز بیان تھا کہ ادھر شیخ کی زبان سے الفاظ نکل رہے تھے ' اردھر تمام مجمع کی سنگدلی موم کی طرح پگھل رہی تھی ! خود سلیم شاہ اور اسکے امراء کا یہ حال ہوا کہ با وجود کمال قسی القلبی و حق فراموشی کے ضبط نہ کرسکے اور بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے :

سرشک گرم کی حدت کو پوچھو
مرے دامن سے اپنی آستیں سے !

یہ حال دیکھکر سلیم شاہ کا خیال پلٹ گیا اور بے اختیار ہوکر شیخ کی نہایت تعظیم و تکریم بجا لایا - پوچھا کہ باوجود ان کمالات و فضائل کے کیا سبب ہے کہ لوگ تمہارے مخالف ہیں ؟ بھلا شیخ علائی اسکا کیا جواب دیتے ؟

دل را که نو مقید زندان حسرت ست
بر عرض عشق هیچ گناهی دگر نبود !

حکم دیا که شیخ کیلیے طعام خاصه سے کهانا بهیجا جاے لیکن شیخ نے نهیں کهایا ' اور کها " طعام تو حق مسلمانان است که بخلاف شرع زیاده از حق خود متصرف شدهٔ " دوسرے دن مباحثه هوا - تمام علماء دربار ایک طرف اور یه درویش بے نوا ایک طرف تها ' لیکن جو شخص زبان کهولتا تها چند منٹوں میں ذلیل و رسوا هوکر لا جواب هوجاتا تها - مخدوم الملک کو تو بات تک کرنے نه دي - بار بار اسکو مخاطب کر کے کهتا " تو از علماء دنیائي ' و دزد دیني ' و مرتکب چندیں نامشروعاتي ' بمثابهٔ که از دائرهٔ عدالت خارج افتادهٔ - هنوز آواز سرود و ساز از خانهٔ تو علانیه مي‌شنوند " (منتخب التواریخ - جلد اول - صفحه - ۴۰۱)

مباحثه کا رنگ دیکهکر سلیم شاه کو یقین هوگیا که تمام علماء بلا وجه ایک درویش حق پرست کے پیچهے پڑگئے هیں - تاهم مجبور تها - رعایا انهي لوگوں کے هاتهه میں تهي اور معامله مذهبي تها جس میں خود دخل دے نهیں سکتا تها -

هر روز شیخ علائي کا معامله پیش هوتا اور یه ٹال جاتا - بدایوني لکهتے هیں که " مخدوم الملک ساعت بساعت سلیم شاه را تحریص بر قتل او مي نمود " ساتهه هي روز خبریں اوڑنے لگیں که آج فلاں سردار شیخ کا مرید هوا اور کل فلاں امیر نے انکا وعظ سنکر گهر بار لٹا دیا - آخر الامر سلیم شاه نے صرف حکم جلا وطني پر کفایت کي اور شیخ کو دکن چلے جانے کا حکم دیا - شیخ نے ان ارض الله واسعة پڑها اور دکن کي راه لي - لیکن صرف اتني هي سزا سے علماء دنیا کي خون آشام پیاس کب بجهنے والي تهي ؟ چند دنوں کے بعد موقعه پا کر پهر سلیم شاه کو ابهارا اور طرح طرح کے اشتعال انگیز قصے سنا کر شیخ علائي کے قتل پر آماده کرنا چاها - بڑا جرم شیخ علائي کا یه تها که جهاں جاتا هے ' ایک دنیا آسکے ساتهه هو جاتي هے - دکن کي طرف جلا وطن کرکے بهیجا تو وهاں بهي بهار خاں حاکم هنڈیه اور اطراف دکن کے

هزارها آدمي معتقد و مريد هوگئے - شيخ پر موقوف نہيں - همیشه داعيان حق کا سب سے بڑا جرم شاهان ظلم و جور اور علماء دجل و فساد کي نظروں ميں يہي رہا هے کہ دنيا انکي طرف کيوں کھنچتي هے ؟ مگر افسوس کہ اس جرم سے وہ کسي طرح اپنے تئيں بري نہيں دکھلا سکتے - جس طرح بينائي رکھنے والا ديکھنے پر مجبور هے کہ خود اپني آنکھيں پھوڑ نہيں سکتا - اسي طرح علماء حق اعلان و تذکير حق ميں ناچار هيں کہ خدا کي دي هوئي زبان کو کاٹ کر پھينک نہيں ديسکتے ' اور بيان حق کا قدرتي خاصہ يہ هے کہ دلوں ميں گھر کرے اور هر طرف سے انسانوں کو اپني جانب کھينچ لے - ايک داعي حق اور واصل بالله اگر دنيا سے کہہ بھي دے کہ ميرے پيچھے نہ آو ' جب بھي وہ اسي کے پيچھے دوڑيگي کہ جذب و انجذاب کا قانون الہي باطل نہيں هوسکتا - پھر اگر لوها مقناطيس کي جانب کھنچتا هے تو اس ميں مقناطيس کا کيا قصور ؟ يہ جرم هے تو خدا نکرے کہ اس پاک جرم کے مجرموں سے کبھي اسکي زمين خالي هو - يسقى بهم الغيث و ينتصر بهم على الاعداء ! (۱)

خدا گواه کہ گر جرم ما همين عشق ست
گناه گبر و مسلمان به جرم ما بخشند !

نظام شمسي کي طرح نظام انساني کے بھي مرکز و محور هيں مگر تم کو انکا حال نہيں معلوم - تم کو اجرام سماويہ کا مرکز معلوم کرنے ميں جب هزاروں برس لگ گئے تو نہيں معلوم عالم انسانية کے نظام و مراکز کے کشف کيليے کتنا زمانہ درکار هوگا ؟ تاهم يہ معلوم رهے کہ هر عہد و دور ميں خدا کے چند بندے ايسے بھي هوتے هيں جنکا وجود ستاروں کے مرکز شمسي کي طرح تمام انسانوں کا مرکز محبت اور کعبۂ انجذاب هوتا هے ' اور جس طرح نظام شمسي کا هر متحرک ستارہ صرف اسي ليے هے کہ کعبۂ شمس کا طواف کرے ' اسي طرح انسانوں کے گروہ اور آبادیوں کے هجوم بھي صرف اسي ليے

(۱) رواه احمد و ذکره فی المشکواة - و ايضاً ماخوذ من قوله صلعم : هل تنصرون و ترزقون الا بضعفاءکم - رواه البخاري -

هوتے هیں کہ اس مرکز انسانیۃ اور کعبۂ هدایت کا طواف کریں - زمین والوں هي پر موقوف نہیں، آسمانوں میں بھي صرف اُنہي کے ناموں کي پکار هوتي هے - بخاري کي اس حدیث کو نہیں معلوم تم نے کیا سمجھا حالانکہ وہ تو صرف اسي حقیقت کي طرف ایک اشارہ هے کہ " اذا احب الله العبد قال لجبریل اني احب فلانا فاحبه ' فیحبه جبریل ' ثم ینادي جبریل في اهل السماء ان الله قد احب فلانا فاحبوه ' فیحبه اهل السماء ' ثم یضع له القبول في الارض " یعنی جب الله تعالی کسي بندے سے محبت کرتا هے تو جبریل سے فرماتا هے کہ میں فلاں بندے کو دوست رکھتا هوں تم بھي اسکو دوست رکھو - پس جبریل بھي اُس سے محبت کرنے لگتا هے - پھر جبریل آسمان والوں میں اسکي منادي کردیتا هے ' پس تمام آسمان والے بھي اسکو چاهنے لگتے هیں اور اپنا محبوب بنالیتے هیں - پھر جب آسمان پر اسکي محبوبیت کا اعلان هوجاتا هے تو زمین والوں کے دل بھي اسکي محبت کیلیے کھل جاتے هیں اور هر طرف مقبولیت و محبوبیت اسکو حاصل هوجاتي هے ! و لله در ما قال :

کار زلف تست مشک افشاني ' اما عاشقاں
مصلحت را تہمتے بر آهوے چیں بستہ اند !

بالاخر شیخ علائي کو دوبارہ آگرہ طلب کیا گیا - معلوم هوتا هے کہ سلیم شاہ نے علماء دارالحکومۃ خصوصاً مخدوم الملک کي خود غرضیوں اور حسد و عناد کو اس بارے میں محسوس کرلیا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ ان لوگوں کي راے بے لاگ نہیں هے - اسي لیے اس مرتبہ شیخ کو شیخ بڈھہ بھاري کے پاس بھجوایا کہ مشاهیر علماء وقت سے تھے ' اور لکھا کہ جو فیصلہ آپکا هو اسي پر عمل کیا جاے - بدایوني لکھتے هیں کہ شیخ بڈھہ نے پہلے تو ایک حق پرستانہ تحریر لکھي جسکا مضمون یہ تھا کہ مسئلۂ مہدویۃ موقوف علیہ ایمان و اسلام نہیں هے - تعئین علامات مہدي میں مختلف روایتیں وارد اور سخت اختلاف واقع - صرف اتني سي بات پر ایک عالم حق کي تعزیر و تکفیر جائز نہیں - لیکن افسوس کہ بعد کو دنیا پرستي مانع آئي - انکے

لڑکوں نے سمجھایا کہ آجکل مخدوم الملک کي شیخ الاسلامي ھے - اسکے خلاف راے دینا ٹھیک نہیں - اگر اس نے سلیم شاہ سے کہکر تم کو اس مسئلہ کي تحقیق کیلیے آگرہ طلب کرایا تو اس بڑھاپے میں بیکار سفر کي زحمت اٹھاوگے - یہ بات شیخ بڈھہ کے دلپر اثر کرگئي اور پہلي تحریر چاک کرکے دوسرا مراسلہ اس مضمون کا بھیجدیا " مخدوم الملک امروز از علماء محققین ست - سخن سخن او، و فتوی فتوی او ست "

اُسي کي سي کہنے لگے اھل حشر
کہیں پرسش داد خواھاں نہیں !

جو لوگ گزرچکے ھیں انکي نسبت اب کیا کہا جاے کہ انکا معاملہ اللہ کے ھاتھہ ھے : علمھا عند ربي في کتاب اور ھم کو بہر حال اغفرلنا و لاخواننا الذین سبقونا بالایمان کي دعا مانگني ھے، مگر غور کرو کہ ھر زمانے میں علماء دنیا کي نفس پرستي اور حق فراموشي کس طرح دنیا کیلیے ایک لعنت رھي ھے، اور حیات چند روزۂ دنیوي کے عشق و تعبد نے اس طائفۂ عبید الدنیا سے کس کس طرح کتمان حق کرایا ھے ؟ شیخ بڈھہ اپنے نفس کیلیے اسکو بڑي ھي اذیت سمجھتے ھیں کہ آگرہ تک سفر کي زحمت گوارا کریں، لیکن اگر حق مستور و مظلوم ھوجاے اور اھل حق ھلاک و مقتول ھوں تو اسمیں کوئي مضائقہ نہیں دیکھتے ! کیا نوع انساني کي کوئي بدتر سے بدتر اور گمراہ سے گمراہ قسم بھي اس سے زیادہ دنیا کو نقصان پہنچا سکتي ھے ؟ اور کیا جنگل کا کوئي ڈاکو اور کمین گاھوں کا کوئي رھزن اس سے زیادہ جمعیۃ بشري کیلیے مخدرش و مہلک ھوسکتا ھے ؟ اگر علماء کے خصائل کا یہ حال ھے تو اسکے بعد عامۂ ناس کیلیے فسق و عدوان کا کونسا درجہ باقي رھگیا ؟ یہي وہ کتمان حق یعني حق کو دانستہ چھپانے کي ملعنت ھے جو علماء یہود پر چھا گئي تھي، اور منجملہ اسباب مغضوبیت یہود ھوي : و ان کثیرا منھم لیکتمون الحق و ھم یعلمون اور افسوس کہ یہي حال شبر بشبر اور ذراع بذراع اس امۃ کے علماء سوء کا بھي ھوا -

و هم یهود هذه الامة - انکو بهر حال اپني گنبد دستار کي تعمیر کیلیے اینٹیں چاهئیں اگرچه خانهٔ شرع کي دیواریں توڑ کر بهم پهنچائي جائیں :

خانهٔ شرع خرابست که ارباب صلاح
در عمارت گري گنبد دستار خود اند !

یه افسانه تو اُس عهد کا هے جسکو موجوده عهد کے مقابلے میں عهد اقبال سمجهنا چاهیے - آج جو حالت هو رهي هے ' اسکو دیکهیے تو هوش گم اور عقل درمانده رهجاتي هے - آج امة کا ایک فاسق سے فاسق گروه بهي شاید کبهي سچائي کي خاطر کچهه نقصان جان و مال اٹهالے اور اسکو اپنے گناهونکا کفاره سمجهے ' لیکن مدعیان علم و مشیخت اور زهد فروشان سجادهٔ طریقة سے اتني بهي امید نهیں ! علماء وقت نے امر بالمعروف و نهي عن المنکر کے فرض کو عملاً شریعة کے احکام و واجبات سے خارج کردیا هے ' اور یا تو اب یه لفظ قرآن کي سورتوں میں کبهي نظر آ جاتا هے ' یا صحائف سنة کے ابواب و اوراق میں - حق کي بیکسي و مظلومي اس حد تک پهنچ چکي هے که جنگل میں بهیڑوں اور بکریوں کیلیے چرواها نظر آ جاتا هے لیکن حق کیلیے کوئي غمگسار و مددگار نهیں

کان لم یکن بین الجحون الی الصفا
انیس ' و لم یسمر بمکة سامر !

شاید تم کو اُس جمله پر تعجب هو که علماء وقت نے امر بالمعروف کے فرض کو فرائض شریعة سے خارج کردیا هے ' لیکن جو حالت هو رهي هے اسکے لحاظ سے تو یه جملة بهي کافي نه تها - اگر ایک شخص اپنا عقیده یه ظاهر کرے که نماز فرض هے اور هر وقت شرح وقایه کي کتاب الصلواة اپني بغل میں بهي رکهے ' لیکن عملاً نماز کبهي نه پڑهے اور ترک صلواة کیلیے طرح طرح کے ایسے حیلے اور عذرات پیش کردیا کرے جو کبهي اور کسي حال میں دور نهیں هوسکتے ' تو تم اسکي نسبت کیا کهوگے ؟ اسکے لیے نماز ایک حکم شرعي واجب العمل رها یا نهیں ؟ یهي حال آج علماء عهد کا بهي هو رها هے - اور امر بالمعروف اور قیام حق کے حکم سے

اپنے آپ کو بري کرنے کیلیے بالقاء شیطاني طرح طرح کے حیل و مکائد بنا رکھے ھیں ' اور جب وقت آتا ھے تو اُنھي کي آڑ میں پناہ لیتے ھیں - نتیجہ یہ نکلا کہ عملاً امر بالمعروف کا حکم ساقط و کالعدم ھوگیا - کبھي کہتے ھیں کہ درجۂ عزیمۃ و عزائم امور بہت بلند ھے - ھمیں کہاں نصیب ؟ رخصۃ یہ ھے کہ بخوف نقصان جان و مال باطل پرستي قبول کرلي جاے : علی خوف من فرعون و ملائھم ان یفتنھم ! کبھي کہتے ھیں کہ صداقت موسوي سے انکار نہیں لیکن ھیبت و سطوۃ فرعوني کے مقابلے کي طاقت نہیں رکھتے ' پس خاموشي و ترک سعي کے سوا چارہ نہیں : فاذھب انت و ربک فقاتلا ' انا ھاھنا قاعدون - کبھي کہتے ھیں کہ اگرچہ حق اسکے خلاف ھے ' مگر مصلحۃ وقت کا مقتضی یہي ھے - گویا مصلحت حقائق اشیاء کو متغیر کردیسکتي ھے ! کبھي کہتے ھیں کہ زبان کھولنے میں فتنہ ھے اور فقہاء کا ایک جزیہ ھم کو ملگیا ھے کہ فتنہ سے بچنا ضروري - گویا حق گوئي میں فتنہ ھے اور سکوت عن الحق میں امن و سلامتي : و لو اتبع الحق اھوائھم لفسدت السماوات و الارض - کبھي کہتے ھیں کہ علیکم انفسکم اور لا تلقوا بایدیکم الی التھلکہ پر ھمارا عمل ھے : یحرفون الکلم عن مواضعہ - کبھي کہتے ھیں کہ فلاں فلاں باتیں یقیناً بدعات و منکرات میں داخل ھیں لیکن عوام صدیوں سے کر رھے ھیں - اگر صاف صاف حق گوئي سے کام لینگے تو بگڑ جائینگے اور ھم کو بزرگ و پیشوا نہیں سمجھینگے - اگر ایسا ھوا تو موجودہ حالت سے بھي زیادہ نقصان ھوگا : و ان کثیرا من الاحبار و الرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل و یصدون عن سبیل اللہ - کبھي کہتے ھیں کہ اسمیں خوف جان ھے اور جان کا بچانا فرض ھے - غرضکہ یعدھم و یمنیھم وما یعدھم الشیطان الا غرورا - یہ سب کچھہ کہتے ھیں مگر اصلي بات نہیں کہتے کہ ایمان باللہ مفقود ھوگیا ' حیاۃ دنیوي کي محبت محبت الہي پر غالب آگئي ' متاع دنیا کي دلفریبیوں پر روح مفتون اور دل نثار ھوگیا '

اور دنیا پرستي کي لعنت نے عزم و راستي کي روح کو مردہ کردیا :

استحوذ علیهم الشیطان فانساهم ذکر الله - اولائک حزب الشیطان - الا ان حزب الشیطان هم الخاسرون !

فصل

یہ واضح رہے کہ شیخ بدھہ اُس زمانے کے اکابر علماء میں تسلیم کیے جاتے تھے - بدایوني لکھتے ھیں کہ شیر شاہ انکي جوتیاں سیدھي کرتا تھا - اور ارشاد قاضي پر ایک عمدہ شرح بھي آپنے لکھي تھي - با ایں ھمہ حال یہ تھا کہ جب شیخ علائي شاھي حراست میں انکے مکان پر پہنچے تو " از اندرون خانہ آواز سرود و ساز شنیدند و بعضے مکارۂ طبعي و شرعي دیگر نیز کہ ذکر آن استہجانے صریح دارد ' در مجلس او دیدند ' و بے اختیار امر معروف و نہي منکر کردند " کاش شیخ بدھہ علم نہ پڑھتے ' ارشاد قاضي کي شرح نہ لکھتے ' جنگل میں لکڑیاں کاٹتے اور سر پر اُٹھا کر بازاروں میں بیچتے ' مگر حق گوئي سے زبان نہ روکتے تو ھزار درجہ اس مولویۃ و مشیخت اور شرح نویسي کي زندگي سے زیادہ اللہ کے نزدیک مقرب و محبوب ھوتے - ارشاد قاضي کي شرح قیامت کے دن انکو نہیں بخشواسکتي ' مگر حق گوئي کا ایک سچا لمحہ عمر بھر کے گناھوں کو محو کر دیسکتا ھے !

عشق تو " قائم " نہوا آپ سے
اور ھي کچھہ پیشہ کیا چاھیے !

سلیم شاہ کے دل پر شیخ علائي کي حق پرستي کا زخم لگ چکا تھا مگر خود عالم نہ تھا ' چاھتا تھا کہ اگر ایک عالم حق گو کا سہارا بھي ملجاے تو شیخ کو علماء سوء کے پنجوں سے چھڑالے ' لیکن افسوس کہ سب نفس و دنیا کے پجاري نکلے - جب شیخ بدھہ نے بھي مخدوم الملک کي تائید کي تو بالکل مجبور ھوگیا اور شیخ کا معاملہ مخدوم الملک کے حوالے کر دیا -

شیخ علائي اسوقت سخت بیمار تھے - گلے میں ایک بہت بڑا زخم تھا ' اور بہار تک سفر کرنے کي زحمت نے نیم جان کردیا تھا - مخدوم الملک نے حکم دیا کہ کوڑے لگائے جائیں - جلاد نے تیسري ھي ضرب لگائي تھي کہ اس شہید حق کي روح پرواز کرگئي: في مقعد صدق عند ملیک مقتدر! ملا عبد القادر بدایوني نے " ذاکر الله " اور " سقـــاھم ربھم شرابا " سے تاریخ نکالي کہ ۹۵۷ سال ھجري ھے :

بجرم عشق اگر کشتي مرا ممنون احسانم
گناہ زاھد بے درد یا رب چیست حیرانم !

افسوس مرنے کے بعد بھي ظالموں کو تسکین نہ ھوئي اور اس فنا في الحق کي نعش کے ساتھہ وہ سلوک کیا گیا جو بدر و احد کے مقتول کفار کے ساتھہ بھي نہیں کیا گیا تھا - بدایوني لکھتے ھیں کہ ھاتھي کے پانؤں سے باندھکر نعش کو چرایا گیا اور اسکے ٹکڑوں کي تمام لشکر میں تشہیر کي - پھر حکم دیا کہ دفن نہ کي جاے اور اس غرض سے پہرہ بٹھادیا گیا - سبحان الله کار و بار عالم کي بو العجبي ' اور جہان ھزار رنگ کي بوقلموني ! یہ ھے خدمت انساني کا وہ مزد و صلہ جو دنیا نے ھمیشہ اپنے غمگساروں کو دیا ھے ' اور یہ ھے عشق حق و شیفتگي صدق کا نتیجہ جو اس ظلم آباد ارضي میں ھمیشہ نیازمندان حق کو ملا ھے ! باطنه رحمة و ظاھره من قبلة العذاب :

فمن شاء فلینظر الي ' فمنظري
نذیر الی من ظن ان الھوی سھل !

یہ سرگذشت تو شیخ علائي رحمة الله علیه کي ھے - انکے پیر حضرة شیخ عبد الله نیازي کا واقعہ بھي اس سے کم درد انگیز اور عبرة ماجرا نہیں ھے - بدایوني لکھتے ھیں کہ جب شیخ علائي دکن کي جانب جلا وطن کردیے گئے تو اسکے کچھہ عرصے بعد سلیم شاہ سرحدي افغانوں کي شورش کا حال سنکر پنجاب کي جانب روانہ ھوا - جب بیانہ کے قریب شاھي لشکر پہنچا تو مخدوم الملک نے کہ پیوستہ و کمربستہ خاصان حق کي اذیت و ھلاکت کے فکر میں غلطاں و پیچاں رھتے تھے ' موقع کو غنیمت سمجھا اور سلیم شاہ

سے کہا " از فتنۂ صغیر کہ عبارت از شیخ علائي باشد چندے خلاصي یافتیم ' اما فتنۂ عظیم هنوز برپاست " سلیم شاہ نے پوچھا وہ کون ؟ کہا : شیخ عبد اللہ نیازي کہ یہیں بیانہ میں مقیم ہے اور شیخ علائي کا پیر ہے - سلیم شاہ نے میاں بہوہ لوحاني حاکم بیانہ کو حکم بھیجا کہ فوراً شیخ کو حاضر لشکر کرو - میاں بہوہ شیخ کا مرید تھا - اس نے شیخ کو بہت سمجھایا کہ آپ یہاں سے راتوں رات نکل جائیں - میں کوئي بہانہ کردونگا - لیکن شیخ نے کہا " ارادۂ خداوندي در حال و استقبال و آن جا و این جا مساوي ست - تا هر چہ مقدر ست خواهد رسید " مجبوراً شیخ کو همراہ لیا اور لشکر شاهي میں پہنچے - سلیم شاہ سوار کوچ کیلیے طیار کھڑا تھا - شیخ عبد اللہ جب سامنے پہنچے تو بے باکانہ گردن اٹھاے جا کھڑے ہوے اور السلام علیک کہا - میاں بہوہ نے کہ کسي نہ کسي طرح سلیم شاہ کے غیظ و غضب سے انکو بچانا چاهتا تھا ' گردن پکڑ کے جھکا دي اور کہا : پادشاهوں کو یوں نہیں ' یوں سلام کرتے هیں - اسپر شیخ نے گرج کر کہا " جو سلام کہ سنت ہے اور صحابہ اللہ کے رسول کے سامنے کہا کرتے تھے ' یہي ہے ' اسکے سوا میں اور کوئي سلام نہیں جانتا ! " سلیم شاہ نے غضب ناک هوکر اشارہ کیا اور لشکریوں نے لاٹھیوں ' کوڑوں ' مکوں ' اور لاتوں سے پیٹنا شروع کردیا - یہانتک کہ بے هوش هوگئے جب تک هوش رہا یہ آیۃ قرآني ورد زبان تھی :

ربنا اغفر لنا ذنوبنا و ثبت اقدامنا و انصرنا علی القوم الکافرین ! سلیم شاہ نے جب شیخ کو یہ پڑھتے هوے دیکھا تو پوچھا : کیا کہتا ہے ؟ مخدوم الملک نے کہا " شما را و ما را نفرمي گوید " اسپر اسکو اور زیادہ طیش آیا اور جب تک موت کا یقین نہیں هوگیا برابر زد و کوب کا حکم دیتا رہا - افسوس ! عشاق حق کے ساتھہ همیشہ یہي هوا اور اعداء حق و اصلاح کے هاتھوں کبھي انکو امن کي گھڑیاں نصیب نہ هوئیں - یہي هوتا رہا ہے اور شاید ایساهي هوتا رهیگا - دشمنان حق نے اگر انکي جانوں کو سب سے بڑي چیز سمجھکر لینا چاها ' تو انھوں نے بھي اپني جان کو دنیا کي ساري چیزوں میں سب سے زیادہ هیچ و ادنی سمجھا - و لنا فیهم اسوۃ حسنہ :

جانیست هرآئینه بخواهد رفتن
اندر غم عشق تو رود ' اولی تر !

لیکن سبحان الله ! مکافات و مجازات عمل کا قانون الهي کس طرح اس دنیا هي میں اپنا کام انجام دے رها هے اور آخرة کي منزل ابهي باقي هے : لو کانوا یعلمون - بالآخر ایک زمانه آیا که یهي مخدوم الملک تهے اور یهي هندوستان ' مگر پیشوائي و شیخ الاسلامي ایک طرف رهي ' عزت و آبرو سے اپنا بڑهاپا بهي بسر نه کرسکے ' اور عهد اکبري کے نئے نئے مفتیوں کے هاتهوں وه وه ذلتیں اور خواریاں نصیب هوئیں که بقول ملاے بدایوني یوم تبلی السرائر کا نقشه آنکهوں میں پهر گیا - یا تو یه حال تها که انکے قلم شیخ الاسلامي کي ایک گردش اهل الله کي زندگیوں کا فیصله کردیتي تهي ' یا یه یوم العذاب دیکهنا پڑا که حاجي ابراهیم سرهندي اور شیخ ابو الفضل جیسے نوخیز و احداث بهري مجلس میں انکے فسق و تقوی کا فیصله کرنے لگے اور عمر بهر کی بداعمالیوں کا ایک ایک کرکے حساب دینا پڑا - فنعوذ با لله من الحور بعد الکور :

گره کیسي لگي تهي ؟ کهل گئے کس راه میں فتنے ؟
نظر آتا هے خالي آج گوشه تیرے داماں کا !

فصل

ملا عبد القادر بدایوني لکهتے هیں که مخدوم الملک کي دولت و تمول کا یه حال تها که صرف گهر کے صندوقوں هي میں نهیں بلکه خاندانی قبروں میں بهي چاندي سونے کي اینٹیں هي مدفون تهیں - الذین یکنزون الذهب و الفضه - اور یه تمام مال زمانهٔ شیخ الاسلامي کے غصب و تصرف و اکل اموال بالباطل کا اندوخته تها - طرح طرح کے نام نهاد شرعي حیلے بنا رکهے تهے اور انکي آڑ میں بندگان الهي کو لوٹتے کهسوٹتے تهے - جب عهد اکبري کا نیا دور شروع هوا اور انکي هوا اکهڑي ' تو عجیب عجیب باتیں کهلیں - ازانجمله یه که با ایں همه دولت و تمول عمر بهر کبهي زکواة ادا نه کي -

زکواۃ سے بچنے کیلیے یہ حیلہ گڑھلیا تھا کہ ہر سال کے آخر میں اپنا تمام خزانہ بیوی کے نام ہبہ کردیتے ' اور وہ ایک سال پورا ہونے سے پہلے انکے نام بخشدیتی - اس طرح حول کامل دونوں میں سے کسی پر نہ گذرتا کہ اداء زکواۃ کی شرط ہے۔ " و غیر ازین نیز حیلہ ہاے دیگر کہ حیل بنو اسرائیل پیش آن شرمندہ است - و ہمچنیں خست و رذالت ' و خباثت و جہالت ' و مکاری و ستم گاری ارکہ بہ مشائخ و فقراء دیار خصوصاً بہ آئمۂ مساجد و اہل استحقاق پنجاب نمودہ بود ' یک یک بہ ظہور پیوست ' و سر یوم تبلی السرائر بر ضمائر ظاہر گشت ' و حکایاتی کہ مشتمل بر انواع اہانت و استخفاف و مذمت او بود ' ہر روز در مجلس تقریر می کردند ' و قرار چنان یافت کہ جبراً و قہراً او را بمکہ باید فرستاد - و چون ازو پرسیدند کہ حج بر تو فرض شدہ ؟ گفت کہ نے ! " (جلد دوم : ۲۰۳)

یہ جو ملا صاحب نے لکھا ہے کہ مخدوم الملک نے زکواۃ سے بچنے کیلیے ایک حیلہ نکال رکھا تھا ' تو اس حیلہ پر انکا عمل ضرور ہوگا لیکن اسکی ایجاد کی نسبت انکی جانب صحیح نہیں - ان لوگوں کو مکر و حیل میں بھی اجتہاد فکر کہاں نصیب ؟ اس میدان میں بھی دوسروں کے مقلد ہی ہوتے ہیں - مخدوم الملک نے اور بہت سی چیزوں کی طرح یہ حیلہ بھی اپنے پیشرو فقہاء دنیا اور علماء مکر و خدیعۃ سے حاصل کیا ہوگا - اگرچہ ٹھیک ٹھیک نہیں کہا جا سکتا کہ احبار یہود اور اصحاب السبت کے بعد امۃ اسلامیہ میں سب سے پہلے کن " یہود ہذہ الامۃ " نے ان حیلوں کی بنیاد ڈالی اور شریعۃ الہی کو نفس و شیطان کا بازیچۂ لہو و لعب بنایا ' مگر یہ معلوم ہے کہ دوسری صدی کے اوائل ہی میں بعض فقہاء دنیا و عبید السلاطین اور متفقہین بالظن و الرائے نے حیلہ تراشیاں شروع کردی تھیں ' اور تیسری صدی میں اس امۃ کے صدوقیوں اور فریسیوں نے کتاب الحیل کو بھی منجملہ ابواب فقہ کے قرار دیدیا تھا - اسکا پتہ ان اقوال سے چلتا ہے جو نام نہاد حیل و احتیال شرعیہ کی نسبت

ائمہ اسلام کے منقول ہیں اور جنکو شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے بعض فتاوی میں جمع کیا ہے - حضرۃ عبد اللہ بن مبارک نے ایک حیلہ کا حال سنکر کہا : احدثوا الحیل فی الاسلام فمن کان امر بھذا فھو کافر - اسلام میں لوگوں نے حیلے پیدا کرنے کی بدعۃ رائج کی ہے سو جو شخص انپر فتوی دے وہ کافر ہے - شریک بن عبد اللہ قاضی کوفہ سے کتاب الحیل کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے کہا : من یخادع اللہ یخدعہ - یعنے حیلے نکالکر احکام شرعیہ کی تعمیل سے بچنا خدا کو دھوکا دینا ہے - حفص بن غیاث نے کہا : کتاب الحیل پر لکھدو کہ کتاب الفجور ہے - یزید بن ہارون نے کہا : لقد افتی اصحاب الحیل بشیء لو افتی بہ الیہود کان قبیحاً - حیلہ تراشوں نے یہودیوں کو بھی مات کردیا - ایوب سختیانی نے کہا : یخادعون اللہ کانما یخادعون الصبیان - یہ لوگ خدا کو اسطرح دھوکا دینا چاہتے ہیں جیسے بچوں کو فریب دیکر بہلاتے ہیں - خدا نے حکم دیا کہ ہر مالدار زکواۃ دے تو سال کے آخر میں تمام مال بیوی کے نام ہبہ کردیا کہ خدا دھوکے میں آکر ہمکو مفلس و نادار سمجھ لیگا : و ما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون - انہی سے یہ بھی منقول ہے : لو اتی الامر عیاناً کان اھون علی - اس سے تو یہ بہتر تھا کہ صاف صاف بغیر حیلہ کے معصیت کرتے - بہرحال خدا کی شریعۃ کے ساتھ تلعب و استہزا تو نہ ہوتا - اور یہ بالکل حق ہے - فسق و فجور ان حیلوں پر عمل کرنے سے ہزار درجہ افضل ہے - حضرۃ امام احمد بن حنبل سے بھی طلاق و یمین کے بارے میں چند حیلوں کا ذکر کیا گیا تھا - فرمایا کہ : ان من افتی بھذہ الحیل فقد قلب الاسلام ظھرا لبطن ' و نقض عری الاسلام عروۃ عروۃ !

ان اقوال سے معلوم ہوا کہ اس زمانے میں حیلہ تراشیوں کی بنیاد پڑچکی تھی - یہ کتاب و سنۃ سے بعد و ھجر ' اور ترک براھین و یقینیات شرعیہ ' و تشبث بہ ظن و تخمین بحت ' و تخرص و تلعب بہ ظلمات اوھام و اھواء ' و قیاس غیر صالح و غیر مرید بالوحی کے شجرۃ الزقوم کے ابتدائی برگ و بار تھے ' جو آگے چلکر اسقدر پھلے پھولے کہ علم و عمل

کا کوئي گوشه انکے ثمرات ردئیه و خسیسه سے خالي نه رها ' اور وه شریعة الاهیه جسکي نسبت کها گیا تها که " السمحة الحنیفیه و المحجة البیضاء - لیلا کنهارها " طرح طرح کے ظنون فاسده ' و آراء متشتته ' و قیاسات متخالفه ' و سبل متفرقه ' و طرائق قددا ' و قواعد متناقضه ' و تاویل الجـــاهلین ' و انتحال المبطلـــین ' و حیـــل المتحیلـــین ' و اقیسة القـــیاسیین ' و ظلمات بعضها فوق بعض کا مجموعه بنا دي گئي - و الله اکبر کبیرا ان یکون في شریعته الحیل الباطلة التي تسقط فرائضه ' و تحل محارمه ' و تبطل حقوق عباده ' و یفتح للناس ابواب الاحتیال و انواع المکر و الخداع ' بل هي شریعة مؤتلفة النظام ' متعادلة الاقسام ' لا اعت فیه و لا عوج ' و لا ضیق فیها و لا حرج ' اوامرها غذاء و دواء ' و نواهیها حمیة و صیانه ' شعـارها الصدق ' و قوامها الحق ' میزانها العدل ' و حکمها الفصل ' لا حاجة بها البتة الی ان تکمل بسیاسة ملک ' او رای ذي رایٔ ' او قیاس فقیه ' او ذوق ذي ریاضة ' فهي صراطه المستقیم ' و دینه القویم ' و من احسن قولاً ممن دعا الی الله و عمل صالحا و قال انني من المسلمین !

صحابۂ کرام کے زمانے میں نکاح تحلیل (یعني فرضي طور پر به نیت استحلال حلاله کرانے) کا خیال شاید بعض لوگوں کو هوا تها - اور " حتی تذوق عسیلته و یذوق عسیلتها " اور " لعن الله المحلل و المحلل له " کي وعید اُن تـک نه پهنچي هوگي ' جسپر حضرة عمر کو اپنے خطبوں میں اعلان کرنا پڑا : لا اوتي بمحلل و لا محلل له الا رجمتها - یعني جس شخص نے بطور حیله کے حلاله کراکے مطلقه سے رجعت کي میں اسکو زناء محصن کي حد جاري کیے بغیر نه چهوڑونگا - لیکن یه بات تو اسوقت کسي کے وهم و خیال میں بهي نه گذري تهي که الله کي شریعة میں حیلوں کو بهي دخل هو سکتا هے ' اور احکام شریعة نفاذ و عمل حقیقي کیلیے نهیں هیں بلکه محض دنیاوي ضابطوں اور قاعدوں کي طرح ظواهر و رسم پوري کردینے کیلیے - شارع علیه السلام کو تو سد باب حیل کا یهاں تـک اهتمام تها که عمال اور

قضاۃ کو قبول ھدایا سے بھي روکدیا کہ رشوۃ ستاني کا حیلہ بن سکتا ھے - مسند امام احمد میں ھے : ھدایا العمال غلول - اور ابو داؤد کي روایت بریدہ میں فرمایا : استعملناہ علی عمل و رزقناہ رزقا ' فما اخذہ بعد ذلک فہو غلول - ایک اور روایت ھے : اخذ الامیر الھدیۃ سحت - اسي طرح مقروض سے ھدیۂ و تحائف کا لینا ناجائز قرار دیا کہ سود کیلیے حیلہ بن جا سکتا ھے - حتی کہ ابن ماجہ کي روایت انس بن مالک میں فرمایا : اذا اقرض احدکم قرضاً فاھدی الیہ او حملہ علی الدابہ ' فلا یرکبہا و لا یقبلہ الا ان یکون جری بینہ و بینہ قبل ذلک - اور اسي بنا پر ھدیۂ مقترض کي نسبت اجلۂ صحابہ مثل عباد اللہ و ابي ابن کعب و غیرھم نے فتوی دیا کہ ربا میں داخل ھے - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ بیع خیار کي نسبت تصریح کر دي : حتی یتفرقا و لا یحل لہ ان یفارقہ خشیۃ ان یستقبلہ - اس سے بھي مقصود یہي تھا کہ حیلہ کا سد باب ھو ' اور اسي لیے امام احمد بن حنبل نے ابطال حیل پر اس روایت سے استدلال کیا ھے ' اگرچہ بعض کوتاہ بینوں نے اس امام اھل السنۃ کي دقۃ نظر اور فقاھۃ رباني کو نہ سمجھا اور اسپر اعتراض کیا - فلیس لھم بصیرۃ یعرفون بہا اھل العلم و اھل الجھل و یمیزون بہا بین منازلھم - بلا شبہ عہد صحابہ میں بعض لوگوں کے سوالات سے پتہ چلتا ھے کہ اپني بد عملیوں کے ھاتھوں ضیق و حرج میں مبتلا ھوکر ڈھونڈھنے لگے تھے کہ کوئي مخرج و حیلہ نکل آئے ' لیکن بالاتفاق تمام صحابہ و ارباب افتاء صدر اول نے انکو پیام یاس سنایا ' اور کہا کہ کوئي حیلہ نہیں - حضرۃ علي علیہ السلام سے ایک شخص نے غالباً مسئلۂ یمین کي نسبت پوچھا تھا کہ ما الحیلہ ؟ آپنے فرمایا : ترک الحیلہ - حضرۃ ابن عباس سے ایک شخص نے طلاق کے متعلق جب پوچھا کہ اب اس سے بچنے کیلیے مخرج و حیلہ کیا ھو سکتا ھے ؟ تو سخت غضب ناک ھوے اور فرمایا : و من یتق اللہ یجعل لہ مخرجا جب تو نے حکم شریعۃ سے انحراف کیا تو اب مخرج کہاں ؟ و ما ظلمھم اللہ و لکن کانوا انفسھم یظلمون ! اور پھر یہ جو کچھہ بھي تھا ' صرف طلاق و یمین کے

بعض احکام کي نسبت ' نه که تمام احکام انفاق و زکوٰة و عقود و معاملات و تملیک اموال و غیرها -

ان تمام تصریحات سے بڑھکر یه هے که قرآن حکیم نے صاف صاف لفظون میں بتلا دیا تھا که یهودیوں کي ضلالة و مغضوبیة و ملعونیة کے اعمال خبیثه میں سے ایک بڑا فتنه یه تھا که شریعة الهي کے احکام قطعیة مصلحه سے بچنے کیلیے طرح طرح کے حیلے حوالے اور بہانے نکالتے تھے ' اور سمجھتے تھے که خدا کا معامله بھي فریب خورده انسان کا سا هے که اگر کسي حیلة و مکر سے ظاهر و صورت کو بنالیا تو قصد و نیت کي اسکو خبر نہوگي - از انجمله ایک حیله وه تھا جو یوم السبت میں صید نه کرنے کے حکم کي نسبت اصحاب "حیتان" نے نکالا تھا : ولقد علمتم الذین اعتدوا منکم في السبت - اور از انجمله وه حیله تھا جو حرمت اکل شحم کي نسبت عمل میں لایا کرتے تھے ' اور جسکي نسبت آنحضرة نے فرمایا : لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها و اکلوا ثمنها - الله تعالی نے ان حیله سازیوں کي وجه سے انپر لعنت بھیجي اور غضب الهي کے مورد هوے - انهوں نے الله کي شریعة کو مسخ کرنا چاها تھا - نتیجه یه نکلا که خود مسخ هوگئے - وجعل منهم القردة والخنازیر اور الله کا قانون مجازات یهي هے که ثمرهٔ عمل ٹھیک ٹھیک عمل کے مطابق اور ٹھیک ٹھیک اس سے اشبه و ارفق ظاهر هوتا هے - هر عمل نیک و بد کے صور و اشکال عالم مثال میں اسي طرح واقع هوے هیں ' اور یهي معني هیں اس آیة کریمه که فحاق بهم ما کانوا به یستهزؤن - حیل و احتیال کے متعلق یه حال تو کتاب الله کا هے ' اور سنة کو دیکھا جاے تو اس سے زیاده واضح و صریح هے - آنحضرة صلی الله علیه و سلم نے بار بار کھول کھول کر امة کو اسي ضلالة یهود اور خبائث اصحاب السبت و الحیتان سے روکا تھا : لعن الله الیهود حرمت علیهم الشحوم فجملوها و اکلوا ثمنها - الله کي پھٹکار یهود پر - چربي انپر حرام کردي گئي تو حیلے بہانے نکالکر اسکو حلال بنا لیا - اس سے بھي واضح فرمایا : لا ترتکبوا ما ارتکبت الیهود فتستحلوا محارم الله بادنی الحیل - وه کام نه کرنا جو یهودیوں نے کیا که الله کي حرام کرده چیزوں کو

ادنی حیلوں بہانوں سے حلال کرلو! مگر افسوس کہ وہي ہزا جسکا اس صادق و مصدوق کواندیشہ تھا ' اور اس امۃ میں بھي ایسے صدوقي اور فریسي پیدا ہوگئے جنھوں نے بحکم حذو النعل بالنعل تھیک تھیک ویسي ہي حیلہ بازیاں اور مکاریاں اسلام میں بھي پیدا کرلیں - ضلوا فاضلوا فویل لھم و لاتباعھم ! حتی کہ یہ فساد عظیم اس درجہ پھیلا کہ اصحاب حیل کے نزدیک حلال و حرام کي تمیز بکلي اُٹھہ گئي ' محارم شرعیہ حلال ہوگئے ' عقود فاسدہ کو جائز بنالیا گیا ' حدود شرعیہ ساقط کردیے گئے ' نور و ظلمۃ ' سیاہ و سفید ' فسق و تقوی میں کوئي فرق باقي نہ رہا - احکام و اوامر اور عبادات و معاملات کي کوئي شاخ بھي اس مصیبت عظمی سے نہ بچي - ہر حکم سے بچنے کیلیے حیلے ' ہر قید شرعي سے نکل بھاگنے کیلیے بہانے ' ہر امر و نہي کے سقوط و تعطیل کیلیے مکر و فریب - شریعۃ الاھیہ کے کسي حکم کو بھي سچي تعمیل اور راستبازانہ و صالحانہ اطاعت کیلیے باقي نہ چھوڑا - اعمال انسانیۃ کي وہ اصل عظیم جسکو شریعۃ نے " نیت " کے جامع و حاوي لفظ سے تعبیر کیا تھا اور تمام احکام و ثمرات کي بنیاد اسي پر رکھي تھي کہ " انما الاعمال بالنیات " اور " ولکل امرئ ما نوي " اور اسي لیے فقیہ الامۃ حضرۃ امام بخاري نے اسي جامع الکلم کو اپني کتاب کا سرنامۂ و عنوان قرار دیا تھا ' اسطرح تاراج و ھلاک کردي گئي گویا اسکا کوئي وجود ھي نہ تھا ! خدا کے بندوں کو فریب دیتے دیتے اس طائفۂ بوالھوس کي جرأتیں یہانتک بڑھگئیں کہ عالم السرائر و الخفایاء کو بھي دھوکا دینے میں چست و چالاک ہوگئے : و ما یخدعون الا انفسھم و ما یشعرون - یہ ضلالۃ اس درجہ سے بھي آگے بڑھي - یہانتک کہ مسائل حیل و احتیال فقہ سؤ و مزعومہ کا ایک با قاعدہ باب و مبحث بن گئے ' اور رفتہ رفتہ فقہاء دنیا کیلیے صرف ذھانت ' و نمایش فقاھۃ ' و اظہار علم و درایت ' و تسابق عقول ' و تنافس افکار ' و تقابل قوۃ افتاء و قضاء کا سب سے بڑا دلچسپ و جالب قلوب میدان یہي حیلہ بازي قرار پائي ؛ کتاب و سنۃ کي تقدیم و حفظ کا بند تو پہلے ھي ٹوٹ چکا تھا ' اور

بنیاد فقاهة محض اتکل اور ظن و وهم پر قرار پاچکي تهي - پهر کیا تها ؟ هر ذهن نے تیزي دکهلائي ' اور هر قیاس نے بلند پروازي - " بنیاد ظلم درجهان اندک بود - هر که آمد بران مزید کرد " نتیجه یه نکلا که شریعة الهي جو عدل و صداقت کے قیام کیلیے آئي تهي ' آسي کے نام سے مکر و فریب اور ظلم و غصب اور نهب و سلب کے تمام کار و بار جاري هوگئے ' اور دنیا کي تباهي کیلیے اس سے بدتر وقت آور کوئي نهیں هوسکتا که خدا کا پاک نام لیکر آسکي دنیا میں برائي پهیلائي جاے ! کتني هي زنا کاریاں هیں جو حیلے نکالکر نکاح شرعي بنائي گئیں ! کتنے هي غصب و ظلم اور اکل اموال بالباطل کے رذائل هیں جنکو ایک شرعي معامله بنا کر جائز کیا گیا ! کتنے هي عقود فاسده هیں جنکو اسي شیطان حیل نے جائز کراکے بندگان الهي کے حقوق تلف کراے ! کتنے هي حج هیں جو ساقط هوے ! کتني هي زکاتیں هیں جو کبهي ادا نهیں کي گئیں ! کتنے هي شارب الخمر اور زاني محصن هیں جو حدود شرعیه سے صاف بچا لیے گئے ! پهر یهي تخم حیل هے جسکي شاخیں کسقدر دور دور تک پهیلیں ؟ متعدد تفریعات هیں جو بظاهر اس سے الگ معلوم هوتي هیں مگر فی الحقیقت اسي عائلهٔ فساد کے اخوان و اخوات میں داخل هیں - ازانجمله اجیرهٔ زانیه کے اجر مثل کا جزئیه هے جسکي ابتدا شاید ایک اصولي اور قانوني بحث سے هوئي تهي - یعني جس عقد کا معقود علیه کوئي فعل مباح اور ساتهه هي زنا بهي هو ' تو اس صورت میں زنا معقود علیه میں داخل هوگا یا ایک شرط زائد اور سبب بعید ؟ اور آسکا شمار عقد باطل میں هوگا یا فاسد میں ؟ لیکن آگے چلکر یه ایک سچ مچ عملي ذریعه حلت مهر بغي ' و وسیلهٔ توسیع کار و بار زنا بنگیا - تم نے بعض شروح میں پڑها هوگا : ما اخذته الزانیه ' ان کان بعقد الاجارة فحلال ' لان اجر المثل طیب ! زانیه نے اگر عقد اجاره کے بعد اپني آجرت لي تو وه حلال هے کیونکه اجر مثل کے طیب هونے میں کلام نهیں ! عجب اسپر لوگوں نے اپنا سر پیٹ لیا که جس چیز کو الله کے رسول نے خبیث فرمایا اسکے طیب هونے کي کونسي نئي وحي اتر آئي

ہے ؟ مسلم و ترمذي کي حديث رافع بن خديج ميں ہے : مہر البغي خبيث - اور بخاري کي روايت ميں ہے : نہي رسول الله صلعم عن ثمن الكلب و مہر البغي - تو اسکے جواب ميں کہا جاتا ہے کہ وہ تو ايک خاص حالت تھي : " ہو ان يواجر امته على الزنا و ما اخذه من المہر " ليکن " ان استاجرها ليزني بها ثم اعطاها مہرها اوما شرط لها فلا باس باخذه ' لانه في اجارة فاسدة فيطيب له و ان كان السبب حراماً " يعني اگر ايک عورت کو زنا کيليے اجارہ پر رکھا اور اسکے بعد عورت نے وہ اجرت لي تو اسکے ليني ميں کوئي حرج نہيں - يہاں تک تو مسئلہ کي اصلي صورت تھي ' ليکن جب اسپر بھي لوگوں نے ماتم کيا کہ يہ کيا شريعة کي تباھي اور انسانية کي ہلاکت ہے کہ محض عقد اجارہ کي ايک اصل باطل کي بنا پر اجرت خبث و خباثت کو کھلے بندوں حلال و طيب بنايا جا رہا ہے ؟ تو پھر يہ حيلہ سکھلايا جاتا ہے : " ان يستاجرها لكنس بيته او لطى ثيابه او طبخ طعامه او لنقل متاع من كان الى مكان و يشترط بها الزنا ثم يزني " يعني صورت اسکي يہ ہے کہ مثلاً کسي شخص نے گھر کا کام کاج کرنے کيليے يا کھانا پکانے کيليے يا کسي اور فعل مباح کيليے ايک عورت سے عقد اجارہ کيا کہ اتني مزدوري پر ميرا کام کرديناء اور ساتھہ ھي يہ شرط بھي ٹھرالي کہ تجھسے زنا بھي کرونگا ' تو چونکہ يہ مشروع باصلہ و غير مشروع بوصفہ ہے اسليے اجارہ فاسد ہوا ليکن اجرت حلال ٹھري - نتيجہ يہ نکلا کہ اگر کسي فقيہ حيل نے ذرا چشم و ابرو ديکھکر کسي اچھي سي ماما کو کام کاج کيليے مزدوري پر رکھہ ليا اور ساتھہ ھي يہ شرط بھي ٹھرالي کہ گاہ گاہ کچھہ اور مشغلہ بھي جاري رھيگا تو ايسي اجرت اس ماما کيليے جائز و حلال و طيب ہے - لان اجر المثل طيب ! تعالى الله و شريعته عما يقولون و يفعلون علواً كبيرا ! لطف يہ کہ " ان اخذه (المهر) بغير عقد بان زنى بامة ثم اعطاها شيئاً فهو حرام لانه اخذه بغير حق " بھي موجود ہے - جس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئي شکل مہر بغي کي حرام ہو بھي سکتي ہے ' تو اسليے نہيں کہ وہ زنا کي اجرت ہے اور ہو اجرت جو فعل خبيث کي ہو خبيث

ہے اور ہر عقد جسکا معقود علیہ حرام ہو وہ عقد باطل ' بلکہ صرف اسلیے کہ با ضابطہ طریق اجارہ کے مطابق عقد اجارہ نہیں ہوا جس سے شبہ پڑجاتا' اور جو کچھہ اسکو دیا گیا ' وہ اسکا حسب شرط حق نہیں تھا - پس گویا انکے نزدیک اس معاملہ کي حلت و حرمت کا سارا دار و مدار صرف اس ایک اصل معاملات پر ہے کہ عقد اجارہ ہوا یا نہیں ؟ اور اسکے شرائط صحیحۂ و متعینہ ہیں یا نہیں ؟ اسکے سوا اور کچھہ نہیں ! یہي وہ قیاس غیر صالح ہے جسکو شریعت نے رائے اور ہواء نفس سے تعبیر کیا ' نہ کہ قیاس صالح و حکمۂ نبویہ جو عین شریعۃ بلکہ منتہا مرتبۂ علم حق و بصیرۃ ربانی ہے -اور جس قیاس رائي کا نتیجہ ہے صرف ایک ہي اصل وعلۃ کا استغراق و استہلاک و اقناع' اور دیگر اصول وعلل ومقاصد سے بکلي اعراض ' حالانکہ اکثر احکام شرعیہ معلل بعلل شتی' اور اصل امر ونہي متعدد مقاصد و مصالح پر مبني -صرف تمثیل و تقسیم اور حمل نظیر علی النظیر بلا مراعات مقاصد اُخری و مہمہ کیونکر صحیح ہوسکتا ہے ؟ اس آفت سے بچنے کي صرف ایک ہي راہ تھي کہ ہو موقعہ اور ہر جزئیہ و تفریع پر تقدیم کتاب و سنۃ اور بہ تعمیل فرد وہ الی اللہ و الی الرسول ہر اصل اور ہر فرع کیلیے اہتداء بہ مشکواۃ نبوت - مگر ایسا نہیں کیا گیا اور صرف اپنے چند ساختہ پرداختہ اصول اور کلیات پر قناعت کرلي گئي - اس چیز نے نہیں معلوم اس کارخانہ کے کتنے کیل پرزے درہم برہم کردیے ہیں ' اور اسي حالت کي نسبت کہا گیا ہے :

حفظت شئیاً و غابت عنک اشیاء !

لطف یہ کہ " لا تصح الاجارۃ لا جل المعاصي مثل الغناء والنوح و الملاہي " بھي کہتے ہیں - یعني گانے بجانے کیلیے اجارہ صحیح نہیں - فیا للہ و یا للعقول ! غناء اور ملاہي کي اجرت کا مال تو طیب نہوا حالانکہ اسکي حرمت محتاج دلیل ' مگر زنا کي اجرت طیب ہوسکتي ہے : لان اجر المثل طیب و ان کان السبب حراماً !

یکرہ ان یشرب من فضۃ
و یسرق الفضۃ ان نالہا !

اسي طرح سقوط حد بصورت نكاح محرمات ابديه كا مسئله هے - في الحقيقت
يه ايک دوسري اصل پر مبني تها - غالباً ترمذي كي حديث براء بن
عازب قدماء مخالفين حد تک نه پهنچي هوگي اگرچه بعد كے لوگوں تک
پهنچي اور متشبث به حشيش تاويل و متمسک به طريق رد سنة بمجرد قياس
و راے هوے ' اور پهر جن فقهاء نے حد كو بوجه شبه ساقط كها انكو بهي تعزير
سے انكار نهيں " و الحد يدرء بالشبهات و التعزير يجب مع الشبهات " انكا قاعدة
مقرره هے ' اور اگرچه حضرة امام ابو حنيفه رحمة الله عليه كے نزديک تعزير
انتاليس كوڑے سے زياده نهيں (كما صرح به الهدايه) ليكن درمختار وغيره
ميں يه بهي تو هے كه " و يكون التعزير بالقتل " با ايں همه ياران حيل نے
اس مسئله سے بهي جو كام ليا اور جس طرح چند در چند تفريعات پيدا كي
گئيں ' وه بهي اس وادي حيل هي كے معاملات هيں - اور اسي طرح
مسئلة نفاذ قضاء قاضي ظاهراً و باطناً اگرچه بظاهر اس سے بے تعلق نظر
آتا هے مگر اسكے نتائج و ثمرات پر غور كيا جاے تو وه بهي اسي ميدان كا
ايک گوشة بعيد هے - كسي نه كسي طرح عدالت اور قاضي كے يهاں بات
بنالي جاے پهر اسكے بعد كوئي كهٹكا نهيں - گويا شريعة كے امر و نهي كا سارا
دار مدار اور مواخذة آخرة كي بنا صرف دنيا كے احكام و ظواهر هيں - حسن
و قبح اشياء و تفريق سياه و سفيد و حق و باطل ' و تصحيح نيت و بطون ' و
جلب محاسن و فضائل في الاصل و عند الله كوئي چيز نهيں :

گفتي كه چه شد قاعدة مهر و محبت ؟
رسم كهني بود بعهد تو بر افتاد !

اسپر طره يه كه همارے زمانے كے بعض اصحاب دراية و عقول نے اس كي
تائيد ميں يوں داد تحقيق و فقاهة دي هے كه بحكم خلق لكم ما في الارض
جميعا تمام بنات آدم محل نكاح هيں ' اور نكاح نظير و مثيل عقد بيع كے هے '
مهر بمنزلة ثمن ' اور ايجاب و قبول اور خلوة تمليک و تصرف كيليے ' اور
جب قاضي نے جهوٹے گواهوں سے دهوكا كهاكر يا كسي اور وجه سے پڑائي
عورت كو كسي كي منكوحه قرار ديديا اور وه ليكر چلتا بنا ' تو اس سے بهي يه

ساري باتيں بدرجۂ اتم حاصل هوگئيں - پس وہ عورت گو قضاء قاضي سے پہلے جهوٹے مدعي کيليے حرام تهي ليکن اسکے بعد ضرور حلال هوگئي - عند الله بهي کوئي مواخذہ نہيں هونا چاهيے ! سبحان الله ! خلق لکم ما في الارض جميعا کي کيا عمدہ تفسير هے ' اور تحليل زن اجنبيه اور جواز مکر و خديعه کيليے کيسي عاقلانه و فلسفيانه فقاهة !

واے گر در پس امروز بود فردائے !

لطف يه کہ ان بزرگوں کو اس عجيب المخلوقات استدلال پر بڑا هي فخر و ناز هے ' اور اسکو منجمله ثمرات حسنۂ "من يرد الله به خيراً يفقهه في الدين" کے قرار ديتے هيں - انا لله و انا اليه راجعون ! اگر يهي تفقه في الدين هے تو نہيں معلوم اسکے ضد و مقابل کو کس جگه ڈهونڈهنا چاهيے ؟ اور اسکا وجود بهي اب دنيا ميں باقي رها يا علم حق کي طرح آسمانوں پر اٹها ليا گيا ؟

فان كنت لا تدري فتلك مصيبة

و ان كنت تدري فالمصيبة اعظم !

يہاں يه واضح کردينا بهي ضروري هے کہ متعدد نظائر و حوادث حيل و مخادعة کے هيں جنکو بعض ائمه و اعلام کي نسبت سے بيان کيا گيا هے اور انکو ديکهکر طبيعت کو سخت تشويش و حيراني هوتي هے - مثلاً حضرة قاضي ابو يوسف رحمة الله عليه کي نسبت اس قسم کے متعدد ناگوار واقعات منقول هيں - ازانجمله هارون الرشيد اور جاريۂ مهدي کا واقعه هے جسکو حافظ سيوطي نے تاريخ الخلفاء ميں بحوالۂ سلفي بسنده عن عبد الله بن مبارک نقل کيا هے - هارون الرشيد نے قاضي ابو يوسف سے ايک بار کہا کہ ايک لونڈي پر ميرا جي آ گيا هے مگر وہ کہتي هے کہ تيرے باپ مهدي کي مدخوله هوں - فهل عندک في هذا شيء ؟ يعني اس بارے ميں تمهارے پاس کوئي مفيد مقصد فتوى هے ؟ قاضي ابو يوسف نے کہا هاں - يه کيا ضروري هے کہ مجرد ايک لونڈي کا بيان سچ سمجهه ليا جاے ؟ آپ اسکے دعوے کي تصديق هي نہ کريں کہ کذب سے مامون نہيں ! حضرة عبد الله بن مبارک يه واقعه نقل کر کے کہتے هيں : ميں نہيں جانتا ان تينوں

میں سے کس کے حال پر زیادہ متعجب ہوں ؟ ہارون الرشید کے حال پر جو اپنے باپ کی حرمۃ سے باہر ہوا ؟ یا اُس لونڈی پر جس نے امیر المؤمنین سے روگردانی کی ؟ او من ہذا فقیہ الارض و قاضیہا قال اھتک حرمۃ ابیک ' و اقض شہوتک ' و صیرہ فی رقبتی ؟ اور ازانجملہ وہ واقعہ ہے جو اسکے بعد ہی حافظ سیوطی نے اسحاق بن راھویہ اور عبد اللہ بن یوسف سے نقل کیا ہے کہ ہارون الرشید نے قاضی ابو یوسف سے کہا : میں نے ایک لونڈی خریدی ہے - کوئی ایسا حیلہ بتلا سکتے ہو کہ استبراء کے انتظار سے بچ جاؤں اور فوراً اس سے متمتع ہوں ؟ انہوں نے کہا ہاں - ہبہا لبعض ولدک ثم یتزوجہا ! اسپر رشید نے خوش ہوکر ایک لاکھ درہم انعام دینے کا حکم دیا ' لیکن رات کا وقت تھا - خزانے کے دروازے بند تھے - کسی نے کہا صبح کو لے لیجیے گا - اسپر قاضی ابو یوسف بولے : قد کانت الابواب مغلقۃ حین دعانی ففتحت - یعنے آپکی حاجت براری کا دروازہ بھی تو اسوقت بند تھا جب آپنے مجھے بلایا تھا - میں نے حیلہ بتلا کر کھولدیا - اب میرے لیے خزانے کا بند دروازہ کیوں نہ کھولا جاے ؟

اس سے بھی بڑھکر مصیبت یہ ہے کہ یہی اسقاط زکواۃ کا مخدوم الملک والا حیلہ اُنکی جانب منسوب کیا گیا ہے - امام غزالی احیاء العلوم میں نقل کرتے ہیں کہ قاضی ابو یوسف ہر سال اپنا تمام مال بیوی کے نام ہبہ کر دیتے اور وہ اختتام حول سے پہلے انکے نام پھیر دیتی - اسطرح زکواۃ ساقط سمجھہ لی جاتی - اور اسپر طرہ یہ کہ جب حضرۃ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ واقعہ نقل کیا گیا تو انہوں نے بہت داد دی اور فرمایا : ہذا من فقہہ ! امام غزالی یہ واقعہ نقل کرکے لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ جمع دنیا کیلیے تو یہ بہت اچھی فقاہۃ تھی ' مگر آخرۃ میں اس سے بڑھکر کوئی چیز نقصان پہنچانے والی نہیں ہوسکتی اور یہی وہ علم ہے جو نافع ہونے کی جگہ ضار و مہلک ہے -

اسمیں شک نہیں کہ بظاہر ان واقعات کو پڑھکر طبیعت کو سخت خلجان ہوتا ہے ' لیکن دقۃ نظر سے کام لیا جاے تو صاف واضح ہوجاتا ہے کہ یہ اور

اس طرح کي تمام منسوبات قطعاً ناقابل اعتماد بلکه داخل اکاذیب و بہتان
ہیں - حضرۃ قاضي ابو یوسف اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما کا مقام
اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ ایسے منکرات و شنائع کا انکي نسبت وہم
بھي کیا جاسکے - یہ سارے حیلے بعد کے فقہاء حیل و علماء دجل و فساد
کے تراشے ہوے ہیں اور یقیناً انہوں نے ہي اپني بضاعۃ ردیہ کے رواج
دینے کیلیے انکو ائمۂ سلف و فقہاء امصار کے نام سے منسوب کردیا - ایسي
مکذوب و مصنوع نسبتیں ہمیشہ ہوئي ہیں اور ہر علم و فن میں اسکے
بے حد و شمار نظائر موجود ہیں - تصوف میں جتني باتیں کہي جاتي ہیں
سب جنید و شبلي رحمہما اللہ کے نام سے - فلسفۂ وطب میں ہر چیز شیخ سے
منسوب - تفسیر قرآن میں کوئي بات ایسي نہیں ہے جو حضرۃ ابن عباس
اور عکرمۂ و مجاہد وغیرہم کي نسبت سے نہ کہي گئي ہو - حتی کہ ایک
پوري تفسیر ترتیب دیدي گئي - عقائد وکلام کي بے شمار محدثات و
مخترعات ہیں اور سب کے سب اشعري و جویني و امام الحرمین کي طرف
منسوب ' حالانکہ انکو ان باتوں کا وہم بھي نہ گذرا ہوگا - امام اشعري کي
کتاب الابانہ چھپ گئي ہے - دیکھہ لیا جاے کہ علو و استواء اور باب
صفات میں وہ کیا کہتے ہیں ' اور متاخرین متکلمین باسم اشعریۃ کیا بتلا
رہے ہیں ؟ امام الحرمین کي مصنفات کے مختارات طبقات الشافعیہ میں
دیکھو - کسب کے متعلق انکا بیان کیا ہے اور ان کتابوں کا کیا ہے جنکے
پڑھنے پڑھانے میں ہماري عمریں برباد جا رہي ہیں ؟ اور اصل حقیقت کا
تو پوچھنا ہي کیا - وہ تو ان سب سے ما فوق و ماوراء ہے اور یہاں بحث صرف
منسوبات و ملحقات سے ہے - تحقیق مسائل مطلوب نہیں - پس یہي حال
فقہ کا بھي ہوا :

ہر کہ آمد عمارت نو ساخت !

اور پھر سب کچھہ ابو حنیفۂ و شافعي رحمہما اللہ کے نام سے منسوب ہوگیا -
جن لوگوں نے ان حکایات حیل کو نقل کیا وہ بھي قابل ملامت نہیں کہ
یہ باتیں کثرت سے مشہور ہوگئي تھیں - بطریق نقل و حکایات اور زیادہ تو

برجه غرابت و تفکه لکهه گئے - خاص طور پر تحقیقات نه کي - همارے لیے یه بہت آسان هے که سلفي کي قصص طیو ریات کي تضعیف کردیں - بمقابلهٔ اسکے که امام ابو یوسف جیسے شخص کي نسبت ایسے منکرات و فظائع کو منسوب کریں که حفاظ حدیث میں معدود اور قاضي القضاة مسلمین تھے ' اور جنکے فرمان قضاء کے ماتحت ایک زمانے تک عہد عباسیه کا وہ عالم اسلامي رهچکا هے جسکے حدود موجودہ جغرافیهٔ ارض میں ایک طرف ساحل بمبئي تک اور دوسري طرف صحراے افریقه تک پہنچ جاتے هیں !

امام ابو یوسف تو وہ شخص هیں که تمام فقہاء عراق و اصحاب راے میں رعایت حدیث و حفظ آثار کے لحاظ سے ممتاز ترین فقیه تسلیم کیے گئے - ابن معین نے انکي نسبت کہا تھا : لیس في اصحاب الراے اکثر حدیثا منه - اور مزني نے کہا : اتبع القوم للحدیث - اور یه بالکل حق هے ' اور اصحاب نظر و خبرة سے مخفي نہیں که امام ابو یوسف و امام محمد هي وہ دو شخص هیں جنکي رعایت روایت و حدیث نے فقه عراق کو اپني نشئهٔ اولی کي جگه موجودہ صورت تک پہنچایا ' اور به نسبت سابق کے معامله کي صورت دوسري هوگئي - اگر یه امامین جلیلین نه هوتے تو نہیں معلوم صورت حال کیا هوتي ؟

پھر کیونکر عقل سلیم باور کرسکتي هے که ایک ایسا شخص محض پادشاہ وقت کو خوش کرنے اور اُسکي خواهش نفساني کو پورا کرنے کیلیے دین بازي و حیله سازي کي راہ اختیار کرے اور کبھي مدخولهٔ اب کو حلال بتادے ' کبھي زکواة کے ساقط کرنے کیلیے حیلے تراشے ؟ بلاشبه بعد کو ایساهي هوا اور بندگان سلاطین و عبید الدنیا نے پادشاهونکي نفس پرستیوں اور اغراض بہیمیه کي حاجت روائیوں کیلیے کوئي دقیقه تحریف شریعة و نسخ احکام کا باقي نه چھوڑا ' لیکن حاشا که ائمهٔ و فقہاء سلف کے دامن صداقت و اتقا پر اسکي ایک چھینٹ بھي پڑي هو - انکي نسبت ایک لمحه کیلیے بھي ایسا گمان فاسد نہیں کیا جاسکتا - حافظ ذهبي نے

امام ابو یوسف کا قول نقل کیا ھے کہ جو شخص کہے " ایماني کایمان جبریل " وہ صاحب بدعة ھے - اسي ایک بات سے اندازہ کرلو کہ وہ کس درجہ متبع سلف تھے ؟ انتقال کے وقت کہا : کل ما افتیت بہ فقد رجعت عنہ الا ما وافق الکتاب و السنة - یہي قول و عمل تمام ائمۂ و فقہاء حق کا رہا ھے اور سلف اھل سنة میں ایک امام و فقیہ بھي نہیں جس نے دانستہ نص رسول سے اعراض کرنا چاھا ھو - الا یہ کہ احادیث اُس تک نہ پہنچیں یا پہنچیں مگر انکي صحت و قوت پر مطلع نہوا - ایسا یقیناً ھوا اور اسمیں معذور ' اور وہ لوگ جو پہلي بات کے مدعي ھوں ' اور وہ بھي جو آخري حقیقت سے انکار کریں ' دونوں عقل و فہم سے عاري اور نور بصیرۃ و حق سے محروم ' و داخل مجانین تعصب و جحود ' اور لائق خطاب نہیں -

یہ حال تو روایات و حکایات کا ھے - اسي طرح کتب فقہ و واقعات و فتاوی و حوادث کي بے شمار تفریعات و محدثات فقہیہ ھیں جن سے قدماء و ائمہ کو کوئي تعلق نہیں مگر بے تکان لکھدیا جاتا ھے کہ " کذا عند ابي حنیفہ و کذا عند فلان " اس سے انکا مقصود یہ ھوتا ھے کہ امام ابو حنیفہ کي کسي قرار دادہ اصل کي بنا پر یہ تفریع ھے اور فلاں اصل جو ھم نے انکي ٹھہرالي ھے اسکي بنا پر یہ جزیہ متفرع ھوتا ھے - حالانکہ تفریع خود انکي ساختہ و پرداختہ ھے اور امام کو اس سے کوئي تعلق نہیں - یہي تخریج در تخریج ' و تفریع در تفریع ' و قیاس در قیاس ' و استنباطات رائیہ چند درچند ' و اقناع بر مجرد قواعد منطقیۂ جزئیات و کلیات و تمثیل و تقسیم ' و ابعد بعد و اھجر ھجر اصلین اساسین کتاب و سنة کي مصیبت عظمی و رزیة کبری ھے جسکي وجہ سے قرنا بعد قرن و نسلا بعد نسل سخت و شدید غلطیاں بلکہ گمراھیاں واقع ھوتي رھیں اور کارخانۂ شرع میں فساد عظیم رو نما ھوا - از انجملہ یہ کہ ناواقف " عند ابي حنیفہ " دیکھکر دھوکا کھا جاتا ھے اور سمجھتا ھے کہ یہ فرع امام ابو حنیفہ کا بعینہ مذھب ھے - جب مسئلۂ عشر في العشر ' اور تحریم اشارہ في التشہد ' و کراھة رفع الیدین عند الرکوع ' و کراھة آمین بالجھر و اقتداء خلف مخالف ' و عدم وجوب طمانیة ' و وجوب لزوم و تعین و غیرھا کي

نسبت صاف دیکھہ رہے ھیں کہ صریح تصریحات کتب اصول (۱) و موطا و جامع وغیرہ کے خلاف لکھا جارھا ھے ' حتی کہ بعض کوتہ آستینان فقاھۃ کي دراز دستیاں یہاں تک بڑھیں کہ رفع الیدین عند الرکوع اور اشارہ في التشھد کو فعل کثیر کہتے ھوے بھي نہ شرماے ' تو پھر اور باتوں کیلیے انکا ھاتھہ پکڑنے والا کون تھا ؟

دراز دستي ایـــں کـوتـہ آستیـان بیـں !

اور یہ تو فروعات کا حال ھے ' لیکن کاش معاملہ اس سے آگے نہ بڑھتا - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ جوں جوں نصوص سنۃ کے معارضات بڑھتے گئے ' اور بحث و مناظرہ کا میدان وسیع ھوتا گیا ' ساتھہ ساتھہ نئے نئے اصول و قواعد بھي بنتے گئے کہ اگر قاعدہ بن گیا تو ایک ھي ڈھال پر سارے وار روک لیے جائینگے - حالانکہ حضرۃ امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمھم اللہ کو ان اختراعي اصول و قواعد کا وھم و خیال بھي نہ گذرا ھوگا - بلکہ انکي تصریحات بینہ انکے خلاف موجود - یہ جو مسلمہ قواعد ٹھہرا لیے گئے ھیں کہ الخاص مبین فلا یلحقہ البیان (۲) - الزیادۃ علی الکتاب نسخ فلا یکون الا بایۃ ناسخۃ او حدیث مشھور ناص - لا ترجیح بکثرۃ الرواۃ و انما ھو بفقہ الراوي - کل حدیث لم یرو الا من لیس فقیھا فان انسد فیہ باب الراے لا یجب قبولہ - العام قطعي کالخاص - المرسل کالمسند - و غیر ذلک من القواعد المصنوعۃ التي یردون بھا جمیع ما یحتجج بہ علیھم من الاحادیث الصحیحۃ - تو ان میں سے کونسا قاعدہ ھے جو حضرۃ امام ابو حنیفہ یا صاحبین کا ٹھہرایا ھوا ھے ؟ لیکن اب یہ سب کچھہ انھي کي جانب منسوب ھے ' اور ھزاروں مدعیان تفقہ و علم ' و مشغولین درس و تدریس منار و ھدایہ ھیں جنکو اسکي خبر بھي نہیں -

---

(۱) کتب اصول سے مقصود اصول فقہ نہیں ھے ' بلکہ ظاھر الروایۃ وغیرہ کتب امہات و اصل فقہ حنفي -

(۲) ردوا بھا فرضیۃ قرأۃ الفاتحہ في الصلوۃ و فرضیۃ الاطمینان و غیر ذلک - قالوا لفظ اقرؤا و اسجدوا خاص مبین فلو لحقھا البیان لکان الخاص یلحقہ البیان -

حتی کہ بعض دانشمندوں نے تو ایک ہي قاعدہ بنا کر سارے جھگڑے چکا دیے : اذا کان في المسئلة قول لابي حنیفه و صاحبیه و حدیث یحکمون بصحته ' وجب اتباع قولهم دون الحدیث ' لانا نظن بابي حنیفه و صاحبیه انهم عارضو الحدیث مع صحته و صحة الاستنباط منه - یعني اگر کسي مسئله میں حدیث صحیح ایک طرف ہو اور دوسري طرف اُسکے خلاف امام ابو حنیفه اور صاحبین کا قول ' تو واجب ہے کہ حدیث کو چھوڑدیا جاے اور قول امام ہي کي پیروي کي جاے کیونکہ آخر کوئي بات تو ہوگی جسکي وجہ سے انھوں نے ایسا کیا ؟ تو کیا یہ قاعدہ بھي اس وجود گرامي کا قرار دادہ ہوسکتا ہے جس نے اپني ساري عمر مقدس اس صداے حق کے اعلان و تکرار میں بسر کردي کہ " اترکوا قولي لخبر الرسول " ؟ اور کیا اسطرح کے قواعد کا اُن لوگوں کو گمان بھي گذر سکتا تھا جنکا عقیدہ یہ تھا کہ " اذا صح الحدیث فهو مذهبي " اور " فاضربوا بقولی الحائط " ؟

فاین الثریا و این الثری ؟
و این معاویة من علی ؟

یہي وجہ ہے کہ محققین اہل سنة و آئمۂ سلفیه اسپر متفق ہوے کہ تمام ائمۂ سلف کا دامن علم و عمل بدعة حیل سے پاک ہے اور جتني باتیں انکي نسبت سے کہي جاتي ہیں یا تو انکي بنا یہ ہے کہ اُن ائمه کي کسي اصل کو لیکر اسپر خود غلط در غلط و ظلمات بعضها فوق بعض متاخرین نے تفریعات کي ہیں ' اور یا بندگان الہي کو گمراہ کرنے کیلیے از راہ مکر و تلبیس اپني حیله تراشیوں کو انکي جانب منسوب کردیا ہے - جب یہ بندگان نفس خدا کو دھوکا دینے سے باز نہیں آتے کہ یہي حقیقت بدعة حیل کي ہے تو ظاہر ہے کہ انسانوں کو دھوکا دینے اور انپر افتراء کرنے میں انکو کیا باک ہو سکتا ہے ؟

علامۂ ابن قیم نے اعلام میں شیخ الاسلام ابن تیمیه کا قول نقل کیا ہے " و المتاخرون احدثوا حیلا لم یصح القول بها عن احد من الائمه و نسبوها الی الائمه هم مخطئون في نسبته الیهم و لهم مع الائمة موقف بین یدی الله - الخ " -

بہر حال سلسلۂ سخن بلا قصد بہت دراز ہوگیا - مقصود یہ تھا کہ بدعۃ حیل منجملہ مصائب عظیمۂ اسلام کے ہے جس نے مسلمانوں کي عملي زندگي کو بالکل بے روح کردیا اور مقاصد شریعۃ فوت ہوگئے - یہ جو تم دیکھتے ہو کہ عموماً علماء دنیا اور فقہاء دولۃ کا گروہ تزکیۂ نفس و اخلاق سے بالکل کورا ہوتا ہے ' اور اصلاح و تصفیۂ باطن کي روح انکي زندگي کي کسي شاخ میں نظر نہیں آتي - دنیا سازي و سخن پروري اور جدل و خلاف و مکر و ریاء کو شریعۃ کا علم و عمل سمجھتے ہیں اور اپني خشکي دماغ و عبوسیۃ طبع و یبوست فکر میں ٹھیک ٹھیک ان صدوقیوں اور فریسیوں کا نمونہ ہوتے ہیں جنکا نقشہ حضرۃ مسیح علیہ السلام نے اپنے مواعظ میں کھینچا ہے اور جنکي نسبت وہ بار بار کہتے تھے کہ " خمیر مایۂ فریسیان کي روٹي نہ کھاؤ " - تو اسکا اصلي سبب کیا ہے ؟ یہي حیلہ سازي و بہانہ جوئي ' ظاہر آرائي و باطن خرابي ! اخلاق حسنہ اور سچي خدا پرستانہ زندگي کا سارا دار و مدار تصحیح نیت و باطن پر ہے - جب خود اعمال شریعۃ میں اسکي قید اٹھہ گئي اور سمجھہ لیا گیا کہ حیلوں بہانوں سے یہاں بھي کام نکل سکتا ہے تو اخلاق کہاں باقي رہا ؟ زکواۃ کا اصل مقصد شارع تو یہ بتلاے کہ یوخذ من اغنیائہم و یرد علی فقرائہم ' جس سے معلوم ہوا کہ محض کوئي ظاہري رسم اور بات پوري کردینا مطلوب نہیں ہے بلکہ اغنیاء سے فقراء کو مال دلانا اور انکي حاجت روائي کرانے تاکہ قوم کا کوئي طبقہ محتاج نہ رہے - مگر یہ دین باز اسکا یہ مطلب بنالیں کہ اگر صرف دکھلاوے کي بات پوري کردي تو حکم زکواۃ ساقط ہوگیا - پھر ایسي حالت میں سچي خدا پرستي اور راست بازي کیونکر پیدا ہو سکتي ہے ؟ یہ لوگ بھي في الحقیقت ملحد ہیں لیکن انکا الحاد ' الحاد اعتقادي نہیں ہے بلکہ عملي ' اور دنیا میں ہمیشہ الحاد في العمل ہي زیادہ رہا ہے - اعتقادي ملحد تو ہمیشہ مثل شواذ خلقۃ و نوادر انسانیۃ کے رہے اور رہینگے کہ اصل فطرۃ انساني تصدیق ہے نہ کہ انکار - بڑي مصیبت اس سے یہ پیدا ہوئي کہ عوام

امت کا سارا معاملہ علماء کے ہاتھہ میں تھا ' جب خود انکے عمل کا یہ حال ہوا تو پھر عوام کا کیا پوچھنا ؟

اذا کان رب البیت بالطبل ضارباً
فلا تلم الاولاد فیہ علی الرقص !

لکھتے لکھتے بات یاد آگئی - ہمارے زمانے کے بعض مشہور ملاؤں کی نسبت بھی خصوصیت کے ساتھہ معلوم ہوا کہ اسی حیلۂ زکواۃ پر عمل کرتے ہیں - ایک صاحب نے مجھسے ایک مولوی صاحب کی نسبت کہ مدرس بھی ہیں ' واعظ بھی ہیں ' اور جدل و مکابرات کے بعض رسائل کے مصنف بھی ' بیان کیا کہ وہ ہر سال اپنا اندوختہ بیوی کے نام ہبہ کردیتے ہیں اور پھر وہ نیک بخت اسی کا رد عمل کرتی ہے - اُنکے استاد جناب مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی نے یہ سنا تو ایسا کرنے سے روکا کہ تقوی کے خلاف ہے - میں نے یہ سنکر کہا کہ تقوی تو ایک مزید درجۂ عمل و فضیلت ہے - اسکا یہاں ذکر ہی کیا ؟ یوں کہنا چاہیے کہ سرے سے دین و شریعۃ کے ہی خلاف ہے ' اور ایک نہایت غلیظ قسم کا باطنی فسق اور کامل قسم کی یہودیۃ ' اور اصحاب السبت کے شجرۂ ضلالۃ سے پورا پورا استلحاق ! خیر ' دنیا کی زندگی ہے اور دنیا والوں کے احکام و انظار سے مقابلہ ' جو جی میں آئے کرلیں ' اور ابلیس خادع کی ہرکھولی ہوئی راہ کو صراط مستقیم سمجھہ لیں ' لیکن ایک دن آنے والا ہے جب نیتوں کے بھیدوں کا جاننے والا اور سرائر و خفایاے قلوب کا دیکھنے والا سامنے ہوگا اور اس وقت یہ ساری مکاریاں اور حیلہ بازیاں جو دنیا والوں کو دھوکا دیتی تھیں ' دھری کی دھری رہجائینگی - فان للہ یوماً تنسف فیہ الجبال ' و تترادف فیہ الاھوال ' و تشھد فیہ الجوارح و الاوصال ' و تبلی فیہ السرائر ' و تظھر فیہ الضمائر ' و یصیر الباطن فیہ ظاھراً ' و السر مکشوفا ' و المجھول معروفا ' و تجری فیہ احکام الرب علی القصود و النیات ' کما جرت احکامہ فی الدنیا علی ظواھر الاقوال و الحرکات ' یوم تبیض وجوہ بما فی قلوب اصحابھا من البر و الصدق و الاخلاص ' و تسود وجوہ بما فی قلوب اصحابھا

من الخديعة و الغش و الاحتيال ' هنالک يعلم المخادعون انهم لانفسهم كانوا يخدعون ' و بدينهم كانوا يلعبون ' وما يمكرون الا بانفسهم وما يشعرون !

فصل

بات مخدوم الملک کے حيلۂ زکواة سے چلي تهي - بدايوني لکهتے هيں که اگرچه ملا عبد النبي صدر اور مخدوم الملک دونوں ايک هي تنور کے سوخته تهے اور صلحاء امة و اهل الله کي اذيت و مخالفت ميں هم رنگ و آهنگ ' ليکن چونکه دنيا کے عشق نے دونوں ميں رقابت کا رشته قائم کرديا تها ' اسليے خود بهي هميشه لڑتے جهگڑتے رهتے اور آپس کي ٹکريں برابر چلتي رهتيں - نتيجه يه نکلا که ان آپس کي ٹکروں هي سے دونوں پاش پاش هوگئے - اذا تعارضا تساقطا - کسي دوسرے هاتهه کي ضرورت هي نه هوئي - يخربون بيوتهم بايديهم کا منظر نظروں ميں پهرگيا - اور يه اس گروه کا اولين اور لا ينفک خاصه هے - سانپ اور بچهو ايک سوراخ ميں جمع هوجائينگے ليکن علماء دنيا پرست کبهي ايک جا اکٹهے نهيں هوسکتے - کتوں کا مجمع ويسے تو خاموش رهتا هے ليکن ادهر قصائي نے هڈي پهينکي اور اودهر انکے پنجے تيز اور دانت زهر آلود هوگئے - يهي حال ان سگان دنيا کا هے - ساري باتوں ميں متفق هو جاسکتے هيں ليکن دنيا کي هڈي جهاں سڑ رهي هو ' وهاں پهنچکر اپنے پنجوں اور دانتوں پر قابو نهيں رکهه سکتے - انکا سرمايۂ ناز علم حق نهيں هے جو تفرقه مٹاتا اور اتباع سبل متفرقه کي جگهه ايک هي صراط مستقيم پر چلاتا هے ' بلکه يکسر علم جدل و خلاف هے - نفس پرستي اسکي کثافت کو خمير ديتي ' اور دنيا طلبي کي آگ اسکي ناپاکي کے بخارات کو اور زياده تيز کرتي رهتي هے - فساق و فجار خرابات ميں بهائيوں کي طرح ايک دوسرے کي تندرستي کا جام صحت پيتے هيں ' اور چور اور ڈاکو مل جلکر رهزني کرتے هيں ' مگر يه گروه خدا کي مسجد اور زهد و عبادت کے صومعۂ و خانقاه ميں بيٹهکر بهي متحد و يک دل نهيں هوسکتا

اور همیشه ایک دوسرے کو درندوں کي طرح چیرتا پھاڑتا اور پنجه مارتا رهتا هے - میکدوں میں محبت کے ترانے اور پیار اور الفت کي باتیں سننے میں آجاتي هیں مگر عین محراب مسجد کے نیچے پیشوائي و امامت کیلیے ان میں سے هر هاتهه دوسرے کي گردن پر بڑهتا اور خونخواري کي هر آنکهه دوسرے بهائي کے خون پر لگي هوتي هے - حضرة مسیح علیه السلام نے احبار یهود سے فرمایا تها " تم نے داؤد کے گهر کو ڈاکوؤں کا بهت بنادیا هے " ڈاکوؤں کے بهت کا حال تو نهیں معلوم ' لیکن هم نے مسجدوں کي صحن میں بهیڑیوں کو ایک دوسرے پر غراتے اور خون آشام دانت مارتے دیکها هے - بدایواني لکهتے هیں که مخدوم الملک نے جب ملا عبد النبي کو بر سر عروج و صدارت دیکها تو انکے رد میں ایک پوري کتاب لکهه ماري اور ثابت کیا که انکے پیچهے نماز هي درست نهیں تا به صدارت و شیخ الاسلامي چه رسد ؟ باپ نے عاق کردیا هے اور مزید براں یه که براسیر خوني کا عارضه هے ! خیر ' پهلي دلیل تو جیسي کچهه هے ظاهر هے لیکن دوسري دلیل بڑي هي دلچسپ اور پر لطف رهي - یاران ظرافت پیشه اسکو لے اڑے اور خوب خوب ستم ظریفیاں کي گئیں - اسي طرح یه دونوں ایک دوسرے پر حملے کرتے رهتے ' اور اسي میں دونوں کي چوریاں کهلتیں اور پردے فاش هوتے گئے - حضرة امیر علیه السلام نے جب یه آیة کریمه پڑهي : وقالت الیهود لیست النصاری علی شی وقالت النصاری لیست الیهود علی شی - تو فرمایا : صدقنا - هم دونوں کي تصدیق کرتے هیں - دونوں اپنے اس قول میں سچے - یهي حال ان لوگوں کا هے - یلعن بعضهم بعض و یکفر بعضهم بعضا - هم دونوں کي تصدیق کرتے هیں اور کهتے هیں که صدقنا ! -

فصل

طائفهٔ مهدویه اور شیخ عبد الله نیازي و شیخ علائي رحمها الله تعالی کي یه سرگذشت هے جسکي جانب به ضمن حالات حضرة شیخ جمال الدین

صاحب تذکرۃ الواصلین نے اشارہ کیا ہے ' اور یہ حال انکے مخالفین علی الخصوص مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری کا ہے جن کا ظلم و تعصب اُس عہد کے علماء حق و اہل اللہ کے عزم و ثبات کیلیے بڑی ہی جانکاہ و صبر آزما ابتلاؤں کا باعث ہوا - حضرۃ شیخ جمال الدین اور انکے مرشد حضرۃ شیخ داؤد جہنی والے انہی لوگوں کی (یعنی اکابر مہدویہ کی) حمایت کی تھی ' اور اسی لیے مخدوم الملک ان دونوں بزرگوں کی اذیت و مخالفت میں بھی کمر بستہ و سرگرم رہتے تھے - میں نے قصداً اس جماعۃ کے حالات لکھنے میں کسی قدر تفصیل سے کام لیا - تذکرۃ الواصلین کی منقولہ عبارت میں یہ بات دیکھکر بہت سی بے خبر طبیعتوں کو تشویش و حیرانی ہوتی کہ ان بزرگوں نے میر محمد جونپوری مدعی مہدیۃ کی ولایت و بزرگی کے اثبات میں کتاب لکھی اور شیخ عبد اللہ نیازی وغیرہ اکابر مہدویہ کے قتل و تکفیر پر مخدوم الملک کی کہ شیخ الاسلام وقت تھے ' علانیہ مخالفت کی ' اور اس طرح ایک بدعتی گروہ کا ساتھہ دیا - لیکن ان تمام حالات کے پڑھنے کے بعد ہر صاحب حق و انصاف اندازہ کرلے سکتا ہے کہ یہ گروہ کیسا تھا اور اسکے مخالفین علماء دنیا اور مشائخ سوء کا کیا حال تھا ؟ اور ایک ایسے پاک نفس و پاک عمل اور مصلح عہد گروہ کی حمایت موجب قدح و سؤظن ہے ' یا ان دونوں بزرگوں کی زندگی کا سب سے بڑا خدا پرستانہ و حق شناسانہ کارنامہ ؟

کیا ان حالات کے ساتھہ مخدوم الملک کا ان دونوں بزرگوں سے برسر پرخاش و عناد ہونا ذرا بھی تعجب انگیز ہوسکتا ہے ؟

حقیقت یہ ہے کہ حضرۃ شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد رحمہما اللہ کے علم و عمل اور بزرگی و تقدس کے جو شواہد تاریخ میں موجود ہیں ' اگر ان میں سے ایک بھی ہمارے سامنے نہ ہوتا ' اور صرف اتنا ہی معلوم ہوتا کہ انہوں نے مخدوم الملک کی مخالفت اور شیخ نیازی و علائی کی حمایت کی تھی اور میر محمد جونپوری کی توصیف و توثیق میں علانیہ ایک کتاب لکھی تھی ' تو انکی بڑی سے بڑی بزرگی اور اعلی سے اعلی

عظمت حقاني و عزت جاوداني کیلیے صرف یہي ایک واقعہ بس کرتا تھا ۔
تم گذشتہ اوراق میں پڑھہ آے ہو کہ کیسا پر آشوب و پر امتحان وقت تھا
جو ان بزرگوں کے حصے میں آیا ؟ ہر طرف علماء سوء کي کثرت تھي ' اور
علی الخصوص مخدوم الملک کے دنیوي جاہ و جلال اور سطوۃ و قہرمانیۃ نے سب
کي زبانوں کو گنگ اور گردنوں کو نیچا کر دیا تھا ۔ بہت سے واقعات ہیں جنکي
تفصیل کا یہ موقعہ نہیں اور جنسے معلوم ہوتا ہے کہ اُس عہد میں مخدوم الملک
کے خلاف کسي چھوٹي سي چھوٹي بات کا بھي زبان سے نکالنا موت کي دعوۃ
اور تباہی کا بلاوا تھا ۔ بدایوني لکھتے ہیں کہ نوجواني میں ایک بار ابو الفضل
کے ساتھہ مخدوم الملک کے دربار مشیخت میں گیا ۔ روضۃ الاحباب کي تیسري
جلد سامنے دھري تھي ۔ فرمارہے تھے کہ اسکے ہر لفظ سے بوے رفض آتي ہے ۔
" قرارداده ام کہ این جلد را بحضور شیعہ بسوزانم " مجکو اسوقت تک انکے حالات
کا پورا پورا علم نہ تھا ۔ بے اختیار اتني بات زبان سے نکل گئي کہ تیسرا دفتر میر
جمال الدین کا نہیں ہے ۔ غالباً انکے بیٹے کا لکھا ہوا ہے ۔ نگاہ غضب سے میري
جانب دیکھا اور کہا : " در دفتر اول و دوم نیز چیزها یافتہ ام کہ دلالت
بر رفض و فساد اعتقاد دارد و بران حواشي نوشتہ ام " ابو الفضل میرے پاس
بیٹھے تھے ۔ بار بار کہنیاں مارتے اور اشارہ کرتے کہ چپ رہو ۔ باہر نکلے تو سب
نے مبارکباد دي کہ تمھاري قسمت یاور تھي ' بچ نکلے ۔ بگڑ بیٹھتے تو
تمھیں کون بچا سکتا تھا ؟ اسي ایک واقعہ سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ
مخدوم الملک کي ہیبت و رعب کا کیا حال تھا اور کس طرح انہوں نے
اپني مذہبي پیشوائي و ریاست اور شیخ الاسلامي کے زور سے تمام ملک
کو اپنے قبضہ میں کر رکھا تھا ؟ مخالفت تو بڑي چیز ہے ۔ بڑوں بڑوں کي
زبان انکے آگے نہیں کھلتي تھي ' اور اگر کھلتي تھي تو تباہي و ہلاکت
سامنے کھڑي تھي ۔ خود سلیم شاہ کا یہ حال تھا کہ انکي طاقت سے لرزاں
و ترساں رہتا اور ہمیشہ کہتا کہ بابر کے پانچ لڑکے تھے ۔ چار چلے گئے ۔ ایک
باقي ہے ۔ یعني مخدوم الملک ! دربار میں وہ جاتے تو اپنے برابر تخت پر
بٹھاتا اور دروازے تک پہنچانے جاتا ۔ سید رفیع الدین محدث اور شیخ

جلال تھانیسري کیسے جاہ و جلال علم و بزرگي کے لوگ تھے ' لیکن شیخ نیازي و علائي کے معاملہ میں باوجود حقیقت فہمي کے زبان نہ کھول سکے بلکہ مناظرہ کي صحبت میں شریک مخالفین ہوے - شیخ بڈھہ کو سلیم شاہ اپنا پیر مانتا تھا - اگر وہ مخدوم کي مخالفت کرتے تو انکے لیے کسي طرح کا خوف نہ تھا - با ایں ہمہ معلوم ہے کہ جرأت نہ ہوئي اور انکي تائید و توثیق ہي کرتے بني - بڑي مصیبت یہ رہي ہے کہ علماء دربار و حکومت جو کچھہ کرتے ہیں ' پادشاہ وقت کے نام سے - پس انکي مخالفت گویا حکومت وقت کي بغاوت ہوتي ہے - ان تمام حالات کو سامنے لا کر غور کرو کہ اُس عہد کي عالم آشوبي کا کیا حال تھا ؟ کس طرح ہر طرف سکوت عن الحق کا سناٹا اور قبول باطل و اطاعت ظلم و طغیان کي مردني چھائي ہوئي تھي ؟ اور جابروں کي ہیبت اور ظالموں کے جبروت نے کلمۂ حق کي گونج سے تمام فضاء ہند کو خالي کردیا تھا ؟ ایک ایسے عزم شکن اور ایمان آزما وقت میں شیخ جمال الدین اور شیخ داؤد رحمہما اللہ تعالی حکومت وقت کي طاقت سے بے نیاز اور جبابرۂ عہد کي خونخواریوں سے بے پروا ہوکر آگے بڑھے ' اور اپنے عہد کے تمام مجمع حق شناسان کارکو راہ حق گوئي میں اپنے پیچھے چھوڑدیا - انھوں نے نہ صرف حکومت وقت اور مخدوم الملک کي مخالفت میں صداے حق بلند کي ' بلکہ ارباب حق کي تائید میں علانیہ ایک کتاب بھي لکھي اور صاف صاف کہدیا کہ ان مظالم کا نتیجہ حکومت کي تباھي ہے - اس واقعہ سے بڑھکر ان بزرگوں کي عظمت جاوداني کیلیے اور کونسا واقعہ شاھد ثابت ہو سکتا ہے ؟ اور اسکے بعد کونسي بات رہجاتي ہے جسکي جستجو ہو ؟ و قال صلعم : افضل الجہاد کلمۃ حق عند سلطان جابر ! (رواہ الترمذي و ابو داؤد و ابن ماجہ)

فصل

فی الحقیقت یہي وہ مقام منتہاء درجۂ عزیمۃ و سبقت بالخیرات باذن اللہ ہے جسکو قرآن حکیم نے "عزم امور" سے تعبیر کیا ہے : و ان ذلک

لمن العزم الامور اور یہي وہ طبقات ثلاثۂ اعمال انسانیہ کا آخري اور اعلی طبقہ ھے جو صرف وصول الی الحق ھي پر قانع نہیں ھو جاتا ' بلکہ جادۂ حق میں سب سے آگے نکلجانا اور بڑھجانا چاھتا ھے ' اور جسکا مرتبہ اصحاب " اقتصاد " سے بھي مافوق و ارفع ھے : فمنھم ظالم لنفسہ ' و منھم مقتصد ' و منھم سابق بالخیرات باذن اللہ اور یہي مقام ھے جو ایک دوسري تقسیم میں مرتبۂ " صالحین " سے مرتفع ھوکر مرتبۂ " شہداء " یعني شاھدین حق تک پہنچتا اور پھر " صدیقیۃ " تک پہنچکر انسانیۃ کبری کے آخري نقطۂ علوّ و ارتفاع ' و مرکز دائرۂ نوع ' و مبدء کمال و ارتقاء بشري یعني مقام نبوۃ سے ملحق ھو جاتا ھے کہ کائنات ارضي اور نوع انساني میں جماعت " من انعم اللہ علیھم " ان چار قسموں سے باھر نہیں : من النبیئین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولائک رفیقا اور پھر یہي وہ مرتبۂ اعلی اور درجۂ کبری منجملہ اقسام ثلاثہ " السابقون السابقون " کا ھے جو " اصحاب المیمنہ " سے بھي بلند تر ھے ' اور سبقت و اقدام اور اولیۃ و ارفعیۃ صرف اُسي کے حصے میں آئي ھے : اولائک المقربون في جنات نعیم ' ثلۃ من الاولین و قلیل من الاخرین اور بہ لحاظ اصل و اساس تقسیم یہي وہ فرق ھے جس نے ایک دوسرے میدان میں اصحاب عمل کو دو جماعتوں میں منقسم کردیا ' اور دوسري نے پہلي سے ارفع و اعلی مرتبہ پایا کہ لا یستوي القاعدون من المؤمنین غیر اولي الضرر والمجاھدون في سبیل اللہ باموالھم و انفسھم اور اگرچہ دونوں جماعتیں مؤمنین صادقین کي ھیں : کلا وعد اللہ الحسنی لیکن : فضل اللہ المجاھدین علی القاعدین اجراً عظیما کے مفاضلۂ مدارج و تفاوت معارج کا قانون بھي قطعي و نا گزیر ھے - اور سب سے آخر یہ کہ اسي عزیمۃ و اولیۃ اقدام کے بنیادي فرق نے " منفقون قبل الفتح " کو " الذین انفقوا من بعد " پر فضیلت بخشي کہ ساري بڑائي سب سے پہلے قدم اٹھانے والے کیلیے ھے نہ کہ دوڑتے ھوؤں کو دیکھکر دوڑنے والوں کیلیے ' اگرچہ چلنے والے قدم بہر حال پیٹھ ھوؤں پر فضیلت

رکھتے ھیں : لا یستوي منکم من انفق من قبل الفتح و قاتل ' اولائك اعظم درجة من الذین انفقوا من بعد و قاتلوا ' وکلا وعد الله الحسنی - اصل و بنیاد فرق مراتب و تقسیم مدارج کي ایک ھي ھے مگر اسنے عام وعمل کے مختلف میدانوں میں مختلف حیثیتوں سے مختلف نامون اور صورتوں میں ظہور کیا ھے - اور یہ جو کچھہ کہا گیا باب اشارات سے ھے ' و از قبیل اخذ مطالب کثیرہ بکلمات یسیرۂ و قلیلہ ' ورنہ تقسیم طبقات و مراتب امت و اصحاب اعمال و دراست کا موضوع منجملہ معارف مہمۂ و غامضۂ کتاب و سنۃ کے ھے ' اور :

تو خود حدیث مفصل بخواں ازیں مجمل

اسي فرق مراتب اور تفضیل اصحاب عزائم دعوۃ و مقومین حق علی اصحاب الرخص و ضعفاء الطریق کي طرف حدیث ابو سعید خدری (رض) عند مسلم میں اشارہ فرمایا ' اور اسکو بھي آیات کریمۂ متذکرۂ صدر کے ساتھہ بہ یک نظر دیکھنا چاھیے کہ " من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ ' و ان لم یستطع فبلسانہ ' و ان لم یستطع فبقلبہ ' و ذلک اضعف الایمان " تم میں سے جب کبھي کوئي شخص برائي کو دیکھے تو چاھیے کہ اپنے ھاتھہ سے کام لیکر اسکو دور کردے ' اگر اسکي طاقت نہ پائے تو زبان سے ' اگر اسکي بھي طاقت نہ پائے تو دل سے ' اور یہ آخري درجہ ایمان کي بڑي ھي کمزوري کا درجہ ھے - پس اس حدیث میں بھي تین درجے فرماے ' اور جس طرح آخري درجہ اضعف الایمان کا ھوا ' اسي طرح پہلا درجہ اقوی و امثل کمال مرتبۂ عزیمۂ دعوۃ کا ھوا - اس سے بھي واضح تر حدیث ابن مسعود (رض) ھے کہ " ما من نبي بعثہ الله في امتہ قبلي ' الا کان لہ في أمتہ حواریون و اصحاب ' یا خذون بسنتہ ' و یقتدون بامرہ ' ثم انہا تخلف من بعدھم خلوف ' یقولون ما لا یفعلون ' و یفعلون ما لا یؤمرون - فمن جاھدھم بیدہ فھو مؤمن ' و من جاھدھم بلسانہ فھو مؤمن ' و من جاھدھم بقلبہ فھو مؤمن ' و لیس وراء ذلک من الایمان حبۃ خردل " ! (مسلم) یعني " سنۃ الھي یہ ھے کہ ھر نبي اپنے ساتھیوں اور تربیت یافتہ یاروں کي ایک جماعۃ امت میں

چھوڑ جاتا ھے - یہ جماعۃ حواري یا اصحاب کے لقب سے ملقب ھوتي ھے اور درسگاہ نبوۃ کي سب سے پہلي تعلیم یافتہ جماعۃ ھوتی ھے (۱)

---

(۱) یہي حق کو سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پا لینے والي اور قبول و وصول حق کي سب سے زیادہ استعداد رکھنے والي جماعت ھے جس کو قران حکیم نے اپني اصطلاح میں " صدیقین " سے بھي ملقب کیا ھے ' اور جو جماعۃ انبیاء کے بعد اصحاب الجنۃ و اصحاب المیمنہ و اصحاب النعیم اور اھل التقوی اور خیر البریہ کي اولین قسم ھے - نبوۃ کي قوۃ فاعلہ کیلیے صدیقیۃ کو ایک کامل قسم کا انفعال سمجھنا چاھیے - اسي لیے ھر نبي کے ساتھہ سب سے پہلي جماعۃ صدیقین ھي کي ھوتي ھے ' اور اسي طرح ھر داعي حق اور ھر کشف و ظہور حقیقت کیلیے ھمیشہ ایک گروہ ایسے اصحاب استعداد و صلاحیۃ کا ھوتا ھے جو اول نظر میں حق کو پہچان لینے والا ' اور سب سے پہلے حقائق و غوامض حقیقت مستورہ کو پا لینے والا ھوتا ھے - اسکي فطرۃ جویا ؤ طالب کو حق و حقیقت سے وہ مناسبت ھوتي ھے ' جو لوھے کو مقناطیس سے ھے کہ بمجرد تقابل و لقا بے اختیار اسکي طرف دوڑتا اور اس سے واصل ھو جانے کیلیے بالطبع و بالقوۃ ھر آن و ھر لمحہ مستعد و منتظر رھتا ھے :

آئینۂ ما روے ترا عکس پذیرست
گر تو نہ نمائي گنہ از جانب ما نیست !

صدیقیہ کي مثال اُس نہایت قوي بصارت کي سي ھے جو سب سے پہلے دور کی چیز دیکھہ لیتي اور باریک سے باریک ذرہ کو ڈھونڈہ نکال لیتی ھے ' حالانکہ دوسري کمزور آنکھیں اسوقت دیکھتي ھیں جب وہ چیز بالکل سامنے آ جاتي ھے یا اُجالا بہت زیادہ ھو چکتا ھے - یا صدیقین کے قلب کو تزکیۂ فطرۃ و استعداد اثر پذیري کي وجہ سے ایک ایسا مصفا آئینہ تصور کرنا چاھیے جسمیں جمال نبوۃ و حسن حقیقت سب سے پہلے پرتو افگن ھو جاتا ھے کیونکہ کمال جلاء و صفاء کي وجہ سے کوئي چیز انعکاس میں مانع نہیں ھوتي - و ما احسن ما ینسب الی مجنون :

اتاني ھواھا قبل ان اعرف الھوی
فصادف قلباً خالیاً فتمکنا !

آئینے اور بھي ھزاروں ھوتے ھیں اور بوجہ آئینہ ھونے کے اصلاً انعکاس کیلیے مستعد ' لیکن کثافت و زنگ کي وجہ سے فوراً عکس قبول نہیں

یہ لوگ نبي کي سنۃ کو قائم رکھتے اور ٹھیک ٹھیک اسکي پیروي کرتے ھیں - یعني شریعۃ الھي کو جس حال اور جس شکل میں نبي

(بقیہ نوٹ صفحہ ۹۰)

کرسکتے اور کچھہ عرصے کي صفائي و تزکیہ کے محتاج ھوتے ھیں - پھر زنگ و کثافت کي بھي مختلف حالتیں اور مختلف مراتب ھیں - کوئي آئینہ جلد صاف ھو جاتا ھے ' کوئي بہت دیر میں ' اور کسي کا زنگ اسدرجہ تک پہنچ چکا ھوتا ھے کہ صاف ھونے کي کوئي امید باقي نہیں رھتی - حضرۃ ابوبکر صدیق ' حضرۃ علي ' خدیجۃ الکبری ' سلمان فارسي ' ابوذر ' رضي اللہ عنھم کے آئینۂ مجلی و مصفی نے کس طرح اول نظر ھي میں عکس قبول کرلیا تھا ؟ یہ صدیقیۃ تھي جو جمال نبوۃ دیکھتے ھي پکار اٹھي " واللہ ما ھذا بوجہ کذاب " ! مولانا نے اسي مقام کي طرف اشارہ کیا ھے :

در دل ھر امتی کز حق مزہ ست
روے و آواز پیمبر معجزہ ست !

لیکن بہتوں کا آئینہ مکدر تھا اور کچھہ عرصے تک صاف ھوتے رھنے کي ضرورت تھي :

خاطرت کی رقم فیض پذیرد ھیہات
مگر از نقش پراگندہ ورق سادہ کني !

کسي کو تھوڑا ' کسي کو زیادہ ' کسي کو بہت زیادہ وقت لگا ' اور پھر کسي کے آئینۂ استعداد کے زنگ و تکدر کا یہ حال تھا کہ چودہ برس کے متصل جلاء و صفائي سے بھي صاف نہوسکا اور آئینہ کي جگہ پتھر اور لوھے کے حکم میں داخل ھوگیا : فھي کالحجارۃ او اشد قسوۃ - ابوجہل و مغیرہ آخر تک کہتے رھے : ما لھذا الرسول یاکل الطعام و یمشي فی الاسواق ؟ اور ان یتبعون الا رجلا مسحورا - اسي آخري مقام شقاوت کي نسبت وہ تمام تصریحات قرانیہ ھیں جن میں سد باب ھدایت و عدم امید قبول حق و منتہاء ظلمت وکوري کي خبر دي گئي ھے - اور اسي گروہ کا نام الاعمی اور شر الدواب اور الاموات اور الاضل ھے : ان شر الدواب عند اللہ الصم البکم الذین لا یعقلون اور صم بکم عمی فھم لا یرجعون اور لھم قلوب لا یفقھون بھا - الخ - اور اولائک کالانعام بل ھم اضل اور و ما انت بمسمع من فی القبور اور انک لا تسمع الصم الدعاء اور

چھوڑ گیا ھے ' اسکو بعینہ محفوظ رکھتے اور اسمیں ذرا بھي فرق آنے نہیں دیتے ھیں - لیکن انکے بعد بدعات و فتن کا دور آتا ھے اور ایسے لوگ پیدا ھونے لگتے ھیں جو اُسوۂ نبوۃ سے منحرف ھوجاتے ھیں - انکا فعل انکے دعوے کے خلاف ھوتا ھے ' اور انکے کام ایسے ھوتے ھیں جنکے لیے شریعۃ نے حکم نہیں دیا ' سو ایسے لوگوں کے خلاف جس کسي نے قیام حق و سنۃ کي راہ میں اپنے ھاتھہ سے کام لیا ' وہ مومن ھے ' جو ایسا نہ کرسکا مگر زبان سے کام لیا ' وہ بھي مومن ھے ' جس سے جہاد لساني بھي نہوسکا ' صرف دل کے اعتقاد

[بقیہ نوٹ صفحہ ۹۱]

اسي حالت کي نسبت اشارہ ھے کہ : فطبع علی قلوبہم فہم لایفقہون - یعنی طبع اللہ بکفرھم اور کلا بل ' ران علی قلوبہم بما کانوا یکسبون - اور یہي چیز ھے کہ : ان اللہ لا یہدی القوم الفاسقین - " لا یہدی " اي لا یفلح و لا ینصر اور من لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور ؟ اور اسي بنا پر فرمایا کہ : انک لاتہدي من احببت - ورنہ معلوم ھے کہ : انک لتہدي الی صراط مستقیم و امثال ھذا کثیر فی الکتاب و السنۃ - اور یہ جو فرمایا کہ : انک لاتسمع الصم الدعاء - اور من لم یجعل اللہ لہ نورا تو اسکي تفسیر سورۂ انفال سے ملتي ھے کہ : و لو علم اللہ فیہم خیراً لاسمعہم و لو اسمعہم لتولوا و ھم معرضون - اور یہ بھي واضح رھے کہ جس طرح دنیا میں ھمیشہ ھر داعي صادق اور ھر کاشف حقیقت منہاج نبوۃ پر قطع طریق کرتا اور گویا جزء من اجزاء النبوۃ سے فیض یاب ھوتا ھے ' اُسي طرح ھر وہ گروہ جو دعوۃ حق پر سب سے پہلے لبیک کہتا اور ھر ظہور و کشف کا اولین شناسا و مصدق ھوتا ھے ' مرتبۂ صدیقیۃ کي استعداد سے حسب درجۂ و احوال حظ بردار و بہرہ ور ھوتا ھے - من حیث یدري و لا یدري - اصناف اربعۂ " من انعم اللہ علیہم " کے فیضان و برکات کا سلسلہ از اول نشئۃ انساني الی یوم القیامہ قائم و جاري ھے ' اور جماعت صدیقین و شہداء و صالحین سے کوئي عہد و دور خالي نہیں رھسکتا کیونکہ نوع بشري کي قسم سعید و مفلح انہي اصناف میں محدود و محصور ھے - یہ مبحث منجملہ مہمات مباحث قرانیہ کے ھے اور الحمد للہ کہ تفسیر سورۂ فاتحہ میں اسکے کمال وضوح و بیان پر یہ فقیر فضل الہي سے موافق ھوا -

اور نیت کے ثبات کو انکے خلاف کام میں لایا ' وہ بھی مومن ہے ' لیکن اس آخری درجہ کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں - حتی کہ رائی برابر بھی ایمان نہیں ہوسکتا " تو اس حدیث میں بھی وہی تین درجے ہیں - پہلا درجہ اصحاب عزیمۃ کا ' دوسرا اصحاب رخص کا ' تیسرا ضعفاء طریق کا ' و ذلك اضعف الایمان ' اور اس آخری درجے پر ایمان کی سرحد ختم ہو جاتی ہے کہ : و لیس وراء ذلك من الایمان حبۃ خردل ! یہاں ذکر اگرچہ صرف مبتدعین و محرفین شریعۃ کے خلاف جہاد ید و لسان کا ہے ' لیکن اصل تقسیم اسمیں محدود نہیں - مقصود نفس عزیمۃ و اسبقیۃ بالخیرات ہے - اور یہ کہ ہر میدان علم و عمل میں ایک درجہ عزیمۃ کا ' ایک رخصت کا ' اور ایک ضعف و انحطاط کا ہوتا ہے - البتہ اس تقسیم کا سب سے بڑا میدان عمل مقام دعوۃ و تبلیغ حق ہے ' اور قیام امر بالمعروف و نہی عن المنکر ' و مقاومۃ مبتدعین فی الدین و اعداء حق و اسلام ' و احیاء سنۃ و اخماد بدعۃ ' و کشف و ابراز علوم حقۂ نبویہ و غوامض و سرائر حکمۃ شرعیہ ' کہ اسی وادی فصل اور عقبۂ آزمایش میں اصحاب طریق کے ادبار و اقدام کا فیصلہ ہوتا ' اور مدارج ایمانیہ و مراتب علمیۂ و عملیہ کے جوہر کھلتے اور امتیاز پاتے ہیں : یرفع اللہ الذین امنوا منکم و اوتو العلم درجات -

در مدرسہ کس را نہ رسد دعوئی توحید
منزل گہ مردان موحد سردار ست !

پس پہلا درجہ ہر حال میں " السابقون السابقون " و " منفقون الاولون " و " اسبقون بالخیرات " و " مجاھدون بالعمل و الجوارح " کا ہے جو جماعت " مقتصد " پر بھی شرف و مزیۃ رکھتے ہیں ' اور ضعفاء طریق تو انکے جولان کمال کی گرد و غبار بھی نہیں پا سکتے ' اور پھر جسطرح ہر قسم و جماعت میں حسب حال و استعداد فرق مراتب و معارج ہوتا ہے ' اسی طرح سابقون بالخیرات کے بھی مختلف مراتب و مقامات ہیں اور کتاب و سنۃ نے انکے حالات و علائم بتلائے ہیں - ازانجملہ سب سے اعلی و امثل طبقہ ان اخص الخواص نفوس مزکی کا ہے جنکو قائد توفیق الہی و سائق فیضان ربانی

عزائم امور کیلیے چن لیتا ہے کہ وان ذلک لمن العزم الامور اور جنکا نور علم و عمل مشکوٰۃ نبوۃ سے ماخوذ ' اور جنکا قدم طریق منہاج نبوۃ پر واقع ہوتا ہے - انہي افراد خاصہ کو حدیث بخاري میں محدث (بالفتح) کے لفظ سے تعبیر فرمایا ' اور یہي مورد و مصداق حدیث مجدد کے ہیں جو مختلف طرق سے مرري اور اسلیے بلحاظ صحت متن اسکي صحت میں کلام نہیں - یہي لوگ ہیں جنکا رجوع في الحقیقت نظام حق و ہدایت کا مقوم و منظم ہے ' اور انبیاء کرام کي اصلي وراثت انہي میں منتقل ہوتي ہے - البتہ یہ مقام از بس ارفع و اعلیٰ ہے ' اور ہر عہد و دور میں صرف چند نفوس عالیہ ہي ایسے ہوتے ہیں جنکا قدم ہمت امتحان گاہ مصائب و مہالک سے آگے بڑھکر وہاں تک پہنچتا ہے اور اپنے عہد کے سب سے بڑے عمل حق کو انجام دیدیتا ہے - اسکے لیے نہ تو مجرد علم و تدریس کتب کام آتي ہے نہ رسوم و ہئیات زہد و انقطاع ' نہ مدارس و معاہد دیني کے غلغلۂ و ہنگامۂ فضیلت کو اسمیں دخل ہے اور نہ صومعۂ و خانقاہ کے گوشۂ انزوا کو - انکے عہد میں علماء و اصحاب مشیخت کي کمي نہیں ہوتي ' اور کچھہ یہ بات بھي نہیں کہ مدرسے اُجڑ جاتے ہوں اور خانقاہیں منہدم ہوجاتي ہوں ' بلکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کثرت و شہرت کے لحاظ سے انکا زمانہ علماء و مشائخ امۃ کا سب سے بڑا مجمع و ماوی ہوتا ہے اور آبادیوں کي آبادیاں اصحاب علم و پیشوائي سے بھري نظر آتي ہیں ' تاہم مقام عزیمۂ دعوۃ و قیام ہدایت کي اُن میں سے کسی کو بھي توفیق نہیں ملتي - کوئي دامن رخصت میں پناہ لیتا ہے ' کوئي گوشۂ انزوا و انقطاع میں صرف اپني عافیۃ و حفاظت ڈھونڈھتا ہے ' کوئي راہ میں فتنۂ و فساد کا شور سنکر صرف اسیکو کافي سمجھہ لیتا ہے کہ اپنا دروازہ بند کرلے ' کسي پر اضعف الایمان کا درجۂ تنزل و تسفل اس طرح طاري ہوجاتا ہے کہ زبان کو یکسر گنگ اور دست عمل کو یکقلم شل پاتا ہے ' اور کسي کو نفس خادع اور خاطر فاسد ضلالۃ حیل و نفاق میں مبتلا کرکے سرگرم دنیا پرستي و دین فروشي کردیتا ہے - غرضکہ سب کے سب یا ناچار مقام رخصت ہوتے ہیں

یا واماندہ ضعف و بیچارگی ' اور یا مدہوش غفلت و ہوا پرستی ' ان میں سے ایک حصۂ غالب تو علماء سوء اور دعاۃ فتن و منکرات کے زمرہ میں داخل ہوجاتا ہے علماً و عملاً - اور جو جماعۃ علماء حق کی باقی رہتی ہے ' وہ بھی ضعف کدۂ رخصت سے قدم باہر نہیں نکالتی ' اور حق پرستی کی بڑی سے بڑی بات اور تقوی و طہارۃ نفس کی بڑی سے بڑی فضیلت یہ سمجھی جاتی ہے کہ اپنے قدم کو لغزش نہو ' اور جبکہ ایک دنیا امواج ظلمت و فساد میں ڈوب رہی ہے تو ہم کنارۂ سلامتی پر قدم جماے باقی رہجائیں - گویا ایمان کا جو سب سے ادنی اور نچلا درجہ عامۂ ناس اور ضعفاء عمل کیلیے تھا ' وہی خواص امت اور ہداۃ و مرشدین ملت کیلیے بلندی و عروج کا سب سے اونچا مقام ہوجاتا ہے ' اور سب سے بڑا متقی انسان وہ سمجھا جاتا ہے جسکے قدم " جہاد بالقلب " کی پائیں بساط سے پیچھے نہ ہٹیں ' لیکن کوئی نہیں ہوتا جس کا عزم ایمانی توقف و سکون کی جگہ طالب اقدام و سبقت ہو ' جو اپنے نفس کی نجات کی جگہ جماعۃ و امت بلکہ نوع و ارض کی نجات کا عشق رکھتا ہو ' جسکا حوصلۂ کار اور عزم راہ صرف اتنے ہی پر قانع نہ ہوجاے کہ خود نہیں ڈوبا کیونکہ یہ تو ضعف و بیچارگی کا سب سے آخری درجہ ہے - فضیلت و کرامت اسمیں کیا ہوئی ؟ بلکہ ہر وجود کا ڈوبنا اسکے لیے ماتم اور ہر قدم کی ٹھوکر اسکے لیے موت ہو - جبکہ دنیا اسکو سب سے بڑی بڑائی سمجھہ رہی ہو کہ خود کنارے پر بچ جائیں ' تو وہ بتلاے کہ خود بچنا نہیں بلکہ ڈوبتے ہوؤں کو بچانے کیلیے سمندر میں کود پڑنا بڑائی ہے ' اور جبکہ لوگ اپنے اپنے دروازوں کو بند کر رہے ہوں تاکہ راہ کے فتنۂ و فساد سے محفوظ ہوجائیں ' تو وہ اپنا دروازہ کھولدے اور دکھلادے کہ بند کرکے چھپ رہنے میں فضیلت نہیں ہے بلکہ کھولکر باہر نکلنے میں ' اور اگر باہر امن نہیں ہے تو اسکے یہ معنی ہیں کہ دروازہ کھولنے کا اصلی وقت یہی ہے نہ کہ بند کرنے کا - مقام عزیمۃ و رخصۃ کا یہی وہ فرق ہے جو ایک صاحبدل نے خانقاہ کے گوشۂ عزلت سے نکلکر شیخ شیراز کو بتلایا تھا :

گفت آن گلیم خویش بدر میبرد ز موج
وین سعي مي کند که بر آرد غریق را

تو اسوقت ایسا هوتا هے که سنة الهي اپني عادت جاریه کے مطابق قیام حق و دفع باطل کیلیے سرگرم انبعاث و ظهور هوتي هے' اور توفیق الهي اپنے کسي اصلح و امثل بندے کے قلب کا عزیمة دعوة کیلیے انشراح کردیتي هے اور اسکے قدم طریق کو منهاج نبوة پر ثابت و مستقیم فرمادیتي هے - وہ اپنے عهد کے تمام اصحاب علم و فضیلت اور ارباب صوامع و مدارس کو تنگناے رخصة و ضعف میں پیچھے چھوڑکر منزلوں آگے نکل جاتا هے - فضاء علوء و رفعت اسکو اپني طرف کھینچتي اور سماء کمال و کرامت اپني ساري بلندیوں کے ساتھہ اسکے استقبال کیلیے دوڑتا هے' گویا آسمان اسکے لیے اتر آتا هے اور زمین اسکو خود بخود اچھالنے لگتي هے - اسکي همت رفعت طلب اور اسکا حوصلة متصاعد و متعارج کسي بلندي پر بھي نہیں رکتا' اور اونچي سے اونچي بلندي کو بھي حضیض تسفل و تنزل سمجھتا هے - مقام عزیمة دعوة کي جس بلندي تک بڑے بڑے کارفرمایان عهد کي نظریں بھي نہیں اٹھہ سکتي تھیں اور ضعفاء زمان و بیچارگان رخصة کے وهم و گمان کو بھي اس تک بار نہ تھا' اسکا شہباز همت اور سیمرغ عزم اسکي چوٹیوں پر بھي جا کر دم نہیں لیتا اور پیوسته سرگرم بال افشاني و همواره صفیر زنان بلند پروازي رهتا هے - و لسان حاله ینشد بهذ البیت :

بال بکشاؤ صفیر از شجر طوبی زن
حیف باشد چو تو مرغی که اسیر قفسي !

فصل

یه جو تم هر عهد ظهور اصلاح و دعوة میں دیکھتے هو که ایک طرف تو هزاروں علماء ملت اور ارباب زهد و طاعت موجود هوتے هیں ' درس و تعلیم علوم' هنگامة مجالس و مواعظ ' غلغلة اذکار و اشغال صوامع و زوایا ' اور زمزمة

و طنین تسبیح و تہلیل مساجد و معابد میں بظاہر کسی طرح کی کمی نہیں نظر آتی ' خانقاہوں میں مجاہدات و ریاضات کے حلقے قائم اور صحن مساجد میں تلاوت قرآن و وظائف و اوراد کی صدائیں سرگرم ہوتی ہیں' اور:

اما لخیام فانہا کخیامہم

کا پورا پورا عالم نظر آتا ہے ' لیکن ساتھہ ہی دوسری طرف :

و اری نساء الحی غیر نسائہا

کا یہ حال ہوتا ہے کہ ظلم و طغیان کا طوفان ہر چہار جانب سے محیط ' شر و فساد کا ایک عالم رستخیز برپا ' ظلمت بطلان و فتن ہر طرف چھائی ہوئی ' نور حق و صداقت مستور و محجوب ' بدعات و محدثات کی گرم بازاری ' منکرات و سیئات کی مقبولیت و طلب کا دور دورہ ' اہل حق و صدق مظلوم و مقہور ' خدا کی زمین پر اُسکے کلمۂ حق و عدل کا کہنا بمنزلۂ جرم اور ظلم و عدوان کیلیے اجر و بخشش' اعمال و طاعات کی حقیقت بکلی مضمحل اور پژمردہ اور روح صلاح و خیر سے تمام اجسام و قوالب خالی ! یہ سب کچھہ علانیہ سورج کی روشنی میں ہوتا ہے ' اور مدرسوں میں شور مچانے والے اندھے نہیں ہو جاتے اور نہ خانقاہوں میں چھپنے والے بہرے ہوتے ہیں - سب کی سر کی آنکھیں روشن ہوتی ہیں اور اوپر کے کان کھلے ' لیکن بحکم فانہا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب التی فی الصدور دل کی بصیرۃ اسطرح اندھی اور عبرۃ کے کان اسطرح بہرے ہو جاتے ہیں کہ سب کچھہ دیکھتے اور سنتے ہیں مگر انکے لیے دیکھا ہوا اَن دیکھا اور سنا ہوا اَن سنا ہو جاتا ہے - دیکھنے پر بھی کسی کی زبان نہیں کھلتی اور سننے پر بھی کسی کا قدم نہیں اُٹھتا - نفس کا عشق اور زخارف تمتعات دنیوی کی شیفتگی اسطرح انکے جسموں میں حلول کر جاتی ہے کہ ہمت کی روح اور عزم کی قوت کیلیے کوئی گنجایش باقی نہیں رہتی - راہ عمل کا ہر تنکا انکے لیے پہاڑ ہو جاتا اور جادۂ ابتلاء کا ہر کانٹا تیر و خنجر بنکر انکو ڈراتا اور سہماتا ہے - وہ آنکھیں جن میں غم نفس اور ماتم دنیا کیلیے آنسوؤں کے دریا بند ہوتے ہیں ' حق کی غمگینی اور

امت کے ماتم کیلیے ایک قطرۂ اشک بھي نہیں رکھتیں ' اور جن دلوں میں عشق ذات اور محبت اهل و عیال کیلیے ایک عالم شورش اور طوفان اضطراب مخفي هوتا هے ' اسمیں الله اور اسکے کلمۂ حق کے عشق کیلیے درد کي ایک ٹیس اور غم کي ایک چبھن بھي پیدا نہیں هوتي - عین اسوقت جبکہ زاهدان شب زندہ دار راتوں کو اُٹھہ اُٹھہ کو تسبیح هزار دانہ کو گردش دیتے هیں ' تو لاکھوں بندگان الہي مظلومیت کي گرد و خاک پر لوٹتے اور تڑپتے هیں ' اور کلمۂ حق کي بیکسي و بیچارگي سے الغیاث ! الغیاث ! اعینوني یا عباد الله ! اعینوني یا عباد الله ! کے نالہ و بکا کي صدائیں اُٹھتي هیں - اور جبکہ حلقۂ مدارس و مجامع تعلیم میں کتب فقہ کے ابواب قضاء و ولایۃ کے نکات و دقائق حل هوتے اور صحائف حدیث کے ابواب اعتصام بالسنۃ اور امر بالمعروف و نہي عن المنکر کي شرح و تفسیر میں مدعیان فضل و کمال اپنا اپنا جوهر علم و تبحر دکھاتے اور معارک مباحث و مطالب کو سر کرتے هیں ' اور مجالس و محافل وعظ میں غلغلۂ اعملوا و تذکروا ! و قال الله و قال الرسول پیہم بلند هوتا اور سامعین کے سروں کو جنبش میں اور دلوں کو شورش میں لاتا هے ' تو عین اُسي وقت کفر و ضلالۃ اور بدعات و منکرات کے غلبۂ و قہر سے ارض الہي کا ایک ایک کونا چیختا اور چلاتا هے ' پرستاران حق کي غربت هر طرف سر پیٹتي اور ماتم کرتي هے ' خدا کي زمین کے گوشے گوشے سے وا شریعتا ! وا دینا ! وا مصیبتا ! وا ویلا ! کي فریادیں اُٹھہ اُٹھکر آسمان تک جاتي هیں ' اور فضاء کائنات کا ایک ایک ذرہ داعي حق کیلیے روتا اور قائم هدایت کو کھوجتا هے اور پکارتا هے :

یا ناعي الاسلام ! قم و انعہ
قد زال عرف و بدا منکر !

لیکن نہ تو عباد و زهاد وقت کو تسبیح هزار دانہ کي گردش مہلت سماعت دیتي هے اور نہ هنگامہ سازان مدارس و مجامع کو اساطیر جدل و خلاف و دساتیر قیل و قال کا شور و غوغا فرصت بصارت ' اصل حقیقت سے اسدرجہ

بعد و هجر طاري هو جاتا هے که کسي کے وهم و گمان میں بهي احیاء شریعة و تجدید ملت کا خطره نهیں گذرتا ' اور کوئي نهیں سونچتا که یه سارے کارخانے اور هنگامے تو اسلیے تهے که لتکون کلمة الله هي العلیا سو جب وهي سرنگوں هوگیا تو پهر ان اجساد بے روح و قشور بے مغز کي پرستش کیا سودمند علم و عمل هوسکتي هے ؟ اور جب روح امت مضمحل هوگئي اور حق کي جگه باطل کي اور سنة کي جگه بدعة کي حکومت چها گئي تو پهر یه تمام باتیں کب مثمر و منتج هو سکتي هیں ؟ بلکه انکا شمار تو اب موانع و مهالک راه میں سے هوگیا :

من لم یکن للوصال اهلا

فکل طاعاته ذنوب !

غرضکه اگرچه دنیا بظاهر علم و فضیلت سے لبریز هوتي هے اور بڑے بڑے اصحاب طنطنة و شهرت و ارباب فخفخة و عظمت موجود هوتے هیں مگر کسي کو اسکي توفیق نهیں ملتي که اپنے عهد و دور کي طلب دعوة اور سوال قیام هدایت پر مردانه وار لبیک کهے ' اور ظلمت کدهٔ ضعف و وا ماندگي سے نکلکر راه عزیمة دعوة میں قدم رکهے ' اور اگرچه دروازهٔ سعادت الهي باز اور خزائن رحمت و نصرة رباني همواره درصدد بخشش و یغما هوتے هیں مگر سینکڑوں هزاروں علماء عهد اور اصحاب خوانق و صوامع میں سے کسي کو بهي اُس عهد کے احیاء و تجدید اور طائفهٔ منصورهٔ " من یجدد لها دینها " میں داخل هونے اور جماعة علیه یحبهم و یحبونه میں معدود و محشور هونے کي توفیق نهیں ملتي - تا آنکه پردهٔ ظلمت چاک هوتا اور یکایک صبح هدایت و سعادت مشرق تجدید و انبعاث سے عالم افروز و جهانتاب هوتي هے - تو اسوقت تم دیکهتے هو که جس راه میں قدم رکهنے سے ایک عالم درماندهٔ و ناچار تها ' اچانک ایک مرد همت اُٹهتا هے اور نه صرف قدم رکهتا هے بلکه دوڑتا هوا چلا جاتا هے - راه کي وه مشکلیں اور صعوبتیں جو ضعفاء عهد کیلیے مصیبتوں کا پهاڑ اور هیبتوں اور دهشتوں کي گهاٹیاں تهیں ' اور جنکے وهم و تصور سے بیچارگان وقت کي ارواح پر ایسي دهشت و

هیبت طاري هوجاتي تهي کانهم یساقون الی الموت و هم ینظرون، تو وہ سب اسکے جولان قدم کیلیے ایک مشت غبار اور ایک تودۂ خس و خاشاک سے زیادہ حکم نہیں رکھتیں - سب دیکھتے کے دیکھتے هي رهجاتے هیں اور وہ بڑھکر عزیمۃ دعوۃ و هدایت عامہ کا باب مسدود کھول دیتا هے ' اور اسکي زبان همت و مقال فتوۃ اس ترانۂ رجز سے زمزمہ ساز و بزم عالم هوتي هے :

تاب یک جلوہ نیارد نہ موسی و نہ طور
این دلم هست کہ زینگونہ هزاراں دیدہ ست!

اگرچہ اُس عہد میں هزاروں مدعیان کار موجود هوں مگر اس فضیلت مخصوص میں اسکا کوئي سہیم و شریک نہیں هوتا - صرف اُسي کو اُس عہد کي اقلیم هدایت کي سلطاني و فرمانروائي پہنچتي هے، اور صرف وهي اپنے زمانے کا کلید بردار خزائن برکات و فیضان سماویہ هوتا هے - تمام اصحاب طریق ناچار هوتے هیں کہ اپنے اپنے چراغ اُسي مصباح هدایت سے روشن کریں ' اور تمام رهروان جادۂ مقصد مجبور هوتے هیں کہ اُسي کے کاروان فضل و قافلۂ کرامت کي آواز درا پر اپنے اپنے قدم اُٹھائیں - و هذہ منزلۃ جلیلۃ و رتبۃ عظیمۃ لا تساویہا مزیۃ و لا تعادلہا منزلۃ و ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء و اللہ ذو الفضل العظیم :

یہ رتبۂ بلند ملا جسکو مل گیا
هر مدعي کے واسطے دار و رسن کہاں ؟

فصل

اور یہ جو کہا کہ هر عہد میں اللہ تعالی کسي ایک بندے یا چند بندوں هي کو مقام عزیمۃ دعوۃ کے فتح باب کي توفیق دیتا هے اور وہ اپنے دور کے خزائن فیضان برکات کا صاحب مفاتیح هوتا هے ' تو اس سے یہ مقصود نہیں هے کہ اس عہد میں بجز ایک زبان کے کلمۂ حق کسي دوسري زبان پر جاري نہیں هوتا ' یا اُس عہد میں اور کوئي دعوۃ و تبلیغ حق کیلیے ساعي و جاهد

نہیں ہوتا ' کیونکہ بحکم " لا یزال طائفة من أمتي ظاهرين على الحق لا يضرهم من خذلهم حتى يأتي امر الله و هم غالبون " (او کما قال) سخت سے سخت عہد شر و فساد اور ظلمت و ضلالة میں بھي ایک جماعت اهل حق و ظاهرین علی الحق کي ضرور باقي رهتي هے' اور یه اس عزیز العلیم کي تقدیر اور فطرة کائنات کے داعیة و مقتضی کے خلاف هے که کوئي زمانه اور کوئي گوشه اهل حق سے بالکل خالي هوجاے - کیا نہیں دیکھتے که انبیاء کرام کے ظهور کے وقت بھي با وجود ظهر الفساد في البر و البحر بما كسبت ايدي الناس کے ایک جماعت اهل حق کي ضرور باقي رهتي تھي اگرچه انکا ظهور کرهٔ ارضي کے کمال بغي و فساد اور منتها مرتبهٔ یاس و قنوط کي حالت میں هوا کرتا تھا ؟ خود قرآن حکیم نے جا بجا اسکا اعتراف کیا هے : فلولا كان من القرون من قبلكم اولوا بقية ينهون عن الفساد في الارض ' الا قليلاً ممن انجينا منهم اور سورهٔ مائده میں هے که باوجود علماء یهود کي سخت و همه گیر ضلالة و مغضوبیة کے ایک قلیل جماعة ان میں بھي داعیان حق و آمرین بالمعروف کي برابر موجود رهي : لولا ينهاهم الربانيون و الاحبار عن قولهم الاثم و اكلهم السحت اور آل عمران میں هے : ليسوا سواء' من اهل الكتاب امة قائمة يتلون آيات الله اناء الليل و هم يسجدون - يومنون بالله و اليوم الاخر و يامرون بالمعروف و ينهون عن المنكر و يسارعون في الخيرات و اولائك من الصالحين - اور اسي طرح غالباً سوره مائده میں ایک جگه خاص طور پر علماء یهود کے شر و فساد کا ذکر کرکے فرمایا : منهم امة مقتصدة و كثير منهم ساء ما يعملون - ان آیات سے معلوم هوا که اقوام و ملل کے سخت سے سخت دور ظلمت و فساد میں بھي ایک جماعة داعیان حق کي ضرور باقي رهتي هے' اور گو علماء اهل کتاب کي گمراهي کمال مرتبهٔ بغي و عدوان تک پهنچ چکي تھي ' تاهم ان میں بھي ایک جماعة قلیله ایسي موجود تھي جو امر بالمعروف و نهي عن المنکر میں کوشاں ' تلاوت کتاب الله میں سرگرم' اور خیرات و طاعات میں تیز گام تھي اور قرآن حکیم انکو صالحین

میں سے شمار کرتا ہے - اور اسي طرح بخاري کي روايت ميں ہے :
" فمقتهم عربهم و عجمهم الا بقايا من اهل الكتاب " يعني اسلام کے ظہور کے
وقت تمام عرب و عجم اپنے کفر و ضلالة کیوجہ سے مستحق غضب و عقوبة الهي
هورها تها مگر ایک چھوٹي سي جماعت جو اهل کتاب کے اهل حق کا بقا یا
تهي ' اور مختلف گوشوں میں مٹي مٹائي اور بچي بچائي باقي رهگئي
تهي (۱) اس سے واضح هوا که خاتم الادیان کے ظهور کے وقت بهي که کرۂ
ارضي کي ضلالة عامه کا سب سے بڑا تاریک عهد تها ' یه بات نه تهي که داعیان
حق بکلي معدوم هوگئے هوں - ایسا هونا سنة الهي کے خلاف ہے اور اسکي
مزید تشریح کا یه موقعه نهیں -

---

(۱) یهي ارباب حق کا بقایا اور اهل کتاب کي باقية الصالحه جماعت
تهي جس نے موحدین عرب کي طرح ظهور اسلام پر سب سے پہلے لبیک کہا
تها ' اور جسکي استعداد قبول حق کا یه حال تها که : و اذا سمعوا ما انزل الی
الرسول تری اعینهم تفیض من الدمع مما عرفوا من الحق ' یقولون ربنا امنا
فاکتبنا مع الشاهدین - اور حق و صدق کا یه بقایا بمقابله یهود کے نصاری
میں زیادہ تها ' اسي لیے اس آیة کریمه سے پہلے فرمایا : لتجدن اشد الناس
عداوة للذین امنوا ' الیهود و الذین اشرکوا - و لتجدن اقربهم مودة للذین
امنوا ' الذین قالوا انا نصاری ' ذلک بان منهم قسسین و رهبانا و انهم لا
یستکبرون ' و اذا سمعوا ما انزل الی الرسول - الخ - پس یهاں نصاری کے
اقرب في المودة هونے سے مقصود صرف یه ہے که انکے رهبان و قسسین میں
قبولیت اسلام کي استعداد بمقابلۂ یهود زیادہ تهي ' اور اسلیے جب کلام حق
سنتے تهے تو حاتم بن عدي جیسے اصحاب استعداد چشم پر آب هوکر پکار
اٹهتے تهے : ربنا امنا فاکتبنا مع الشاهدین - اور اسمیں کچهه شک نهیں که
بمقابلۂ تصلب و قساوت و استکبار و غرور یهود ' یه استعداد اُس عهد کے بعد
بهي نصاری میں عام طور پر زیادہ پائي گئي اور آج بهي موجود ہے - لیکن
وہ مقصود نهیں ہے جو موجودہ عهد کے بعض دعاة فتن و مجددین تحریف
شریعة نے به سبیل ابتغاء مرضات النصاری پہلے پہل اپنے بعض کتب و رسائل
میں لکها ' اور اسکے بعد سے عام طور پر تمام اهل تحریر و تقریر بطور ایک مسلم

پس جب انبیاء کرام علیهم السلام کی دعوۃ کے ظہور کے زمانوں میں بھي داعیان حق و آمرین بالمعروف و سارعون فی الخیرات سے قوم و ملک بالکل خالي نہیں ہو جاتا ' اور کچھہ بقایا ارباب حق کا موجود رہتا ہے ' تو ظاہر ہے کہ اُنکے اتباع و ذریات اور ورثاء و نقباء کیلیے کہ اصحاب عزیمۃ دعوۃ و مجددین امت اُنہي سے عبارت ہیں ' ایسا ہونا کیوں ضروري ہو؟ اس اصل الاصول کو کسي حال میں بھي فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ دعوۃ و قیام حق اور اصلاح و تربیت امم کا اصل سرچشمۂ و مرکز مقام نبوۃ ہے ' اور ہر عہد و دور میں اُس کا جسقدر بھي ظہور ہوتا ہے ' وہ سب اسي مقام سے ملحق و متصل ' اور سب کي روشني اسي شمس نظام و قوام عالم سے مکتسب و مستنیر ' اور تمام انہار فیضان و سعادت کیلیے یہي سلسبیل نبوۃ مخرج و منبع کا حکم رکھتي ہے : عیناً یشرب بہا عباد اللہ یفجرونہا تفجیرا - اور کوئي قائم حق و داعي اصلاح و کاشف حقائق فوز و نصرۃ نہیں پاسکتا جب تک اسکا قدم منہاج نبوۃ پر واقع نہوا ہو اور اسکے تمام اعمال متأسي باسوۂ حسنۂ نبوۃ و متبع بہ سنۃ و حکمۃ رسالۃ نہوں ' اور اس راہ تأسي و تشبہ بالانبیاء میں جس داعي حق کا قدم جس حد تک پہنچتا ہے ' اُسي حد و مقام کے مطابق کم و بیش ثمرات و برکات ظاہر و باطن حاصل ہوتے ہیں - اور جس طرح

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۰۲]

و معروف مسئلۂ شریعۃ کے اس آیۃ سے ولایت و موالات نصاری پر استدلال کر رہے ہیں اور لا تتخذو الیہود و النصاری اولیاء اور و من یتولہم منکم فانہ منہم اور لا یتخذ المومنون الکافرین اولیاء من دون المومنین و امثالہا کو فراموش کردیتے ہیں - ایسا کرنا قطعاً و صریحاً تحریف ہے اور یحرفون الکلم عن مواضعہ میں داخل - اگرچہ آجکل کے علماء سوء و دجاجلۂ شر و فساد و احبار و رہبان امۃ نے مثل اُور بہت سي تحریفات کے اس تحریف پر بھي گویا اجماع کر لیا ہے : لیشتروا بہ ثمناً قلیلا ' فویل لہم مما کتبت ایدیہم و ویل لہم مما یکسبون !

وهاں اختلاف مدارج و مراتب بلحاظ حالات و مقتضیات وقت ' اور فضلنا بعضهم علی بعض کا معاملہ واقع ہوا ' اُسي طرح متبعین و ورثاء انبیاء میں بھي فضلنا بعضهم علی بعض اور اختلاف مراتب و ثمرات و مفاضلۂ حالات و برکات ظہور میں آیا - یہي حقیقت شیخ اکبر کي اصطلاح میں " فصوص " اور بعض اصحاب اشارات کي اصطلاح میں " نسبت " کے لقب سے ظاہر کي گئي ہے کہ کسي واصل بالله کا قدم تأسي و اتباع حسب استعداد و داعیات وقت کسي ایک نبي کي منہاج پر واقع ہوتا ہے اور کسي کا کسي دوسرے نبي کي منہاج پر ' اور اُسکو بوجہ غلبۂ ما به الاختصاص اُس نبي سے ایک خاص طرح کي نسبت حاصل ہو جاتي ہے :

وللناس في ما یعشقون مذاهب !

اور پھر یہ بھي ہے کہ کسي کا قدم جامعیۃ فص محمدي کا تعاقب کرتا اور مقام جامعیۃ کبری اور :

انچہ خوبان همہ دارند تو تنہا داري !

کے اکتساب فیضان سے ایک کیفیت بوقلموں اور جلوۂ و حسن صد رنگ و گونا گوں پیدا کرتا ہے - ساري نزاع مصطلحات و الفاظ کي ہے - حقیقت بحکم :

عباراتنا شتی و حسنک واحد !

ایک ہے ' اور کوئي نہیں کہ پردہ بر انداز ظواہر و الفاظ و رسوم ہو ' اور نزاع صورت پرستان معنی نا آشنا کو ختم کردے :

بر افگن پردہ تا معلوم گردد
کہ یاران دیگرے را مي پرستند !

جب دعوۃ و اصلاح امت کا سرچشمۂ و اصل مقام نبوۃ ٹھہرا ' اور تمام عوازم امور دعوۃ اسي سے ماخوذ اور اسي کے اُسوہ سے متأسي ' تو ضرور ہے کہ عالم تجدید و احیاء شریعۃ کے بھي تمام کاروبار اُسي اسلوب و نہج پر واقع ہوں ' بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اصول و اساسات سے لیکر جزئیات و فرعیات اعمال تک ٹھیک ٹھیک اُسي مقام کے حالات و منازل سے متشبہ و متخلق بل کالظل و العکس ظہور میں آئیں - اور من جملہ سنن و نوامیس

انبعاث نبوة کے یہ ہے کہ دعوة انبیاء کے ظہور کے لیے حق و ذکر حق کا بالکل مفقود و معدوم ہو جانا ضروري نہیں ' بلکہ اسقدر بس کرتا ہے کہ سخت درجہ اضمحلال اور پژمردگي کي حالت اُسپر طاري ہو جاے ' اور داعیان حق کي جماعت نہایت قلیل و مغلوب ہو - بحدیکہ چند منتشر و نادر افراد کے سوا اُنکي کوئي ہستي اور جمعیة باقي نہ رہے ' برخلاف اِسکے داعیان فساد و ضلالة کا ہر طرف دور دورہ ہو ' اور وہ جو ایک چیز ہے ' یعني صرف حق کا وجود ہي نہیں بلکہ حق کا قیام و ظہور و نفوذ ' اور مجرد امر و دعوة ہي نہیں بلکہ دعوة کا نظام و قوام ' اور محض دعوة افراد و جماعات ہي نہیں بلکہ دعوة امة و ملة ' تو اُسکا کارخانہ بالکل درہم برہم ہو جاے بلکہ نام و نشان تک باقي نہ رہے - کانہ لم یکن شیئاً مذکورا - یہي غربت و اقلیة حق ہے جو بسبب کمال ضعف و بیچارگي و عدم حصول نتائج مطلوبة کار معدوم کا حکم رکھتي ہے ' اور جب غایت درجہ تک پہنچ جاتي ہے تو ظہر الفساد فی البر و البحر سے تعبیر کي جاتي ہے - پس جب انبیاء کرام علیہم السلام کي دعوة اصلیة و اساسیہ کا یہ حال ہوا ' اور ہنگام ظہور ایک جماعت قلیلة دعاة حق کي موجودگي انکے مقام دعوة و تبلیغ کي اساسیة و اولیة کے منافي نہ ہوئي ' تو ظاہر ہے کہ مجددین امت و نقبا ؤ ورثاء نبوت کے مرتبة تجدید کیلیے یہ امر کیوں منافي ہو ؟ اس عالم کے معاملات بھي تبعاً و فرعاً ویسے ہي واقع ہوتے ہیں - یہ نہیں ہوتا کہ اُس عہد میں حق کي دعوة و تبلیغ کرنے والے بالکل نہ ہوں ' یا نفس دعوة میں اُنکا اُور کوئي سہیم و شریک نہو - ہوتے ہیں ' لیکن یا تو اُنکي جماعت بہت ہي قلیل و درماندہ اور بحال خود مبتلا ؤ گم ہوتي ہے ' یا دعوة حق کے اعمال بغایت محدود و محصور ہو جاتے ہیں ' یعني ارباب دعوة کي پستي ہمت ' بلندي و وسعت میدان عمل سے گھبراتي اور اسکے لیے اپنے کو درماندہ پاتي ہے ' اور محض ایک محدود دائرة دعوة پر قناعت کرلیتي ہے - حالانکہ ہر چیز کي طرح اسکے بھي مراتب و مدارج ' اور گو ہر مرتبہ اسمیں داخل لیکن ہر مرتبہ کا حکم دوسرے سے مختلف - اپنے پڑوسي کو برائي کرتے

دیکھکر ٹوکدینا بھي نہي عن المنکر ھے ' تمام شہر کو برائي سے باز رکھنے کیلیے کھڑے ھو جانا بھي نہي عن المنکر ھے' اور پھر عالم تقئید و تحدید سے آزاد ھوکر اپنے تمام عہد و دور کے شر و فساد کو دور کرنے کیلیے بلا امتیاز قرب و بعد و یمین و یسار و مشرق و مغرب غلغلۂ عمل بلند کرنا بھي نہي عن المنکر ھے - اسي طرح مسلمانوں کے راستہ سے پتھر ھٹا دینا بھي ایمان کي شاخ اور عمل حق ' مگر تمام امت کي راہ سے سنگ بطلان و فساد کو دور کردینا بھي عمل ایمان و اقدام حق ھے ' پھر کیا ان تمام مراتب کا ایک ھي حکم ھوسکتا ھے ؟ کجا وہ مقام ارفع و اعلی جہاں ایک عالم و امت کي اصلاح کیلیے قدم اٹھاے جائیں ؟ اور کجا وہ تنگناے ضعف جہاں صرف اپنے

پڑوسي کي اصلاح ھي پر قناعت کرلي جاے ؟ اگرچہ وکلا وعد اللہ الحسنی - اصلاح دونوں ھیں ' اور دونوں کیلیے اجر ' لیکن پہلا منصب نبوۃ کي شاخ ' اور دوسرا افراد امت میں سے ایک فرد مومن صالح کا مرتبہ اور بس - پس یا تو دعوۃ حق کا سلسلہ موجود ھوتا ھے مگر ایک محدود دائرہ سے باھر قدم نہیں نکالتا - یا ایسا ھوتا ھے کہ دعوۃ کي صدائیں بڑي ھي دھیمي اور پست ھوتي ھیں اور انمیں وہ گرج اور کڑک نہیں پائي جاتي جس کے بغیر سرشاران غفلت چونک نہیں سکتے ' اسلیے گو اٹھتي رھتي ھیں لیکن اپنے عہد کو چونکا دینے کا شرف حاصل نہیں کرسکتیں - یا ایسا ھوتا ھے کہ نفوذ دعوۃ و سریان امر کیلیے ضروري ھے کہ دعوۃ حق میں ایک ایسي ھمہ گیر جاذبیۃ و جالبیۃ ھو جو ایک عالم کے دلوں کو لبھالے اور ایک دنیا کو اپنا فریفتہ و دل دادہ بنادے ' حتی کہ سامع و شاھد کي طاقت سے باھر ھوکہ اسکي کشش سے اپنے آپکو بچاسکے - بغیر اس خاصہ کے دعوۃ کبری قائم و نافذ نہیں ھوسکتي ' لیکن ایسا ھوتا ھے کہ دعوۃ حق کي صدائیں تو اٹھتي ھیں مگر اس جاذبیۃ معنویہ سے محروم ھوتي ھیں اور اسلیے محبوب القلوب

عالم نہیں ھوسکتیں - یا پھر ایسا ھوتا ھے کہ بمصداق خلطوا عملاً صالحاً و آخر سیئاً داعیان حق کا جو گروہ موجود ھوتا ھے ' انکي دعوۃ ٹھیک ٹھیک نہج قویم و مستقیم پر نہیں ھوتي یعنی منہاج نبوۃ کے علوم و اعمال کو انمیں

غلبۂ و احاطہ حاصل نہیں ہوتا- یا کتاب و سنۃ کي دعوۃ خالص و بے آمیزش کي حقیقت سے خالي ہوتي ہیں، پس اگرچہ اس لحاظ سے کہ اصلاً طلب حسنات و اصلاح اور قیام شریعۃ پر مبني ہیں ' وہ دعوۃ الی الحق و امر بالمعروف کے حکم میں داخل ہوجاتي ہیں، مگر ساتھہ ہي اس اعتبار سے کہ طرح طرح کي غلطیوں اور لغزشوں ' یا آمیزش ظلمت راے و قیاس غیر صالح ' یا کوري بدعات و محدثات سے پاک و صاف نہیں ہیں ' اپنا حکم و اثر کھو دیتي ہیں اور برکات نصرۃ و فوز حاصل نہیں کر سکتیں - مثلاً اصل کي جگہ کسي ایک ایسي فرع کي حفاظت کو عزیمۃ دعوۃ سمجھہ لیا جو بوجہ فقدان و ضیاع اصل بالفعل نا قابل اعتنا تھي ' یا سلسلۂ سفر صحت تعیین منازل و تقرر بدایۃ و نہایۃ کے ساتھہ شروع نہیں کیا - مثلاً جس منزل سے سفر کا آغاز ہونا چاہیے ' اسکو درمیاني سمجھہ لیا یا آخري منزل ' کہ ان حقائق کار کا علم بلا مقام تشبہ بالانبیا و تخلق باخلاق الاصفیاء کے حاصل نہیں ہوسکتا ' اور یہي وہ غوامض اعمال نبوۃ ہیں جنکي طرف بعض صحابہ و تابعین اشارہ کرکے کہدیا کرتے تھے کہ " و ذلک من عمل النبوۃ " یا اس سے بھي بڑھکر مصیبت یہ کہ گو دعوۃ الی الحق کیلیے قدم اٹھا مگر سنۃ کي روشني کي جگہ بدعۃ کي اندھیاري چھا گئي ' یا اقلاً طریق کار بدعۃ کي آمیزش سے محفوظ نہ رہا ' اور اگر اللہ تعالی نے فہم واسع و سلیم عطا فرمایا ہے تو سمجھہ لوگے کہ یہ آخري سبب بڑوں بڑوں کیلیے مزلۂ اقدام ہوتا آیا ہے اور ایک علۃ قویہ ضیاع قواے عمل و کار و بار دعوۃ و تبلیغ کي صدیوں سے یہي چیز رہي ہے - یا دعوۃ و تبلیغ کے بلند مقامات کي طرف ایسے نو آموزان راہ اور خام مغزان کار نے قدم اٹھا یا جو گو اپنے ولولوں اور نیتوں کے لحاظ سے مستحق تحسین ہیں لیکن اس مقام کیلیے جس قوۃ علمي و عملي کي ضرورت ہے اور جس ثبات قلب و رسوخ عزم کي ' وہ ابھي اُن سے منزلوں دور ہے ' نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یا تو اول قدم ہي میں ٹھوکر لگتي ہے ' یا پہلے تیر ہي پر میدان کارزار کو پیٹھہ دکھلا دیتے ہیں ' حالانکہ یہ وہ راہ ہے کہ یہاں کي ایک ادنی

لغزش بسا اوقات هزاروں انسانوں کي مجموعي معصيت و ذنوب سے بھي بڑھکر مضرة رکھتي ھے ' اور اکثر ایسا ھوتا ھے کہ مسافر کو تلوؤنسے کانٹا نکالنے کي بھي مہلت نہیں دي جاتي ' کیونکہ ممکن ھے کہ اتني ھي دیر میں قافلۂ امید قرنوں بلکہ صدیوں کي مسافت آگے نکل جاے اور ایک لمحہ کي غفلت برسوں کیلیے یاس و ماتم کا سامان کردے - ملک قمي اسي حقیقت کو شاید نا دانستہ کہہ گیا ھے ' فیضي نے اسکے تمام کلام میں سے اسي ایک شعر کو منتخب کیا اور سبحان اللہ کہ اپنے حسن انتخاب اور ذوق سلیم کا کیسا مرقص ثبوت دے گیا !

رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راھم دور شد !

و از الہامات شعریۂ عرفي چہ ملیح ست این فرد درین مقام :

ھاں رہ عشق ست ' کج گشتن نہ دارد بازگشت
جرم را این جا عقوبت ھست و استغفار نیست !

غرضکہ ایک چیز دعوة ھے ' ایک عزیمة دعوة ' اور ایک عزیمة دعوة کا درجۂ تجدید و مقام قیام دعوة عامہ - اور ایک مقام اصلاح افراد کا ھے ' ایک عائلۂ و جماعت کا ' اور ایک امت و نوع کا ' سو اگرچہ دعوة موجود ھوتي ھے ' مگر عزیمة دعوة مفقود ھو جاتي ھے ' اور اگرچہ اصلاح افراد کا سامان ھوتا ھے مگر اصلاح امت کا کوئي سامان نہیں ھوتا - اگر چند اصحاب عزائم ھوتے بھي ھیں تو اسباب و موانع مذکورہ سے درجۂ تجدید و کمال عزیمة دعوة تک انکي رسائي نہیں ھوتي - کار و بار دعوة کے کالبد و اشکال تو موجود ھوتے ھیں مگر روح فتح و نصرة مفقود ھوجاتي ھے ' اور اسیلیے معاملۂ تجدید و احیاء امة اپنے کشود کار کیلیے کسي مرد غیب کا منتظر ھوتا ھے :

عشق اگر مردست ' مردے تاب دیدار آورد
ورنہ چون موسی بسے آورد و بسیار آورد

یہي وجہ ھے کہ جا بجا " عزیمة دعوة " کا لفظ بولا گیا نہ کہ مجرد دعوة کا - دونوں میں فرق و امتیاز ملحوظ خاطر رھے - پس اپنے عہد کا مجدد و محي

الملة وہ شخص یا وہ چند نفوس خاصہ ہوتے ہیں جو مجرد دعوۃ نہیں بلکہ عزائم امور دعوۃ کی راہ میں قدم اٹھاتے ہیں ' اور قیام حق کا صور اس زور سے پھونکتے ہیں کہ یکایک فضاء ملت جنبش میں آ جاتی ہے' اور تمام اموات غفلت اپنی اپنی قبروں کے اندر چونک اٹھتے اور اٹھکر دوڑنے لگتے ہیں' گویا یخرجون من الاجداث کانهم جراد منتشر مهطعین الی الداع اور ذلک یوم الخروج کا عالم طاری ہو جاتا ہے - یہی وہ مقام مخصوص ہے جو ہر عہد میں صرف ایک یا چند افراد عالیہ ہی کے حصے میں آتا ہے' اور گو کاروبار دعوۃ سے معاملات رکھنے والے بہت سے موجود ہوں مگر اس عہد کے فتح باب اور سلطان و امر دعوۃ کی فضیلت انکو نصیب نہیں ہوتی - سب ناچار ہوتے ہیں کہ اس فاتح عہد اور عازم وقت ہی کے حلقۂ اتباع و ذریات میں داخل ہوں - بہت ممکن ہے کہ ان میں بعض افراد کسی خاص شاخ علم و عمل میں درجۂ بلند رکھتے ہوں' مگر اس معاملہ کیلیے وہ کچھہ سودمند نہیں ہوتا اور فاتح دور کے آگے انکو اطفال مکاتب کی طرح زانوے ادب و استفادہ تہہ کرنا ہی پڑتا ہے - اس عہد کے خزائن فیضان و برکات کی کنجی اسی کے قبضہ میں دیدی جاتی ہے ' پس طالبین فیضان اسکے حلقۂ ارادت سے الگ رہکر کچھہ نہیں پا سکتے - اگر کسی نے بطریق استراق سمع کوئی کلمۂ حقیقت حاصل بھی کرلیا تو اول تو وہ مثمر برکات نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو چونکہ عہد کی سلطانی فاتح و عازم دعوۃ ہی کو پہنچتی ہے ' اسلیے وہ بھی بالواسطہ اسی کے فیضان و بخشش میں سے شمار کیا جاتا ہے - و قد احسن من قال :

گر گفتۂ ز عشق گہے حرف آشنا
آنہم حکایتیست کہ از من شنیدۂ

قرآن حکیم نے ہدایت کو حیات ارض سے تعبیر کیا ہے اور ضلالت کو زمین کی موت سے' اور ہدایت خود زندگی ہے : استجیبوا لله و للرسول اذا دعاکم لمایحییکم اور ضلالت موت ہے : و ما انت بمسمع من القبور اور اموات

غیر احیاء - بہار کا جب موسم آتا ہے تو گو زمین کے ہر گوشہ کو روئیدگی و سرسبزی سے مالا مال کردینا چاہتا ہے مگر سب سے پہلے اُسکی آمد کی برکتیں باغ و چمن ہی میں ظاہر ہوتی ہیں - اور صبح کا طلوع اگرچہ دنیا کے گوشے گوشے کیلیے پیام نور ہوتا ہے مگر سورج کی پہلی کرنیں اونچی دیواروں اور بلند مناروں ہی پر چمکتی ہیں، گو بعد کو نچلے سے نچلے تہہ خانے بھی روشن ہوجائینگے - یہی حال عہد ہدایت اور دور فیوض و برکات سماویہ کا بھی ہے - اس عالم میں بھی خزان و بہار کے موسم آتے ہیں اور لیل و نہار کا اختلاف موجود ہے - وما یعقلہا الا العالمون سو اگرچہ بہار سعادت کا موسم سارے جہان اور ساری زمین کیلیے موسم حیات و کامرانی ہے لیکن اُسکی سب سے پہلی برکت اصحاب عزائم و نفوس ذکیۂ امت کے ریاحین قلوب و بساتین ارواح ہی سے بروز و ظہور کرتی ہے، اور اگرچہ آفتاب فیضان الہی کی تجلی تمام بر و بحر کو ظلمت غفلت و بطالت سے نجات دلانا چاہتی ہے، مگر اُسکی سب سے پہلی کرنوں سے درخشندہ و جہانتاب ہونے کا حق صرف اُنہی طبائع مستعدہ و قلوب صافیہ کو حاصل ہوتا ہے، جنہوں نے اپنی استعداد سربلندی و رفعت سے اکتساب اسفار ہدایت کیلیے اسبقیت و اولیت کا درجہ حاصل کرلیا ہے - اور یہ معلوم ہے کہ موسم بہار ہر پھول کو لالی اور ہر پتے کو سبزی بخشیگا، اور صبح کی تجلی ہر ذرہ کو چمکیلا اور ہر آنکھہ کو بینا بنادیگی، مگر اس سے کیا ہوتا ہے ؟ دیکھنا صرف یہ ہے کہ جسوقت باغ و چمن میں پھول کھلکھلا رہے تھے اور شاخیں ہنس ہنس کر جھوم رہی تھیں تو اسوقت اموات صحرا و گلخن کا کیا حال تھا ؟ اور جس وقت دیواروں کی اونچی منڈیروں اور مناروں کی چوٹیوں اور کلسوں کو صبح تجلی زیور طلائی پہنا رہی تھی تو اسوقت صحن مکان کے گوشوں اور ابواب و مداریب کے نیچے سونے والوں کا بھی اس فیضان ازل میں حصہ تھا یا نہیں ؟ تہہ خانوں اور سردابوں کے بسنے والوں کا تو یہاں ذکر ہی نہیں کرنا چاہیے - اُنکے لیے تو شاید والنہار اذا تجلی کا وقت ہی روشنی کی پہلی کرن بہم

پہنچاے ' ورنہ والفجر اور والضحی کے مراتب اولیۂ تاویر تو اُنکے لیے والليل اذا يغشى کے حکم میں داخل ہیں !

فصل

اگر تاریخ اسلام کے مختلف دوروں اور سلسلۂ دعوۃ و تجدید امۃ مرحومہ کي پچھلي کڑیوں پر نظر ڈالو تو یہ جو کچھہ کہا گیا ' اسکي تصدیق ہر دور کے واقعات پیش کرینگے - افسوس کہ یہ موقعۂ تفصیل کا نہیں - ہر دور میں تم پاؤگے کہ اگرچہ عامۂ علماء و صلحاء امۃ کي ایک بہت بڑي جماعت موجود تھي ' اور اُنکا فضل و کمال اور ورع و تقوی بھي ہر طرح مسلم و ثابت ہے ' بلکہ بعض اُن میں ایسے تھے کہ علم و عمل کي متعدد شاخوں میں اپنا عدیل و نظیر نہیں رکھتے تھے ' با ایں ہمہ اُس عہد کي عزیمۃ دعوۃ اور تجدید ملت کے مرتبۂ مخصوص میں اُنکا کوئي حصہ نہ ہوا ' اور صرف چند خاص افراد عزائم ہي کي قسمت میں آیا - یا تو اُنکے قدم ہمت نے علم و عمل کي دوسري شاخوں پر قناعت کرلي ' یا اس راہ میں قدم بڑھانے کي جرأت ہي نہ کرسکے - عہد اوائل بنو امیہ میں کہ ابھي ہجرۃ کي پہلي صدي بھي ختم نہیں ہوئي تھي ' کتني بڑي جماعت اجلۂ صحابۂ کرام اور ارکان بیت نبوۃ و بقیۂ صالحۂ خیر القرون کي موجود تھي ؟ اور کون ہے جو اُنکي عظمت و شرف میں ایک لمحہ کیلیے بھي شک کرسکے ؟ لیکن بدعات و محدثات بنو امیہ کے مقابلے میں سرفروشانہ اقدام عزیمۃ و فتح باب مقاومۃ و ثبات فی الحق و العدل کا جو ایک مخصوص مقام تھا ' وہ تو بجز حضرۃ امام حسین (علیہ و علی ابائہ و اجدادہ الصلوۃ و السلام) کے اور کسي کے حصے میں نہ آیا ؟ عبد الملک بن مروان کا زمانہ اجلۂ تابعین و حفاظ سنۃ و حملۂ علوم نبویہ سے مملوء تھا ' لیکن اتباع سنۃ و قیام حق کي راہ میں سو دروں کي ضرب مردانہ وار برداشت کرلینے اور مبغوض مبتدعین آل مروان اور محبوب قلوب مومنین ہونے کا جو شرف

مخصوص سید التابعین و اعلم بقضاء رسول الله و خلفائه یعني حضرة سعید بن المسیب کے حصه میں آیا ' اسمیں تو اُنکا کوئي سهیم و شریک نه تها ؟ منصور عباسي کے زمانے میں کون کهه سکتا هے که اصحاب علم و عمل کا کال تها ؟ لیکن معلوم هے که شاهان جور کے مقابلے میں ثبات حق و اعتقاد کا جو مقام عزیمة امام دار الهجرة حضرة مالک بن انس رحمة الله علیهما کو به ضمن مسئلهٔ یمین و طلاق مکره ملا ' وه تو صرف انهي کیلیے تها ؟ یه کیا چیز تهي که عین اُسوقت جبکه مشکیں اس زور سے کسدي گئي تهیں که هاتهه بازو سے اُکهڑ گیا تها اور ستر کوڑوں کي ضربیں اُنکے جسم اقدس پر پڑ رهي تهیں ' تو اُسي اونٹ کي پیٹهه پر کهڑے هوگئے جس پر تذلیل و تشهیر کیلیے سوار کرایا گیا تها ' اور پکار کر کها : " من عرفني فقد عرفني و من لم یعرفني فانا مالک بن انس اقول ان الطلاق المکره لیس بشيء " ! یعني جو مجکو جانتا هے سو جانتا هے ' اور جو نهیں جانتا تو جان لے که میں هوں مالک انس کا بیٹا ' اور اُسي مسئله کا اعلان کرتا هوں جس کے اعلان سے مجکو جبراً روکا جا رها هے که طلاق مکره کوئي چیز نهیں ! سبحان الله ! یه وهي مقام عزیمة کبریٰ کي شاهي و فرمانروائي تهي جس کے آگے دنیا کي پادشاهتیں بال مگس کے برابر بهي وقعت نهیں رکهتیں ' اور یهي وه هیبت رباني اور جلالة روحاني تهي جسکو دیکهکر حضرة سفیان ثوري بے اختیار پکار اُٹهے تهے :

فهو المهاب و لیس ذا سلطان !

کیا خوب فرمایا حافظ ابن جوزي نے امام موصوف کے حالات میں که " و کانما کانت تلک السیاط حلیا حلی به " ! یعني انکو کوڑوں سے پیٹا گیا اور مشکیں کسي گئیں لیکن ان باتوں سے انکي عزت و عظمت گهٹنے کي جگه اور بڑهگئي - گویا یه ضرب تازیانه انکے جمال عظمت و اجلال کا زیور تها که جب پهنا دیا گیا تو اسکي رعنائي و خوبروئي دوچند هوگئي !

ناله از بهر رهائي نه کند مرغ اسیر
خورد افسوس زمانے که گرفتار نبود !

فصل

تیسري صدي کے اوائل میں جب فتنۂ اعتزال و تعمق فی الدین اور بدعۃ مضلۂ تکلم بالفلسفہ و انحراف از اعتصام بالسنہ نے سر اٹھایا ' اور صرف ایک هي نہیں بلکہ لگاتار تین عظیم الشان فرمانرواوں یعني مامون' معتصم ' اور واثق باللہ کي شمشیر استبداد و قہر حکومت نے اس فتنہ کا ساتھہ دیا ' حتي کہ بقول علي بن المديني کے فتنۂ ارتداد و منع زکواۃ (بعہد حضرۃ ابوبکر) کے بعد یہ دوسرا فتنۂ عظیم تھا جو اسلام کو پیش آیا ' تو کیا اُسوقت علماء امت اور ائمۂ شریعت سے عالم اسلامي خالي ہوگیا تھا ؟ غور تو کرو ' کیسے کیسے اساطین علم و فن اور اکابر فضل و کمال اُس عہد میں موجود تھے ؟ خود بغداد علماء اہل سنۃ و حدیث کا مرکز تھا - مگر سب دیکھتے کے دیکھتے هي رہگئے اور عزیمۃ دعوۃ' و کمال مرتبۂ وراثت نبوۃ' و قیام حق و ہدایت في الارض و الامۃ کا وہ جو ایک مخصوص مقام تھا ' صرف ایک هي قائم لامر اللہ کے حصہ میں آیا - یعني سید المجددین ' و امام المصلحین ' حضرۃ امام احمد بن حنبل رضي اللہ تعالی عنہ - اپنے اپنے رنگ میں سب صاحب مراتب و مقامات تھے لیکن اس مرتبہ میں تو اور کسي کا ساجھا نہ تھا - یہ وہ وقت تھا کہ قیام سنۃ و دین خالص کا قیامت تک کیلیے فیصلہ ہونے والا تھا ' اور مامون و معتصم کے جبر و قہر اور بشر مریسي اور قاضي ابن ابي داود جیسے جبابرہ معتزلہ کے تسلط و حکومت نے علماء حق کیلیے صرف دو هي راستے باز رکھے تھے - یا اصحاب بدعۃ کے آگے سر جھکا دیں اور مسئلۂ خلق قران پر ایمان لاکر ہمیشہ کیلیے اسکي نظیر قائم کردیں کہ شریعۃ میں صرف اُتنا هي نہیں ہے جو رسول بتلا گیا بلکہ اُسکے علاوہ بھي بہت کچھہ کہا اور کیا جاسکتا ہے' اور ہر ظن کو اُسمیں دخل ہے' ہر راے اُسپر قاضي و آمر ہے ' ہر فلسفہ اُسکا مالک و حاکم ہے -'یفعل ما یشاء و یختار- اور یا پھر قید خانے میں رہنا ' ہر روز کوڑوں سے پیٹا جانا ' اور ایسے تہہ خانوں میں

بند هو جانا که " لا یرون فیه الشمس ابدا " کو قبول کرلیں - بہتوں کے قدم تو ابتدا هي میں لڑکھڑا گئے - بعضوں نے ابتدا میں استقامت دکھلائي لیکن پھر ضعف و رخصت کے گوشے میں پناہ گیر هوگئے - عبد الله بن عمر القواریري اور حسن بن حماد امام موصوف کے ساتھہ هي قید کیے گئے تھے ' مگر شدائد و محن کي تاب نہ لا سکے اور اقرار کرکے چھوٹ گئے - بعضوں نے روپوشي اور گوشہ نشیني اختیار کرلي که کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجائیں - کوئي اُسوقت کہتا تھا " لیس هذا زمان حدیث ' انما هذا زمان بکاء و تضرع و دعاء کدعاء الغریق " یعنی یہ زمانہ درس و اشاعت علوم و سنة کا نہیں هے - یہ تو وہ زمانہ هے که بس الله کے آگے تضرع و زاري کرو اور ایسي دعائیں مانگو جیسي سمندر میں ڈوبتا هوا شخص دعا مانگے ! کوئي کہتا تھا " احفظوا لسانکم ' و عالجوا قلبکم ' و خذوا ما تعرفون ' و دعوا ما تنکرون " اپني زبانوں کي نگہباني کرو ' اپنے دل کے علاج میں لگ جاؤ ' جو کچھہ جانتے هو اُسپر عمل کیے جاؤ ' اور جو برا هو اُسکو چھوڑ دو ! کوئي کہتا " هذا زمان السکوت و ملازمة البیوت " یہ زمانہ خاموشي کا زمانہ هے اور اپنے اپنے دروازوں کو بند کرکے بیٹھہ رهنے کا (۱) جبکه تمام اصحاب کار و طریق کا یہ حال هورها

---

(۱) یہ باتیں بھي اپنے مقام و رنگ میں ٹھیک تھیں اور هرگز هرگز موجب قدح نہیں - ارباب رخصة کیلیے اسي میں امن و سلامتي هے - یہ مقام بھي اُن لوگوں پر بدرجہا مزیة و فضیلت رکھتا هے جو خود اپنے اعتقاد و عمل کي بھي محافظت نہ کرسکے ' اور هر حال میں اصلاح نفس مقدم ' لیکن ارباب عزیمة کا مقام دوسرا هے - اصحاب رخصت کي نہایة اُنکے لیے بدایة کا حکم رکھتي هے ' اور حسنات الابرار سیئات المقربین کے معاملات سب کیلیے نہیں هوسکتے - و کلا وعد الله الحسنی اور و لکل وجهة هو مولیها فاستبقوا الخیرات - اور یہ جو ترمذي (یا ابو داؤد) میں هے که ابو امیه شعباني نے ابو ثعلبه سے یا ایها الذین امنوا علیکم انفسکم کي نسبت پوچھا تو انھوں نے آنحضرة سے روایت کي " ایتمروا بالمعروف و انتهوا عن المنکر ' حتی اذا رایتم شحاً مطاعاً و هوی متبعاً و دنیاً موثرة و اعجاب کل ذي رای برایه ' فعلیك بنفسک و دع عنک امر العوام " تو اول تو " علیک بنفسک " کا یہ

تھا ' اور دین الخالص کا بقاء و قیام ایک عظیم الشان قرباني کا طلبگار تھا ' تو غور کرو کہ صرف امام موصوف هي تھے جنکو فاتح و سلطان عہد ہونے کا شرف

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴]

مطلب نہیں ھے کہ بجز اپنے نفس کي اصلاح کے اور کسي کي ھدایت و اصلاح سے مطلب هي نہ رکھو اور لوگوں کو گمراهي میں مبتلا ہونے دو' کیونکہ اگر ایسا ہو تو کتاب و سنۃ کے دو ثلث احکام و وصایاء بالکل بیکار ہوجائیں ' بلکہ مطلب یہ ھے کہ جب فتنہ و فساد کا دور آے اور غالب جماعت مبتلاے منکرات و معاصي ہو' اور ہر شخص اپني راے پر مغرور اور دین کي طرف سے بالکل بے پروا ہو جاے تو اُسوقت سب کو گڑھوں میں گرتے دیکھکر خود بھي نہ کود پڑنا ' بلکہ گرنے والوں کو گرنے دو - خود اپني راہ حق پر قائم و ثابت قدم رہو - اُنکا معاملہ اُنکے لیے اور تمھارا معاملہ تمھارے لیے - ولا تزر وازرۃ وزر اخری - ثانیا ' اگر " دع عنک امر العوام " کا یہ مطلب مان بھي لیا جاے کہ لوگوں کو اُنکے حال پر چھوڑ دو' جب بھي یہ وھي عامۂ ناس کیلیے رخصت کا پہلو ہوگا اور عزیمۃ امر بالمعروف و نہي عن المنکر هي میں ہوگي ' چنانچہ اسي روایت میں اسکے بعد فرمایا : " فان من ورائکم ایاماً ' الصبر فیھن کالقبض علی الجمر ' العامل فیھن مثل اجر خمسین رجلا یعلمون مثل عملکم " یعني یہ جو کہا کہ اُسوقت اپنے وجود کو بچانا اور عوام کو اُنکے حال پر چھوڑ دینا ' تو اسلیے کہا کہ ظلم و مصائب کے بڑے سخت دن آنے والے ھیں - اُسوقت حق کي راہ میں صبر کرنا ایسا سخت ہوگا جیسے انگاروں کو ھاتھہ میں لینا ' سو جو شخص ایسے دنوں میں بھي عمل حق سے باز نہ آیا ' اُسکے لیے تم جیسے پچاس آدمیوں کے اعمال کا ثواب ہوگا " اس سے واضح ہوگیا کہ چونکہ شر و فتن میں اُن لوگوں کیلیے بڑے هي سخت مصائب و محن ہونگے جو حق کے اعلان و دعوۃ کي راہ میں قدم رکھینگے ' اور اُنکو برداشت کرنا ہر شخص کا کام نہیں ' اسلیے عامۂ ناس کیلیے یہ حکم دیا کہ کم سے کم اپنا دامن تو بچا لیجاؤ - دوسروں کے پیچھے نہ پڑو کہ اسمیں بڑي هي آزمائشیں اور سختیاں ھیں - پھر اگر کوئي مرد ہمت ان آزمایشوں میں پورا اُترے تو فرمایا کہ اُسکے اجر و ثواب کا کیا پوچھنا ؟ اُسکا ایک عمل و صبر پچاس اصحاب عمل کے مقابلے میں رکھا جائیگا کہ کام جتنا سخت ہو اُسي کے مطابق مزدوري بھي ملني چاھیے -

حاصل هوا - اُنهوں نے نه تو دعاة فتن و بدعة کے آگے سر جهکایا ' نه روپوشي و خاموشي و کناره کشي اختیار کي ' اور نه صرف بند حجروں کے اندر کي

[بقیه نوٹ صفحه ۱۱۴]

پس آجکل کے علماء حیل و بندگان نفس نے جو ترک امر بالمعروف و نهي عن المنکر کیلیے اس حدیث کو اور علیکم انفسکم کو حیله بنا رکها هے ' اور جب کبهي اُنکو علماء کے فرائض یاد دلاے جاتے هیں تو فوراً کهدیتے هیں علیکم انفسکم اور " علیك بنفسك و دع عنك امر العوام " تو یه صریح قرآن و سنة کي تحریف هے - اگر علیکم انفسکم کا یهي مطلب هو تو اُس تفسیر کي نسبت کیا کهوگے جسکو حضرة ابوبکر صدیق نے اپنے خطبه میں بیان کیا تها ؟ یهاں ایک اور دقیق نکته بهي ملحوظ رهے - اس حدیث اور اس قسم کي اکثر احادیث میں ایسے فتنوں کي خبر دي گئي هے جنمیں سب سے بڑا فتنه خلافة راشده کا انقراض اور امراء ظلم و جور کا قیام هے جو حق و عدل کو پامال کردینگے اور سچائي کے اعلان کو جبراً و قهراً روکینگے - تو ایسے وقتوں کیلیے اگر عامۂ ناس کو یه حکم دیا جاتا که هر شخص امر بالمعروف کیلیے اُٹهه کهڑا هو تو اسکا یه نتیجه نکلتا که پهلي حالت سے بهي بدتر حالت پیدا هو جاتي - هر طرف طوائف الملوکي اور انارکي پهیل جاتي ' حکومتیں قائم نه رهتیں ' بلاد اسلامیه کا کوئي محافظ نه هوتا ' جمعة و جماعت کا کوئي انتظام نه کرتا - پس ایسے وقتوں کیلیے عامۂ ناس کو یهي وصیة کي گئي که بروں کي برائي کو اُنکے لیے چهوڑدو اور اپنا دامن بچاے رهو - اگر تمهارے مسلمان حاکم ظالم و جابر بهي هوں ' جب بهي اُن سے سرکشي و بغاوت نه کرو - تا آنکه کوئي داعي حق کهڑا هو اور دعوة عامه کا باب مسدود کهل جاے - اس وقت عوام کا بهي فرض هوگا که اُسکا ساتهه دیں اور نظام حق و عدل کو قائم کردیں - یهي وجه هے که اوائل بنوامیه هي میں تمام صحابۂ کرام اسپر متفق هوگئے که عامۂ امت کو سلاطین امویه کي اطاعت کرني چاهیے ' زکواة اُنهي کو دیني چاهیے ' جمعه اُنهي کے پیچهے پڑهنا چاهیے ' حفظ ملت و بلاد کي راه میں نکلیں تو اُنکے علم کے نیچے جمع هوجانا چاهیے - تا آنکه کوئي قائم حق کهڑا هو -

حامیان بنوامیه اطاعت امیر کي احادیث کثرت کے ساتهه بیان کرتے تهے تاکه لوگ اُنکے قبضه سے نکل نه جائیں - ایک مرتبه عبد الله بن عمرو

دعاؤں اور مناجاتوں پر قناعت کرلي ' بلکہ دین خالص کے قیام کي راہ میں اپنے نفس و وجود کو قربان کردینے اور تمام خلف امة کیلیے ثبات و استقامت علی السنة کي راہ کھول دینے کیلیے بحکم فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل اُٹھہ کھڑے ھوے - اُنکو قید کیا گیا ' قید خانے میں چلے گئے - چار چار بوجھل بیڑیاں پاؤں میں ڈالي گئیں ' پہن لیں - اِسي عالم میں بغداد سے طرطوس لے چلے اور حکم دیا گیا کہ بلا کسي کي مدد کے خود ھي اونٹ پر سوار ھوں اور خود ھي اونٹ سے اتریں ' اِسکو بھي قبول کرلیا - بوجھل بیڑیوں کي وجہ سے ھل نہیں سکتے تھے ' اُٹھتے تھے اور گر پڑتے تھے - عین رمضان المبارک کے عشرۂ اخیر میں جسکي طاعت اللہ کو تمام دنوں کي طاعات سے زیادہ محبوب ھے ' بھوکے پیاسے جلتي دھوپ میں بٹھاے گئے ' اور اُس پیٹھہ پر جو علوم و معارف نبوة کي حامل تھي ' لگاتار کوڑے اس طرح مارے گئے کہ ھر جلاد دو ضربیں پوري قوة سے لگاکر پیچھے ھٹ جاتا اور پھر نیا تازہ دم جلاد اُسکي جگہ لیتا - اِسکو بھي خوشي خوشي برداشت کرلیا ' مگر اللہ کے عشق سے منھہ نہ موڑا اور راہ سنة سے منحرف نہ ھوے - تازیانے کي ھر ضرب پر بھي جو صدا زبان سے نکلتي تھي ' وہ نہ تو جزع و فزع

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۱۴]

العاص لوگوں کو سنا رھے تھے " من بایع اماماً فاعطاہ صفقة یدہ فلیطعہ ما استطاع " عبد الرحمن بن عبد الرب کہتے ھیں کہ میں نے اسپر سوال کیا " ان ابن عمک معاویہ یامرنا ان ناکل اموالنا بیننا بالباطل و نقتل انفسنا و اللہ یقول لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل یعني یہ جو تم آنحضرة سے روایت کرتے ھو کہ " جس امام کو بیعت کا ھاتھہ دیا پس چاھیے کہ اسکي اطاعت کي جاے " تو تمھارا چچیرا بھائي معاویہ ھم کو حکم دیتا ھے کہ ھم ایک دوسرے کا مال ناحق کھائیں اور ایک دوسرے کو قتل کریں حالانکہ خدا کا حکم یہ ھے کہ ایسا نہ کرو - اب بتلاؤ ھم کیا کریں ؟ امیر کي اطاعت کریں یا خدا کي ؟ عبد اللہ کچھہ دیر چپ رھے - پھر کہا " اطعہ في طاعة اللہ و اعصہ في معصیة اللہ " نیک بات میں اُسکے حکم کي اطاعت کر اور خدا کي نافرماني میں اُسکا حکم نہ مان - غالباً یہ مسلم میں ھے -

کي تهي اور نه شور و فغاں کي ' بلکه وهي تهي جسکے لیے یه سب کچهه هو رها تها - یعنی " القران کلام الله غیر مخلوق " ! الله الله ! یه کیسي مقام دعوة کبری کي خسروي و سلطاني تهي ' اور وراثة و نیابة نبوة کي هیبت و سطوة که خود المعتصم بالله جسکي هیبت و رعب سے قیصر روم لرزاں و ترساں رهتا تها ' سر پر کهڑا تها ' جلادوں کا مجمع چاروں طرف سے گهیرے هوے تها ' اور وہ بار بار کهه رها تها " یا احمد ! و الله اني علیک لشفیق ' و اني لاشفق علیک کشفقتي علی هارون ابني ' و والله لئن اجابني لاطلقن عنک بیدي - ما تقول ؟ " یعنی و الله میں تم پر اس سے بهي زیادہ شفقت رکهتا هوں جسقدر اپنے بیٹے کیلیے شفیق هوں - اگر تم خلق قران کا اقرار کرلو تو قسم خدا کي ابهي اپنے هاتهوں سے تمهاري بیڑیاں کهولدوں - لیکن اُس پیکر حق ' اُس مجسمۂ سنة ' اُس موید بالروح القدس ' اُس صابر اعظم کما صبر اولو العزم من الرسل کي زبان صدق سے صرف یهي جواب نکلتا تها : " اعطوني شیئًا من کتاب الله او سنة رسوله حتی اقول به " الله کي کتاب میں سے کچهه دکهلادو یا اُسکے رسول کا کوئي قول پیش کردو تو میں اقرار کرلوں ' اِسکے سوا میں اور کچهه نهیں جانتا !

چو غلام آفتابم همه ز آفتاب گویم
نه شبم نه شب پرستم که حدیث خواب گویم

اگر اس چراغ تجدید و مصباح عزیمة دعوة کي روشني مشکواة نبوة سے مستنیر نه تهي ' تو پهر یه کیا تها که جب معتصم هر طرح عاجز آکر قاضي ابن ابي داود وغیرہ علماء بدعت و اعتزال سے کهتا " ناظروہ وکلموہ " اور وہ کتاب و سنة کے میدان میں عاجز آکر اپنے اوهام و ظنون باطله کو باسم عقل و راے پیش کرتے که سر تا سر یونانیات ملعونه سے ماخوذ تهے ' تو وہ اُسکے جواب میں بے ساخته بول اٹهتے " ما ادري ما هذا ؟ " میں نهیں جانتا یه کیا بلا هے ؟ " اعطوني شیئًا من کتاب الله او من سنة رسوله حتی اقول " اس تمام کائنات هستي میں میرے سر کو جهکانے والي صرف دو هي چیزیں هیں - الله کي کتاب اور اُسکے رسول کي سنة - اسکے سوا نه میرے لیے کوئي دلیل هے نه علم ؛

ما قصهٔ سکندر و دارا نخوانده ایم
از ما بجز حکایت مهر و وفا مپرس !

امام موصوف کو جب قید کرکے طرطوس روانه کیا گیا تو ابو بکر الاحول نے پوچھا " ان عرضت علیک السیف تجیب ؟ " اگر تلوار کے نیچے کھڑے کردیے گئے تو کیا اُسوقت مان لوگے ؟ کہا نہیں - ابراهیم بن مصعب کوتوال کہتا هے که میں نے کسي انسان کو پادشاهوں کے آگے احمد بن حنبل سے بڑھکر بے رعب نه پایا " یومئذ ما نحن في عینیه الا کامثال الذباب " هم عمال حکومت اُنکي نظروں میں مکھیوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے تھے ! اور یه بالکل حق هے - جن لوگوں کي نظروں میں جلال الهي سمایا هو ' وہ مٹي کي اُن پتلیوں کو جنھوں نے لوها تیز کرکے کاندھے پر ڈال رکھا هے یا بہت سا چاندي سونا اپنے جسم پر لیپ لیا هے ' کیا چیز سمجھتے هیں ؟ اُنکو تو خود اقلیم عشق الهي کي سرروري و شاهي اور شہرستان صدق و صفا کا تاج و تخت حاصل هے !

مبین حقیر گدایان عشق را ' کین قوم
شهان بے کمر و خسروان بے کله اند !

ابو العباس الرقي سے حافظ ابن جوزي روایت کرتے هیں که جب رقه میں امام موصوف قید تھے تو علماء کي ایک جماعت گئي اور اس قسم کي روایات و نقول سنانے لگي جن سے بخوف جان تقیه کرلینے کي رخصت نکلتي هے - امام موصوف نے سب سنکر جواب دیا : کیف تصنعون بحدیث خباب ؟ ان من کان قبلکم کان ینشر احدهم بالمنشار ثم لا یصده ذلک عن دینه - قالوا فئیسنا منه " -یعني یه تو سب کچھه هوا مگر بھلا اُس حدیث کي نسبت کیا کہتے هو که جب صحابه نے آنحضرة صلی الله علیه وسلم سے مظالم و شدائد کي شکایت کي تو فرمایا - تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے هیں جنکے سروں پر آرہ چلایا جاتا تھا اور جسم لکڑي کي طرح چیر ڈالے جاتے تھے ' مگر یه آزمائشیں بھي اُنکو حق سے نہیں پھرا سکتي

تھیں ! (۱) ابو العباس کہتے ھیں کہ جب ھم نے یہ بات سنی تو مایوس ھوکر چلے آئے کہ انکو سمجھانا بیکار ھے - یہ اپنی بات سے پھرنے والے نہیں" یہ جو میں

---

(۱) اصل حدیث کے الفاظ صحیح بخاری میں یہ ھیں ' یا قریب قریب اسکے " شکونا الی رسول اللہ صلعم و ھو متوسد بردۃ لہ فی ظل الکعبہ ' قلنا الا تدعو اللہ لنا ؟ قال : کان الرجل فی من قبلکم یحفرلہ فی الارض فیجعل فیہ فیجاء بالمنشار فیوضع علی راسہ فیشق ' و ما یصدہ ذالک عن دینہ - و یمشط بامشاط الحدید ما دون لحمہ من عظم و عصب ' و ما یصدہ ذلک عن دینہ - و اللہ لیتمن ھذ الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت لا یخاف الا اللہ و لکنکم تستعجلون " یہ ھجرۃ سے پیشتر کا واقعہ ھے - بعض صحابہ نے عرض کیا کہ اعداء حق کے ظلم و جور کی حد ھوگئی - آپ ھمارے لیے دعا نہیں کرتے ؟ فرمایا تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ھیں کہ ظالموں نے انکو گڑھوں میں کھڑا کرکے آرہ سے چیر دیا مگر اس پر بھی انہوں نے حق سے منہہ نہ موڑا ' اور ایسا ھوا کہ حق پرستوں کی کھالوں پر لوھے کی کنگھیاں پھرائی گئیں جو گوشت کو ھڈی اور پٹھے سے جدا کردیتی تھیں ' لیکن اسکو بھی انھوں نے سہہ لیا اور حق سے منہ نہ موڑا - خدا کی قسم ! دعوۃ حق کا جو کام شروع ھوا ھے وہ پورا ھوکر رھیگا ' یہانتک کہ وہ وقت قریب ھے جب یمن سے حضرموت تک ایک سوار چلا جائیگا اور بجز اللہ کے اور کسی کا خوف اسکے دل میں نہوگا (یعنی راہ میں ھر جگہ صرف مسلمان ھی ھونگے - کوئی غیر نہوگا جو حملہ کرے یا لوٹے) یہ ھونے والا ھے مگر تم جلد بازی کرتے ھو " امام بخاری باب علامات النبوۃ میں ایک دوسری حدیث عدی بن حاتم کی بھی لاے ھیں کہ " لترین الظعنۃ ترتحل من الحیرۃ حتی تطوف بالکعبہ " اور " لتفتحن کنوز کسریٰ " یعنی آپنے فرمایا : عدی ' اگر تم جیتے رھے تو اپنی آنکھوں سے دیکھہ لوگے کہ حیرہ سے ایک پردہ نشین عورت تن تنہا سفر کرکے آئیگی اور کعبہ کا طواف کریگی اور اس تمام سفر میں اللہ کے سوا کوئی چیز اسکے لیے موجب خوف نہوگی - اور قریب ھے کہ مسلمانوں کیلیے کسریٰ کے خزانے کھولدیے جائیں - عدی کہتے ھیں کہ میں زندہ رھا اور دونوں باتیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھہ لیں - و کنت فی من افتح کنوز کسریٰ !

وہ زمانہ کیا ھوا جب مرے گریہ میں اثر تھا
یہی چشم خونفشاں تھی ' یہی دل یہی جگر تھا !

بار بار کہہ رہا ہوں کہ عزیمۃ دعوۃ ' عزیمۃ دعوۃ ' تو یہ ہے عزیمۃ دعوۃ اور یہ ہے وراثت و نیابت مقام فاصبر کما صبر اولو العزم من الرسل کي ' اور یہ ہے خاصہ مرتبۂ عظیمۂ " من یجدد لہا دینہا " کا ' اور یہ ہے اُن ایام فتن کا صبر اعظم و اکبر جنکي نسبت ترمذي کي روایت میں فرمایا " الصبر فیہن کالقبض علی الجمر " تو یہي وہ لوگ ہیں جو اگر چاہیں تو گوشۂ رخصت و بیچارگي میں امن و عافیت کے پھول چن سکتے ہیں ' لیکن وہ پھولوں کو چھوڑ کر دھکتے ہوے انگارے پکڑ لیتے ہیں ' اور اِسي لیے اُنکا اجر و ثواب بھي " مثل اجر خمسین رجلاً یعملون مثل عملکم " کا حکم رکھتا ہے - مانا کہ ضعیفوں اور درماندوں کیلیے رخصت و گلو خلاصي کي راہیں بھي باز رکھي گئي ہوں لیکن اصحاب عزائم کا عالم دوسرا ہے - اُنکي ہمت عالي بھلا میدان عزیمۃ و اسبقیۃ بالخیرات کو چھوڑ کر تنگناے رخصت و ضعف میں پناہ لینا کب گوارا کرسکتي ہے ؟ جوانان ہمت اور مردان کارزار اس ننگ کو کیوں قبول کرنے لگے کہ کمزوروں اور درماندوں کي لکڑي کا سہارا پکڑیں ؟ جنکے لیے اِس میں سلامتي ہے ' ہوا کرے ' مگر اُنکے لیے تو ایسا کرنا ہمت کي موت ہے ' ایمان کي پامالي ہے ' اور عشق کي جبین عزت کیلیے داغ ننگ و عار سے کم نہیں - حسنات الابرار سئیات المقربین ! رخصۃ و عزیمۃ کي تفریق اور اعلی و ادنی کا امتیاز اصحاب عمل کیلیے ہے نہ کہ اصحاب عشق کیلیے - عشق کي راہ ایک ہي ہے ' اور اُسمیں جو کچھہ ہے عزیمۃ ہي عزیمۃ ہے - ضعف و بیچارگي کا تو ذکر ہي کیا ؟ وہاں رخصت کا نام لینا بھي کم از معصیت نہیں - کما قال بعض المحبین العارفین :

ملت عشق از ہمہ دین ہا جداست

عاشقان را مذہب و ملت خداست !

حافظ ابن جوزي لکھتے ہیں کہ جب معتصم باللہ نے جلادوں کو ضرب تازیانہ کیلیے حکم دیا تو وہ علماء اہل سنۃ بھي دربار میں موجود تھے جو شدۃ محن و مصائب کي تاب نہ لاسکے اور اقرار کرکے چھوٹ گئے - ان میں سے بعض نے کہا " من صنع من اصحابک في ہذاالامر ما تصنع " خود تمہارے

ساتھیوں میں سے کس نے ایسی ہت کی جیسی تم کر رہے ہو؟ امام احمد نے کہا یہ تو کوئی دلیل نہ ہوئی " اعطوني شيئا من كتاب الله او سنة رسوله حتى اقول به " عین حالت صوم میں کہ صرف پانی کے چند گھونٹ پی کر روزہ رکھہ لیا تھا ' نو تازہ دم جلادوں نے پوری قوۃ سے کوڑے مارے یہانتک کہ تمام پیٹھہ زخموں سے چور ہوگئی اور تمام جسم خون سے رنگین ہوگیا - خود کہتے ہیں کہ جب ہوش آیا تو چند آدمی پانی لائے اور کہا پی لو مگر میں نے انکار کردیا کہ روزہ نہیں توڑ سکتا - وہاں سے مجکو اسحاق بن ابراہیم کے مکان میں لیگئے - ظہر کی نماز کا وقت آگیا تھا - ابن سماعہ نے امامت کی اور میں نے نماز پڑھی - نماز کے بعد ابن سماعہ نے کہا : تم نے نماز پڑھی حالانکہ خون تمہارے کپڑوں میں بہہ رہا ہے ؟ یعنے دم جاری وکثیر کے بعد طہارت کہاں رہی ؟ میں نے جواب دیا " قد صلى عمر و جرحه يثعب دماً " ہاں مگر میں نے وہی کیا جو حضرۃ عمر نے کیا تھا - صبح کی نماز پڑھا رہے تھے اور قاتل نے زخمی کیا مگر اسی حالت میں اُنہوں نے نماز پوری کی !

ابن سماعہ کے جواب میں حضرۃ امام نے حضرۃ عمر کی جو نظیر پیش کی تو یہ اُنکی تشفی کیلیے بس کرتی تھی ' مگر میں کہتا ہوں کہ جو خون اُسوقت امام احمد بن حنبل کے زخموں سے بہہ رہا تھا ' اگر وہ خون ناپاک تھا اور اُسکے ساتھہ نماز نہیں ہوسکتی تو پھر دنیا میں اور کونسی چیز ایسی ہے جو انسان کو پاک کرسکتی ہے ' اور کونسا پانی ہے جو طاہر و مطہر ہوسکتا ہے ؟ اگر یہ ناپاک ہے تو دنیا کی تمام پاکیاں اِس ناپاکی پر قربان ! اور دنیا کی ساری طہارتیں اِسپر سے نچھاور ! یہ کیا بات ہے کہ پاک سے پاک اور مقدس سے مقدس انسان کی میت کیلیے بھی غسل ضروری ٹھہرا کہ " اغسلوه بماء وسدر وكفنوه في ثوبين " (۱) مگر شہیدان حق کیلیے یہ بات ہوئی کہ اُنکی پاکی شرمندۂ آب غسل نہیں " لم يصل

---

(۱) اخرجه البخاري عن ابن عباس رضي الله عنه -

علیهم و لم یغسلهم " (۱) بلکه اُنکے خون میں رنگے هوے کپڑوں کو بھي اُنسے الگ نه کیجیے " یدفنوا في ثیابهم و دمائهم " (۲) اور اِسي لباس گلگوں و خلعت رنگیں میں وهاں جانے دیجیے جهاں اُنکا انتظار کیا جارها هے ' اور جهاں خون عشق کے سرخ دهبوں سے بڑهکر شاید اور کوئي نقش و نگار عمل

مقبول و محبوب نهیں : عند ربهم یرزقون - فرحین بما اتاهم الله !

خون شهیدان را ز آب اولی ترست

این گناه از صد ثواب اولی ترست !

الله الله ! یهاں طهارت جسم و لباس کا کیا سوال هے ؟ امام احمد بن حنبل نے اپني تمام عمر میں اگر کوئي پاک سے پاک اور سچي سے سچي نماز پڑهي تهي ' تو یقیناً وہ وهي ظهر کي نماز تهي - اُنکي تمام عمر کي وہ نمازیں ایک طرف جو دجله کے پاني سے پاک کي گئي تهیں ' اور وہ چند گهڑیوں کي عبادت ایک طرف جسکو راہ ثبات حق میں بهنے والے خون نے مقدس و مطهر کردیا تها ! سبحان الله ! جس کے عشق میں چار چار برجهل بیڑیاں پانوں میں پهن لي تهیں ' جسکي خاطر سارا جسم زخموں سے چور اور خون سے رنگین هو رها تها ' اُسي کے آگے جبین نیاز جهکي هوئي ! اُسي کے ذکر میں قلب و لسان لذت یاب تسبیح و تحمید ! اُسي کے جلوہ جمال میں چشم شوق وقف نظارہ ؤ دید ! اور اُسي کي یاد میں روح مضطر محو و سرشار عشق و خود فراموشي !

یوں عبادت هو تو زاهد هیں عبادت کے مزے !

اور یه جو امام موصوف نے افطار سے انکار کردیا ' اور نماز کا وقت آیا تو به اول وقت و به جماعة ادا کرنے سے باز نه آے حالانکه جسم زخموں سے چور

---

(۱) بخاري و ترمذي میں شهداء اُحد کي نسبت غالباً حضرة جابر کي روایت هے - یه اُسکے الفاظ هیں - (اوکما قال)

(۲) ابو داؤد نے حضرة ابن عباس سے روایت کي هے " امر بقتلی - اُحدان ینزع عنهم الحدید و ان یدفنوا في ثیابهم و دمائهم " (یه ' یا قریب قریب اسکے الفاظ هیں)

اور پیٹھہ کا خون پانوں تک بہہ رہا تھا ' تو اب بتلاؤ کہ وہ تمہارا رخصت والا معاملہ کیا ہوا ؟ کیا ایسي حالت میں رخصت نہ تھي کہ روزہ کھولدیتے اور نماز کیلیے اسقدر توقف کرجاتے کہ زخموں پر مرہم تو لگا دیا جاتا ؟ اور اگر تم اس عالم میں ہوکہ امن و فراغت اور طاقت و فرصت کي حالت میں بھي مصائب و خطرات سے بچنے کیلیے دعوۃ الی الحق کو ترک و ملتوي اور عزم و ثبات حق سے انحراف کیا جاسکتا ہے ' اور تمہارے نزدیک مصلحت و رخصت اِسي میں ہے کہ بطلان و ضلالۃ کے آگے سر جھکا دیا جاے ' تو خدا را بتلاؤ کہ یہ عالم کونسا تھا ؟ کبھي اِس عالم کي بھي کوئي خبر تم تک پہنچي ہے ؟

یاران خبر دھید کہ این جلوہ گاہ کیست ؟

افسوس ' حیلہ جوئي و بہانہ سازي کا نام تمہاري بولي میں رخصت ہے ' اور ہمت کي موت اور ایمان کي جانکني کو تمہاري بستي میں مصلحت بیني اور دانشمندي کے لقب سے پکارا جاتا ہے - تم کو اِس عالم کي کیا خبر ؟ اقلیم عزائم اور ہمت آباد عشق کے معاملات تمہارے وہم و گمان سے بھي بالا تر ہیں - تمہارے لیے یہي بہت ہے کہ کسي نہ کسي طرح اپنے ایمان کي بچي بچائي اور نچي کھچي پونجي بچا لیجاؤ - اگرچہ اسکي بھي امید نہیں :

تو اے گرد توہم ! شوکت دریا چہ میداني ؟
اسیر عذر لنگی ' وسعت صحرا چہ میداني ؟

تم کہتے ہو کہ دیدہ و دانستہ اپني جان ہلاکت میں ڈالدینا کونسي عقلمندي اور کہاں کي حق پرستي ہے ؟ بلکہ ایک طرح کي ضلالۃ و جنون : حتی تکون حرضاً او تکون من الہالکین - تو تمہاري مثال ٹھیک ٹھیک لائمات مصر کي سي ہے جو جمال عصمت یوسفي سے بیخبر امرأۃ العزیز کو ملامت کیا کرتي تھیں : تراوده فتاها عن نفسه قد شغفها حبا - انا لنراها في ضلال مبین - لیکن کاش ایسا ہوتا کہ پردہ اٹھایا جا سکتا اور یہ کہا جاسکتا کہ اخرج علیہن ! تو اُسوقت ملامت گران بے درد پر اپني ملامتوں کي حقیقت

کھلتي - الٰہات مصر نے تو صرف ہاتھہ ہي کاٹ لیے تھے : اکبرنہ ' و قطعن ایدیھن و قلن حاش للہ ! ما ھذا بشرا ' ان ھذا الا ملک کریم (۱) لیکن عجب نہیں کہ تمہارے ہاتھوں کي چھریاں خود تمہارے ہي گردنوں پر چل جاتیں اور اُسوقت دل باختگان عشق یوسفي کہتے : فذالکن الذي لمتننی فیہ ! و لقد احسن القائل :

لو یسمعون کما سمعت کلامہا * خروا لغرۃ سجداً و رکوعا !

(۱) عام طور پر یہ واقعہ یوں سمجھا جاتا ہے کہ وہ عورتیں حضرت یوسف کا جمال صورت دیکھکر ایسي بیخود ہوئیں کہ پھلوں کي جگہ اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے ' مگر قران حکیم سے ایسا ثابت نہیں ہوتا - حضرۃ یوسف نے اِس واقعہ کے بعد ہي دعا مانگي : و الا تصرف عني کیدھن اصب الیھن خدایا ! اگر ان عورتوں کے مکر و فریب سے تو نے نہ بچایا تو ممکن ہے کہ میں انپر جھک پڑوں - یہاں اُن عورتوں کے معاملہ کو " کید " کہا لیکن اگر وہ تاب نظارۂ جمال نہ لاکر بیخود ہوگئي تھیں تو اسمیں " کید " کي کونسي بات تھي ؟ پھر خدا فرماتا ہے : فصرف عنہ کیدھن ہم نے اُن عورتوں کے کید کو اُسکي طرف سے ہٹا دیا - پھر قید خانے میں پادشاہ کے پیامبر سے کہا : ما بال النسوۃ التي قطعن ایدیھن ' ان ربي بکیدھن علیم یعني پہلے اس معاملہ کو صاف کرلو کہ وہ جو عورتوں نے اپنے ہاتھہ کاٹ ڈالے تھے تو اسکي حقیقت کیا تھي ؟ میرا پروردگار اُنکے مکر کو خوب جانتا ہے - ان دونوں مقامات میں بھي اس معاملہ کو کید سے تعبیر کیا اور آخري آیۃ میں تو صاف صاف قطع ید کو حضرۃ یوسف " کید " کہہ رہے ہیں - اس سے بھي بڑھکر یہ کہ جب حسب تحریک حضرۃ یوسف پادشاہ نے اُن عورتوں سے معاملہ کي تحقیق چاہي تو ان لفظوں میں پوچھا : ما خطبکن اذ راودتن یوسف عن نفسہ ؟ بتلاؤ کیا حال تھا جب تم لوگوں نے یوسف کو پھسلانا چاہا تھا ؟ یہاں وہي " راودتن عن نفسہ " کا لفظ ہے جو اُن عورتوں نے امرأۃ العزیز کي نسبت کہا تھا : تراود فتاھا عن نفسہ اور راودتہ التي ھو في بیتھا عن نفسہ اور و لقد راودتہ عن نفسہ فاستعصم پس اگر وہ عورتیں صورت ہي دیکھکر محو و بیخود ہوگئي تھیں تو اسمیں پھسلانے اور بہلانے کا مکر کیا ہوا ؟ اگر کہا جاے کہ ہاتھہ کاٹنے کے بعد اُنہوں نے پھسلانا چاہا تھا ' تو یہ

امام موصوف کے لڑکے عبد اللہ کہتے ہیں کہ میرے والد ہمیشہ کہا کرتے " رحم اللہ ابا الہیثم ' غفر اللہ لابی الہیثم " خدا ابو الہیثم پر رحم

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲۵]

قرآن میں کہیں نہیں ہے - وہاں تو صرف اس اعتراف پر معاملہ ختم ہوجاتا ہے کہ ان ھذا الا ملک کریم اور بلاغۃ قرآنی کے خلاف ہے کہ ایک غیر متذکرۂ و مجہول واقعہ کی طرف جابجا اشارہ کیا جاے - پس اس آیت کی یہ تفسیر کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتی - صاف بات یہ ہے کہ ملامت کرنے والی عورتوں کے دلوں میں دراصل پہلے سے کھوٹ تھا - وہ خود حضرۃ یوسف پر ریجھی ہوئی تھیں' مگر بظاہر امرأۃ العزیز کو طعنہ دیا کرتی تھیں کہ ایک نوخیز غلام پر مرنے لگی اور اسکو بھی قابو میں نہ لا سکی ؟ یعنی ہم ہوتے تو ایک ہی چلتر میں پاکبازی کی ساری دھوم ختم کردیتے - فلما سمعت بمکرھن جب امرأۃ العزیز نے اُنکی اِس مکاری کا حال سنا تو حضرۃ یوسف سے مقابلہ کرادیا کہ اچھا ' میں تو اُسکو قابو میں نہ لا سکی - اگر اُسکی پاکبازی ایسی ہی پھسل پڑنے والی ہے تو تم بھی اپنے سارے داؤ آزما دیکھو - جب حضرۃ یوسف سامنے آے تو اکبرنہ اُنکی عصمت و پاکی کی عظمت نے اُنکو قائل کردیا - وقطعن ایدیھن جب اظہار عشق و فریفتگی کے سارے چلتر ناکام رہے تو پھر یہ کیا کہ اپنا کمال عشق جتانے کیلیے اپنے ہات کاٹ لیے - یعنے زخم لگا کر خون بہادیا - یہ بھی ایک چلتر تھا کہ نہ مانوگے تو یہی چھری ہوگی اور ہماری جان - لیکن جب وہ کوہ عصمت اِسپر بھی اپنی جگہ سے نہ ہلا تو بے اختیار پکار اُٹھیں : ما ھذا بشرا ' ان ھذا الا ملک کریم ! ہم نے تو وہ وہ ناز و عشوہ دکھلاے اور وہ وہ چلتر کیے کہ کوئی کیسا ہی انسان ہوتا مگر اپنے کو قابو میں نہیں رکھہ سکتا تھا - لیکن یہ تو پاکی و قدوسیت کا فرشتہ ہے جسکو گناہ کا کوئی دام بھی پھنسا نہیں سکتا ! اِسپر امرأۃ العزیز بولی فذا لکن الذی لمتننی فیہ - دیکھا ! یہ ہے وہ پیکر عصمت اور مجسمۂ ملکوتیۃ جسکے لیے مجکو ملامت کیا کرتی تھیں ! :

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو آے ' کرے شکار مجھے !

خود امرأۃ العزیز کا یہ قول ہی تفسیر مشہور کی تغلیط کیلیے کافی ہے :

کرے خدا ابو الهیثم کو بخش دے ! میں نے ایک دن پوچھا - ابو الهیثم کون هے ؟ کہا جس دن مجکو سپاهي دربار میں لیگئے اور کوڑے مارے گئے،

(بقیه نوٹ صفحه ۱۲۵)

و لقد راودته عن نفسه فاستعصم هاں ' بیشک ' میں نے اُسکو بہت پھسلانا چاها تها ' مگر وہ بے قابو نه هوا - یعنی ایسے پاک شخص کے مقابلے میں اپني ناکامي کا اقرار باعث عار نہیں - اگر یه معامله صرف محویت حسن صورت هي کا تها تو اس موقعه پر یه کہنے کا کون موقع تها ؟ اُن عورتوں نے کہا تها : الا ملک کریم اگر وہ صرف حسن صورت هي دیکھکر بیخود هوگئي تهیں تو ملک کریم کیوں کہا ؟ فرشتوں کي خوبصورتي کا تو شہرہ نہیں هے - پاکي اور عصمت کا هے - فلما سمعت بمکرهن - اگر صرف اُن عورتوں نے حضرۃ یوسف کي تحقیر هي کی تهي ' اور بنیاد ملامت صرف یهي تهي که ایک غلام پر کیوں جان دینے لگي اور خود اُنکے دل میں کھوٹ نه تها ' تو اِسمیں مکر کي کونسي بات هوئي ؟ مکر کے معني عربي میں یه هیں " ایصال الشی الی الغیر بطریق خفي " وکذالک الکید و المخادعه - جب ان عورتوں کے خیال کو مکر کہا تو اُسمیں کوئي مخفي بات بهي اندر کي هوني چاهیے - ایک مرتبه مجکو خیال هوا که یه مشهور تفسیر تو خود ایک حدیث کے خلاف هے - حضرۃ عائشه کي مشهور روایت میں هے که مرض الموت میں آپنے بلال سے کہا - حضرۃ ابوبکر کو نماز پڑھانے کیلیے کہدو - اسپر حضرۃ عائشه نے اور پھر انکي تحریک سے حضرۃ حفصه نے کہا " رجل اسیف " حضرۃ ابوبکر بڑے هي رقیق القلب آدمي هیں - اُنسے نه هوسکے گا که آپکي جگه کھڑے هوکر نماز پڑھائیں حضرۃ عمر کیلیے فرمادیجیے - اسپر آپنے فرمایا " انکن صواحب یوسف " اگر وهي مشهور تفسیر مانلي جاے تو آپکي یه تمثیل کسي طرح بهي درست نہیں هوتي -

هم اُن تاویلوں سے بیخبر نہیں هیں جو مفسرین نے لائمات کا مکر و کید ثابت کرنے کیلیے کي هیں ' مگر اس صاف صاف تفسیر کے بعد ان تکلفات کي ضرورت باقي نہیں رهتي - حضرۃ یوسف کے جمال صورت سے بهي همیں انکار نہیں ' اور حضرۃ یوسف پر کیا موقوف هے ؟ دنیا میں کوئي نبي بهي بد صورت نہیں آیا - انبیاء کرام فطرۃ و مزاج انساني کا کامل ترین ظهور هوتے هیں - کمال فطرۃ بغیر اعتدال و قوام خلقت و کمال نشوء جسم و هیکل ممکن نہیں - " و کان رسول الله صلی الله علیه و سلم یشب شبابا لا یشبه الغلمان " اور

تو جب هم راه سے گذر رهے تھے ' ایک آدمي مجھسے ملا اور کہا مجکو پہچانتے هو؟ میں مشہور چور اور عیار ابو الهیثم حداد هوں - میرا نام شاهي دفتر میں ثبت هے - بارها چوري کرتے پکڑا گیا اور بڑي بڑي سزائیں جھیلیں - صرف کوڑوں هي کي مار اگر گنوں تو سب ملاکر اٹھارہ هزار ضربیں تو میري پیٹھہ پر ضرور پڑي هونگي - با ایں همه میري استقامت کا یه حال هے که ابتک چوري سے باز نه آیا - جب کوڑے کھا کر جیل خانے سے نکلا ' سیدھا چوري کي تاک میں چلا گیا - میري استقامت کا یه حال شیطان کي طاعت میں رها هے - دنیا کي خاطر - افسوس تم پر اگر الله کي محبت کي راه میں اتني استقامت بھي نه دکھلا سکو اور دین حق کي خاطر چند کوڑوں کي ضرب برداشت نه کرو! میں نے جب یه سنا تو اپنے جي میں کہا - اگر حق کي خاطر اتنا بھي نه کرسکے جتنا دنیا کي خاطر ایک چور اور ڈاکو کر رها هے تو هماري بندگي پر هزار حیف اور هماري خدا پرستي سے بت پرستي لاکھہ درجه بهتر!

[بقیه نوٹ صفحه ۱۲۵]

اعتدال و قوام خلقت میں اعتدال ظاهر و باطن ' دونوں داخل هیں - پس انبیاء کرام کے ظاهر و باطن ' دونوں میں بجز جمال و حسن و خوبروئي کے اور کچھہ نہیں هوتا اور نه هوسکتا هے - مگر مجرد جمال صورت کوئي ایسي چیز نہیں جو انبیاء کیلیے موجب فخر و مباهات یا معجزه هو اور قرآن حکیم اُسکا خاص طور پر ذکر کرے - حضرة یوسف کا اصلي جمال ' جمال عصمت و باطن تھا ' جسکا جلوه قال معاذ الله ! ان ربي احسن مثواي کے مقام پر بھي نمایاں هوا ' ما هذا بشرا کے معامله میں بھي ' السجن احب الي مما یدعونني الیه کے اعلان میں بھي ' یا صاحبي السجن الخ کے وعظ و اعلان حق میں بھي ' اور اني حفیظ علیم کے تخت جلال و عظمت پر بھي ! کیا وه جمال اُنکے حسن مقدس کي جہان آرائي کیلیے بس نہیں کرتا ؟ لقد کان في قصصهم عبرة لاولي الالباب !

سورۂ یوسف کي چھہ مشہور و عام غلطیوں میں سے ایک غلطي یه تھي - سورۂ مذکورہ کي تفسیر میں یه مبحث بالتفصیل لکھا جا چکا هے -

کس منه سے اپنے آپکو کہتا ہے عشق باز
اے رو سیاہ تجھہ سے تو یہ بھي نہوسکا !

حافظ ابن جوزي نے محمد بن اسماعیل کا قول نقل کیا ہے " ضربت احمد بن حنبل ثمانین سوطاً لو ضربتها فیلاً لهرته ! " احمد بن حنبل کو اسي کوڑے ایسے سخت مارے گئے کہ اگر ہاتھي کے بھي مارے جاتے تو چیخ اٹھتا ' مگر اس کوہ عزم و ہمت نے اُف تک نہ کي - جب تک ہوش رہا ' ہر ضرب پر یا تو وہي جملہ زبان سے نکلتا رہا جسکے لیے یہ سب کچھہ ہو رہا تھا " القرآن کلام اللہ غیر مخلوق " اور یا یہ آیۃ کریمہ : لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا !

روے کشادہ باید و پیشاني فراخ
آنجا کہ لطمہ ہاے ید اللہ میزنند !

یہ ہے مقام ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا کا ' اور یہ ہے وراثت و نیابت حقیقي و کامل فاستقم کما امرت اور انك باعیننا اور فانه یسلك من بین یدیه و من خلفه رصدا کي ' اور یہ ہیں مجسم و ممثل معني کریمۂ اولئک کتب في قلوبهم الایمان و ایدهم بروح منه اور رضي اللہ عنه و رضوا عنه ' اولئک حزب اللہ ' الا ان حزب اللہ هم المفلحون ! کے ' اور یہ ہے وہ معاملہ کہ ان عبادي لیس لک علیهم سلطان ! جب بندگان حق کو شیاطین و ابالیس کا وہ مکر و خدع بھي اپني جگہ سے نہیں ہلاسکتا کہ لتزول منه الجبال تو ظاہر ہے کہ چمڑے کے کوڑے اور لوہے کي دھار اُنکی استقامت پر کب غالب آنے والي ہے ؟ یہ تو اُسکے مقابلے میں محض ایک ابتدائي اور آزمایشي منزل ہے :

کرینگے کوہکن کے جذب دل کا امتحاں آخر
ابھي اُس خستہ کے نیروے تن کي آزمائش ہے !

في الحقیقت حضرۃ امام موصوف کي نسبت محمدي اور کمال مرتبۂ تأسي باسوۂ نبوۃ کي یہي وہ شان و جلالۃ ہے جس نے اُنکو تمام ائمۂ و مجددین امت کي صفوف مراتب و کمال سے بلند کرکے ایک دوسرے

هي مقام پر پهنچا دیا هے - حتی که تمام آئمۂ اسلام میں یه فضل مخصوص صرف اُنهي کے حصے میں آیا که اُنکي محبت و پیروي اهل حق و سنة هونے کي دلیل ٹهري اور اُنسے انحراف بدعتي هونے کي سب سے بڑي پهچان ! الله تعالی نے اُنکو فنا في السنة هونے کا وہ مرتبه عطا فرمایا که کمال استغراق و تفاني کي وجه سے خود اُنکي ذات گرامي هي یکسر سنة و اتباع سنة کا پیکر و مجسمه بنگئي - بحدیکه :

نتوان ترا و جان را بهم امتیاز کردن !

جو اس امام کے قدم بقدم چلا اُس نے سنة کو پایا ' اور جس نے اُسکي راہ چهوڑي اُس نے سنة رسول و منهج اصحاب رسول سے انحراف کیا - یه کیا تها که بڑے بڑے آئمۂ عصر کو اعتراف کرنا پڑا " اذا رائیت الرجل یحب احمد بن حنبل ' فاعلم انه صاحب سنة ! اگر کسي کو دیکهو که امام احمد سے محبت رکهتا هے تو بس جان لو که صاحب سنة هے ! خطیب نے تاریخ میں همداني کا قول نقل کیا هے " یعرف به المسلم من الزندیق " اسي کسوٹي پر مسلم کو زندیق سے پرکها جایگا - دورقي نے کہا " من سمعتموہ یذکر احمد بن حنبل بسوٴ فاتهموہ علی الاسلام " !

انا من اهوی ' و من اهوی ' انا * نحن روحان حللنابدنا
فا ذا ابصرتني ' ابصرته * و اذا ' ابصرته ' ابصرتنا !

و یقرب من هذا ما قیل بالفارسیة :

جذبۂ وصل بحدیست میان من و تو
که رقیب آمد و پرسید نشان من و تو

امام موصوف کے متعلق اسي حقیقت کو مزاحم الخاقاني نے ایک قطعه میں نظم کیا تها :

لقد صار في الافاق احمد سنة * و امر الوری فیها فلیس بمشکل
تری ذا الهوی جهلا لاحمد مبغضاً * و تعرف ذا التقوی یحب ابن حنبل !

اور یه بالکل حق هے - آج بهي دیکهه لو - ارباب بدعة کو کبهي امام موصوف کا مسلک خوش نه آئیگا - انکي محبت سے اُنکا دل بالکل کورا هوگا - بلکه کهینگے

کہ اُنکا طریقہ تو تاویل و راے کي عقلمندي سے خالي اور محض ظاہر پرستي اور بے دانشي و بے علمي کا مجموعہ ہے - حتی کہ الرحمن علی العرش استوی اور ید و علؤ و نزول کے دقیق و فلسفیانہ معانی بھي اُنکو معلوم نہ تھے اور تجسم و جہت کے اعتقاد میں مبتلا ! برخلاف اسکے عصابۂ صالحۂ کتاب و سنۃ و طائفۂ حقۂ ما انا علیہ و اصحابي کہ جمیع طرق و مذاہب بدعیہ سے یکسو و دامن کشان ہیں اگرچہ " ان تعض باصل شجرۃ " کي نوبت آجاے (۱) اور مبتدعین و ارباب ہواء کے تمام شیوہ ہاے تیرہ و روش ہاے نا فرجام سے بکلي پناہ ڈھونڈھتے ہیں اگرچہ اسکي وجہ سے لاکھوں کروروں انسانوں کے نزدیک مبغوض و مردود ہوجائیں ' تو اُنکا حال یہ ہے کہ اس امام اہل السنۃ کي محبت و پیروي کو اپنے ایمان کي زینت اور اپنے عقائد کي خوبروئي و زیبائي سمجھتے ہیں اور اُنکے مسلک سنۃ و حکمت (۲) اور طریق محمدیۃ خالص بے مزج بدعۃ قیاس و راے کے

---

(۱) یہ وصیت کي تھي رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرۃ حذیفہ اعلم الصحابہ بالفتن کو کہ فاعتزل تلک الفرق کلھا و لو ان تعض باصل شجرۃ حتی یدرکک الموت " یعني جب مسلمانوں کي ایک جماعت اور ایک سبیل نہ رہے اور بہت سے مذہبوں اور طریقوں میں بٹ جائیں تو طالب حق کو چاہیے کہ ان سارے بناوٹي مذہبوں اور جماعتوں سے الگ ہوجاے اور صرف مسلم و مومن رہے - اگر ایسا کرنے میں غربت و بیکسي کي وجہ سے درختوں کي جڑ چباکر جینا پڑے ' تو اسکو بھي گوارا کرلے مگر الگ الگ مذہب بنانے والوں کا ساتھہ نہ دے ! - پوري روایت صحیحین میں ہے -

ان السلامۃ عن سلمی و جارتھا * ان لا تمر علی حال بوادیھا !
من حام حول الحمي یوشك ان یقع فیہ

(۲) یہاں " حکمت " کا لفظ دیکھکر آجکل کے عقلاء ملت و مجتہدین علم کلام جدید چونکینگے کہ ظاہر پرستان حدیث و سنۃ کے مسلک کو حکمت سے کیا علاقہ ؟ ان لوگونکے نزدیک ظنون و شکوک کا نام حکمت ہے جبکہ " فلسفہ " کے لفظ سے تعبیر کي جاے ' اور وہم پرستي و الحاد خفي کا نام طریق حکیمانہ ہے جبکہ تطبیق عقل و نقل کے لقب سے اُسکي نمایش کي جاے - یہ موقعہ اسکي تفصیل کا نہیں ہے - اگر تفسیر البیان

عشق و شغف سے اپنے قلب و روح کو ہمیشہ معمور و آباد رکھتے ہیں ۔
و رحمة الله على القائل و هو ابن امين (كما نقل الخطيب في التاريخ)
اذ يقول :

اضحى ابن حنبل محنة مامونة * و بحب احمد يعرف المتنسك
و اذا رأيت لاحمد متنقصاً * فاعلم بان ستوره ستهتك !

[بقيه نوٹ صفحه ۱۳۱]

کي اشاعت کي نوبت آئي تو اسميں تفصيل مليگي - يہاں صرف اسقدر اشارہ بس کرتا ہے کہ قران حکيم کي اصطلاح ميں لفظ " حکمت " سے مقصود سنة و اُسوۂ اعمال انبياء کرام ہے - لا غير - يہي معنى الله کے رسول نے " حکمت " مستعملۂ قران کے بتلاے ہيں - وہ معنى نہيں ہيں جو معتزلۂ قديم اور اُنکے خوشہ چينوں نے (مثلاً امام رازي رحمة الله عليه) يا اُنکے چھوٹے بھائيوں نے (يعنى اکثر اشاعرہ رحمهم الله نے) سمجھے ' اور ہ وہ معنى جسکو آجکل کے معتزلۂ جديد باسم دين الفطرة ' اور اُنکے چھوٹے بھائي باسم مسلک حکماء اسلام و حکمت کلامي بيان کرتے ہيں - بل قالوا مثل ما قال الاولون - يہي وجہ ہے کہ ہر نبي کو ايک ساتھہ دو چيزيں دي گئيں - " کتاب " اور " حکمت " - و آتيناهم الكتاب و الحكمة - کتاب وحي متلو ہے اور حکمت اُس نبي کي منہاج عمل و سنة - و يعلمهم الكتاب و الحكمة - يہي حکمت وہ خير کثير ہے کہ من يؤتى الحكمة فقد اوتى خيرا كثيرا اور يہي وہ چيز ہے جسکي نسبت مقدام کي روايت ميں زور ديکر تين بار فرمايا " الا ' اني اوتيت الكتاب و مثله " تو يہ " مثله " ہے - يعنى کتاب ساتھہ اور مثل اُسکے سنة و اُسوۂ حسنۂ رسول الله :

اين دو شمع اند که از يک دگر افروخته اند !

و يہي وجہ ہے کہ جس طرح کتاب الله کي اشاعت و تبليغ ضروري ہوئي ' اسي طرح اِسکي بھي کہ " فليبلغ الشاهد الغائب " تاکہ ايسا نہو کہ يوشک رجل شبعان على اريكته يقول عليكم بهذا القران فما وجدتم فيه من حلال فاحلوه ' و ما وجدتم فيه من حرام فحرموه " ليکن افسوس کہ ايسا ہي ہوا - کہا گيا کہ الزيادة على الكتاب نسخ ' اور نسخ ہو نہيں سکتا جبتک خبر متواتر نہو ' اور خبر متواتر بشروطه كالمعدوم - پس ما وجدتم فيه کے سوا اور کچھہ نہيں - يہ پچھلے وقتونکي بات ہے جبکہ معاملہ اس سے آگے نہيں

امام موصوف کا یہی وہ مقام ہے جسکی طرف بشر حافی نے اشارہ کیا تھا " قام احمد مقام الانبیاء " اور کہا کہ امام احمد کی استقامت و ثبات کی آزمائشیں لگاتار چار پادشاہوں نے کی " بعضهم بالضراء و بعضهم بالسراء " مامون ' معتصم ' اور واثق نے ضرب و حبس سے آزمایش کی ' اور متوکل نے تعظیم و تکریم اور عطاء و بخشش دنیا سے ' لیکن " فکان فیها معتصما بالله عزوجل " انکی استقامت و عشق حق پر نہ تو خوف دنیا غالب آیا اور نہ طمع دنیا ' دونوں کسوٹیوں پر اُنکا سونا یکساں طور پر کھرا نکلا ! و البلاء للولاء کالنار للذهب :

بندگان تو که در عشق خداوندانند
دو جهان را به تمناے تو بفروخته اند !

مامون و معتصم اور الواثق نے جو کچھہ کیا وہ معلوم ہے - جعفر المتوکل کا یہ حال ہے کہ اُسکی خلافت بدعة و ارباب بدعة کے زوال و خسران اور سنة و اصحاب حدیث کے امن و عروج کا اعلان عام تھی - حافظ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ متوکل بالله ہمیشہ اس فکر میں رہتا کہ کسی طرح پچھلے مظالم کی تلافی کرے - ایک بار اس نے بیس ہزار سکے بھیجے اور دربار میں بلایا - ایک بار ایک لاکھہ درہم بھیجا اور سخت اصرار کیا کہ اسکو قبول کرلیجیے - لیکن ہر مرتبہ امام موصوف نے قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہا

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۳۱]

بڑھا تھا ' مگر اب ترک حکمت و سنة کا جو حال ہو رہا ہے وہ اس سے بھی اشد و اعم ہے - و الله ناصر دینه و رافع اعلام سنة رسوله و حسبنا الله و نعم الوکیل - اور یہ جو کہا کہ معتزلۂ جدید اور اُنکے چھوٹے بھائی ' تو ان لوگوں کا کچھہ عجیب حال ہے - انکو دیکھکر بے اختیار زبان سے نکل جاتا ہے کہ الله نباش اول پر رحم کرے ! معتزلۂ قدیم علم و عمل دونوں اعتبار سے بدرجہا انسے بہتر تھے ' اور پھر اپنی ایک راہ رکھتے تھے :

گر نہ پڑھیے نماز کیجیے نیاز * آدمی چاہیے کرے کچھہ تو ؟

یہ عجائب المخلوقات تو کسی مرض کی دوا نہیں اور عملی زندگی سے یک قلم کورے - ولهم اعمال من دون ذالک هم لها عاملون !

میں اپنے مکان میں اپنے ہاتھہ سے اسقدر کشتکاری کرلیتا ہوں جو میری ضروریات کیلیے کافی ہے (۱) اس بوجھہ کو اٹھاکر کیا کرونگا ؟ کہا گیا کہ اپنے لڑکے کو حکم دیجیے وہ قبول کرلیں - فرمایا وہ اپنی مرضی کا مختار ہے - لیکن جب عبد اللہ سے کہا گیا تو انہوں نے بھی واپس کردیا - آخر مجبور ہوکر لانے والوں نے کہا کہ خود نہیں رکھنا چاہتے تو امیر المؤمنین کا حکم ہے - قبول کرلیجیے اور فقراؤ مساکین کو بانٹ دیجیے - فرمایا میرے دروازے سے زیادہ امیر المومنین کے محل کے نیچے فقیروں کا مجمع رہتا ہے - فقیروں ہی کو دینا ہے تو وہیں دیدیا جاے - اس ہنگامہ کی یہاں کیا ضرورت ہے ؟ ایک مرتبہ اسحاق بن ابراہیم کے سخت اصرار سے دس ہزار درہم لے لیے تو اُسی وقت مہاجرین و انصار کی اولاد میں تقسیم کردیے :

عدیل ہمت ساقی ست فطرۃ عرفی
کہ حاتم دگران و گداے خویشتن ست !

اُنکے لڑکے راوی ہیں کہ جب خلیفۂ متوکل اُنکی تعظیم و تکریم میں حد درجہ غلو کرنے لگا تو انہوں نے کہا " ھذا امر اشد علی من ذاک - ذاک فتنۃ الدین و ھذا فتنۃ الدنیا " یہ معاملہ تو گذشتہ معاملہ سے بھی کہیں زیادہ میرے لیے سخت ہے - وہ دین کے بارے میں فتنہ تھا اور یہ فتنۂ دنیا ہے ! یعنی مصائب و محن کی آزمایش کہیں زیادہ پر امن ہے ' بمقابلۂ آزمایش نعیم دنیا و دعوۃ طمع و ترغیب کے ' اور یہ بالکل حق ہے - کتنے ہی شہسواران ثبات و استقامت ہیں جو پہلے میدان آزمایش سے تو صحیح و سلامت نکل

---

(۱) حافظ ابن جوزی اور خطیب نے لکھا ہے کہ امام موصوف کا ذریعۂ معاش یہ تھا کہ اپنے مکان کی زمین میں تھوڑی سی کشتکاری کرلیتے اور اسی کے حاصل پر قانع رہتے - زراعت کی زکواۃ سال بسال ادا کرتے اور اس بارے میں اُنکا عمل حضرۃ عمر کے فرمان خلافۃ پر تھا جو انہوں نے ارض سواد (عراق) کی نسبت نافذ فرمایا تھا " علی کل جریب درھماً و قفیزا " - غور کرو ' یہ حال علماء سلف کا تھا ' اور جو حال آج علماء دنیا کی دنیا پرستیوں کا ہو رہا ہے وہ معلوم ہے - یا کلون اموال الناس بالباطل - الخ

گئے ' مگر دوسري راہ سامنے آئي تو اول قدم هي میں ٹھوکر لگي' حالانکہ مرد کامل وہ ھے جس پر یدعون ربہم خوفاً و طمعا کا مقام ایسا طاري ہو جاے کہ دنیا کا خوف اور دنیا کي طمع ' دونوں قسم کے حربے اُسکے لیے بالکل بیکار ہو جائیں - فہم القوم الذین لا یشقي جلیسہم ' و لا یستوحش انیسہم ' قد نالوا مطالبہم برفع اکفہم الی خالقہم ' لا یحتاجون في حوائجہم الا الیہ ' و لا یعولون في مقاصدہم الا علیہ ! و للہ در ما قال :

و نبئت لیلی ارسلت بشفاعۃ * الی ' فہلا نفس لیلی شفیعہا
ا اکرم من لیلی علی ' فنرتجی * بہ الوصل' ام کنت امرء لا اطیعہا

فصل

یہ تو اوائل کا حال تھا - عہد متاخرین میں بھي دیکھو تو ظہور عزیمۃ دعوۃ و تجدید امت کي بو العجبیوں کا ہمیشہ ایسا هي حال رہا - آٹھویں صدي ہجري کے اوائل میں جب دعوۃ عامۃ امت ' و تجدید شریعت ' و احیاء السنۃ بعد موتہا ' و اخماد البدعۃ بعد شیوعہا و ارتفاعہا کي روح القدس نے آیۃ من آیات اللہ ' و حجۃ قائمۃ من حجج اللہ ' شیخ المصلحین و ملاذ المجددین' سند الکاملین' و امام العارفین' وارث الانبیاء ' و قدوۃ الاولیاء ' حضرۃ شیخ الاسلام تقي الدین ابن تیمیہ رضي اللہ تعالی عنہ کے وجود مبارک میں ظہور کیا ' اور عہد اواخر کے تمام مسالک دعوۃ و تجدید کي ریاست و فاتحیۃ اور قطبیت و مرکزیۃ کا مقام اس مجدد اعظم کے سپرد کیا گیا ' تو کیا اُس زمانے میں بجز شیخ الاسلام ممدوح کے اور کوئي عالم حق نہ تھا ؟ تاریخ اسلام میں اُس عہد کي جسقدر تفصیلات ملتي ھیں ' کسي عہد کي نہیں ملتیں- اگرچہ عربي خلافۃ کے بکلي اختتام' اور فتنۃ عظیمۃ یاجوج و ماجوج (تاتار) کے من کل حدب ینسلون' اور تفرق مذاہب ' و تشتت جماعت ' و شیوع بدعات ' و احاطۂ تقلید ' و سد باب نظر و اجتہاد کے مفاسد و مصائب اُس زمانے میں پوري طرح ظہور کرچکے تھے ' اور مسلمانوں کے علمي

و عملي تنزل کا بيج اچهي طرح بار آور هوچکا تها ' با ايں همه ائمۂ دين اور کاملين علوم کي ايک جماعۃ کثيرہ هر حصۂ ملک ميں موجود تهي ' اور علی الخصوص ديار مصر و شام تو علماء و کاملين امت سے مملوء و مشحون تے - حتی که قاضي ابو البرکات مخزومي اپنے بائيه ميں صرف ديار شام کي نسبت کہتے هيں :

و کان في عصـــرہ بالشـــام يومئـــذ
سبعون مجتهداً من کـل منتخب !

پهر يه بهي نہيں که صرف ايسے هي لوگ هوں جنکا شمار عامۂ علماء و مشائخ ميں کيا جاے ' بلکه بڑے بڑے حفاظ و نقاد علوم اور خواص و اعاظم نظر و اجتهاد موجود تے جنکے بعد اُس درجه کے لوگ تمام عالم اسلامي ميں پيدا نہيں هوے - ابو الفتح ابن سيد الناس اشبيلي' شمس الدين مقدسي' ابو العلاء انصاري السبکي ' قاضي ابن الزملکاني ' سيد ابو المحاسن دمشقي ' ابو عبد الله حريری ' ابو العباس ابن عمر الواسطي ' حافظ ابو الفداء عماد الدين ' حافظ احمد بن قدامه مقدسي ' ابو اسحاق السعدي ' امام برهان الدين الفزاري ' حافظ صلاح الدين بعلبکي ' شيخ صفي الدين بغدادي ' حافظ ابن شامه دمشقي ' قاضي تقي الدين دقوقي ' شيخ عمر بن الوردي' امام ابو العباس بن حجي ' حافظ جمال الدين عقيلي ' حافظ برزالي الا شبيلی ' تقي الدين السبکي ' حافظ جمال الدين المزي ' امام تقي الدين ابن دقيق العيد ' ابو حيان صاحب تفسير' حافظ ابو عبد الله الذهبي ' اور انکے علاوہ بے شمار ائمۂ و اعلام عهد جنکے حالات حافظ ذهبي اور ابن قدامه و عسقلاني کي مصنفات ميں موجود هيں - تو تم ان لوگوں کي نسبت کيا سمجهتے هو؟ کون هے جو ان بزرگوں کے فضل و کمال اور ورع و تقوی اور اتباع حق و سداد سے انکار کرسکتا هے ؟ علی الخصوص حافظ مزي' برزالي' ابن دقيق العيد ' اور حافظ ذهبي تو اس پايه کے بزرگ تے ' که ان ميں سے هر شخص علوم سنۃ کا خزانه اور حفظ و نقد کا امير المومنين تها - علماء حديث متاخرين ميں سے کسي مصنف کا بهي هم اخلاف امت و بيچارگان دورۂ آخر پر

اسدرجہ احسان نہیں ہے جسقدر حافظ ذہبي کا - اور اگر کوئي دوسرا اس وصف میں اُنکا شریک ہے تو وہ صرف اُنسے متاخر حافظ ابن حجر عسقلاني ہیں - و لیس لهما ثالث - یہي وہ دو حافظ و ناقد علوم حدیث ہیں جنھوں نے نہ صرف سلف کے ذخائر و خزائن خلف کیلیے محفوظ کردیے ' بلکہ تمام مشکلات و معضلات کار کو صاف کرکے اور ضبط و اتقان' و تہذیب و ترتیب' و تلخیص و تشریح ' و نقد رجال و اسناد سے آراستہ و پیراستہ کرکے تمام آنے والي امت کیلیے اتباع سنۃ کي راہ بالکل سہل و آسان کردي - علوم اسلامیہ پر پہلا دور تدوین کا گذرا ہے اور دوسرا انضباط و تنقیح اور تہذیب و تنظیم کا ' سو علم حدیث کے دور دوم میں ان دو بزرگوں کي خدمات سب پر فائق اور سب سے انفع واقع ہوی ہیں - یہ اُنہي کي خدمات حسنہ کا نتیجہ ہے کہ آج یہ علم مقدس اسقدر صاف و سہل ہوگیا ہے کہ طالبین عمل بالسنۃ کیلیے کسي طرح کي عذر داري و بہانہ جوئي کي گنجائش باقي نہ رہي - امت کا کوئي فرد اب یہ نہیں کہہ سکتا کہ حدیث پر عمل کرنا بمقابلۂ کتب جدل و خلاف و قال اقول وکذا عند زید وکذا عند فلان کے زیادہ مشکل ہے - بلکہ جس طالب صادق کا جي چاہے' آنکھیں بند کرلے اور اس صراط مستقیم پر بے غل و غش و بے خوف و خطر دوڑتا چلا جاے - فہو طریقا مستقیماً ' سہلاً ' مسلوکا' واسعاً ' موصلاً الی المقصود و المطلوب ! و رضي الله عن الذهبي حیث یقول :

الفقه قـــال اللـه قال رسـوله * ان صح ' و الاجماع فاجهد فیه

و حذار من نصب الخلاف جهالة * بین النبي و بین رأی فقیه

پس غور کرو کہ ایسے اصحاب کمال و ائمۂ علم تھے جو اُس عہد میں موجود تھے ' با ایں همه یہ حقیقت سورج کي طرح چمک رہي ہے اور ہر صاحب بصارۃ پر روشن کہ مقام عزیمۃ دعوۃ کا جو ایک مقام خاص ہے ' وہ ان میں سے کسي کے حصے میں بھي نہ آیا - وہ صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہي کیلیے تھا - سب اپنے دوسرے دوسرے کاموں میں رہگئے' لیکن انھوں نے وہ سب کام بھي اُنسے بہتر کیے جو وہ سب کررہے تھے ' اور پھر ان سے بڑھکر یہ کہ

سب کو راہ عزیمۃ دعوۃ ' و تجدید و احیاء ملت ' و رفع اعلام سنۃ ' و اخماد شر و بدعۃ ' و کشف و ابراز معارف مستورۂ کتاب و سنۃ ' و غوامض و سرائر معارف و حکمۃ نبوۃ ' و انفجار ینابیع الحکمۃ من اللسان و الجنان ' و جہاد في سبیل اللہ بالسیف و القلم و اللسان میں منزلون اپنے پیچھے چھوڑ دیا ' اور علوم و اعمال وھبیۃ و سماویہ کي اُن بلندیوں پر تن تنہا جا کھڑے ہوے جہاں اُنکے اقران و معاصرین کے وہم و تصور کو بھي بار نہیں - حتی کہ خود اُنکے معاصرین کو یک زبان و یک قلم ہو کر اعتراف کرنا پڑا " ما رأینا مثلہ و انہ ما رای مثل نفسہ " نہ تو ہماري آنکھوں نے اُسکا مثل دیکھا اور نہ خود اُسکو اپنا سا کوئي نظر آیا :

اے تو مجموعۂ خوبي ' بچہ نامت خوانم ؟

خود حافظ ذھبي اپنے معجم شیوخ میں جب اس نادرۃ الارض و اعجوبۃ الدھر کے اوصاف و مدائح لکھتے لکھتے تھک گئے اور وہ ختم نہ ہوے ' تو بالاخر یہ کہکر خاموش ہو جانا پڑا " وھو اکبر من ان ینبہ علی سیرتہ مثلی - و واللہ لو حلفت بین الرکن و المقام اني ما رأیت بعیني مثلہ و انہ ما رای مثل نفسہ ' لما حنثت ! " اُنکا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلی ہے کہ مجھہ جیسا شخص انکي سیرۃ و فضیلت بیان کرے - قسم خدا کي ' اگر میں خانۂ کعبہ میں عین رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہوکر قسم کھاؤں کہ نہ تو میري آنکھوں نے اُنکا مثل دیکھا اور نہ خود اُنھوں نے اپنا ہمتا ' تو میري قسم سچي ہوگي اور میرے لیے کفارۂ یمین نہیں " ! و کفاک بالذھبي شاھداً (۱) :

تقي الدین اضحی بحر علم ... یجیب السائلین بلا قنوط
احاط بکل علم فیہ نفع ... فقل ما شئت فی البحر المحیط !

---

(۱) یہ امام ذھبي کا قول ہے ' اور خود امام موصوف کے تبحر و جامعیۃ علم کا جو حال تھا ' اُسکے لیے انکے شاگرد علامۂ تاج سبکي کا یہ قول کفایت کرتا ہے " و ھو رجل الرجال في کل سبیل کانما جمعت الامۃ في معید واحد فنظرھا ! " قال في طبقاتہ الکبری -

حافظ ابو الحجاج مزي صاحب تہذیب جس مرتبہ کے امام الحدیث تھے ' اُسکا حال امام ذہبي کي مصنفات خصوصاً تذکرہ و معاجم اور طبقات کبری سبکي سے معلوم ہوسکتا ہے - اُنکے تمام معاصرین اسپر متفق ہیں کہ وہ نہ صرف جرح و تعدیل رجال کے امام تھے بلکہ اس فن کے اماموں کے امام - ہزاروں انسانوں کي ثقاہت و عدم ثقاہت - کا فیصلہ اُنکے قبضۂ علم میں تھا - با ایں ہمہ یہ مقامات اور ہیں ' اور نسبت نبوۃ ' و نیابۃ کاملۂ منصب رسالۃ ' و عزیمۃ دعوۃ کبری ' و تشبہ و تخلق بالانبیاء کا مقام دوسرا ہے - وہ تو اُس عہد میں صرف ابن تیمیہ ہي کیلیے تھا - چنانچہ خود اُنکو بھي وہي کہنا پڑا جو اُس عہد کے تمام اصحاب حق نے کہا تھا " ما رأیت مثلہ ولا رای ہو مثل نفسہ ' و ما رأیت احداً اعلم بکتاب اللہ و سنۃ رسولہ و لا اتبع لھما منہ " ! نہ میں نے اُنکا مثل دیکھا ' اور نہ خود انہوں نے کسي کو اپنا ہمتا پایا - اور نہ میں نے کسي شخص کو اُنسے زیادہ کتاب و سنۃ کا علم رکھنے والا اور کتاب و سنۃ کا اتباع کرنے والا دیکھا ! حافظ موصوف نے ایک اور موقعہ پر کہا " لم یر مثلہ منذ اربع ماتہ سنۃ " چار سو برس سے ایسا باکمال پیدا نہیں ہوا :

قمریان پاس غلط کردۂ خود مي دارند
ورنہ یک سرو درین باغ بہ اندام تو نیست

یہاں ایک بات قابل غور ہے - " ما رایت مثلہ و لا رایٔ ہو مثل نفسہ " یہ جملہ اُنکے اکثر معاصرین کي زبان پر بعینہ جاري ہوا ہے - ذہبي اور مزي کي زباني سن چکے - حافظ برزالي اور ابن حجي سے ایسا ہي منقول ہے - شیخ عماد الدین واسطي ' ابن سید الناس ' ابن نصر مقدسي ' ابن دقیق العید و غیرہم نے بھي یہي کہا - الرد الوافر اور قول الجلي کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ تقریباً سبھوں نے بعینہ اسي جملے کو دھرایا ہے - اس سے معلوم ہوا کہ یا تو کسي عارف و جوہر شناس نے اُنکے وصف میں سب سے پہلے یہ جملہ کہا تھا ' لیکن کچھہ ایسا صحیح و موزوں واقع ہوا کہ تمام با کمالان عہد کي زبانوں پر خود بخود چڑھگیا :

جامۂ بود کہ بر قامت او درختہ بود !

یا اُس نادرۃ الدھر کي بے ھمتائیوں کا یہ حال تھا کہ جو نظر پڑتي تھي بے ساختہ یہي کہہ اُٹھتي تھي - سورج کو کروروں آنکھیں دیکھتي ھیں ' لیکن ھر آنکھہ کو یہي نظر آتا ھے کہ روشن ھے - یہ تو کوئي نہیں کہتا کہ روشن نہیں ؟ پریوں کے وجود میں لوگوں کو اختلاف ھے لیکن خوبصورت انسانوں کے بارے میں سب کي رائیں متفق ھیں - ایک حسین چہرے کو جو دیکھیگا ' وھي کہیگا جو سب کي زبانوں سے نکل رھا ھے :

این نگاھیست کہ شائستۂ دیدارے ھست !

مشہودات و محسوسات میں ھمیشہ تمام ارباب انظار و احساس یک حکم و یک زبان ھوتے ھیں - یہاں اختلاف کي گنجائش نہیں - الا یہ کہ کوئي اندھا یا فاتر الحس ھو - سو شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں بھي ایسے لوگ تھے جنکي نظروں پر تعصب و نفسانیت یا جہل و تقلید کا حجاب پڑگیا تھا ' پس اُنکو وھي نظر آیا جو بند آنکھوں کو نظر آ سکتا ھے :

و ما ضر نور الشمس ان کان ناظراً * الیھا عیون لم تزل دھرھا غمضا

لیکن اُنکا یہاں ذکر نہیں - اصحاب بصارت جتنے تھے ' ان سب نے بالاجماع یہي کہا " ما رأینا مثلہ و لا رای ھو مثل نفسہ " اور یہي وہ خصائص بینۂ و باھرہ مقام تجدید و نیابۃ نبوۃ کے ھیں جنکي نسبت بار بار کہہ رھا ھوں کہ بڑے سے بڑے سر کو بھي وھاں جھکے بغیر چارہ نہیں :

فانک شمس و الملوک کواکب اذا طلعت لم یبد منھن کوکب !

تم جانتے ھو کہ ایک چیز خوبصورتي ھے ' اور ایک چیز اُس سے بھي بڑھکر ھے جسکے لیے زبان کچھہ نہیں کہہ سکتي لیکن آنکھہ سمجھتي اور ذوق پہچان لیتا ھے - خواجہ حافظ نے اسکو " آن " کے لفظ سے تعبیر کیا ھے :

شاھد آن نیست کہ موے و میانے دارد
بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

اور پھر جب بالکل مجبور ھوگئے تو اشارہ کرکے چھوڑ دیا :

این کہ مي گویند " آن بہتر ز حسن "
یار ما " این " دارد و " آن " نیز ھم !

تو وہ جو ایک چیز ہے کہ " آنے دارد " اُسکے لیے کسي کا صرف خوبصورت ہونا ہي کافي نہیں - خوبصورت تو ہزاروں ہوتے ہیں مگر " آن " رکھنے والے چشم و ابرو لاکھوں خوبان روزگار میں بھي ڈھونڈھے نہیں ملتے - اور اگر ملجائیں تو سمجھنا چاہیے کہ فطرۃ کي بڑي ہي فیاضي بلکہ غیر متوقع اِسراف ہے - شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے عہد میں حسینوں اور خوبرویوں کي کمي نہ تھي - معاجم ذہبي اور درر کامنہ عسقلاني سے اگر اُس عہد کے صرف ایسے علماء کبار کي ایک فہرست طیار کي جاے جو اپنے تبحر اور کمال علم و عمل کي بنا پر آئمۂ عصر و اساطین علوم تسلیم کیے گئے تو اُنکي تعداد سو سے بھي یقیناً متجاوز ہوگي - صاحب الرد الوافر نے صرف اُن علماء کا ذکر کیا ہے جنہوں نے شیخ الاسلام کے مرتبۂ اجتہاد مطلق و امامۃ في الدین اور تجدید و احیاء شریعت کا اعتراف کیا - اُن میں سے صرف معاصرین کو چھانٹ لیا جاے تو ساٹھہ ستر سے کم نہونگے - یہ سب یقیناً حسین تھے - اور بعض کي حسن و رعنائي پر تو ایک زمانہ فریفتہ و شیدا ہوا اور کتنے ہي حسینان روزگار نے اُنسے دلربائي و دلاویزي کے بھید اور نکتے سیکھے - تاہم اسکو کیا کیجیے کہ وہ جو ایک چیز حسن و خوبروئي سے بھي بلند تر ہے، یعنی عزیمۃ دعوۃ و تشبہ بالانبیاء کي شان و آن، تو اُسکے لیے نہ صرف حسن طلعت و بلندي قامت ہي کافي نہیں - ان باتوں کے علاوہ بھي کچھہ اور ہونا چاہیے - اور وہ اُس عہد میں صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ہي کے حصے میں آیا تھا :

ہزار نکتہ دریں کاروبار دلداري ست
کہ نام آن نہ لب لعل و خط زنگاري ست !

حافظ برزالي ، ابو الحجاج مزي ، ابن سید الناس ، ابن دقیق العید ، ذہبي ، ابن نصر مقدسي ، ابو حیان صاحب تفسیر ، ان خوبان عہد کے حسن و جمال پر کون نام دھر سکتا ہے ؟ لیکن وہ سب یک زبان ہوکر کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ کا سا جمال ہماري آنکھوں نے بھي نہیں دیکھا اور انکا مقام اس سے کہیں بلند ہے کہ ہم جیسے انکي تعریف و توصیف کریں - تو

غور کرنا چاهیے که آخر وہ کیا چیز تھي جسکو یہ سب بھي نہ پاسکے ؟ اسکو خود شیخ ابو حیان نے امام ابن تیمیه کي ایک مجلس دیکھتے هي کہدیا تھا (۱)

قام ابن تیمیة في نصر شرعتنا * مقام سید تیم اذ مضت مضر

فاظهر الحق اذ آثاره درست * و أخمد الشر اذ طارت له شرر

کنا نحدث عن حبر یجئي ' نها * انت الامام الذي قد کان ینتظر!

تو یہ جو کہا که " مقام سید تیم " اور " انت الامام الذي قد کان ینتظر " سو یہي وہ چیز هے که آوروں کو سب کچھه ملا تھا مگر یہ چیز نہیں ملي تھي ' اور یہي هے که همیشه سیکڑوں هزاروں اصحاب طریق میں سے کسي ایک رجل الرجال هي کے حصے میں آتي هے - شیخ نجم الدین اسحاق نے اپنے مشہور بائیه میں بھي اسي چیز کي طرف اشارہ کیا تھا :

---

(۱) یہ وهي ابو حیان امام النحو و الادب هیں جنکي تفسیر بحر المحیط اور اسکا مختصر نہر مصر میں چھپ گیا هے - حافظ عسقلاني نے درر میں ذهبي سے نقل کیا هے که جب امام ابن تیمیه مصر گئے تو شیخ ابوحیان سے ملاقات هوي - پہلي هي مجلس میں اسدرجه معترف هوے که في البدیهه اشعار مذکورۂ متن انکي مدح میں کہکر سناے ' اور کہا " و الله ما رأت عیناي مثل هذ الرجل " لیکن بعد کو صحبت سازگار نه هوي - نحو کے کسي مسئله کي نسبت ابو حیان نے سیبویه کا حواله دیا - ابن تیمیه نے کہا - یہ سیبویه کي اُن اسي غلطیوں میں سے ایک غلطي هے جو اُس نے قران کے متعلق کي هیں - و ما کان سیبویه نبي النحو و لا معصوماً - اسپر ابو حیان نہایت بر افروخته هوے اور پہر آخر تک مخالف رهے - حافظ عسقلاني لکھتے هیں " و صیر ذلک ذنبا لا یغفر " یہي وجه هے که تفسیر میں ایک موقعه پر امام ابن تیمیه کا ذکر اسطرح کیا هے جس سے نہایت نفرت و مخالفت ٹپکتي هے - کیا خوب فرمایا حبر الا مة حضرة ابن عباس نے " استمعوا علی العلماء و لا تصدقوا بعضهم علی بعض ' فو الذي نفسي بیده ' لهم اشد تغایرا من التیوس في زرو بها " و قال بعض الائمه - " یوخذ بقول العلماء في کل شی الا قول بعضهم في بعض " حافظ ابن عبد البر نے کتاب العلم میں یہ اقوال نقل کیے هیں ' اور حافظ ذهبي نے قول العلماء بعضهم في بعض پر ایک رساله لکھا اور کہا که معاصرة سے بڑھکر علماء کیلاے کوئي ابتلاء

و قد علم الرحمن أن زماننا * تشعب فيه الرأى اى تشعب
فجاء بحبر عالم من سراتهم * لسبع مئين بعد هجرة يثرب
يقيم قناة الدين بعد اعوجاجها * و ينقذها من قبضة المتعصب
و جاهد في ذات الا له بنفسه * و بالمال و الاهلين و الام و الاب
و من رام حبراً دونه اليوم فى الورا * فذاك الذي قدرام عنقاء مغرب
عليم بادواء النفوس يسوسها * بحكمته فعل الطيب المجرب

آخري شعر محض شاعرانه مداحي نهيں هے - ايک نهايت هي دقيق نکته کي طرف اشارہ هے - " عليم با دواء النفوس "، اور " بحكمته فعل الطيب المجرب " يعني مقام نبوة کي وراثت و نيابة کامله - يه بات که جس طرح ايک طبيب حاذق هر طرح کي بيماريوں اور اُنکے اسباب و آثار و نتائج کو جانتا ' اور هر عمر و مزاج کے بيماروں کا علاج کرتا ' اور کمال حذاقت و فراسة طبيه کي وجه سے صرف چهره ديکهکر يا نبض پر اُنگليان رکهکر سب

[بقيه نوٹ صفحه ۱۴۲]

نهيں - - " و لو فتحنا هذا الباب و اخذنا بقول المعاصرين بعضهم في بعض لما سلم لنا احد من الائمه بل اجل الصحابة و التابعين " - اور يه بالکل حق هے - امام ابن عبد السلام کا قول اگر حافظ ابن الصلاح کي نسبت هم قبول کرليں اور حافظ ابن صلاح کا ابن عبد السلام کي نسبت ' يا حافظ سيوطي کي راے حافظ سخاوی کي نسبت مان لي جاے اور حافظ سخاوی کي سيوطي کي نسبت ' تو اسکا نتيجه صرف يهي نکلے گا که هم دونوں سے بدظن هو جائينگے ' حالانکه دونوں کمال حسن ظن و اعتقاد کے مستحق هيں - بڑے بڑے اعاظم علم و عمل کو اس بارے ميں لغزش هوئي ' اور هم کو يقين هے که اُنکي خدمات کثيرۂ و عظيمۂ علم و عمل کے مقابلے ميں يه لغزش ضرور بخشدي جائيگي - هم بے مايگان علم و تهي دستان عمل کو زيب نهيں ديتا که ان ميں سے کسي کي نسبت بهي حرف سوء نکاليں يا انکے ادب و تعظيم ميں مضائقه کريں - جنهوں نے اشرفياں کمائي تهيں انهوں نے ايک مٹهي مٹي کي بهي بهرلي - ليکن همارے دامن ميں بجز گرد و خاک کے اور کيا هے ؟

ربنا اغفر لنا و لاخواننا الذين سبقونا بالايمان ! و لا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا !

کچھہ سمجھہ لیتا اور پرکھہ لیتا ھے ' اُسي طرح جماعت و ملت کے تمام امراض جدیدۂ و مزمنہ اور ظاھرۂ و مخفیہ کا نباض ھونا ' اور انسان کي ذھني و نفسي اور روحاني و معنوي بیماریوں کو بہ یک نظر تفرس پہچان لینا ' اور ٹھیک ٹھیک اُنکي حالت و استعداد اور مقتضیات کے مطابق درجہ بدرجہ علاج کرنا ' اور ھر مریض کو اُسکي حالت کے مطابق نسخہ دینا ' اعمال مہمۂ و مختصۂ نبوۃ میں سے ھے ' اور یتلو علیھم آیاتہ و یزکیھم و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ میں " یزکیھم " اُسي جانب اشارہ ' پس انبیاء کرام کے بعد یہ مقام صرف اُنھي نفوس خاصہ کو حاصل ھو سکتا ھے جو اُسوۂ حسنۂ نبوۃ اور اخلاق و صفات نبویہ کے کامل تأسي اور سنۃ سنیۂ خالصۂ و محضہ کے کمال اتباع و تفاني سے وراثت و نیابت انبیاء و رسل کے مرتبہ پر پہنچ جاتے ھیں ' اور معالجۂ نفوس ' و تداوي ارواح و قلوب ' و طبابۃ اقوام و ملل کے تمام اسرار و خفایاء اُنپر اس طرح کھل جاتے ھیں کہ بقول صاحب تفہیمات " گویا ھمہ را میان ھر دو چشم خود متمثل و متشبح مي بینند ' و نہ از چشم بصیرۃ بلکہ از چشم سر مشاھدہ مي کنند " کا مقام کشف و رفع حجب حاصل ھو جاتا ھے - حضرۃ شیخ جیلاني رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ الطالبین میں اسي کي طرف اشارہ کیا ھے " ھم حراس القلوب ' جو اسیس الارواح ' و امناء علي السرائر و الخفیات ' المطلعون علی ما اضمرت بواطن العباد ' و انطوت علیہ النیات " وہ دلوں کے نگران و نگہباں ' روحوں کي جاسوسي کرنے والے ' رازوں اور بھیدوں کے خزانچي ' اور سینوں کے اندر کي چھپي ھوئي باتوں اور دلوں کي تہہ کي نیتوں کي خبر رکھنے والے لوگ ھیں ! و اگرچہ اُس عہد میں بڑے بڑے اصحاب علم و عمل موجود تھے ' مگر " علیم بادواء النفوس " اور " الطبیب المجرب " ھونے میں اُنکا کوئي حصہ نہ تھا ' اور کچھہ تھا تو مرتبۂ قوۃ نظري سے قوۃ عملي تک نہیں پہنچا تھا - و ذلک من عمل النبوۃ - یہ بات صرف شیخ الاسلام ابن تیمیہ ھي کے حصے میں آئي تھي ' اور ھر عہد میں صرف ورثاء و نقباء نبوۃ و اصحاب عزائم و تجدید ھي کے حصے میں آتي ھے - یہي چیز ھے جسکي طرف حافظ

ذهبي نے آنکے حالات میں اشارہ کیا کہ " و لقد نصر السنة المحضة و الطريقة السلفيه ' و احتج لها ببراهين و مقدمات و امور لم يسبق اليها و اطلق عبارات اجحم عنها الاولون و الاخرون " یعني ابن تیمیه نے سنة محضه اور طریقة خالصهٔ سلف و اوائل کي حمایت کي' اور اسکے لیے ایسي دلیلوں اور مقدموں سے احتجاج کیا جو انسے پہلے کسي سے بھي بن نه آے - تو یه جو کہا کہ " نصر السنة المحضه " تو ایک عجیب نکته کہدیا اور گویا ابن تیمیه کي پوری سوانح عمري بیان کردي - یہي وہ فضل مخصوص ھے جو ذهبي و برزالي و مزي و ابن دقیق العید جیسے شیوخ عہد کے سروں کو بھي ابن تیمیه کے سامنے اطفال مکاتب کي طرح جھکا رہا ھے - صدر اول کے بعد سے هدي سنة کا معامله بہت نازک ھوگیا ' اور ایک راہ " اتباع سنة " کي ھوگئي اور ایک اتباع " سنة خالص و محض" کي' و القصة بطولها - تو اُس عہد میں علم و عمل سنة والے ضرور تھے مگر " سنة محضه و خالصه " کا مقام صرف ابن تیمیه ھي کو ملا تھا ' اور اسي کمال تشبه و تخلق بصفات نبوة اور بے میل و بے داغ اتباع و تفاني سنة نے انکو اعمال نبوة کي وراثت کامله و نیابة حقه کے منصب ارفع و اعلیٰ پر پہنچا دیا تھا :

اے گل به تو خورسندم ' تو بوے کسے داري !

یہي حافظ ذهبي ایک دوسرے موقعه پر لکھتے ھیں " و هو عجیب في استخصار السنة و استخراج الحجج منها بحیث یصدق علیه ان یقال کل حدیث لا یعرفه ابن تیمیه فلیس بحدیث و لکن الاحاطة لله تعالی " (۱) یعنی

---

(۱) حافظ ذهبي نے امام ابن تیمیه کا ترجمه سات سے زیاده موقعوں پر لکھا ھے - ھر مقام پر پوري تفصیل سے حالات لکھتے ھیں اور معلوم ھوتا ھے که لکھتے ھوے جوش ارادت و اضطراب عقیدة سے بیخود ھو ھو جاتے ھیں - سب سے زیاده تفصیل تینوں معاجم میں کي ھے - یعنی معجم کبیر ' اوسط ' صغیر - اور چونکه به لحاظ اخذ سند و اجازت مسند امام احمد ' و سماعة روایات ' و قرأة مصنفات ' امام ابن تیمیه کے شاگردوں میں داخل ھیں اسلیے اپنے معجم شیوخ میں بھي حالات لکھے ھیں - ان کتابوں کے

علوم سنة کے استحضار اور اُنسے دلائل و براهین کے استنباط میں اُنکا رسوخ و احاطه عجیب و غریب هے - یهانتک که انپر یه بات صادق آتي هے که جس

[بقیه نوٹ صفحه ۱۴۵]

علاوه تذکرة الحفاظ میں بالاختصار اور تاریخ الاسلام کبیر میں بالتفصیل تذکره کیا هے اور خصوصیت کے ساتهه اُنکے ابتلاؤ محن اور وقعات مصریه و شامیه کے حالات لکهے هیں - امام موصوف کي ایک مشهور کتاب منهاج السنه هے - اُسکو اُنهوں نے مختصر کیا تها - اُسکے دیباچه میں بهي مفصل ترجمه درج کیا هے - علاوه بریں ابن تیمیه کي اکثر مصنفات اپنے قلم سے لکهي هیں ' اور اُنکے آخر میں یه ظاهر کرتے هوے که " میں نے خود مصنف سے به شرائط قراة و سماعة انکي اجازت لي" مختصراً تذکرهٔ حالات و مناقب بهي کر جاتے هیں - من احب شیاً اکثر ذکره - قول مندرجهٔ متن معجم کبیر میں هے - حافظ ابن ناصر الدین شافعي نے الردالوافر میں اور حافظ عسقلاني و سیوطي نے درر کامنه اور طبقات الحفاظ میں یه تمام اقوال یکجا کردیے هیں - نیز حافظ ابن قدامه و حافظ عماد الدین واسطي اور ابو حفص بزار وغیرهم نے سیرة ابن تیمیه میں - اور واضح رهے که صرف حافظ ذهبي هي کا یه حال نهیں هے - الرد الوافر میں تقریباً ایک سو اکابر و مشاهیر عهد و قریب العهد کے اقوال نقل کیے هیں جنهوں نے بالاتفاق آنکے مجتهد مطلق' امام العصر' نادرة الدهر' نابغة الاسلام ' اوحد الزمان' مجدد کتاب و سنة ' محي الملة ' انموذج الخلفاء الراشدین ' آخر الائمة المجتهدین ' مفتي الفرق ' الامام في کل علم و فن' اعجوب علماء القرون الوسطی' هونے کا ایسے لفظوں میں اعتراف کیا هے جن سے زیاده توصیف و تمجید کے الفاظ نهیں هوسکتے :

نه من بران گل عارض غزل سرایم و بس
که عندلیب تو از هر طرف هزار انند !

یه حال تو معاصرین اور قریب العهد علماء کا هے - بعد کے مورخین کا یه حال هے که الرد الوافر پر مصر و شام کے مشاهیر علماء و ائمهٔ عصر نے تقریظیں لکهي هیں - اُن میں حافظ ابن حجر عسقلاني اور قاضي عیني حنفي شارح بخاري بهي هیں - قاضي عیني لکهتے هیں که جو شخص ابن تیمیه کے مراتب عالیهٔ علم و عمل و اجتهاد و امامة سے انکار کرتا هے وه یا تو مجنوں و لایعقل هے' یا کمال سفیه و بلید ' یا سخت شریر و مفسد - حافظ عسقلاني

حدیث کو ابن تیمیه نہیں جانتے وہ حدیث هي نہیں ! اور معجم شیوخ میں لکھتے هیں "نصر السنة المحفوظة حتی اعلی الله تعالی منارہ و جمع قلوب اهل التقوی علی محبته" تو "سنة محفوظه" کا علم و عمل هي وہ نعمت عظمی هے جو اعمال نبوة کا دروازہ کھولدیتي هے - حافظ برزالي کا قول شاید اوپر گزرچکا هے "ما رأینا احداً اعلم بکتاب الله و سنة رسوله و لا اتبع لهما منه" هم نے ابن تیمیه سے بڑھکر نه توکسي کو کتاب و سنة کا عالم دیکھا اور نه عامل - سبحان الله کیسے جامع و مانع لفظوں میں تعریف کي هے که اس آدهي سطر کے اندر وہ سب کچھه آگیا جو ابن تیمیه کي نسبت کہا جاسکتا تھا - ایسے ممدوح کیلیے ایسے هي مداحوں کے قلم و زبان کي ضرورت تھي - پس یه چیز که کمال علم کتاب و سنة کے ساتھه کمال عمل کتاب و سنة بھي جمع هو جاے ' وہ فضل مخصوص هے جسکے بغیر نبوة کا پورا پوار علمي و عملي ورثه نہیں ملسکتا گو بقدر استعداد و استحقاق هر سالک طریق کے حصے میں کچھه نه کچھه ضرور آتا هے - معاصرین ابن تیمیه کي نسبت کون کہه سکتا هے که اس وراثت میں حصه نہیں رکھتے تھے ؟ لیکن ورثه کا پانا دوسري چیز هے اور وہ کامل اور پوري پوري وراثت دوسري چیز هے جسپر خلافت و نیابت اور جانشیني و قائم مقامي کا لقب صادق آ جاے - و لنعم ما قیل :

توفیق باندازۂ همت هے ازل سے
آنکھوں میں هے وہ قطرہ جو گوهر نہوا تھا !

اور یه جو کہا ' تو صرف جوش عقیدة کي مداحي نہیں هے ' بلکه اُنکے معاصرین میں جو لوگ صاحب نظر و نقد تھے ' خود اُنکي زبانوں سے بعینه یہي حقیقت نکل چکي هے - حافظ ابو العباس عماد الدین واسطي الحزامي

[بقیه نوٹ صفحه ۱۴۵]

کي راے اس تقریظ پر موقوف نہیں - انکي شیفتگي و ارادت کا جو حال هے وہ دررکا منه سے ظاهر هوتا هے جسمیں نہایت شرح و بسط سے ترجمه لکھا هے ' اور معاصرین کي شہادتیں انکے فضل و کمال مخصوص پر جمع کي هیں -

صاحب البلغة في الفقه باعتبار علم کے شیخ العصر اور باعتبار عمل و زهد و ورع کے بڑے بڑے اهل الله اور اصحاب طریقت کے ممدوح و مقصود تھے - حافظ ذهبي نے اُنکو اپنے شیوخ کتب (۱) میں سے شمار کیا هے - کتاب المشتبه میں اُنکا ذکر ان لفظوں میں کرتے هیں " قال شیخنا القدوة عماد الدین الحزامي " یهي حافظ عماد الدین ایک رساله میں جو اصحاب و تلامذۂ ابن تیمیه کے نام لکھا تھا ' لکھتے هیں " و الله ثم و الله' لم یرتحت ادیم السماء مثل شیخکم ابن تیمیه علماً و عملاً ' و حالاً و خلقاً و اتباعاً ' و

---

(۱) " شیوخ کتب " کا صحیح مطلب سمجھه لینا چاهیے - اوائل میں تعلیم صرف درس و املاء ' روایت و تحدیث ' اور صحبت و حضور مجالس میں محدود تھي - اُسکے بعد تدوین علوم و ترتیب کتب کا دور شروع هوا - اسلیے تعلیم و تحصیل کي بھي مختلف صورتیں اور قسمیں پیدا هوگئیں - ازآنجمله تین صورتیں هیں جنکے لیے گو خاص الفاظ وضع نہیں کیے گئے مگر انضباط و امتیاز کیلیے اگر اُنکو تعلیم علوم ' تعلیم کتب ' اور تعلیم روایات سے تعبیر کیا جاے تو بہتر هے - " تعلیم علوم " سے مقصود وهي طریق اصلي و قدیم که بذریعۂ درس و املاء (لکچرز) شیوخ سے علوم کي تحصیل کرنا - تمام فنون آلیه اور مہات علوم عربیة و قرآن و سنة کي تعلیم پہلے اس طریق سے حاصل کر لي جاتي تھي - آئمۂ علوم کي کتب امالي ایسے هي مجامع درس و املاء کے نوٹس یا لکچرز هیں - منتہیوں کیلیے اسمیں کسي مخصوص علم کي قید اور خصوصیت بھي نه تھي - اکثر اوقات اساتذۂ علوم حسب وقت و حضور افکار مختلف علم و فن کي ملي جلي صحبتیں جاري رکھتے تھے - قاضي ابو یوسف کي امالي مخصوص به فقه هے ' لیکن زجاجي ' ابو علی القالي ' سید مرتضي ' قاضي عبدالجبار ' ابن فارس و غیرهم کے جو دوا وین املاء اب نکل آئے هیں ' اُنمیں تفسیر ' لغة ' ادب ' تاریخ و وقائع ' مغازي و ملاحم وغیرها مختلف مباحث و مطالب پائے جاتے هیں - البته ابو علي قالي اور زجاجي وغیرہ کے یہاں غالب صحبت لغة و عربیة کي هے - ابتدا میں ان مجامیع کي بنیاد یوں پڑي که تلامذہ اپنے حفظ و یاد داشت کیلیے اساتذہ کے تمام امالي یا اُنکا خلاصه لکھه لیا کرتے تھے - لیکن آگے چلکر یه چیز اسقدر مقبول هوئي که اقسام تصنیف میں سے ایک خاص قسم بنگئي ' اور خود اساتذۂ و علماء فن اپني

کرماً و حلماً ' و قیاماً في حق الله تعالی عند انتهاک حرماته " قریب قریب ایسے هي الفاظ هیں - اسکے بعد پھر ایک موقعه پر لکھتے هیں " و والله

[بقیه نوٹ صفحه ۱۴۸]

مرویات کو بطور تصنیف کے مرتب کرنے لگے - اسطرح که حلقۂ درس میں مطالب و مسائل املاء کرتے اور ساتھه ساتھه لکھتے بھي جاتے - یا پہلے مجموعه مرتب کرلیتے اور پھر اُسي کو املاء کرتے - ابو علي قالي نے قرطبه میں اپني مشهور کتاب الامالي مرتب کي اور جامع زهراء میں اسکے مطالب کا املاء کیا - اس دور کے اصحاب تصنیف جب کبھي بولتے هیں " أمللت هذا الکتاب " یا " أمللت بحفظي " یا ابن خلکان وغیرہ میں اکثروں کي نسبت دیکھوگے " أ ملي کتاب فلاں " یا " أ ملي کتابه " تو اس سے یهي مقصود هے - آجکل کے بعض ارباب جرائد و رسائل نے اسکا مطلب نهیں سمجھا اور اس قسم کي تصریحات سے بالکل غلط استدلال کر بیٹھے - دراصل " ملل " اور " املاء " کے معني پڑھنے اور بیان کرنے کے هیں - بعض اصحاب لغة نے " ملة " کو بھي " أمللت الکتاب " سے ماخوذ بتلایا هے - سورہ بقرہ میں هے : ولیملل الذي علیه الحق اور فان کان الذي علیه الحق سفیها او ضعیفا اولا یستطیع ان یمل هو' فلیملل ولیه با لعدل اور سورۂ فرقان کے اوائل میں قران کے نزول و تلاوت کي نسبت کفار کا قول نقل کیا و قالوا اساطیر الاولین اکتتبها فهي تملی علیه بکرۃ و اصیلا - بهرحال ادب و حدیث میں طریق جمع املاء اور تمام علوم سے زیادہ رائج و مقبول تھا - البته محدثین کے یهاں " املاء " ایک مخصوص اصطلاح هوگئي - انهوں نے " سماع من لفظ الشیخ " کي دو مختلف قسمیں " املاء " اور مجرد " تحدیث " کو قرار دیا هے - اور یه منجمله اقسام ثمانیۂ تحمل حدیث عند المتاخرین (مثلاً قرأۃ و اجازۃ و منارلۃ و وجادہ وغیرها) ایک خاص اور اعلی قسم هے - کما صرح به الحافظ ابن الصلاح فی النوع الرابع و العشرین - دوسري قسم " تعلیم کتب " هے - اس سے مقصود یه تھا که جب مبادي و اوائل علوم کي تعلیم سے فارغ هوجاتے تھے' تو پھر آئمۂ علوم کي معتبر و معتمد کتابوں کو تصحیح الفاظ و معاني و ضبط و اتقان غرائب و مشکلات و تشریح مطالب و غوامض کے ساتھه ایسے شیوخ و اساتذہ کے سامنے پڑھتے اور سنتے تھے جنهوں نے انهي شرائط کے ساتھه اُن کتابوں کو به سلسلۂ اسناد و

ما رأينا في عصرنا هذا من تستجلى النبوة المحمدية و سنتها من اقواله و افعاله الا هذا الرجل - يشهد القلب الصحيح ان هذا هو الاتباع

[بقيه نوٹ صفحه ۱۴۸]

اجازة و مناولة تا مصنفين حاصل كيا هو - يا خود معاصرين و شيوخ ميں جو لوگ صاحب مصنفات معتبرہ هوتے تھے ' اُنكي مصنفات كو خود اُنكے سامنے جزء يا كلاً پڑھتے اور سنتے تھے ' اور فوائد و تشريحات متعلقه كے اخذ و سمع كے بعد به شرائط املاء و اجازة و مناولة اُنكي سند حاصل كرتے تھے - يه معلوم هے كه كسي مصنف كي كتاب كا بطور خود مطالعه كر لينا اور هے ' اور خود مصنف سے اُسكو سننا اور اُسكے غوامض و مباني و تشريحات كا حاصل كرنا اور هے - " تعليم روايت " سے مقصود يه تها كه قران حكيم اور احاديث و آثار و وقائع كو حسب طريق محدثين به سلسلۂ اسناد تا به صاحب قران و حديث صلى الله عليه و سلم ' يا تا به حاضر و سامع حاصل كرنا ' اور ايسے شيوخ حديث سے شرائط مقررۂ محدثين كے مطابق روايت كا سننا اور تحمل جنهوں نے لقاؤ سماع و تصافح وغيره مختلف طريق اسناد سے روايات صحاح و مسانيد و معاجم و كتب مشهوره كو اخذ كيا هو - اس طريق تعليم كي اهميت كا اندازه اس سے كيا جا سكتا هے كه بڑے بڑے اكابر و اعاظم علوم آخر عمر تك سند اقرب و جيد كي جستجو ميں رهتے تھے اور اسكي طلب ميں سفر و غربة كي بڑي بڑي محنتيں اور قربانياں گوارا كرتے تھے - " اقرب " يه كه سند كتاب و روايت ميں از اصل مبدء تا به شيخ كم سے كم واسطے هوں - " جيد " يه كه سلسلۂ اسناد كے اشخاص علم و معرفة اور حفظ و اتقان اور كثرت تلامذه و شيوخ و شهرت و اعتماد كے اعتبار سے ممتاز هوں - بسا اوقات ايسا هوتا تها كه ايك اهل علم كو كسي كتاب يا حديث كي متعدد اسناد حاصل هيں ليكن معلوم هوا كه فلاں معاصر كے پاس اُنهي چيزوں كي سند ايسے سلسلوں سے هے جن ميں ايك واسطه كم هے ' يا واسطة العقد كوئي مشهور و ممتاز شخص هے ' تو صرف اتني سي بات كيليے ممالك بعيده كا سفر اختيار كرتے يا مراسلة كي راه نكالتے تھے ' اور اُس سند كو حاصل كرے چھوڑتے تھے - حافظ سخاوي نے مسند امام احمد كي ايك ايسي سند كيليے جسميں انكي حاصل كرده سند سے ايك واسطه كم تها ' مصر سے عراق تك سفر كيا - اور علامۂ فلاني خود لكھتے هيں كه صحاح كي اقرب ترين اسناد كي

حقیقة ! " یعني قسم خدا کي ' پھر کہتا ھوں کہ قسم خدا کي ' آسمان کے نیچے آج تمھارے شیخ ابن تیمیه کا نظیر و مثیل کوئي دکھائي نہیں دیتا -

---

[بقیه نوٹ صفحه ۱۴۸]

جستجو میں تمام دیار مصر و شام و جزیره اور نجد و حساء کي خاک چھاني - طلب سماع روایت و تلقي و تحمل علوم و احادیث میں سلف کا جو حال رہا ھے' اسکے سامنے یه باتیں بھي ھیچ ھیں اور وہ اپنے مواقع پر درج ھیں - فربري کا قول مشہور ھے کہ امام بخاري سے اُنکي زندگي میں نود ھزار آدمیوں نے جامع صحیح کي سند حاصل کي' اور اسمیں ذرا بھي مبالغه نہیں - جس دن امام علي رضا نیشاپور میں داخل ھوے ' بیس ھزار آدمي اُنکي خدمت میں حاضر ھوے تاکه صرف ایک حدیث اُنکے آبائي سلسله سے سن لیں اور اھل بیت کرام کے سلسۂ علیه اسناد سے مشرف و مفتخر ھوں - ان بیس ھزار آدمیوں میں حافظ ابو زرعه اور امام مسلم بھي تھے - حاکم نے تاریخ میں لکھا ھے کہ اُس دن نیشا پور کا عجیب حال تھا - به یک وقت ھزاروں آدمیوں کے ھجوم و مرور سے تمام شہر گرد و غبار میں چھپ گیا - راستوں میں راھگیر ایک دوسرے کو سوجھائي نہیں دیتے تھے !

رشک آیدم به روشني دیده ھاے خلق
دانستـه ام که از اثر گرد راه کیسـت !

امام ابن تیمیه حافظ ذھبي کے شیوخ کتب میں سے ھیں - حافظ موصوف نے معجم شیوخ میں لکھا ھے کہ مسند امام احمد بن حنبل اور مصنفات قاضي ابو یعلي و ابن بطه و ابن منده وغیرھم اکابر حنابله ' اور بعض دیگر صحائف سنة کي اجازت قرآة و سماع کے ساتھه میں نے ابن تیمیه سے لي ھے - اسکے علاوہ خود امام موصوف کي تمام مصنفات کي اجازت و اسناد بھي حاصل کي ھیں - الفیه میں سب سے پہلے امام ابن تیمیه کي اجازة جمیع مصنفات کیلیے درج کي ھے - انکا ایک مشہور رساله رفع الملام عن ائمة الاسلام ھے - اسکو اپنے قلم سے لکھا ھے - اُس کے خاتمه میں لکھتے ھیں " سمعت هذ الکتاب علی مولفه شیخنا الامام العلامة الاوحد شیخ الاسلام ' و مفتي الفرق ' قدوة الامة ' اعجوبة الزمان ' تقي الدین ' سید العباد ' ابي العباس احمد بن تیمیه رضي الله تعالی عنه " - حافظ عماد الدین الواسطي بھی (جنکا ذکر متن کتاب میں آیا ھے) حافظ ذھبي کے شیوخ کتب میں

نہ علم میں نہ عمل میں، نہ حال میں نہ اخلاق میں، نہ اتباع حق اور نہ شیوۂ کرم وکمال حلم میں، اور نہ اللہ اور اسکے شعائر کے حفظ و قیام کي راہ میں - اور قسم خدا کي، ہمنے اپنے زمانے میں کسي کو نہ دیکھا جسکے اقوال وافعال سے نبوۃ محمدي کے انوار اور اُنکي سنۃ کي روشنیاں چھن چھنکر نکلتي ہوں - اِلا ابن تیمیہ کو - اُنکو دیکھکر دل بے اختیار بول اُٹھتا ہے کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

(بقیہ فوت صفحہ ۱۴۸)

ہیں - خود انکي بعض مصنفات کي اجازۃ اُنسے لي تھي، یا کسي کتاب کي سند اقرب وحید انکے پاس ہوگي، اسکي اسناد حاصل کي اور اپنے شیوخ میں شمار کیا - اس بارے میں علماء سلف خصوصاً محدثین کرام کے ذوق علم کا کچھہ عجیب حال رہا ہے - خود معاصرین باہمدگر ایک دوسرے سے اجازۃ و اسناد حاصل کرلیتے، اور کمـــال حق پژوہي و بے نفسي سے ایک دوسرے کو بلا تکلف اپنے شیوخ میں شمـــار کرتے ! - حتی کہ اگر اُنکے شاگردوں کے پاس بھي کسي کتاب کي سند ہوتي، یا کوئي عمدہ اور اقرب سلسلۂ اسناد ہوتا، تو بلا تامل اُنکے سامنے شاگردانہ بیٹھہ جاتے اور سند حاصل کرلیتے - یہ معـاملہ بڑے بڑے اکابر محدثین کي نسبت منقول ہے - ابن أبي شیبہ نے وکیع کا قول نقل کیا ہے " لا یکون الرجل عالماً حتی یحدث عمن ہو فوقہ، وعمن ہو مثلہ، وعمن ہو دونہ " خود امام بخاري کا قول وعمل یہ تھا : " لا یکون المحدث کاملا حتی یکتب عمن ہو فوقہ و مثلہ و دونہ " نقلہ الحافظ بن حجر في ہدی الساری - دنیا کي کسي قوم کي علمي تاریخ علم پرستي کي ایسي سچي اور پاک مثالیں نہیں پیش کرسکتي -

(مصنف نے یہاں اس فوت نوت کو بہت طول دیا تھا - مسودہ کے اُنیس صفحوں تک برابر چلا گیا تھا - جناب مصنف اپنے جوش تحریر میں اسکي پروا نہیں کرتے، لیکن کئي کئي صفحوں کے فوت نوتس کا ہونا میرے خیال میں سخت قابل اعتراض ہے، اور اصل کتاب کے مطالعہ میں اس سے بے لطفي ہو جاتي ہے - میں نے اسقدر تـکرہ یہاں کیلیے ضروري پایا تو رہنے دیا - باقي باب پنجم میں داخل کردیا - وہاں مولانا نے اپنے والد مرحوم کے حالات تعلیم و اسناد کتب کا مفصل حال لکھا ہے اور بعینہ یہي مبحث وہاں بھي چھڑ گیا ہے - پس ایک ہي چیز کو دو جگھوں میں بیان کرنے سے کیا فائدہ ؟ چنانچہ اس حاشیہ کا بقیہ بھي اسي مبحث میں ملا دیا گیا - اسطرح ایک مستقل فصل اس مبحث پر مرتب ہوگئي - پبلیشر)

حقیقي اتباع اِسکو کہتے ھیں' اور ایسا ھوتا ھے ! - انتہی - یہ حافظ موصوف کي شہادت ھے - میں کہتا ھوں کہ اُسوۂ محمدي کے کامل تأسي اور علوم و معارف نبوۃ کے کامل استفاضہ کا یہي وہ مقام ھے ' جسکو اصحاب اشارات نے " نسبت محمدي " سے تعبیر کیا ھے' تو یہ " نسبت محمدي " ھے - اور " نص محمدي " کا وہ استفاضۂ تامہ جسکي نسبت صاحب فتوحات نے کہا کہ امۃ مرحومہ کیلیے قطبیۃ و فاتحیۃ اور ولایۃ کبری کا منتہی مرتبہ یہي ھے - اور پھر یہي وہ حقیقت ھے ' جسکو بعض اصحاب اصطلاح نے " اتحاد " کے مقام سے تعبیر کیا - یعني اتباع اور تعشق و تشبہ با لانبیاء کے کمال تفانی و استہلاک سے بحکم " المرء مع من احبہ "

عن المرء لا تسئل ' و سل عن قرینہ !

مطیع و محب کا مطاع و محبوب کے تمام صفات و خصائص سے متمثل و متخلق ھوجانا ' اور بحکم " من کان اللہ و رسولہ احب الیہ مما سواھما " اور " حتی یکون ھواہ تابعا لما جئت بہ " اسدرجہ اعتقاداً و عملاً استغراق محبت رسول و ترک ما سواہ کہ بحکم ومن یطع اللہ و رسولہ فاولئک مع الذین انعم اللہ علیھم الخ - کامل مرتبۂ معیۃ و یگانگت سے بہرہ اندوز و فائز المرام ھونا ' اور

فاذا ابصرتہ ' ابصرتني

کے معاملہ کا پیش آجانا - نہ وہ " اتحاد " جو ملاحدۂ حلولیہ کا اتحاد ھے ' اور جو في الحقیقت انسان کے تمام مخترعہ اقسام شرک میں سے اکبر و اغلظ قسم شرک کي ھے - اعاذنا اللہ منہ - کیونکہ في الاصل " اتحاد " مصطلحۂ اصحاب حق و توحید کے معني اس سے زیادہ نہیں کہ " تخلقوا باخلاق اللہ "

رشتۂ درگردنم افگندہ دوست

مي برد ھرجا کہ خاطر خواہ اوست !

حافظ ابن کثیر (صاحب تفسیر) نے اپني تاریخ کبیر " البدایۃ و النہایۃ " میں اِنہي شیخ عماد الدین واسطي کي نسبت لکھا ھے کہ ابتدا

میں انکا مسلک دوسرا تھا ' لیکن پھر دوسرا ھي رنگ چڑھگیا - اس تبدیلي کا باعث صرف امام ابن تیمیہ کي ایک صحبت ھوئي - انکي نشوؤ نماء فقہاؤ متکلمین کي جماعت میں ھوئي تھي' اسلیے جدل و خلاف اور کلام و راے کا اثر غالب تھا - مصر سے بغداد گئے تو وھاں خیالات میں توسیع ھوئي اور اپني حالت کا محاسبہ کیا تو یقین و طمانیۃ سے قلب کو خالي پایا - نتیجہ یہ نکلا کہ فقہاء و متکلمین کے طریق سے دل برداشتہ ھوگئے اور تصوف کي طرف توجہ ھوئي ' لیکن عامۂ متصوفین کي صحبتوں کا جو رنگ ڈھنگ نظر آیا ' اس سے طبیعت اور زیادہ مکدر ھوگئي - بالاخر دمشق آے اور امام ابن تیمیہ کي صحبت میں داخل ھوے - وہ خود بیان کرتے ھیں کہ جب پہلی مرتبہ اُنکي صحبت درس میں حاضر ھوا تو عجیب اتفاق ھے کہ علم کلام ھي کي نسبت صحبت تھي - امام موصوف فرما رھے تھے " دنیا میں متکلمین و فلاسفہ سے بڑھکر مضطرب و محروم اور اطمینان قلب و سرور روح کي لذت سے یکقلم نا آشناء اور کوئي گروہ نہیں " پھر مشاھیر فلاسفۂ قدماء و ارباب مقالات کے چند اقوال سناے جن میں اونھوں نے خود اپنے وجود پر مجہولیۃ و نامرادي اور بد حالي و بے بصیرتي کي شہادت دي ھے - اسي سلسلے میں امام رازي کے اشعار پڑھے کہ انکي مدۃ العمر کي کاوش و تعمق اور طلب و جستجو کا ما حصل یہ تھا :

لعمري لقد طفت المعاھد کلھا ۔۔۔ و سیرت طرفي بین تلک المعالم
فلم أرالا واضعا کف حائر ۔۔۔ علي ذقن ' او قارعا سن نادم

اور کہا کہ بعضوں نے اپني مدۃ العمر کے قیل و قال اور کیف و لماذا کا حاصل یہ بتلایا ھے (دراصل اشعار بالا شہرستاني کے اور آئیہ امام رازي کے ھیں)

نہایۃ اربا ب العقول عقال ۔۔۔ و اکثر سعي العالمین ضلال
ولم نستفد من بحثنا طول عمرنا ۔۔۔ سوي ان جمعنا فیہ قیل و قالوا

آخر میں ایک ایسے قاطع و ارفع طریق سے جو سارے شکوں کو مٹا دینے والا اور ساري بے چینیوں سے نجات دلا دینے والا تھا ' ثابت کیا کہ جن

لوگوں نے اپني محرومي و محجوبيت اور كوري و مجهوليت پر خود يه كچهه شهادتيں دي هيں ' بهلا انكي پيروي سے كب باب معرفت تك رسائي هو سكتي هے ؟ قلت و ما احسن القول الشاعر العارف :

آن لعل گراں بها ز كان دگرست واں دريگانه را نشانے دگرست
اندیشهٔ این واں خیال من وتست افسانهٔ عشق را بیانے دگرست

پس حقيقت وهي هے جسكو وحي الهي اور حاملين منصب نبوة على الخصوص آخرهم و اعظمهم محمد الرسول الله صلى الله عليه وسلم اور انكے اصحاب و اتباع نے دنيا كے آگے پيش كيا ' اور شك و ظن كي ظلمت و محجوبيت كي جگه علوم سماويه و نبويه كي يقينيات و براهين كا دروازه نوع انساني پر كهولديا ' اور جسكے علم و عمل كا نمونه سلف صالح و اوائل امة مرحومه من السابقين الاولين من المهاجرين و الانصار ' و الذين اتبعوهم باحسان من ورثة الانبياء و خلفاء الرسل و ائمة الهدى ' رضي الله عنهم ورضوا عنه نے اخلاف و آخر امت كو هميشه كيليے دكهلا ديا : اولائك على هدى من ربهم و اولائك هم المفلحون - شيخ موصوف كهتے هيں كه اس ايک هي صحبت ميں سارے پردے شكوك و اضطراب كے اٹهه گئے ' اور ميرے دل نے حلاوة ايقان و طمانية كي لذت پالي - ميرا دل بے اختيار پكار اٹها كه جس نور حقيقت كي جستجو ميں سرگردان وحيران هوں ' اسكي شعاعيں امام ابن تيميه كے ناصيهٔ امامت پر چمک رهي هيں - جب وه ميرے حالات سے مطلع هوے تو وصية كي كه ساري چيزيں چهوڑ كر صرف سيرة نبويه كے مطالعه اور تدبر و تفكر كو اپنے اوپر لازم ٹهرا لو - يقين اور ايمان كي تمام بيماريوں كيليے يهي ايک نسخه كافي هے - چنانچه ميں نے اس وصيت كو حرز جان بنايا ' اور جو كچهه پايا اسي كے وسيله سے پايا - اور هلاكت دنيا و آخرة سے نهيں بچا مگر اسي كے طفيل - انتهى -

شيخ موصوف نے صرف سيرة طيبه كے مطالعه هي پر اكتفا نهيں كيا ' بلكه كمال شغف و ربط قلب سے اس باب ميں بعض مفيد تاليفات بهي كيں - ازانجمله سيرة ابن اسحاق كا خلاصه هے جسكي حافظ ذهبي نے بهت تعريف

سي هے اور لکھا هے که گو ماخذ اسکا تهذیب ابن هشام هے لیکن حسن تبویب و اضافۂ فوائد کے لحاظ سے مستحق ترجیح هے -

فصل

شیخ عماد الدین واسطي (رح) نے امام موصوف کي جس صحبت کا ذکر کیا هے تو یه مبحث منجمله اُن اهم ترین مباحث شریعة اور دقیق ترین مقامات معارف کتاب و سنة کے هے ' جنکي کشف و تحقیق اور بحث و تنقیب امام ابن تیمیه کے مخصوص معارف میں سے هے - بلکه انکے منصب تجدید و امامة في الدین کا اصلي جوهر اور انکے تمام علوم و مقالات کا روح الروح اور صفوة المقال یهي مقام هے - حقیقت اگرچه سلف کے یهاں حالاً و عملاً بحد کمال موجود تهي ' لیکن قولاً و علماً اسکو منتها درجۂ بحث و تحقیق و وضوح تک پهنچا دینا اور بطریق جوامع و کلیات و قواعد و مقالید اسکا اثبات کرنا اور اسدرجه منقح و صاف کردینا که لو کشف الغطاء لما ازددت یقیناً کا جمله اُسپر صادق آے ' تو یه فضل مخصوص صرف امام موصوف اور اُنکے اصحاب و تلامذه هي کے حصه میں آیا - اسي لیے امام ذهبي نے کها " و لقد نصر السنة المحضة و الطریقة السلفیه و احتج لها ببراهین و مقدمات و امور لم یسبق الیها ' و اطلق عبارات احجم عنها الاولون و الاخرون " اور اسي لیے انکا مرتبۂ تجدید اور فاتحیة تمام مجددین و فاتحین اعصار اوآخر میں سب سے بالا تر و ارفع واقع هوا - کیونکه اکثر مجددین اُمة کي تجدید و دعوة متعلق اعمال و فروع کے هے ' لیکن امام موصوف کي تجدید براه راست علوم و عقائد و اصول و اساسات شریعة سے متعلق هوئي - پس جو نسبت اصل اور فرع میں هے ' وهي نسبت اُنکے مرتبۂ تجدید اور دیگر مجددین اُمة کے مراتب میں سمجهني چاهیے - اور پهر بسبب اکتساب فیضان نسبت جامعیة محمدي ' علم و عمل کي اور تمام شاخوں اور راهوں کا بهي اُنکے مقام دعوة و تجدید نے احاطه کیا ' اور اسطرح "آنچه خوبان همه دارند تو تنها داري" کا معامله بهي واقع هوا - ذلك فضل الله

یوتیه من یشاء اور اسیلیے گو اُنکا ظہور دور متاخرین میں ہوا ' لیکن بہ لحاظ مرتبۂ و معنویۃ کے داخل صفوف اوائل و اسلاف اُمۃ و مصداق صحیح و اخرون منهم لما یلحقوا بهم - اور پھر اسي لیے سلسلۂ اصلاح و تجدید اُمۃ میں انکي دعوۃ خلف کیلیے واسطۃ العقد کا برزخ واقع ہوئي جو خلف کو سلف سے جوڑتي اور اواخر پر اوائل کے فیضان و برکات کا دروازہ کھولتي ہے - اور یہي بات ہے کہ عہد آخر کے تمام معاملات و کاروبار تجدید و دعوۃ کي فاتحیۃ و قطبیۃ اُنہي کے سپرد ہوئي - و ما احسن ما قال الشیخ بدر الدین بن عز المغیثي في رثائه - رحمۃ الله علیهما :

فلئن تاخر فی القرون لئامن

فلقد تقدم فی العلوم امام !

بہر حال اصحاب تاویل و راے اور متکلمین و اتباع فلاسفہ کي بے حاصلي و نا مرادي ' اور سلف اُمۃ و اصحاب تفویض کے مذہب حق و طریق حکمت اور عقلیات صادقۂ و فاضلہ کے اثبات و نصرۃ میں امام ابن تیمیہ کے مباحث و مقالات اور براهین و قواطع کا عالم ہي دوسرا ہے ' اور افسوس اُمت کي محرومي و واماندگي پر کہ صدیوں سے یہ خزائن معارف و کنوز حقائق موجود ہیں ' مگر کوئي انکا شناسا و عارف پیدا نہوا - بلکہ ہمیشہ غفلت و جہل اور تعصب و جحود کي تاریکیوں میں مدفون و مجہول رکھا گیا - و هذا لیست اول قارورۃ کسرت فی الاسلام - و کم من نوبۃ قد رمو الحق و العلم عن قوس واحدہ ! علی الخصوص آجکل مسلمانوں میں جس فتنۂ عقائد نے سر اُٹھایا ہے ' اور بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون وہ تمام فتنے اکٹھے ہوکر پلٹ آے ہیں جو عقائد اسلامیہ کے مختلف دوروں میں فرداً فرداً ظاهر ہوے تھے ' اسکے لحاظ سے تو آج معارف ابن تیمیہ سے بڑھکر اور کوئي چیز مطلوب و مقصود وقت نہیں - البتہ ضرورت بہت کچھہ اضافۂ مطالب ' و تفصیل اجمال و توضیح اشارات ' و ضبط و تالیف اشتات و انتشار کي ہے - اور اسکا بہترین محل و موقعہ امام ابن تیمیہ اور انکے اصحاب و تلامذہ کي سیرۃ و سوانحات عمریہ میں ملسکتا ہے - اس چیز کا خیال عرصہ سے تھا - لیکن ان سطور کو لکھتے

هوے بے اختیار اس کام کي طرف دل مائل هو رها هے - اگر تفسیر کے سلسلے سے ذرا بهي مهلت نکلي اور حضرة شاه ولي الله کي سیرة کي تکمیل سے فراغت هوئي تو انشاء الله سیرة ابن تیمیه و اصحابه کي ترتیب پر متوجه هونگا - باقي رها اصل مبحث تو الحمد لله تفسیر البیان میں به تحت سورة بقره نهایت شرح و بسط سے لکها جاچکا هے ' اور جسته جسته دیگر مقامات تفسیر میں بهي اسکي تحقیق و توضیح هوچکي هے ' اور چونکه مسئله کی اهمیت طالب انفراد بحث و استقلال نظر تهي ' اسلیے گذشته سال ایک مستقل رساله " اتحاف الخلف بطریقة السلف " کے نام سے بهي انجام کو پهنچا - انشاء الله اس باب میں کافي و شافي هوگا - اس موضوع پر بعض دیگر تالیفات بهي پیش نظر هیں - لیکن ابهي یهي کس کو معلوم هے که یه تمام اوراق پریشان جن کو بلا فکر مال و مستقبل لکهتا جاتاهوں ' اور (بقول ابن رشد) اس شخص کیطرح جو اپنے آتش زده مکان کا سامان جلد جلد کهڑکي سے باهر پهینک رها هو ' باوجود هجوم نوازل ' و انبوه زلازل ' و احاطهٔ حوادث ' و تشتت بال ' و بے سر و ساماني حال ' جسقدر بهي فراغ خاطر ساتهه دیتا هے ' صحبت قرطاس و قلم و تسوید واردات و افکار میں کمي نهیں کرتا ' کبهي جمعیت و ترتیب اور صورت انطباع و اشاعت بهي نصیب هوگي یا نهیں ؟ البته مزدور کا کام محنت هے ' اور چاکر کا چاکري - بعد کي فکر نه همکو کرني چاهیے ' اور نه کرنے سے کچهه حاصل :

که خواجه خود روش بنده پروري داند !

و الله لا یضیع عمل عامل من ذکر و انثي و علیه فلیتوکل المتوکلون !

یه سب کچهه جو هو رها هے ' اگر ایک ذرهٔ اخلاص و صداقت بهي رکهتا هے ' تو پهر نه خوف زیان هے اور نه خدشهٔ ضیاع ' اور انشاء الله لا خوف علیهم و لا هم یحزنون کا معامله ارباب عمل کیلیے هر وادي اور هر گوشهٔ کار میں کارفرما - شاهان عالم کے بناے هوے محل مٹ گئے اور قوموں کے آباد کیے هوے شهر ویران هوگئے - کان لم یغنوا فیها - لیکن اصحاب اخلاص کا ایک کلمهٔ حق اور ایک نقش صدق بهي لوح عالم سے محو نه هو سکا - حتی که جو

بقاء ذکر عظیم الشان بابل کے آباد کرنے والوں اور مصر کے سر بفلک مناروں کے بنانے والوں کو بھي نصیب نہ ہوا (حالانکہ شاید اسي غرض سے جبل مقطم کي چٹانیں کاٹ کر چار سو ساٹھہ گز کي بلندي تک پہنچادیں) وہ اصحاب کہف کے ایک بے زبان کتے کو اُس غیر فاني کتاب کي لوح محفوظ میں حاصل ہے، جسکي دائمي حفاظت کي تصدیق میں خود اللہ نے اپني ذمہ داري پیش کي ہے : وکلبھم باسط ذرا عیہ بالوصید ! وللہ درما قال :

هرگز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعشق
ثبت ست بر جریدهٔ عالم دوام ما !

شیخ واسطي نے امام موصوف کے جو اشارات متکلمین و ارباب تاویل کے باب میں نقل کیے ہیں، انکو زیادہ تفصیل کے ساتھہ انہوں نے اپنے مشہور مقالہ عقیدۃ الحمویہ میں لکھا ہے - یہ وہي تحریر ہے، جسکي بنا پر سب سے پہلے امام موصوف کے خلاف علماء سوء نے فتنہ اٹھایا ، اور ربیع الاول سنہ ۶۹۸ میں مبتلاے محن و آلام ہوے - یہ رسالہ مصر میں دو بار چھپ چکا ہے - علامۂ سفاریني نے کہ گیارھویں صدي کے کبار اصحاب اثر و اعاظم حماۃ طریق سلف میں سے ہیں ، ایک ضخیم مجلد میں اسکي شرح بھي لکھي ہے، اور اُن طالبان حق و جویان حقیقت کیلیے جنکے امراض قلب و اعتقاد کو علامۂ نسفي و تفتازاني و دواني (رحمہم اللہ) کے شفاخانوں نے اور زیادہ مزمن و شدید کر کے چھوڑ دیا ہو، اکسیر اعظم و تریاق مجرب و شفاء لما في الصدور کا حکم رکھتي ہے - ففیہ ماتشتھیہ الانفس و تلذ الاعین :

سر خدا که عارف و زاهد کسے نه گفت
در حیرتم که باده فروش از کجا شنید ؟

فصل

بہر حال اس واقعہ میں قابل غور وہ عشق و شغف ہے، جو امام موصوف کو خصوصیت کے ساتھہ سیرۃ نبویہ سے تھا - ایک سرسري نظر رکھنے والا تو

اس واقعه کو معمولي سي بات سمجھکر معرضانه آگے بڑھجائیگا - لیکن صاحب نظر و بصیرة اسي ایک بات سے امام موصوف کے تمام علوم و اعمال کا محور و مرکز معلوم کرلے سکتا ھے -

انھوں نے ایک ایسے صاحب علم مگر مریض شک و اضطراب کو جو مدعیان علم و حکمت کي دانش فروشیوں کے ھاتھوں اپنا یقین و اطمینان ضائع کرچکا تھا ' یه وصیت کي که ساري چیزیں چھوڑکر صرف حیات طیبۂ نبوت کے مطالعۂ و تفکر میں لگ جاؤ - اور گویا اسطرح بتلا دیا که علم و بصیرة کا اصلي سرچشمه صرف حیات نبوت اور منهاج مقام رسالت ھے ' جسکو قرآن حکیم نے " الحکمة " کے لفظ سے تعبیر کیا ھے : و من یوتي الحکمة فقد اوتي خیراً کثیرا - کیونکه دنیا میں " حکمت صادقه " کا اس " حکمت " سے الگ کوئي وجود ھي نہیں - " حکمت " یا تو خود منهاج و سنة نبوة ھے ' یا علم و عمل کي ھر وہ بات جو اُس سے ماخوذ اور صرف اُسي پر مبني ھو - یہي " خیر کثیر " مبدء جمیع خیرات و برکات ارض و نوع ھے ' اور صرف اِسي نسخۂ شفا سے دل اور روح کي ساري بیماریاں دور ھوسکتي ھیں - خواہ شکوک و ارتیاب کي بیماري ھو ' خواہ اوھام و انکار کي - خواہ ادعاء ادریة کا ھیجان ھو ' خواہ حیراني و سرگرداني لا ادریة کا خمار :

ز ھر مرض که بنالد کسے ' شراب دھید !

کوئي بیماري ھو ' دوا صرف ایک ھي ھے :

یکے دواست بدار الشفاء میکده ھا !

باقي یا تو اسماء مختلفه ھیں اور مسمی وھي ایک ھے - مثلاً " سنة و سیرة " کي جگه " قرآن و کتاب " کا لفظ بولدیا جاے که نام دو ھوگئے مگر حکایت شهد و عسل سے زیادہ نہیں - یعني بات وھي ایک رھي - دلالة و تسمیه میں تعدد ھوا - مدلول و مسمی میں نہیں :

عباراتنا شتی و حسنک واحد !

یا پھر اُسي نسخه کے اجزاء و توابع جیسے آثار و سیرة صحابۂ و سلف اُمت ' اور معارف و بصائر ماخوذۂ و مکتسبۂ کتاب و سنة که گو اشکال و اسماء میں

تفرقۂ و امتیاز ہوا ' مگر بحکم " علیکم بسنتي و سنة خلفاء الراشدین " اور وآخرین منهم لما یلحقوا بهم اور فاولئک مع الذین انعم الله علیهم الخ اور " ما انا علیه و اصحابي " معناً و حکماً جزء و کل ' اصل و فرع ' مصدر و مشتق ' یا شمس و کواکب کا سا معاملہ واقع ہوا ہے - روشني صرف ایک هي ہے اور ایک هي کي ہے - اگرچہ چاند سے بهي ملجائے اور چمکیلے ستاروں سے بهي :

بحر یست متحد که باشکال مختلف
باران و قطرۂ و صدف و گوهر آمده
مشتق چونیک درنگري عین مصدرست
کین در صفات ظاهر خود مضمر آمده

و یقرب من هذا ما قیل بالعربیه :

و ما البحر الا الموج لا شي غیره
وان فرقته کثرة المتعدد !

اور اگر یه دونوں صورتیں بهي نہیں ' تو پهر جو کچهه ہے ' نه تو علم ہے اور نه شفا ' بلکه خود جهل ہے اور مرض - اگرچه افسوس که اس دنیا میں زیادہ حصه اُنهي مریضوں کا بستا ہے جنهوں نے همیشه طلب مرض کو طلب شفا سمجها ہے ' اور سم قاتل سے امید حیات رکهي ہے ! اور پهر یاد رہے که یهي معني هیں سلف کے اس قول کے که علم نہیں ہے مگر وہ جس میں حدثنا اور اخبرنا هو - اسکے سوا جو کچهه ہے وساوس و ضلالة سے زیادہ نہیں - کما قال الشافعي رضي الله عنه :

کل العلوم سوي القران مشغلة الا الحدیث و الاالفقه في الدین
العلم ما کان فیه قول حدثنا وما سوا ذاک وسواس الشیاطین

اور یهي معني هیں اس قول نبوي صلعم کے که علم صرف تین هیں - ماسوا انکے جو کچهه ہے فضل ہے - آیة محکمه ' سنة قائمه ' فریضۂ عادله - اور یهه منجمله جوامع الکلم نبویه کے ہے که اس دنیا میں علم کي حقیقت اور اسکے حدود و مقاصد و مراتب و انواع کي نسبت جو کچهه

بهي كها جاسكتا هے ' وہ سب كچهه ان تين لفظوں ميں جمع كرديا گيا اور بتلاديا گيا - و لكن لا يعقلها الا العالمون - و قدس الله روح القائل و هو حجة الاسلام ابن قيم اذ يقول في النونية الكبرى :

العلـــم قال الله قال رسوله قال الصحـــابة هم اولوالعرفان
ماالعلم نصبك للخلاف سفاهة بين الرسول وبين راي فلان
كلا و لا عزل النصـــوص وانها ليست تفيد حقائق الايمـــان
اذ لا تفـيدكم يقينـاً لا ' ولا علماً ' فقد عزلت عن الايقان
والعلم عندكـــم ينـــال بغيرها بزبالـــة الا فـــكار و الاذهـــان
سميتمـــوه قواطعـــاً عقليـــة نفي الظـــواهر حا ملات معان
كـــلا ' ولا احصاء اراء الرجـا ل وضبطـها بالحصر و الحسبان
كلا و لاالتاويل و التـبـديل والـــــتحـــريف للوحيين بالبهـتان
كلا ولا الا شكال والتشكيك والـــــوقف الذي ما فيه مـن عرفان
هذى علومكم التي مـن أجلها عادتيمـــونا يا اولي العرفان !

و قال شيخ الاكبر ' من جملة ابيات افتتح بها الباب الثا من و ثلاث مائة من الفتوحات :

كل علم يشهـد الشـــرع له فهو علـــم نبـــه فلتعتصـــم
فاذا خالفـــه العقـــل فقل طورک الزم ما لكـم فيه قدم

اور سبب اسكا ظاهر هے - قلب و روح كي جتني بيماريان بهي هيں ' اصل مبدء انكا دو قسموں سے باهر نهيں - ايک قسم مرض كا نام الحاد و انكار هے - دوسري كا توهم و سوفسطائية - باقي تمام بيماريان اسي كے اتبـاع و عوارض و فـروع هيں - اور دونوں قسموں ميں ظهور مرض كے علائم و آثار و عواقب مشترک هيں - يعني دونوں كا نتيجه شک و جهل و اضطراب ' اور فطرة كي طمانية اور سرور و راحت قلبي كا ازاله - يعني باصطلاح قرآن حكيـم " نفس مطمئنه " (١) كا فقدان - پس

(١) انسان كي نفسي و قلبي حالت بلحاظ سعادت و شقـــارت تين قسموں سے باهر نهيں - يا تو نور فطرة كي محجوبية و مظلمية بمصداق كلا بل '

مرض بلحاظ علت و ظہور ہر حال میں صرف یہی ہوا کہ شک و ظلمت - اور اس عالم میں وحي الہي اور حکمـــة نبوة اور انسے ماخوذ و مکتسب کے

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۲]

ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون اور اسکا بعد مسخ و انقلاب پہنچ جانا ' حتی کہ احساس و تمیز تک کا باقي نہ رہنا - یہ حالت ہوجاے کہ روشني اور تاریکی' سنکھیا اور دردہ ' دونوں کو ایک سمجھنے لگے - نہ اچھائي پر خوشي ہو نہ برائی پر غم - سو قران حکیم نے اسکو " نفس امارہ " سے تعبیر کیا ہے - ان النفس لامارة با لسوء - اوریا پھر اس ظلمت کدہ سے قدم باہر نکلتا ہے - نور فطرة کي بجھتي ہوئي روشني ٹمٹمانے لگتي ہے - حتیٰکہ احساس وامتیاز خفتہ جاگ اٹھتا ہے ' اور روشني کي تمنا اور تاریکي سے بیزاري محسوس ہونے لگتي ہے - برائي سے بچنے اور کانٹوں میں نہ الجھنے کي طاقت تو نہیں ہوتي' لیکن فطرة اصلیہ کا سروش غیبي اپنا کام شروع کردیتا ہے - اسکي صدائیں برابر سنائي دینے لگتي ہیں- اچھائي اور نیکي سے وہ خوش ہوتا ہے اور تحسین کرتا ہے ' اور بدي و بے راہي پر غمگیں ہوتا اور ملامت کرنے لگتا ہے - یہ " نفس لوامہ " کي تندرستي وحصول کا مرتبہ ہے - اور اسي لیے قران حکیـــم نے اپنے طرز مخصوص میں اسکي اندروني شہادت پر انسان کو توجہ دلائي ہے جو قانون مجازات و مکافات کي تصـــدیق کرتي اور نتائج و ثمرات عمل و تفریق عمل حسن و سوٴ کا یقین دلاتي ہے - کیونکہ اگر ایسا نہیں ہے تو ایک کام پر خوشي و سرور کا احساس کیوں ہو' اور دوسرے کام پر ملامت و احساس ندامت و خوف کیوں ؟ لا اقســـم بیوم القیامہ ولا اقسم با لنفس اللـــوامہ - یہي وہ حقیقت ہے جسکي طرف حدیث ابن معبد عند احمد والدارمي میں اشارہ فرمایا' اور جو حقیقت خیر و شر و فطرة انسانیۂ اصلیہ کے باب میں چند لفظوں کے اندر ایک صحیفۂ علـــم اور ایک دیوان درس حقیقت ہے' اور اسي لیے طالب انفراد بحث و استقلال نظر' کہ " البرما اطمأنت علیہ النفس ' و اطمان الیہ القلب ' و الا ثم ما حاک فی النفس و تردد فی الصدر' و ان افتاک الـــناس و افتوک " یعني فرمایا - کیا نیکي اور اچھائي کي حقیقت اور پہچان پوچھتے ہو؟ سو پہچان اسکي یہ ہے کہ " استفت قلبک " اپنے ضمیر سے فتویٰ طلب کرو - نیکي وہ کام ہے جس پر نفس کو اطمینان اور خوشحالي ہوئي اور دل کے لیے اسپر قرار اور اتکاؤ

علاوہ جو کچھہ ہے " یقین ' برہان ' بصیرۃ " اور " فرقان " نہیں ہے - شک و ظن ہے - عدم علم و بصیرۃ ہے - یا تخمین و راے اور تلعب و تخرص

(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۳)

ہوا - اور گناہ وہ ہے کہ اطمینان کي جگہہ تمہارے اندر چبھن اور خلش پیدا کرے ' اور دلکو اُسپر جماؤ اور قرار نہو - اگر سیکڑوں آدمی فتوی دیدیں کہ فلاں بات اچھي ہے لیکن خود تمہارے اندر اسپر اطمینان اور جمعیۃ خاطر نہو تو سمجھہ جاؤ کہ اسمیں کوئي کھوٹ ضرور ہے - انتہی - البتہ یہ یاد رہے کہ اس حدیث میں " قلب " کا جو لفظ آیا ہے ' تو اس سے مقصود " قلب سلیم " ہے - نہ کہ سقیم و مریض - کیونکہ ذائقہ کے باب میں تندرست آدمي کا ذائقہ معتبر ہوگا - نہ کہ بیمار کا - رات بھر کے تپ صفراوي نے جسکي زبانکے ذوق اصلي پر قبضہ کرلیا ہے ' وہ تو شہد کو بھي چکھہ کر منہہ بنا لیگا کہ کڑوا ہے - اسکا ذوق ' معیار حلاوت و تلخي نہیں ہوسکتا - اور پھر یہي معني ہیں بعض عرفاء کے اس قول کے کہ طالب کي کامیابي کي پہچان یہ نہیں ہے کہ غفلت سے بالکل محفوظ ہو جاے - بلکہ یہ کہ غفلت پر احساس حسرت و غم اور ذکر و عمل پر وفور مسرت و شادماني کا معاملہ مضبوط ہو جاے - تیسري قسم سعادت قلبي اور ارتقاء معنوي کا آخري مرتبہ ہے - اور اسکو قرآن حکیم نے " نفس مطمئنہ " سے تعبیر فرمایا ہے : یا ایتھا النفس المطمئنہ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعني علم و یقین (و باصطلاح قرآن ایمان) کي وہ حالت جب فطرۃ اصلیہ ساري پیدا کي ہوئي بیماریوں اور مکتسبۂ و خارجیہ علتوں سے نجات پا جاے ' اور قلب کا آئینۂ فطرۃ ہر طرح کے زنگوں اور کدورتوں سے پاک و صاف ہوکر اپني اصلي چمک اور درخشندگي حاصل کرلے - غرضکہ قلب " سلیم " ہو جاے کہ نجات کامل اور سعادت دارین کا مستحق بجز اسکے اور کوئي نہیں - مطلوب و مقصود اصلي صرف وہي ہے : یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتي اللہ بقلب سلیم - سو یہ حالت اطمینان و سکون کامل اور یقین و راحت تامہ کي وہ بے میل اور بے داغ حالت ہے جس میں شک کا ایک ذرا سا دھبہ اور اضطراب و تذبذب کا ایک رائي برابر بھي داغ نہیں ہوتا - اسي لیے آنحضرۃ صلعم نے خطبۂ غزوۂ تبوک میں فرمایا " و خیر ما وقر في القلوب الیقین و الارتیاب من الکفر " - اور قول حضرۃ ابن مسعود کہ

بالریب ہے - مالهم بذلک من علم انهم الا یظنون اور بل هم في شک یلعبون -
اور ومن النـــاس من یجادل فی الله بغیر علم ولا هدی ولا کتاب منیـر

[بقیه نوٹ صفحه ۱۶۲]

" الیقین الایمان کله " وقال ابن عمر " لایبلغ العبد حقیقة التقوی حتی یدع ما حاک فی الصدر " اور حضرة ابن عمر نے یه جو فرمایا که " یدع ما حاک فی الصدر " تو یه وهي برو ایمان کي ضد هے جسکي نسبت قول نبوي صلعم اوپر گذرچکا که " ما حاک فی النفس و تردد فی الصدر " في الجمله نفس مطمئنه کے اس مقام پر پهونچکر انسان کے لیے دنیا و آخرة دونوں میں بجز جنت و نعائم جنت اور روح و ریحان و جناة النعیم کے عیش و سرور کے ' غم کي ایک خلش اور اضطراب کي ایک چبهن بهي نهیں هوسکتي - تتنزل علیهم الملائکه ان لا تخافوا و لا تحزنوا و ابشروا بالجنة التی کنتم توعدون - نحن اولیائکم في الحیاة الدنیا وفی الاخرة ولکم فیها ما تشتهی انفسکم و لکم فیها ما تدعون - وهي دنیاکي زندگي جو هزاروں لاکهوں دلوں کیلیے جهنمي شورشوں اور دوزخي بے چینیوں اور درد و کرب دائمي کے شعلوں سے بهري هوئي هے ' صاحب نفس مطمئنه کیلیے باغ و بهار بهشت اور نعمت و سرور دارالمقام و سلام بن جاتي هے : ولمن خاف مقام ربه ونهی النفس عن الهوی فان الجنة هي المأوی اور ولمن خاف مقام ربه جنتان جو الله سے ڈرا اور اپنے نفس کو بدراهیوں اور بد خیالیوں سے روکا تو اُسکا مقام دارالحیات جنت هے ' اور جنت کا نعیم و سرور و قرة اعین ' اور اسکے لیے ایک نهیں دو دو جنتیں هیں - اور سبحان الله امام ابن تیمیه کي حقیقت فرمائي اور رمز شناسي که همیشه کها کرتے - کما نقل عنه الحافظ ابن قیم " ان فی الدنیا جنة ' من لم یدخلها ' لم یدخل الجنة الاخرة " دنیا میں بهي ایک جنت هے - سو جو اس دنیا کي جنت میں داخل نهوا ' وہ آخرت کي جنت میں بهي کبهي داخل نهوگا - فمـــن کان في هذه اعمی فهو فی الاخرة اعمی شک وظلمت اور یقین و طمانیت کي محرومي هي سب سے بڑي جهنمي زندگي هے - اور حیات بهشتي یقین و بصیرة هي کا دوسرا نام هے - فالقرآن یدعو الی الجنة و یدعو الی دار السلام ! غرضکه قرآن حکیم نے نفس انساني کي اصولاً تین هي قسمیں کي هیں : نفس اماره ' لوامه ' مطمئنه لوامه کا آخر گو بوجه قرب و اتصال مطمئنه '

ثاني عطفه ليضـــل عن سبيل الله (حج) اور هل عند كم من علم فتخرجوه لنا ؟ اور افمن كان على بينة من ربه كمن زين له سوء عمله و اتبعوا اهوائهم ؟

[بقيه نوٹ صفحه ۱۶۲]

صحت و تندرستي نفس كا مقـــام هے ' مگر اس ميں شبهه نهيں كه اسكا ابتدائي مقام برجه قرب اسفل ' بيماري كي حالت ميں داخل هے اگرچه بهر حال هلاكت سے محفوظ - يه حال هر درمياني درجه كا هوا كرتا هے - اسكا ايک سرا اگر مافوق سے متصل هوتا هے تو دوسرا ماتحت سے - اور اسي بنا پر قرآن نے بلحاظ سعادت و شقاوت عمل بهي تين هي قسميں كي هيں - ايمان - كفر - نفاق - كيونكه حالتيں بهي صرف تين هي هيں - چوتهي كوئي نهيں - زندگي - بيماري - موت - اور اسي ليے مقام بهي تين هوے - دار المقام جنت - اعراف - سعير و جهنم - اور يه معلوم رهے كه يهاں نفاق سے مراد صرف نفاق اعتقادي هي نهيں هے بلكه عملي بهي ' كيونكه جسطرح ايمان و اسلام اعتقاداً و عملاً دونو طرح هے - الايمان بضع و ستون شعبة الخ وكذالک الكفر ' ولهذا قالوا كفر دون كفر ' اسي طرح نفاق كي بهي دو قسميں هيں - اعتقادي اور عملي - مدينه كے منافق جو قريش و يهود سے سازباز ركهتے تهے ' فنا هوگئے ' مگر نفاق اور منافقين كا وجود بدستور باقي هے جسطرح كفر اور ايمان كا - اور باقي رهيگا - " اربع من كن فيه كان منافقا خالصاً و من كانت فيه خصلة منهن ' كانت فيه خصلة من النفاق " (بخاري) " ولو صلي و صام و زعم انه مسلم " يه ساري باتيں جو اس منهيه ميں لكهي گئيں ' محض از قبيل اشارات هيں - ورنه

گر نويسم شرح آن بيحد شود * مثنوي هفتاد من كاغذ شود

تفسير البيان ان تمام مباحث كا مجمع هے - اور حقيقت ايمان و كفر و نفاق پر ايک مستقل رساله اتمام كو پهنچ چكا هے - اور يه جو كها كه قسميں تين هيں ' تو تمام تقسيمات قرآنيه اسي پر مبني هيں ' اور جس پهلو سے اور جس گوشے ميں ديكهوگے ' معلوم هوگا كه تين قسموں اور درجوں سے كوئي معامله اور سلسله خالي نهيں - اگر نظر دقت و تفكر سے كائنات هستي كا مطالعه كروگے تو معلوم هوگا كه قانون الهي عالم هستي ميں كچهه ايسا هي واقع هوا هے - هر نوع اور هر حالت كے ليے تين كا عدد جامع افراد اور مكمل و متمم كار هے - يهي وجه هے كه انبياء كرام كے اكثر اعمال بلا قصد خود بخود تين مرتبه ضرور انجـــام پاتے تهے - " وكان اذا يدعو يدعو ثلاثا - وكان

(محمد) اور ما لهم به من علم ان يتبعون الا الظن و ان الظن لا يغني من الحق شيئاً (النجم) اور قل هذه سبيلي ادعوا الى الله ' على بصيرة انا و من اتبعني (آخر يوسف) اور بل كذبوا بما لم يحيطوا بعلمه و لما يا تهم تاويله (يونس) ما تعبدون من دونه الا اسماء سميتموها انتم و آباؤكم ما انزل الله بها من سلطان ان الحكم الا لله (يوسف) و غير ذلك من الايات

[بقيه نوٹ صفحه ۱۶۲]

اذا سلم سلم ثلاثا و اذا تكلم بكلمته اعاد ها ثلاثا " (بخاري) اور اسي ليے شريعت نے بهي اپنے تمام اعمال ميں مرتبۂ ثالث تک بلوغ عمل و ارادہ کو ضروري اور بمعنى تكميل قرار ديا هے اور هر طرح كي تقسيم و تكرار عمل وغيره ميں تين تک هو جانا كمال ٹهرا - اور اسي ليے تمام عقائد و اعمال و افعال كي تكميل و حصول كے تين هى عنصر هوے - نيت - قول - عمل بالجوارح - ايمان بهي معلوم هے كه اعتقاد ' قول ' عمل كا نام هے ' اور عبادت بهي انهي تين عناصر سے مركب هوئي - نيت و خشوع و خضوع - تلاوة و قرأة - قيام و ركوع و سجود - معلوم هوتا هے كه يه جو دنيا كي اكثر بت پرست اقوام قديمه ميں تثليث كے عقيده نے نشوء نما پا يا - مثلاً هندوستان ' يونان ' اور مصر و غيره ميں - اور افلاطون نے بهي ايک طرح اقانيم ثلاثه كا اقرار كيا ' اور اسي سے عيسائيون كے يهاں تثليث كي ضلالت پهيلي ' تو غالباً اسكي بنياد اول اول يوں پڑي هوگي كه كارخانۂ حيات ميں هر جگه تين قسمون اور تين مرتبون كے ظهور كو ديكهكر تثليث إله كے دهوكے ميں پڑگئے ' اور اصل قانون خلقت و حيات و انواع اور جميع كاروبار هستي كے ايک اور يكسان هونے كي حقيقت ' اور اس سے قانون توحيد خلقت و خالق تک پهنچنے ' اور ساري كتاب قدرت كے ايک هى خط ميں مكتوب هونے كي وجه سے قلم و كاتب كے بهي ايک هونے تک انكي رسائي نه هوئي - اگر هوتي تو پكار اٹهتے : ما ترى فى خلق الرحمن من تفاوت ' فارجع البصر ' هل ترى من فطور؟ ثم ارجع البصر كرتين ينقلب اليک البصر خاسئا و هو حسير (ملک) قال ابن عباس (رض) " تفاوت " اى الاختلاف - (اخرجه البخاري في التفسير)

و القواطع - اور اسي لیے دعوۃ خاتم الادیان و مکمل الشرائع کي نسبت اکثر خطبات نبویہ میں یہ اعلان عام پاتے ہو کہ اسکا ظہور کرۂ ارضي کے کمال جہل و فقدان علم کے وقتوں میں ہوا - یعني اسلیے ہوا تاکہ علم و نور سے دنیا کو بھرپور کردے' اور علم و نور نہیں ہے مگر یقین اور زوال شک و ریب - علي الخصوص اولین خطبۂ جمعہ بالمدینہ میں فرمایا : "ارسلہ بالھدي و النور و الموعظۃ' علي فترۃ من الرسل' وقلۃ من العلم' وضلالۃ من الناس" الخ اخرجہ الحاکم علي شرط الصحیحین و الطبري في تاریخہ - پس ظاہر ہے کہ جن نام نہاد علوم کا ما حصل خود ظلمت ظن و شک اور کوري وہم و راے سے زیادہ نہیں' وہ مریضان یقین و اعتقاد کیلیے کیونکر نسخۂ شفا ہوسکتے ہیں ؟ اور جو خود سرگشتۂ راہ اور واماندۂ کار ہے' وہ دوسرے گم کردہ راہوں کي کیا رہنمائي کر سکتا ہے ؟

جوہر طینت آدم زخمیر دگرست
تو توقع زگل کوزۂ گران مي داري

بل ہم في شک منہا' بل ہم منہا عمون (نمل) مرض کا ازالہ دوا سے ہو سکتا ہے نہ کہ خود تولید مرض سے - اگر دنیا کا اصلي مرض "یقین" اور "بصیرۃ" سے محرومي ہے اور شک و گمان کي ہلاکت' تو اسکا علاج وہ کیونکر کرسکتے ہیں' جنکا خود اعلان یہ ہے کہ ہمارا منتہاء فکر و ادراک اس سے زیادہ نہیں کہ "لا ادري و لا اعلم" ہم نہیں جانتے اور نہیں کہہ سکتے کہ کیا ہے اور کس لیے ہے ؟ یعني بحکم وشھدوا علی انفسھم وہ خود اپنے منتہاء معرفۃ کو جہل سے زیادہ نہیں بتلاتے : ان نظن الا ظناً و ما نحن بمستیقنین

معلومم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد !

اسکا علاج اور نسخۂ شفاء لما في الصدور تو صرف اسي اعلم الخلائق و اعرف العباد کے دارالشفاء وحي میں مل سکتا ہے جو شک کي جگہ یقین کا' ظلمت کي جگہ نور کا' عدم علم کي جگہ علم و بصیرۃ کا' ظن و قیاس و گمان کي جگہ بینۂ و حجۃ کا' برہان و فرقان کا' اور تبیاناً لکل شي اور عروۃ الوثقی کا' غرضکہ "لا ادري" اور "لا اعلم" کي جگہ

" اني اعلم " اور " اني علی بینة من ربي " اور " اني اشهد " بلکه " رأیت و سمعت " کا دعوا اور اعلان کررها هو ' اور تمام نوع بشرکو یه کهکر بلا رها هو: هذه سبیلي ادعوا الی الله ! علی بصیرة انا ' و من اتبعني ! اور تمام منکرین و جاحدین سے بار بار مطالبه کرتا هو: هل عند کم من علم فتخرجوه لنا ؟ یعني یه علم و یقین اور خروج من الظلمات الجهل الي نور المعرفة و الحقیقة کي راه هے جس پر میں تم کو دعوة دے رها هوں - پهر تمهارے پاس بهي کوئي " یقین " اور " علم و بصیرة " هے جسکو دنیا کے آگے پیش کرسکتے هو ؟ فهل یستوی الاعمی و البصیر ؟ اور و هل یستوی الذین یعلمون و الذین لا یعلمون ؟ ایک کهتا هے میرے پاس شک هے ' اگر تم میري طرف آؤ تو تمکو شک سے معمور کردونگا - دوسرا کهتا هے که میرے پاس جو کچهه هے بجز یقین اور برهان کے اور کچهه نهیں - لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه - تنزیل من حکیم حمید (حم سجده) اور بل هو آیات بنیات في صدور الذین اوتو العلم (عنکبوت) میں بصیرة هوں - دعوة علم هوں - پیام حجة و برهان هوں - حقیقت جو ایک سے زیاده نهیں هوسکتي ' اسکي ایک هي راه هوں - اقوم الطرق ' اوضح السبل ' صراط السوی : ان هذه صراطی مستقیما فاتبعوه و لا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله - پهر بتلاؤ ' دنیا کو جو طمانیة و قرار قلب کي بهوکی پیاسي اور شک و اضطراب نفس کے زخموں سے جاں بلب هے ' کس کا ساتهه دینا چاهیے ؟ اُسکا جو خود شک و ریب کي تاریکیوں میں ٹهوکریں کها رها هے - ایک تاریکي سے نکلنے کے لیے دوسري تاریکي میں ڈوبتا هے ' اور تاریکیوں کا یه حال هے که خود اپنا هاتهه بهي سوجهائي نهیں دیتا - ایک گتهي سلجهانا چاهتا هے تو دس نئے الجهاؤ رشتۂ ادراک میں پڑجاتے هیں : کظلمات في بحر لجي یغشاه موج ' من فوقه موج ' من فوقه سحاب - ظلمات بعضها فوق بعض ! اذا اخرج یده لم یکدیرا ها - و من لم یجعل الله له نوراً فماله من نور ؟ (نور) اور

جسکي اُن ساري کوششوں اور طلب و جستجو کا جو حقیقت تک پہنچنے اور عقدۂ هستي کو حل کرنے کیلیے کرتا هے ' یه حال هے که هر نیا مرحله ایک نئي گمرهي کا پیام اور هر منزل ایک نئے بعد و گم گشتگي کي مایوسي هوتي هے - جس نظریه پر رکتا اور جس تهیوري کو فاتح کار سمجهکر پوجتا هے ' جب اُس تک پہنچتا هے تو یقین کي جگه وه خود ایک نئے شک کي دعوة نکلتي هے ' اور جواب کي جگه وه خود ایک نیا سوال هوتي هے ' اوراسطرح اسکي ساري امیدیں اور ساري خوشیاں اُس پیاسے کي امید سے زیاده نہیں ثابت هوتیں جو ریگستان افریقه کو دجلۂ و فرات سمجهکر بے تحاشا دوڑ رها هو: کسراب بقیعة یحسبه الظمان ماء ' حتی اذا جاءه لم یجده شیئا (نور) پس کیا کهوے هوؤں کو طلب دلیل وهدایت میں اپنے هي جیسے کهوے هوؤں کا دامن پکڑنا چاهیے ؟ ضعف الطالب و المطلوب (حج) اور لبئس المولی و لبئس العشیر (حج) یا پهر اسکا ساتهه دینا اور بلا چون وچرا سمع والطاعة کا سر جهکا دینا چاهیے جسکي ساري پکار اور سارے پیاموں کي بنیاد هي یه هے که میں ظلمت نہیں بلکه سر تا سر نور هوں - میں تاریکي میں اِدهر اودهر بهٹکنے والا قدم اور خود اپنے هاتهه کو بهي نه دیکهه سکنے والي آنکهه نہیں هوں ' بلکه معرفت و شهادة کا اُجالا هوں ' نورانیت میں بے خوف لغزش و بے خطرۂ گمرهي دوڑنے والا قدم هوں ' اور دوپهر کي چمکیلي روشني میں ایک ایک ذره تک کو دیکهه لینے اور پا لینے والي بینائي هوں " السمحة الحنیفیة والمحجة البیضاء - لیلها کنهارها " یہاں ظلمات بعضها فوق بعض کا معامله نہیں هے ' بلکه یمین و یسار ' بالا و پست ' اور بین ید یه و خلفه بجز نور اور نور علی نور کے اور کچهه نہیں هے - وکان من دعائه صلعم باللیل " اللهم اجعل في قلبي نوراً ' وفي لساني نوراً ' واجعل في سمعي نوراً ' واجعل في بصري نوراً ' واجعل من خلفي نوراً ' ومن امامي نوراً ' واجعل لي من فوقي نوراً ' ومن تحتي نوراً ' اللهم اعطني نوراً " (مسلم) نه میري

حقیقت بیں آنکھہ کیلیے زیغ ہے ' نہ منزل شناس قدم کیلیے ٹھوکر:
ما زاغ البصر و ما طغی - لقد رای من ایات ربه الکبری - اور حدیث
انس کہ " و الذی نفسي بیده ' لقد عرضت علی الجنة و النار انفاً فی
عرض هذا الحائط و انا اصلی" (بخاري) اور حدیث اسماء بنت ابي بکر
اور خطبهٔ صلوة کسوف کہ " ما من شيء لم أره الا و قد رأیته في مقامي هذا
حتی الجنة و النار و اوحی الی ربکم یفتنون فی القبور" الخ رواه البخاري
اور " ابیت عند ربي یطعمني و یسقیني " رواه الاربعه - اور ان سب سے
بھي بڑھکر یہ کہ " اتاني ربي في احسن صورة (و في روایة اتاني اللیلة
ربي) فقال فیم یختصم الملاء الاعلی فقلت لا ادري - فوضع کفه بین کتفي
حتی وجدت برد انامله بین ثدیي و تجلي لي علم کل شي " اخرجه
جماعة منهم احمد و الترمذي و صححوه - بلکہ جس حقیقت ہزار حجاب کا
ایک سچا یا کم ازکم سچائي سے قریب تصور بھي تم سے بن نہ آیا ' میں نہ
صرف اسکا سراغ ہي رکھتا ہوں ' بلکہ وہ تو میري دیکھي بھالي اور میرے
سامنے کي مشہود و منظور ہے " حتی وجدت برد انامله بین ثدیي " !
اسکي انگلیوں سے چھونے کي ٹھنڈک اپنے سینہ پر محسوس کر رہا ہوں -
اسکے بعد اور کیا باقي رہگیا ؟ - ثم دنی فتدلی ' فکان قاب قوسین او ادنی

جمالک في عیني و حبک في قلبي
و ذکرک في فمي ' فاین تغیب ؟

تم نے اپني درماندگیوں سے عاجز آکر اسکا نام ہي ما فوق ادراک
اور غیب رکھدیا ہے - حالانکہ یہاں تو اسکي مشہودیة کا یہ حال ہے
کہ اسکا ذکر ہي " شہادة " کے لفظ سے کیا جاتا ہے جسکے معني حضور
و رویت کے ہیں : شهد الله انه لا اله الا هو و الملائکة ' و اولو العلم
قائما بالقسط (عمران) تم اسکي طلب و جستجو کو گمان و خیال اور
قیاس و ظن سے تعبیر کرتے ہو کہ اس سے آگے تمھارا قدم نہیں بڑھتا : •
ذلک ظن الذین کفروا حالانکہ یہاں ظن و گمان کا کیا ذکر - ظن کو تو یہاں

زندگي (هدايت) کے دائرے هي سے خارج اور موت (کفر) کا هم نشيں سمجھا جاتا هے - يہاں تو اُسکي نسبت جو کچھه کہا اور سمجھا جاتا هے ' اُسکا نام هي " ايمان " اور " ايقان " هے- يعنے عدم شک اور يقين صرف و بحت: يقولون ربنا آمنا فاکتبنا مع الشاهدين وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان يدخلنا ربنا مع القوم الصالحين ! (مائده) امن هو قانت آناء الليل ساجداً و قائماً ' يحذر الاخرة و يرجو رحمة ربه ' قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون (۱) ؟ انما يتذكر اولوا الالباب (زمر) غرضکه جس کا حال يه هو که و ما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى اُن کا سا نهو که يجادلون في ايات الله بغير سلطان (مومن) اور بغير علم و لا هدى و لا کتاب منير (حج) تو کيا صرف وهي اکيلا نہيں هے جسکي راه دنيا کيليے امن و سلامتي کي راه هے اور جسکے ساتھيوں کيليے نه تو کبھي شک کي بے چيني هے اور نه جہل و ظلمت کا هراس : لا يمسنا فيها نصب و لا يمسنا فيها لغوب

(۱) " امن هو قانت اناء الليل ساجداً و راکعاً " کے بعد فرمايا : هل يستوى الذين يعلمون و الذين لا يعلمون ؟ تو اس سے معلوم هوا که معرفت و ايمان باري اور عبادة و تبتل الى الله کي بنياد علم اور دانستن هے ' کيونکه اس سے بڑهکر جاننا اور پہچاننا کيا هوگا که جب ساري خلقت رات کے بستر عافيت پر سو رهي هو ' تو ايک عارف حق کو کسي جانے پہچانے هوے کا عشق بستر راحت سے اٹھاتا اور اپنے سامنے جھکاتا هے ؟ وہ اُسکي نظر رحمت کيليے روتا هے - اسکي هيبت و جبروت سے کانپتا اور تھراتا هے - اسکے بخشش کے بڑهے اور کھلے هوے هاتھوں (بل يداه مبسوطتان) کو اپني آنکھوں کے سامنے ديکھکر بے اختيار طلب و سوال کا هاتھه بڑهاتا اور بيقراريوں کي آوازوں ميں پکارتا اور مانگتا هے ؟ اسي ليے دوسري جگه فرمايا : انما يخشى الله من عباده العلماء که خوف الهي معرفت صفات کے بعد هو سکتا هے ' اور معرفت علم هے - پس جو صاحبان علم هيں ' وهي اس سے ڈرينگے بھي - غرضکه قرآن حکيم کے نزديک عبادت ' علم و تعقل و ادراک هے ' اور عصيان و غفلت جہل و سفاهت و کوري - اور يه موقعه مزيد تشريح کا نہيں -

یہي معني هیں ان آیات کریمہ کے کہ او من کان میتا فاحییناہ و جعلنا لہ نوراً یمشي بہ فی الناس ' کمن مثلہ فی الظلمات لیس بخارج منہا ؟ (انعام) اور افمن یمشي مکبا علی وجہہ اهدی ' امن یمشي سویا علی صراط مستقیم ؟ (ملک) اور افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فہو علی نور من ربہ - فویل للقاسیۃ قلوبہم من ذکر اللہ (زمر) و غیر ذلک من الایات فی هذ الباب - اور فی الحقیقت یہي رہ نور حقیقت اور مشکواۃ معرفت ہے جسکو ایک عجیب و غریب اور جامع و مانع تمثیل مرکب میں واضح فرمایا کہ مثل نورہ کمشکواۃ فیہا مصباح - المصباح في زجاجہ - الزجاجۃ کانہا کوکب دري یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ ' لا شرقیۃ و لا غربیہ - یکاد زیتہا یضی و لو لم تمسسہ نار - نور علی نور - یہدی اللہ بنورہ من یشاء و یضرب اللہ الامثال للناس - و اللہ بکل شي علیم (نور) اور یہ مقام منجملہ روح الروح معارف کتاب و سنت ' و حقیقۃ الحقائق قران و شریعت کے ہے جسکي طرف بہت کم توجہ کي گئي ہے - مگر اسکي تفصیل کا یہ موقعہ نہیں - تفسیر البیان میں ایک سے زیادہ مواقع پر اسکي تشریح و توضیح ملیگي' اور اس سے بھي زیادہ مقدمۂ تفسیر موسوم بہ " البصائر " میں بہ عنوان حقیقت ایمان و کفر - با ایں ہمہ ابتک طبیعت اس طرف سے سیر نہیں ہوئي ہے - روز بروز یہ مقام اپني مزید وضاحت اور وسیع تر اطراف و مباحث کے ساتھہ نمایاں ہو رہا ہے - شاید دامن بیان اس سے بھي کہیں زیادہ پھیلے ' جسقدر البیان میں سمیٹا جا چکا ہے - معہذا ارباب ذوق و صلاح کیلیے ایک اشارۂ حقیقت کافي ہے - و اما الذین في قلوبہم مرض' تو انکے لیے حقائق و معارف کے قناطیر مقنطرہ بھي بیکار ہیں - وہ تو ہمیشہ یہي کہینگے ماذا اراد اللہ بہذا مثلا ؟ و ما احسن و اصدق ما قال العرفي الشیرازي :

ہزار معجزہ بنمود عشق و عقل جہول
ہنوز امت اندیشہ ہاے خویشتن ست !

فصل

غرضکہ امام ابن تیمیہ نے ایک ایسي حقیقت جو طبیعت کو جو ارباب ظن و راے کي صحبتوں سے وادي شک و اضطراب میں حیران و سرگرداں ہوگئي تھي ' اُن ساري باتوں میں سے ایک بات بھي نہیں کہي جو اور لوگ کہہ سکتے تھے ' بلکہ صرف یہ وصیت کي کہ سیرۃ طیبۃ نبویہ کا مطالعہ کرو۔ یہي نسخۂ شفا شک و ریب کے سارے دکھوں کا ایک ہي علاج ہے ' اور پھر قولاً بھي اپني تمام مصنفات میں اسي چیز کو بنیاد و منبع ہرگونہ علم و ایقان بتلاتے ہیں ' تو یہ بات بھي منجملہ اُنہي خصائص مقام وراثۃ نبوۃ کے ہے کہ :

علیم بادراء النفوس یسوسہا
بحکمتہ فعل الطبیب المجرب !

اور حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف اُس عہد میں بلکہ جب تک دنیا باقي ہے ' صاحب قرآن کي سیرۃ و حیات مقدس کے مطالعہ سے بڑھکر نوع انساني کے تمام امراض قلوب و علل ارواح کا اور کوئي علاج نہیں - اسلام کا دائمي معجزہ اور ہمیشگي کي حجۃ اللہ البالغہ قرآن کے بعد اگر کوئي چیز ہے تو وہ صاحب قرآن کي سیرۃ ہے ' اور در اصل قرآن اور حیات نبوۃ معناً ایک ہي ہیں - قرآن متن ہے اور سیرۃ اسکي شرح - قرآن علم ہے اور سیرۃ اسکا عمل ' قرآن صفحات و قراطیس ما بین الدفتین اور فی صدور الذین اوتوالعلم میں ہے ' اور یہ ایک مجسم و ممثل قرآن تھا جو یثرب کي سرزمین پر چلتا پھرتا نظر آتا تھا - کما قالت الصدیقۃ رضی اللہ تعالی عنہا " وکان خلقہ القرآن "

ما در جانے آمدہ در یک بدن
من کیم ؟ لیلي ' و لیلی کیست ؟ من !

انبیاء کرام کي زندگي سے بڑھکر " یقین " اور " ایمان " کي پکار اور کیا ہوسکتي ہے ؟ محال قطعي ہے کہ ایک صاحب استعداد سیرۃ نبویہ کا

کوئي چھوٹا سے چھوٹا ٹکڑہ بھي پیش نظر رکھتا ہو اور پھر شک و اضطراب نفس کا افسون ہلاکت اسپر کارگر ہوسکے - یہي وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے جا بجا انبیاء کرام علیہم السلام کي نفس زندگي و وجود کو بطور ایک حجۃ و برہان کے پیش کیا ہے - نہ کہ محض بطور قصص ' و اظہار علم ما سبق ' و انباء بالغیب کے جیسا کہ عموماً سمجھا گیا ہے -

قران حکیم کا کھلا کھلا دعوا یہ ہے کہ ہر نبي کي زندگي. جس طرح شروع ہوئي اور جسطرح ختم ہوئي' اور جو کچھہ اسپر گذرا ' اور قولاً و فعلاً جو کچھہ اس سے تعلق رکھتا ہے ' ان میں سے ہر بات بجاے خود ایک دلیل اور برہان حق ہے - اس سے بڑھکر اس حقیقت کے اثبات کیلیے اور کوئي دلیل یقیني و قطعی نہیں ہوسکتي کہ خدا ہے' اور ساري اچھي اور حسین صفتوں سے متصف ہے' اور اس نے جسطرح عالم ہستي اور ما فیہا کو بنایا ' اُسي طرح اسکے لیے قوانین و نوامیس عمل و نتائج بھي بناے اور وہ ہر حال میں اٹل ہیں - دنیا میں انسان زیادہ سے زیادہ اور قطعي سے قطعي یقین جن چیزوں پر رکھتا ہے اور جن وسائل سے اُنکے یقیني ہونے کو مانتا ہے ' قران کي یہ دلیل اُن سب سے زیادہ قطعي اور سب سے زیادہ روشن و محکم ہے - اور اگر یقین کیلیے یہ دلیل کافي نہیں تو پھر اس دنیا میں یقین کا وجود ہي نہیں - حتی کہ دوپہر کے وقت چمکتے ہوے سورج کا بھي نہیں' اور جسم کے ایک ایک مسام سے چھوتي اور لگ کر چلنے والي ہوا کا بھي نہیں ! اگر تم کہتے ہو کہ دنیا میں صرف اُنہیں باتوں کو ماننا چاہیے جو " یقیني " ہوں اور " ثابت " شدہ - یعني تم اعتقاد کیلیے صرف " امکان " کو کافي نہیں سمجھتے - " اثبات " کے طلبگار ہو' تو جب بھي دنیا میں الکلم الطیب اور العمل الصالح سے بڑھکر اور کون سي ثابت و واقع حقیقت ہو سکتي ہے ؟ خود تمھارا وجود اور اثبات " انا " بھي اس سے زیادہ ثابت و مشہود نہیں - یہي وجہ ہے کہ قران حکیم نے جا بجا دعوۃ الي الوحي کو " قول الثابت " اور " دین القیم " اور " الواقع " اور " الثابت " وغیرھا سے تعبیر کیا ہے گو لوگ دوسري طرف چلے گئے - بہر حال

حضرة نوح کا وجود بجاے خود ایک دلیل و اثبات ھے - حضرة ابراھیم اپني ذات کے اندر خود ایک حجة قائمه و آیة کامله هیں - حضرة موسی کي پوري زندگي صرف اس ایک لفظ میں بتلادي جاسکتي ھے - برهان محکم ودلیل ثابت - اور اسي طرح تمام انبیاء و مرسلین اور بوجه انکي تبعیة و معیة کے تمام نفوس صادقة بشر من الصدیقین و الشهداء و الصالحین علیهم الصلوة و السلام کي زندگیان اور زندگي کے تمام وقائع و اعمال بجاے خود ایک مستقل دلیل و برهان حق هیں - اور اسطرح هر نبي کا تنها وجود سینکڑوں دلیلوں اور هزاروں شهادتوں کا مجموعه ھے - اسي لیے قران حکیم ان کا استشهاداً و استدلالاً ذکر کرتا ' اور انکو " آیة " اور " بینه " سے تعبیر کرتا ' اور اسطرح گویا هر ایک تذکرة و حکایة حیاة نبوة و ما جائه بالحق میں دنیا کے سامنے صدها دلیلیں اور روشنیاں چمکا دیتا ھے - علی الخصوص یهي وجه ھے که قران حکیم نے جابجا حضرة ختم المرسلین و صاحب اسوة حسنة عالم صلی الله علیه و سلم کي حیاة طیبه کو بطور ایک مستقل دلیل و شاهد ثابت کے پیش کیا ھے اور نهایت کثرت کے ساتهه اُنکي سیرة و سوانح اور وقائع و ایام پر مختلف پیرایوں اور مختلف لواحق و سوابق اور روابط کے ساتهه بار بار توجه دلائي ھے - اور بسا مقامات میں ایسا بهي ھے که :

گفته آید در حدیث دیگراں

کا معامله ایک کیفیت خاص اور لذت اشارات ارباب راز و نیاز کے ساتهه اصحاب نظر و ذوق کیلیے قرة عیون اور سرور انفس و قلوب کا حکم رکهتا ھے - حتی که بعض عرفاء و اصحاب اشارات نے کها - باے بسم الله سے سین و الناس تک جو کچهه ھے ' گو حکایت موسی کلیم کي هو اور یوسف صدیق کي (صلوات الله علیهما) لیکن اُن سب سے مقصود ایک هي ھے ' اور گو نام دوسروں کے هوں مگر روے سخن اُسیطرف ھے :

چشم سوے فلک و روے سخن سوے تو بود !

اور اردو میں کسي نے خوب کها ھے :

نام اُنکا آسماں ٹهرا لیا تحریر میں !

و الکنایة ابلغ و الذ من التصریح :

خوش دلکش ست قصۂ خوبان روزگار
تو یوسفي و قصۂ تو احسن القصص !

اور اگر اس بات کو باب اشارات سے باهر بهي دیکها جاے ' جب بهي اسکي صداقت میں کلام نہیں - جب تمام انبیاء کرام علیهم السلام کا وجود اصلاً ایک هي اصل و حقیت پر مبني اور اپنے تمام مقاصد و اعمال و وقائع میں جزء و کلاً ایک هي سلسلۂ بعثت کي مختلف کڑیاں اور هم رنگ و هم معني اشکال و صور هیں' اور اسلیے با همدگر یکقلم اشباہ و نظائر کا حکم رکھتے هیں ' بحدیکہ بوجہ کمال اشتراک صورت و معني اگر ایک کڑي هٹادي جاے تو دوسري ٹھیک ٹھیک اُسکي جگهہ جڑ جاے ' اور معلوم هے کہ اس سلسلہ کي آخري کڑي یعني وجود مقدس حضرۃ خاتم الادیان و مکمل الشرائع و متمم النعم ساري پچھلي کڑیوں کا جامع ' اور اسي لیے بحکم " انا سید ولد آدم " اور " لوکان موسیٰ حیاً ما وسعہ الا اتباعي " اور نص قراني کہ کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس اور الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي الخ (۱) اور فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشهید و جئنا بک علیٰ ها اولاء شهیدا (نساء) منتهاء مرتبۂ سیادت و قیادت عالم' و مرکزیۃ رسل و شرائع' و افضلیت کلي نوع سے فائز و ممتاز هے :

بہ طرازندگي قامت موزوں نازم
یک قبا نیست کہ شائستۂ اندام تو نیست !

---

(۱) ان آیات کریمہ سے فضیلت و سیادۃ حضرۃ ختم المرسلین کا یوں اثبات هوا کہ امۃ مسلمہ کو ساري امتوں سے بہتر فرمایا ' اور شریعۃ محمدیہ کو تکمیل ادیان اور اتمام نعمت قرار دیا ' اور ظاهر هے کہ مطیع کي افضلیت مستلزم افضلیت مطاع ' اور نعمت کا تمام نعم سابقہ سے اعلیٰ و اتم هونا حامل و مبلغ نعمت کے اعلیٰ و افضل هونے پر دال هے - اگر آخري شریعۃ تمام پچھلي شریعتوں کي جامع اور اسلیے اُن سب سے افضل هے' اگر آخري امت ساري پچھلي امتوں کے برکات و نعم سے مالا مال اور اسلیے ان سب سے امثل و اصلح هے ' اور اگر اسي طرح شریعۃ آخري کے ظهور و زمان و مکان

تو لامحاله باب فضائل و مقامات اور قصص و حکایة مناقب و برکات میں جو کچھہ قرآن حکیم نے بیان کیا ھے ' یا جو کچھہ صدق لسان و تحقیق بیان کے ساتھہ اس بارے میں کہا جایگا ' وہ گو بلا واسط دوسروں کي حکایت ھو ' مگر بالواسطه متعلق اسي وجود اجمع و اکمل سے ھوگي - اور جب کبھي خاص اس وجود جامعیة کي نسبت کچھہ کہا جایگا ' تو گو اسمیں دوسروں کا ذکر لفظاً نہ آے ' لیکن حال یہ ھوگا کہ گویا تمام انبیاء و مرسلین بلکہ نوع انساني کے تمام افراد فضیلت اور جماعة من انعم الله علیهم کے تمام اشخاص مراتب و کمال میں سے ایک ایک فرد کا ذکر کردیا گیا ' اور وہ سب کچھہ آگیا اور سمیت لیا جو اُنکے بارے میں کہا جاسکتا تھا - جب باغ و چمن کا نام لیا تو گو تم نے نہ پھولوں کا نام لیا ھو ' نہ انکي رنگت و بو کا '

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۷۷]

و قوام و اعمال کي ساري باتیں پچھلي امتوں کي اِن ساري باتوں پر فوقیت و فضیلت رکھتي ھیں ' تو یہ بغیر اسکے ممکن نہیں کہ امت آخري کا رسول و مقوم بھي سارے پچھلے رسولوں کے مراتب و مقامات کا جامع اور اسلیے اُن سب سے افضل و ما فوق ' اور " انچہ خوبان همه دارند ' تو تنہا داري " کا مصداق ھو - کتاب و سنة کي نصوص و تصریحات اس بارے میں بے شمار ھیں - تلک الرسل فضلنا بعضهم علی بعض کي تفسیر میں اس مطلب کو کمال شرح و بسط اور شاید ایک طرز تازہ و استدلال جدید کے ساتھہ لکھا جاچکا ھے ' اور حقیقت جامعیة رسالة محمدي ' و جامعیة شریعة اسلامیه ' و جامعیة امة مسلمه ' اور جامعیة جمیع ما یتعلق بها پر ایک خاص اسلوب نظر سے بحث کي گئي ھے - باقي رھا لا نفرق بین احد منهم تو وہ معاملہ دوسرا ھے - تفریق بین الرسل کو مسئلۂ تفضیل سے کوئي تعلق نہیں - اسي طرح " لا تفضلوني علی یونس بن متي " و غیر ذلک ' تو اس نہي کا مورد و محمل بھي دوسرا ھے ' اور منہي عنه معاملۂ تفضیل میں وہ تکلم بالراے ھے جو منجر بہ تفریق بین الرسل ھو جس نے تمام امم سابقه کو گمراہ کیا - نہ کہ نفس تفضیل - کیونکہ " انا سید ولد ادم و لا فخر " اور " ادم و ما دونه تحت لوائي " کے بعد آور کیا باقي رھگیا ؟ اور پھر قطع نظر قرآن حکیم کے ' خود نصوص سنة اس بارے میں بے شمار و معلوم -

نہ نہروں کا ذکر کیا ہو نہ انکی نضارۃ و روانی کا ' لیکن خود بخود اُن سب کا ذکر آگیا ' اور اس ایک نام کے ساتھہ وہ سارے نام لے لیے گئے - اور جب تم نے کہا تختۂ گل' ہواے عطر بیز ' نظارۂ انہار و اشجار' بنفشۂ و سنبل و یاسمن' تو اب تم باغ و چمن کا نام لو یا نہ لو' مگر اُسکا نام تو تم نے اُن ناموں میں سے ہر نام کے ساتھہ لے ہی لیا ' اور گو بظاہر ذکر بنفشۂ و سنبل اور اشجار و انہار کا تھا مگر فی الحقیقت ذکر اُن سب کا نہیں بلکہ صرف ایک ہی حقیقۃ جامعہ کا تھا - یعنے باغ و چمن کا - مولانا کے اشارات اس مقام کی نسبت از بس لطیف و پر ذوق واقع ہوے ہیں - ازانجملہ کیا خوب فرمایا :

نام احمد نام جملہ انبیاست

چونکہ صد آمد نود ہم پیش ما ست

جب " سو " کہدیا تو اب ایک سے ننانوے تک جو کچھہ ہے سب آ گیا - اور جب کہا ایک - دو - دس - پچاس - تو فی الحقیقت ذکر " سو " ہی کا ہوا - قران حکیم میں یا احکام ہیں ' یا مواعظ و حکم ہیں ' یا شرح قوانین ہدایت و ضلالۃ ' اور یا پھر قصص الاولین - تو معلوم ہے کہ اگر احکام ہیں تو اُسی شریعۃ کے جسکا حامل سید المرسلین ہے - مواعظ و حکم ہیں تو وہی ہیں جن کی عملی تصویر و اُسوۂ کاملہ وجود سید المرسلین ہے - قصص ہیں تو انہی فضائل و مراتب کے جو سب کے سب مرتبۂ جامعیۃ محمدی میں بوجہ اتم و اکمل جمع ہوگئے - پس اگر حضرات صوفیاء کرام نے تمام قران کو اسی ایک حسن اکمل و جمال بے ہمتا کی حکایت شمائل و شرح سراپا کہا ' تو قطع نظر فسحت میدان اشارات کے ' ویسے بھی یہ کیوں موجب قدح و شک ہو؟ حق یہ ہے کہ " قران " اور " صاحب سنۃ " کی باہمی یگانگت و اتحاد کے باب میں جو کچھہ بھی اور جسقدر بھی کہا جائے ' اس سے بہت کم ہے جسقدر کہنا چاہیے - و للہ در ما قال :

ما شئت قل فیہ ' فانت مصدق

فالحب یقضی و المحاسن تشہد !

بلکہ اس مقام پر حق تو وہ ہے جو شیخ ابن الفارض نے کہا - طاب اللہ مضجعہ :

وعلى تفنن واصفيه بوصفه
يفني الزمان وفيك ما لم يوصف !

وقال ايضاً رحمه الله :

اري كل مدح في النبي مقصراً وان بالغ المثنى عليه واكثر
اذا الله أثني بالذي هو أهله عليه، فما مقدار ما يمدح الورى !

اگر خاص طور پر اس معاملہ کو دیکھا جاے تو فی الحقیقت یہ چیز
منجملہ خصائص قران و صاحب قران کے ھے - آج تمام ادیان حاضرۂ
میں کوئي دین بھي ایسا نہیں جسکي کتاب الھي اور صاحب و حامل
کے باھمي علاقۂ وحدۃ کا یہ حال ھو - اور دونوں میں سے ھر وجود ایک
سرے سے اسطرح پیوستہ و ملحق اور باھمدگر شاھد و مشھود کا تعلق رکھتا
کہ کتاب، حامل کتاب کي صداقت پر دلیل و شاھد ھو، اور حامل کتاب،
ل کتاب کي صداقت پر:

این دو شمع اند کہ از یک دگر افروختہ اند !

نی کہ اگر تاریخ شریعت کے تمام وسائل معدوم ھو جائیں، اور روایت
حکایۃ کے تمام صحائف سے قطع نظر کرلیا جاے، جب بھي صاحب
ریعۃ کے وجود و سیرۃ کي تاریخي حقیقت اُسي طرح روشن و بین باقي
ھے، جسطرح تاریخ و روایت کے دفاتر میں ھے، اور اگر دنیا چاھے تو اسکي
ري سوانح عمري اور تاریخ حیات صرف ایک کتاب اللہ کي لوح محفوظ
رکتاب قیم ھي سے بلا ایک نقطہ کي فروگزاشت کے مرتب کرلے !

فصل

لوگوں نے حیاۃ و سیرۃ طیبۂ حضرۃ ختم المرسلین (صلعم) پر اس
حیثیت سے بہت کم نظر ڈالي ھے کہ اگر روایات و دفاتر تاریخي سے قط
نظر کرلیا جاے اور صرف قران حکیم ھي کو سامنے رکھا جاے، تو آپکي سیر
و حیات پر کیسي روشني پڑتي ھے ؟ اور جس طرح قران اپني کسي پا

میں اپنے غیر کا محتاج نہیں' اسي طرح اپنے حامل و مبلغ کے وجود و حیات کے بیان میں بھي خارج کا محتاج ھے یا نہیں ؟ اصحاب سیر و محدثین کرام نے فضائل و مدائح منصوصۂ قرآنیہ کے تو باب باندھے ھیں - مثلاً قاضي عیاض نے شفاء کے متعدد ابواب میں قران حکیم کي آیات متعلق فضائل و مدائح جمع کي ھیں ' لیکن جہانتک مجھے معلوم ھے ' آجتک کبھي اسکي کوشش نہیں کي گئي کہ صرف قران حکیم میں دائرۂ استناد و اخذ محدود رکھکر ایک کتاب سیرۃ میں مرتب کي جاے - جس زمانے میں مولانا شبلي نعماني رحمۃ اللہ علیہ سے سیرۃ نبویہ کے بارے میں تذکرے رھتے تھے تو ایک مرتبہ مجھے اسکا خیال ھوا تھا - میں نے کہا آپ سیرۃ میں ایک خاص باب یا سیرۃ کا ایک خاص حصہ اس عنوان سے قرار دیجیے " قرآن اور سیرۃ محمدیہ " اور اسمیں صرف آیات قرانیہ کو بہ ربط و ترتیب جمع کرکے دکھلائیے کہ خود قران سے کہانتک آپکي شخصیت اور آپکے وقائع و ایام معلوم ھوسکتے ھیں ؟ اللہ تعالی مولانا مرحوم کو اعلی علیئین میں جگہ دے - اُنکي طبیعت میں ایک خاص بات یہ تھي کہ کوئي معاملہ ھو' وہ اُسکي ابتدا ھمیشہ شک اور تردد سے کیا کرتے تھے ' اور جب تک یقین کرنے کیلیے مجبور نہو جائیں ' یقین نہیں کرنا چاھتے تھے - اس چیز نے اُنکي عملي زندگي کو بھي (یعنی کاروبار و انتظامات کي زندگي کو) بہت نقصان پہنچایا اور وہ کوئي عملي کام جم کر نہ کرسکے - ندوہ کے معاملہ میں جو اُلجھاؤ لوگوں نے ڈالے' وہ اُنکے اسي ضعف یقین و عدم جزم و صلابت ارادہ کا نتیجہ تھا - ورنہ اُنسے مخالفت کرنے والوں میں ایک شخص بھي ایسا نہ تھا جو اُنکو اُنکي جگھہ سے ھٹا سکتا - بہرحال انہوں نے اس خیال پر بہت ھي پسندیدگي ظاھر کي مگر وھي اپني عادت کے مطابق اظہار شک و نا اُمیدي کہ اتنا مواد صرف قرآن سے کہاں نکل سکتا ھے کہ سیرۃ کا ایک باب مرتب ھوسکے ؟ لیکن جب میں نے بہت اصرار کیا تو کہا اچھا تم اگر یہ ٹکڑہ مرتب کردو تو سیرۃ کے ساتھہ شامل کردیا جاے - آخري یکجائي دہلي میں ھوئي تھي - اُسوقت اُنہوں نے کہا - اب مجھکو بھي خیال ھوتاجاتا

ہے کہ یہ ممکن ہے اور بہت ہی اہم چیز ہوگی - چنانچہ دہلی سے آکر میں نے کچھہ وقت اسمیں صرف کیا اور ایک مستقل سیرۃ نبویہ مجرد قرآن حکیم سے ماخوذ و مستنبط شروع کردی - جوں جوں قدم آگے بڑھتا گیا ' نئے نئے دروازے کھلتے گئے ' اور امید و توقع سے کہیں زیادہ کامیابی ہوئی - گو یہ حقیقت پہلے سے پیش نظر تھی - حتی کہ اس بارے میں بڑا ذخیرہ آیات کا ذہن میں مستحضر تھا ' لیکن یہ بات تو کبھی وہم و گمان میں بھی نہیں گزری تھی کہ جس کتاب کو بظاہر جا بجا ذکر احکام و مسائل و قصص گزشتگان سے مملؤ پاتے ہیں ' اسمیں اسقدر وافر ذخیرہ خاص شخص رسالۃ کے حالات و قائع کا بھی موجود ہوگا ؟ کتاب کے مرتب ہو جانے کے بعد جو دیکھا تو ایک عجیب عالم نظر آیا - حیاۃ و سیرۃ کا کوئی ضروری ٹکڑہ ایسا نہیں ہے جسکے لیے قرآن میں ایک سے زیادہ آیات نہوں - اور پھر نہ صرف آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرۃ ؛ بلکہ صحابۂ کرام کے حالات و خصائص کا بھی کافی ذخیرہ موجود ملا - صحابہ کی جماعت درسگاہ تزکیۂ و تعلیم نبوۃ سے نکلی ہوئی مومنوں الاولون کی اولین جماعت تھی - و یعلمھم الکتاب و الحکمۃ و یزکیھم - اسلیے اُنکے سوانح و ایام بھی سیرۃ نبویہ ہی کے مختلف اجزاء ہیں ' بلکہ ہدایت قرآنی و حکمت نبوی کے عملی و مجسم ثمرات ہونے کے لحاظ سے دلائل و آیات نبوۃ کے حکم میں داخل - پس یقیناً آپکی سیرۃ مکمل نہ ہوتی اگر اُنکے حالات بھی قرآن میں پوری شرح و تفصیل سے نہ ملتے - اس تکرے کو دیکھکر مجکو آخری مرتبۂ یقین اس بارے میں حاصل ہوگیا کہ اگر دنیا سے تاریخ اسلام کی ساری کتابیں معدوم ہوجائیں ' اور دنیا نے جو کچھہ چھٹی صدی عیسوی کے ایک ظہور دعوۃ کی نسبت سنا ہے وہ سب کچھہ بھلادے ' اور صرف قرآن ہی دنیا میں باقی رہے ' جب بھی آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت مقدسہ اور آپکی سیرۃ و حیات کے براہین و شواہد مٹ نہیں سکتے - صرف ایک قرآن ہی اسکے لیے بس کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ دنیا کو بتلادے کہ اُسکا لانے والا کون تھا ؟ کیسے زمانے میں آیا ؟ کس ملک میں پیدا ہوا ؟ اُسکے خویش

ویگانہ کیسے تھے ؟ قوم و مرزبوم کا کیا حال تھا ؟ اُس نے کیسی زندگی بسر کی ؟ اُس نے دنیا کے ساتھہ کیا کیا اور دنیا نے اسکے ساتھہ کیا کیا ؟ اُسکی باھر کی زندگی کیسی تھی اور گھر کی معاشرت کا کیا حال تھا ؟ اُسکے دن کیسے بسر ھوتے تھے اور راتیں کن کاموں میں کٹتی تھیں ؟ اُس نے کتنی عمر پائی ؟ کون کون سے اھم واقعات و حوادث پیش آے ؟ اور پھر جب دنیا سے جانے کا وقت آیا تو دنیا اور دنیا والوں کو کس عالم میں چھوڑ گیا ؟ اس نے جب دنیا پر پہلی نظر ڈالی تھی تو دنیا کا کیا حال تھا ؟ اور جب واپسین نظر وداع ڈالی تو وہ کہاں سے کہانتک پہنچ چکی تھی ؟ غرضکہ ایک وجود و مقاصد وجود اور اعلام صداقت و عظمت کیلیے اُسکے وقائع و ما یتعلق بہا و ما یناسب ذلک میں سے جن جن باتوں کی ضرورت ھوسکتی ھے، وہ سب کچھہ صرف قران ھی کی زبانی دنیا معلوم کرلے سکتی ھے، اور اس بارے میں بھی قران اپنے سے باھر کا ابداً محتاج نہیں - اور پھر یہ سب کچھہ از قبیل اشارات و رمزوزات نہیں ھے جیسا کہ ارباب نکات و دقائق کا طریق استنباط ھے، بلکہ صاف صاف اور کھلا کھلا بیان جو فقہاء کے طریق استنباط اشارۃ النص سے کہیں زیادہ واضح و ظاھر ھے - اور اگر رموز و اشارات و تلمیحات کا طریق اختیار کیا جاے تو پھر خاص خاص آیتوں کو چھانٹنے کی کیا ضرورت ؟ پورے قرآن میں بجز اس ایک ذکر کے اور کوئی ذکر ھی نہیں ھے !

وکل الی ذاک الجمال یشیر !

اگر غور کیا جاے تو فی الحقیقت یہ معاملہ بھی منجملہ مہمات خصائص و اعجاز قران کے ھے - کسی پیغام کی صداقت جانچی نہیں جا سکتی جب تک پیغام لانے والے کی صداقت و امانت نہ جانچی جاسکے، اور وہ ممکن نہیں جب تک اُسکی پوری زندگی اور زندگی کے وقائع و اعمال دنیا کے سامنے نہوں - پس اس اعتبار سے آج تمام عالم میں اگر کوئی صحیفۂ آسمانی ایسا ھے جو اپنے لانے والے کی زندگی کے وقائع و سوانح ھر زمانے اور ھر عہد میں خود اپنی زبانی سنا دیسکتا ھے، تو وہ بحکم ھذا کتابنا ینطق علیکم بالحق بجز قران حکیم و محفوظ کے اور کوئی نہیں - اُسکے علاوہ جسقدر

کتب سماویہ (في اعتقادنا او في زعمهم) موجود هیں ' وہ یا تو اپني
صداقت کي اور ساري باتوں کي طرح اس بارے میں بھي بالکل خاموش
و مظلم هیں ' حتیٰ کہ اپنے لانے والونکے وجود کے اثبات سے بھي عاجز ' اور
اگر اُسکي شخصیت کا ذکر کرتے بھي هیں ' تو ایسے مجہول و سراپا
شکوک و ارتیاب شکل میں جس سے اثبات کي جگہ اور زیادہ سلب و نفي
کا یقین پیدا هوجاتا هے - اور پھر جب اس لحاظ سے دیکھا جاے کہ آج
دنیا میں شہرت و تواتر ' نقل و حفظ و روایت ' اور توارث اسناد و قرأة '
و تعامل کرورها نفوس عالم نسلاً بعد نسل و حین بعد حین ' و تلاوة اوقات
خمسة لیل و نہار (فضلاً عن تلاوته و تدبره في کل حین و آن) کے اعتبار سے
صرف یہي ایک کتاب قطعي و یقیني اور محفوظ و غیر مبدل هے - بحیث
لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه و انا نحن نزلنا الذکر و انا له
لحافظون و بل هو قران مجید في لوح محفوظ و في صدور الذین اوتوالعلم
و غیر ذالک من قواطع الحفظ و الصیانة ' اور اسلیے علي وجه الارض اسم
و علم " الکتاب " کا مستحق اور کوئي نہیں ' تو پھر ظاهر هے کہ جس
وجود و شخصیت اور اسکي حیاة و سیرة کا اثبات و اعلام اس کتاب کے اندر
هوگا ' اُسکے وجود و سیرة سے بڑھکر سماء دنیا کے نیچے اور کونسي انساني
هستي قیامت تک کیلیے اثبت و اقوم هوسکتي هے ؟ اور دنیا اپني
هدایت کیلیے اگر کسي انسان کے آگے جھک سکتي هے ' تو اس انسانیة
کبریٰ و عبدیة اعلیٰ و بشریة واحدہ کے سوا اور کون انسان هے جسپر آنکھوں
سے دیکھنے والوں کي طرح همیشہ یقین کیا جاسکتا هے ؟ اور جس پر ایمان
لانے کیلیے پچھلي امتیں اور نسلیں بھي پہلوں کي طرح قطعي و یقیني
روشني رکھتي هیں ؟ اور پھر جس وجود کي سیرة و حیات قیامت تک
کیلیے اسطرح محفوظ و ثبت کر دي گئي هو ' علاوہ اُن نقوش غیر فاني
کے جو صفحۂ عالم پر ثبت هیں ' اور جسکي زندگي کے وقائع طیبہ کو
اسطرح سورج کي دائمي روشني اور ستاروں کي یکساں سیر و حرکت کے
دامن سے باندھدیا هو ' کیوں نہ اس خاکدان جسم و زماں میں اسکي موت

و حیات یکساں ہو ؟ اور کیوں اُسکي دائمي حیات و قیام کے عقیدہ سے انسان کے تاریک داوں کو انکار اور غافل روحوں کو گریز ہو ؟

في الحقیقت یہي معني ہیں دیگر صدھا معاني و حقائق ثابتہ کے ساتھہ اِس رفع ذکر کے کہ و رفعنا لک ذکرک - اور یہي وہ مقام ہے کہ جب اصحاب کشف و مشاہدات کے سامنے کھلا تو انھوں نے " حقیقت محمدیہ " کے احاطۂ و حیات اور عدم زوال و بقاء و استمرار کو تمام انبیاء کرام کے حقائق تعینات سے مافوق ' اور بوجہ دائرۃ الدوائر اور مرکز ادوار تعینات ما بعد اور نقطۃ الحیـــاۃ في الاصل و الحقیـــقۃ ہونے کے تمام انوار تعینات و وجود کو اسکي نورانیت کے سامنے بے فروغ و ماند پایا ' اور اسلیے شیخ اکبر نے اسکو تعین اول اور مورد صحیح اِصطلاح " عقل اول " کا قرار دیا - اور پھر " انسان کامل " اور " روح اعظم " اور " نفس واحدہ " اور " قلم الاعلیٰ " اور " نور الانوار " اور " نفس الکائنہ " سے بھي اسکو تعبیر کیا گیا کہ بلحاظ بقاء ذکر و دوام فیضان و حیات وھي ایک انسان الکامل' روح الا عظم ' اور النفس الواحدۃ والکائنہ ہے اور حیاۃ معنویۃ مستمرۃ نوع و ارض کی مرکزیۃ صرف اُسي کو پہنچتي ہے - اور اسلیے قران حکیم نے صرف اسي وجود کو " العبد " سے تعبیر کیا کہ ساري عبودیتیں آني و وقتي ہیں مگر صرف یہي وہ عبودیۃ کاملہ و واحدہ ہے جو ہمیشہ عباد و معبود میں واسطۂ ہدایت اور ہمیشہ عبد کو معبود سے واصل کردینے کیلیے حي و قایم ہے ' و قال العارف البوصیري :

منزہ عن شریک في محاسنہ

فجوھر الحسن فیہ غیر منقسم !

اور چونکہ نوع انساني کي سعادت و تنویر کا مرکز و مبدء وجود انبیاء کرام ہے' اور حقیقت محمدیہ بحکم وجئنا بک علی ھٰؤلاء شھیدا ان سب سے ما فوق اور شمس وکواکب اور صباح و مصباح کے معاملہ کا حکم رکھتي ہے' اسلیے حیات قائمہ و دائمہ کا نور الانوار اور مصباح المصابیح صرف وھي دائرہ ٹھہرا ' اور اسي لیے شیخ اکبر و جیلي نے اسکو " حقیقۃ الاسمائیہ " اور " لوح

محفوظ " سے بھي تعبير كيا - سبحان الله ! يه آخري تسميۂ و تعبير كس درجه ترجمان حقيقت و ارفق بالشرع و العقل هے ! دنيا ميں جسقدر بھي هدايت و تعليم كي لوحيں تھيں ' سب كيليے تغير و تبدل هوا ' حتى كه آج كوئي بھي محفوظ نهيں - ليكن الله اكبر مقام محمدي كي محفوظية و مصئونية كه آسكي سيرة طيبه اور حيات حيه ؤ قائمه كي لوح محفوظ كا ايک نقطه بھي محو نهوسكا ' اور قران محفوظ و كتاب مسطور في رق منشور اور في صدور الذين اوتو العلم ميں آسكا ايک ايک حرف ايک ايک لفظ آسي طرح نقش و ثبت هے اور هميشه رهيگا ' جسطرح قلم ازل نے ازل صبح تعين كي كرنوں سے لكھه ديا تھا - پس قرآن كے بعد اگر كوئي آور هستي " لوح محفوظ " هوسكتي هے تو وه صرف وهي روح اعظم و خالد هے جسكے ذكر كو خود قران نے اپني آغوش حفظ و صيانة ميں هميشه كيليے لے ليا هے - حضرة سيد العارفين شيخ عبد القادر جيلاني رضي الله تعالى عنه نے اسي مقام كي طرف اشاره كيا هے ' اگرچه بعض كم فهموں نے اسكي ضمير متكلم كو نه سمجھا اور ايک دوسري هي وادي ميں ليگئے ' اور يه آفت عام و اعم هے :

افلت شمـــوس الاوليـــن ' و شمسنا

ابـــداً على افـــق البقـــا لا تغـــرب !

حضرة والد مرحوم نے اس ملفوظ مبارک پر ايک دوسرا پيش مصرعه لگا كر مطلب واضح كرديا هے - يه آنكے ايک طول طويل قصيدۂ بائيه ميں سے هے :

شمس تقـــادم قبـــل ادم طلعهـــا

ابـــداً على افـــق البقـــا لا تغرب !

اور يه جو بعض اكابر نقشبنديه على الخصوص حضرة مجدد سرهندي رحمة الله عليهم نے اپنے علوم كشفيه ميں ظاهر كيا كه دائرۂ حقيقت محمديه سير قدمي كي آخري حد هے - اسكے بعد صرف سير نظري كي گنجائش هے - و هو من خصائصه صلى الله عليه و سلم - اور نيز تمام اصحاب احوال و كشوف بھي اسپر متفق هوے ' تو حقيقت اسكي بھي يهي هے كه چونكه حقيقت محمديه

روح و حیاۃ کا آخری نقطہ اور سرچشمہ قرار پائی' تو لا جرم سیر و اقدام کی آخری منزل بھی وہی ٹھہری - اسکے بعد جو کچھہ ہے ما فوق اور وراء الوراء تعینات ہے - اسلیے نہ سیر کی وہاں گنجایش ' نہ قافلۂ طلب اور محمل شوق کا وہاں گذر' بلکہ طائر فکر و مرغ خیال بھی اسکی فضاء لا تعین میں درماندہ و پرو بال سوختہ :

اے برون از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرق من و تمثیل من !

و الکلام فی ھذا یطول و لہ موضع غیر ھذا الموضع الذی نحن فیہ - اور یہ جملۂ معترضہ بھی جو بعد فصل و خلل ربط مطالب پہنچ گیا ' تو اسلیے کہ مذکور کی جاذبیۃ و محبوبیۃ سے ذکر و ذاکر کی بیخودی و محویت ناگزیر ہے ' اور اشارات کا طول و قصر مشار الیہ کے جذب و کشش پر موقوف - پھر جس مذکور و مقصود کا یہ حال ہو کہ بقول صاحب فتوحات مکیہ :

یا من ھو للقلوب مقناطیس !

اور اس دنیا میں ذکر صرف اُسی کا ذکر اور بات صرف اُسی کی بات ہو - اسکے سوا جو کچھہ ہو' یا اُسی کے طرف مصروف و محمول ہو' اور یہ نہو تو پھر بیخودی و بے حاصلی ' اتلاف صرف و ضیاع بحت :

اوقات ھمان بود کہ با یار بسر رفت
باقی ھمہ بے حاصلی و بے خودی بود

تو کیونکر ممکن ہے کہ عنان قلم از دست رفتہ نہو اور سر رشتۂ فکر و شغل دامن صبر و شکیب کی طرح ھاتھہ سے چھوٹ نہ جاے ؟

و یدرکنی فی ذکرہ تشعریر
لھا بین جلدی و العظام دبیب !

ذکر سیرۃ نبویہ ماخوذ و مستنبط از قران کی نسبت تھا - سو الحمد للہ وہ امید و گمان سے بھی دہ چند اوسع و اکمل مرتب ہوگئی - و رأیت فیہ ما لا عین رأت و ما لا اذن سمعت - انسانوں کی ترتیب دی ہوئی ساری

سیرتیں اور تاریخیں ایک طرف ' اور خود لسان الهي کا ایک کلمۂ منطوقۂ و محفوظه ایک طرف - تعجب هے که اصحاب سیر نے باوجود کمال سعي و نظر اور مشغولیۂ به جمیع طرق و ترتیبات سیرۃ اس طرف کیوں توجه نه کي ؟ جب تک یه چیز مرتب نهیں هوئي تهي ' خود اپنا حال بهي دوسرا تها - اور اب جو دیکها تو کارخانه هي دوسرا نظر آیا :

تمام بود به یک حرف گرم و ما غافل
حکایتے که همه نا تمام مي گفتند !

معهذا :

نه حسنش غایتے دارد نه سعدي را سخن پایاں
بمیرد تشنه مستسقي و دریا همچناں باقي !

فصل

اور یه معامله صرف شیخ عماد الدین واسطي هي کے ساتهه مخصوص نهیں هے ' بلکه امام ابن تیمیه کے برکات امامۃ و وراثۃ کاملۂ نبوۃ کے اس فیضان جاري و ساري کا اُنکے تمام معاصرین محققین نے خصوصیت کےساتهه اعتراف کیا هے ' اور آج بهي انکے علوم و معارف سنۃ کے اس خاصۂ عظیمه کا هر وہ شخص اور جماعت تجربه کرلے سکتي هے جو شک کي بیماریوں سے مایوس اور یقین کي محرومیوں سے لب مرگ هو ' اور جسکو حدیث نفس (۱) اور وهم خاطر فاتر کے زخموں نے چور چور کردیا هو - البته هر حال

---

(۱) تمام نام نهاد علوم وفنون جدل و خلاف ' و تعمقات و همیۂ وخیالیه ' و صناعات تشکیکیه در مطالب شرعیه از قبیل مقولات کم وکیف و الاین المتی و لماذا ' و مباحث و مباني تراشیدۂ و خراشیدۂ متکلمین مجادلین ' و اصول مصنوعه و قواعد مزعومۂ ارباب قیل وقال و پرستاران اراء اقوال رجل من الرجال ' و اشغال و تشددات بدعیۂ و محدثۂ صحاب خوانق و صوامع جهال ' و اوهام و ظنون فاسدۂ دخلاء اعجام مولدین در ملت عربیه باسم و زعم واردات و مکشوفات و بوارق

میں طلب صادق شرط ہے ' اور جاحد و الد الخصام مریض نہیں ہے جسکے لیے کوئي نسخہ مفید ہوسکے - وہ امرات و قبور میں داخل ہے جنکا معاملہ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۸]

و احوال ' بلکہ وہ تمام دساتیر و اسا طیر ضالۃ و مضلہ جو " انتحال المبطلین و تاویل الجاھلین و تحریف الغالین " کے اقسام ثلاثۃ ضلالت میں داخل ہیں ' یافتنۃ شبہات و فتنۃ شہوات کے شجرۃ الزقوم کے برگ و بار ' یا ایک تیسري تقسیم ضلالۃ کي بنا پر انکو " فتنۃ جدل " و " فتنۃ راے " کے کنوز فساد و دفائن بطلان میں سے یقین کرنا چاہیے کہ " ما ضل قوم بعد ھدی کانوا علیہ الا اوتو الجدل " رواہ الترمذی و احمد و ابن ماجہ ' اور " یستفتون فیفتون برایھم فیضلون و یضلون " رواہ ابن عمر و اخرجہ البخاري ' و غیر ذلک من احادیث الباب ' تو یہ سب کچھہ بھي في الحقیقت " حدیث نفس " کے مظاھر و ثمرات میں سے ہیں - بقول حضرۃ شاہ ولي اللہ " و اگر نیک نظر کني در دور متاخرین جمیع لم و لا نسلم معقولیاں ' و راے و قیاس اصولیاں ' و جدل و تعمق متکلمان ہم از جملۂ حدیث نفس ست کہ نفوس سقیمۂ ایشان را بقصد در ترتیبات و متخیلات افگندہ ' و از نور قران و ماثور در احادیث نفسیہ انداختہ - فضلوا و اضلوا " قالہ في التفہیمات و ھمعات - اس اُمۃ میں آجتک کوئي اعتقادي و عملي و قلبي و ذھني ضلالۃ نہیں پھیلي ہے مگر اسي دروازہ سے - فھا اولاء جمعوا بین الفتنتین - فتنۃ الرائے و فتنۃ الجدل - او فتنۃ التشکیک و الشبہات ' و فتنہ الشہوات و الاھواء - وکل فساد في الدین بل والدنیا فمنشؤہ من ھاتین الفتنتین - اور اسباب اسکے متعدد ہیں - ازانجملہ ایک سب سے بڑا سبب وہ ہے جسکي طرف خود حدیث ابن العاص میں اشارہ کیا ' اور کونسي آنے والي مصیبت تھي جسکي طرف پہلے سے اشارہ نہ کردیا گیا ہو " لم یزل امر بني اسرائیل معتدلاً (اے علي وجہ العدل والصراط السوي) حتی نشاء فیھم المولدون " رواہ ابن ماجہ - تو یہاں بھي بحکم " لتتبعن سنن من کان قبلکم " (صحیحین) تھیک تھیک طابقۃ النعل بالنعل ایک عالم مصائب و دنیاے قلا قل اسي جماعت مولدین و عجمیئین کے دخول و خلط و تلبیس سے رونما ہوا ' اور اسلیے مدتوں تک غور کرنے کے بعد یہ حقیقت کھلي کہ اُمۃ اسلامیہ کے تمام مفاسد و مصائب کي اصلي جڑ دو ھي چیزیں ہیں جنکو

علاج سے باهر هوچکا ' اور انک لتهدي الی صراط مستقیم کے ساتهه و ما انت بمسمع من فی القبور اور سواء علیهم ءانذر تهم ام لم تنذرهم بهي موجود

(بقیه نوٹ صفحه ۱۸۸)

" یونانیة " اور " عجمیة " سے تعبیر کرنا چاهیے - سارے برگ و بار و ثمرات فساد کو انهي سے ظهور و نمؤ هوا - آج همارے مدارس میں جو علوم باسم اصل و اساس علوم شرعیه پڑهے پڑهائے جاتے هیں ' اگر کسي صاحب حکمت کي نظر کیمیاري انکي تحلیل و تفرید کرے ' تو کهل جاے که کسقدر حصه انکا شریعة اصلیه و دین الخالص سے مرکب هے ' اور کسقدر اسي فتنۂ عالم آشوب یونانیة و عجمیة سے ؟ کوئي شے اس سے نه بچي - حتی که علماً علوم آلیه و عربیة و بلاغة و بیان - اور عملاً جزئیات اعمال و رسوم و هیئات و معاشرت و غیر ذلك - جب یه حال: علوم شرعیه بلکه نام نهاد اصولیه کا هے ' تو پهر اُن اساطیر اوهام و دساتیر خزعبلات و هفوات کا کیا پوچهنا جنکو به لقب شریف "معقولات" پکارا جاتا هے ؟ و ان من العلم جهلا :

بر عکس نهند نام زنگي کافور !

اور ایک جم غفیر دماغ سوختگان مدارس و معاهد و مدعیان دراست نظر و رسوخ في العلم کا غالب سرمایۂ تفاخر ' و متاع غرور ' و حاصل عمر ' و ثمرۂ طلب ' و مقصد حیات ' جو کچهه هے وهي هے اور اُسي میں هے - الا من عصمه الله ' و لیکن لا یجاوز عددهم حرکات العوامل و تعداد الانامل - وذلک مبلغهم من العلم - اگرچه اصحاب بینش و دانش و روشن دلان حقائق و علوم حقۂ کتاب و سنة کے نزدیک وہ سب کچهه داخل اضاعة عمر و حبط اعمال و لا یقیم لهم وزنا هے ' اور انکے سارے گڑهے هوے طلسمات اوهام و کارخانه جات اهواء کو اوهن البیوت کبیت العنکبوت سے زیاده نهیں سمجهتے - سبحان الله ! عقل و بینش کے معجزوں کي طرح جهل و کوري اور حدیث نفس کي شعبده طرازیاں اور چشم بندیاں بهي کیسي عجیب و غریب هیں ! قران الهي کے براهین و یقینیات اور محمد ابن عبد الله علیه الصلوة و السلام کے علوم صادقۂ و حکمیات تو مهجور و متروک ٹهراے جائیں ' اور مشرکین یونان کے خرافات و اوهام اور ارسطا طالیس کي منسوجات و همیۂ و ظنیه اصل مطلوب و مقصود اور مایۂ صد سعادت و وسیلۂ هزار برکات یقین کي جائیں ؟ دعوا شریعة محمد عربي کے علم و تعلم کا ' اور پرستش شریعة

و معلوم ھے - دوا بیمار کو کھلائي جاتی ھے اگرچہ جان کني میں مبتلا ھو - لیکن ایک تھنڈي لاش کیلیے بقراط و جالینوس کي ساري مسیحائیاں بھي

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۸]

ارسطوے یوناني کي ! فیا لله وللمسلمین ' من هذه الفاقرة التي هي اعظم فواقر الدین ' و الرزیة التي ما رزي بمثلها سبیل المومنین !

وسوف تری اذا انکشف الغبار
افرس تحت رجلك ام حمار ؟

ائمۂ متاخرین میں شیخ الاسلام ابن تیمیه و اصحابه کے بعد حضرۃ شاہ ولي الله کي تنقیدات و تعقبات اس باب میں نہایت محققانه و انفع واقع ھوئي ھیں - حجة الله البالغه وغیرہ میں گو اشارات و اجمال (و لکن ابلغ من التصریح) سے کام لیتے ھیں لیکن تفہیمات الاھیه اور خیر کثیر اور بدور البازغه میں بالکل پردہ اٹھا دیا ھے - صرف یہي نہیں کرتے کہ ان علوم مخلوطه کو " فن دانشمندي " کے حوالہ کرکے باقي معاملات ذوق سلیم پر چھوڑ دیں ' یا " تشکیکات خام معقولیاں " کہکر خاموش ھو جائیں - بلکہ صاف صاف اور بے پردہ لکھتے ھیں - ایک تفہیم میں اسپر مفصل بحث کي ھے " در علوم شرعیه پسینیان چیزھا آوردند که مقصود و معلوم پیشینیان نه بود - بلکه درسلف امت ازان اثرے یافته نمي شود - جموع کثیرہ فلسفۂ و حکمت یونانیان را با علم شریعت آمیختند و اصل اصول کتاب و ماثور را از دست دادہ ' تا انکه ظاھر شریعت بنا بر کثرت ایراد و انصراف و تحریف و تخلیط چیز دیگر گردیدہ - علوم اصول دین را که افضل علوم اسلامست ' ببین که متکلمین دران چه صنائع و بدائع آفریدند ' و در وادي جدل و تعمق تا بکجا رسیدند ؟ حالانکه سلف امت نکیر عظیم داشتند برین جنس کلام ' و آنرا خارج از شریعت پنداشتند - و در کتب فقه و فتاوي تامل کن که دامن راي و تفریع را تا کجا کشیدند ' و از اصل اصول شرع که قران و اثرست چه قدر دوري جسته ؟ و همچنین حال دیگر علوم دین‌ست که بسبب خلط با فنون و صنائع رنگ و صورت دیگر پیدا نموده " اور سبحان الله حضرۃ موصوف کي نظر تجدید اور صدق فہم اور نفوذ ذھن کہ ایک دوسرے موقع پر اس فتنه کو من جملہ ثمرات ردیۂ نفاق کے قرار دیتے ھیں - کما قاله في الفوز الکبیر: " نفاق اول (یعني بباطن کفر و انکار و بظاھر شکل اسلام) بعد از انحضرۃ

بیکار هیں - یہي وہ حقیقت مقام امامة في الدین اور وراثة نبوة کي هے جو طبابة و تداوي جمیع امراض یقین و اعتقاد کي نظري و عملي

(بقیه نوٹ صفحه ۱۸۸)

نتواں دانست - اما نفاق ثاني (یعني حدیث نفس و تشکیک و عدم یقین و ایمان حقیقي) کثیر الوقوع ست - لا سیما درزمان ما - و ازانجمله جماعة معقولیان که شکوک و شبهات بسیار مي آرند نمونهٔ آن گروه اند " (او کما قال) یه جو حضرة موصوف نے فرمایا " پسینیان چیزها آوردند که معلوم پیشینیان نه بود " تو یه وهي حقیقت هے جسپر تمام آئمهٔ سلف متفق هوے - همارے حضرة امام ابو حنیفه رحمة الله علیه سے اعراض و اجسام میں تکلم کي نسبت پوچھا گیا تو فرمایا " لعن الله عمرو ابن عبید هو فتح علی الناس الکلام في هذا " نقله الرازي فی التفسیر - کیا خوب قاطع و فاصل قول اس باب میں امام ابن عقیل کا هے جسکے بعد کسي چیز کي احتیاج باقي نہیں رهتي که " انا اقطع ان الصحابة ماتوا و ما عرفوا الجوهر و العرض - فان رضیت ان تکون منهم فکن و ان رأیت ان طریقة المتکلمین اولی من طریقة ابي بکر و عمر فبئس ما رأیت " حکاه القرطبي في شرح مسلم - اس باب میں حضرة امام غزالي رح کا کلام بھي احیاء و بعض دیگر مختصرات میں نہایت وا شگاف و محققانه واقع هوا هے ' اگرچه خود امام موصوف بھي مدتوں اسي وادي میں سرگردان رهے اور اسي کا نتیجه هے که آخري عهد تک کي مصنفات اُسکے اثرات سے محفوظ نه رهسکیں - معهذا الاعتبار بالخواتم و قال ملا علی القاری " مات الغزالي و البخاري علی صدره " رضي الله عنه - اسي لیے زبیدي نے کہا - علماء سوء اور ارباب جدل و خلاف پر کوئي چیز اسقدر شاق و اشد نہیں هے جسقدر احیاء اور اسکے ابواب متعلق علم و علماء - اور اسي لیے ایک جم غفیر علماء سوء نے مصر کے بازاروں میں احیاء کے نسخے جلا ڈالے قل موتوا بغیظکم - پھر جب کچھه زمانه گذرچکا تو کہا " هو حجة الاسلام و کتابه یستحق ان یکتب بماء الذهب " فهذا یکون الحال من لا برهان له به - اور اکثر اکابر طریقت نے اپنے سلوک کي بنیاد صرف احیاء العلوم هي پر رکھي جیسا که سلسلهٔ عیدروسیه کي نسبت شاه ولي الله نے انتباه وغیره میں تصریح کي هے - غرضکه اِس فتنهٔ عظیمه کي داستان مصائب و حکایت نوازل بہت طولاني هے - اسي " حدیث نفس " کے بروز و احاطه نے الهام هدایت ربانیه اور لمعات و انوار سعادت ابدیه کي راهیں صدیوں سے اخلاف

قوة کي راه کهول ديتي هے' اور اسي کي طرف امام اهل السنة حضرة احمد بن حنبل نے اپنے نامۂ وصية بنام مسدد بن مسرے خطبه ميں اشاره کيا تها که " الحمد لله الذي جعل في کل زمان بقايا من أهل العلم' يدعون من ضل الى الهدى ' ويبصرون بنور الله اهل العمى ' ويحيون بکتابه الموتى ' وبسنة رسوله اهل الجهالة والردى ' ويصبرون منهم على الاذى ' فکم من قتيل لابليس قد أحيوه ؟ وکم من ضال لا يعلم طريق رشده قد هدوه ؟ وکم من مبتدع في دين الله بشهب الحق قد رموه ؟ فما احسن أثرهم

[بقيه نوٹ صفحه ۱۸۸]

ملت پر مسدود کرديں ' اور حقيقت دين الخالص ظلمات قيل وقال ' واهواء رجال ' وصناعات مخترعه ' ومصطلحات محدثه ' وتشتت طرق ' وطرائق قدد ميں مستور ومحجوب هوگئي - معهذا طالب صادق وجوياے حق کيليے باب هدايت والهام سعادت مثل هميشه کے باز هے ' اور با ايں همه غبار محيط وتيرگي غليظ شمس بازغۂ کتاب الله وقمر منير سنة رسول الله هموارۂ وپيوسته درخشندۂ وجهانتاب وظلمت رباے هرگونه شکوک وارتياب هے - وفي الجمله دريں دورفتن وآزان فساد سعيد آنکسے ست که دست بدامن سلف وروش آنها زند ' وبرسبيل مومنون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان' وطريق قرون ثلاثۂ مشهود لها بالخير معتصم وثابت باشد ' وانچه خلف أمت از تغيير وتحريف وتخليط درهر باب از ابواب شرع ورزيده اند ' به تعميل وصية نبوی که " فاعتزل تلک الفرق کلها ولو تعض باصل شجرة وانت على ذلک حتى يدرکک الموت" چشم بپوشد' وگوش حق نيوش را از غوغائے يمين وشمال کر ساخته ' علم وعمل خود را بر موارد شرع حکيم وعلوم مطهرۂ کتاب وسنة مقصور دارد' وقربت خدا جويد در دوری آنها :

دلا را مے که داري دل درو بند !
دگر چشم از همه عالم فرو بند !

اور شرح حقيقت تحريف شريعت على الخصوص فتنتين عظيمتين يونانية وعجمية کيليے مقدمۂ تفسير باب بست ويکم اور تفسير فاتحة الکتاب کو ديکهنا چاهيے - وافردته في مجلداً مستقلاً وسميته بتحصيل السعادتين

علی الناس ! ینفون عن دین الله تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاهلین ' الذین عقدوا الویة البدعة ' و اطلقوا أعنة الفتنه ' مختلفین فی الکتاب ' و یقولون علی الله و فی الله - تعالی الله عما یقول الظالمون علواً کبیرا " انتهی ما نقله الحافظ ابن الجوزي في سیرته - یعني اُمت محمدیه کا کوئي زمانه نهیں جو اهل العلم کے بقایاء سے خالي هو - یه وه لوگ هیں که بهٹکے هوؤں کو راه هدایت کي طرف بلاتے ' اور کور چشمان ظلمت کي آنکهوں کو نور الهي سے روشن کردیتے ' اور کتاب و سنة کي روح حیات سے جهل کے مردوں اور غفلت کي نعشوں کو جلا دیتے هیں - اور اس کام میں اهل جهل و ضلالت کے هاتهوں جسقدر بهي اذیتیں پهنچتي هیں ' انپر صبر کرتے هیں - پهر کتنے هي ابلیس جهل کے مارے هوے هیں جو اُنکي مسیحائي سے جي اُٹهے ! اور شیطان شک و ریب کے تیروں کے تڑپتے هوے زخمي هیں جنکو اُنکے دست شفاء سے یقین کا مرهم اور ایمان کي اکسیر ملي ! بهٹکے هوؤں کو راه پر لگادیا - بدعة کے لشکروں اور احداث و تحریف کي پلٹنوں کو قرآن و سنة کے تیروں کي بوچهاڑ سے تتر بتر کردیا - گمراهي کے جهنڈے اُنکے آگے سر نگوں هوگئے - اور فتنوں کي صفیں انکے قشون دلائل و جنود براهین کے فاتحانه حملوں سے اُلٹ گئیں - انتهي ملخصاً (۱)

---

(۱) یه نامهٔ وصیت منجمله آثار متبرکهٔ جلیله سلف کے هے - باب عقائد و فقه اکبر میں آج سلف کي کوئي تحریر اس سے اقدم و اصح اور تمام اختلافات و نزاعات متاخرین کیلیے قاضي و قول فیصل موجود نهیں - آئمهٔ صحاب سنة همیشه اس اثر مبارک کو حرزجان و مونس روح و ایمان سمجهتے رهے - شیخ الاسلام هروي کو جب ارباب بدع و تعطیل نے جلا وطن یا تو تمام کتابیں گهر میں چهوڑدیں - صرف اس مکتوب مبارک کو توشهٔ معادت سمجهکر اپنے ساتهه لے لیا - حافظ ابن منده کا قول هے که جس شخص نے اس وصیت کو پڑها اور عمل کیا ' وه ان عبادي لیس لك علیهم سلطان تهیک تهیک مصداق هے - یعنے اسپر شیاطین شک و ضلالت کا کوئي داؤ چل نهیں سکتا - سبب تحریر اسکا حسب بیان قاضي ابو یعلی و ابن جوزي بالاسناد یه هے که جب اهل بدع و فتن کي شورشیں هر چهار طرف

حضرۃ امام اهل السنۃ کا یہ خطبۂ و فاتحہ باوجود ایجاز کچھہ ایسا جامع و ترجمان کامل مقصد واقع هوا هے کہ بڑے بڑے اکابر و اعلام کي زبانوں پر خود بخود چڑھگیا ' اور انھوں نے سارے خطبات و فواتح اور عبائر مطالع کو چھوڑکر انهي چند متبرک جملوں پر اقتصار کرلیا - بظاهر یہ مقبولیت خطبات ماثورۂ و مطالع شہیرۂ خلفاء راشدین کے بعد اور کسي امام و مصنف کے کلام کو نہیں ملي - و هذا من خصائصہ رضي الله عنہ - حافظ ابن مندہ اپنے اکثر خطبات اسي سے شروع کرتے - حافظ ابن جوزي کا (کہ اُن لوگوں میں هیں جنھوں نے خطبات وعظ و مجامع کو ایک فن بنادیا) قاعدہ تھاکہ اپنے اکثر

[بقیہ فوت صفحہ ۱۹۴]

پھیلیں - علی الخصوص معتزلہ و مرجیہ کے عقائد اور تنازع في الدین اور شیوع مذاهب فلاسفۂ و اتباع فلاسفہ سے باب عقائد و علوم میں ایک عام اضطراب پیدا هوگیا ' تو امام مسدد بن مسرنے کہا - اختلافات کي اس تاریکي میں راہ سنۃ تک پہنچنا هم پر مشکل هوگیا هے - همارے بعد آنے والوں کیلیے اس سے بھي زیادہ مشکلات هونگي - پھر حضرۃ امام احمد کو لکھا " اکتب لي سنۃ النبي صلعم " امام موصوف نے جب خط پڑھا تو بہت روے - فرمایا " انا لله و انا الیہ راجعون ! یزعم هذا البصري انہ انفق فی العلم مالاً عظیماً و هو لا یهتدي الی سنۃ النبي صلی الله علیہ وسلم ! " اسکے بعد یہ نامۂ وصیت لکھکر بھیجدیا اور لکھا کہ طالبان طریق سنۃ کیلیے اسقدر بس کرتا هے - اس سے بڑھکر همارے محرومي اور کیا هوسکتي هے کہ متاخرین ارباب کلام بالراے کي مصنوعات و مخترعات اور متون و شروح ممزوجۂ مصطلحات و یونانیات تو عقائد میں دستور العمل بنائي جائیں ' اور سلف صالح سے اس درجہ تغافل و اعراض هو کہ امام اهل السنۃ بل امام الدنیا والدین کے اس ترجمان دین الخالص اور عصارۂ خالصۂ و محضۂ کتاب و سنۃ کي لوگوں کو خبر تک نہو ؟ حالانکہ یہ اُس فنا في الکتاب والسنۃ کي توقیع وصیت هے جس کا قول تھا " ماکتبت حدیثاً عن النبي صلعم الا وقد عملت بہ " ! میں نے کوئي حدیث نہیں لکھي مگر یہ کہ اسپر عمل بھي کیا هو ! یعني میں سنۃ کا علم مجرد نہیں هوں - عمل بھي هوں - و هذا معني الوراثۃ الکاملۃ و الامامۃ في الدین - گذشتہ مارچ میں حضرۃ امام احمد کي ایک مختصر سیرۃ لکھني

وہ وعظ جن میں خلیفہ بغداد حاضر ہوتا ' اسي خطبہ سے شروع فرماتے - حجۃ الاسلام حافظ ابن قیم تو اسکے ایسے شیفتہ ہوے کہ اپني اکثر کتابوں کو اسي سے شروع کرتے ہیں - مثلاً مفتاح دار السعادہ ' و دیباچۂ نونیہ ' و الصواعق المرسلہ ' و الصراط المستقیم و غیر ذلک - تو یہ مقبولیت بلا وجہ نہیں ہے - اسي لیے ہے کہ اس خطبہ کے ہر جملہ میں ایک دفتر معارف پوشیدہ ہے - ازانجملہ یہ کہ فرمایا " بشہب الحق قد رموہ " تو یہ وہي بات ہے جو حضرۃ عمر رضي اللہ عنہ نے فرمائي تھي " رموھم بالسنۃ " (رواہ الدارمي) ارباب بدع و ہواء پر سنۃ کے تیر چلاؤ - اسکي روک کیلیے آنکے پاس کوئي ڈھال نہیں - اور اسي لیے اھل بدعۃ کي ایک پہچان یہ ہوئي کہ ہمیشہ قرآن کے نام کي آڑ پکڑینگے (کلمۃ حق ارید بہا الباطل) اور سنۃ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۴]

شروع کي تھي تاکہ البلاغ میں شائع ہو - اسي سلسلے میں اس نامۂ وصیت پر نظر پڑي اور اسکي جامعیۃ مع الایجاز کچھہ ایسي دلنشین و دلپسند واقع ہوئي کہ بے اختیار شرح لکھنے پر خیال مائل ہوا - اثبات حقیۃ طریق سلف ' و ظواہر نصوص کتاب و سنۃ ' و فیصلۂ مختمۂ و متممۂ مسئلۂ تعارض عقل و نقل ' و انکشاف حقائق مستورۂ عقائد اسلامیہ کیلیے اس سے بہتر محل اور کوئي نہیں ہوسکتا - چنانچہ ایک ثلث سے زیادہ حصہ لکھا جا چکا اور کمپوز ہو چکا تھا کہ حکومت بنگال نے نفي و اجلاء کا حکم جاري کیا اور مجھے رانچي چلا آنا پڑا - یہ شرح اور سیرۃ امام موصوف اگر مکمل ہوگئي تو شاید اپنے موضوع میں ایک مخصوص چیز ہو - علی الخصوص موجودہ عہد فتن و فساد میں کہ " لعن آخر ھذہ الامۃ اولہا " کا معاملہ اپنے آخري حد تک پہنچ چکا ہے ' اور غرور بالعلم و العقل (کہ في الاصل بدترین جہل و بے عقلي و زیغ نظر ہے) اور اہانت و تحقیر و تحمیق و استہزاء بالسلف کے جنون سے ہر تنک ظرف سفیہ اور تہي دست باد فروش سرگران و خیرہ دماغ ہے - بحدیکہ احداث و غلمان وقت صحابۂ رسول و آئمۂ و تابعین کے عقائد کو (کہ اعلم الناس و اعقلھم علی وجہ الارض تھے - ابرھم قلوباً و اعمقھم علما) ایک طرح کي ابلہانہ نیکي اور بے وقوفانہ و نا فہمانہ اطاعت کیشي کہدینے تک میں باک نہیں رکھتے : کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم ان یقولون الا کذبا -

و ماثور سے اعراض کرینگے "علیکم بهذ القران فما وجدتم فیه من حلال فاحلوه" الخ - تو سنة و أسوۂ حسنه کے تیروں کي بارش سے أنکے منه پهیر دو ' اور ما اتا کم الرسول فخذوه اور حتی یحکموک فیما شجر بینهم اور "من اطاعني فقد اطاع الله" کے بے خطا هتیاروں سے أنکا مقابله کرو - اور یه جو فرما یا "وکم من قتیل لابلیس قد احیوه" تو یه وهي حقیقت هے که کمال اتباع و تفاني فی السنة کي وجه سے أن پر معالجۂ نفوس و تداوي امم کي راهیں کهول دي جاتي هیں ' اور وه صرف ایک هي نسخۂ شفاء کتاب و سنة هاتهه میں لیکر تمام بیماران قلب و نا خوشان روح کو دعوة شفاء دیتے هیں - یهي سر هے که منجمله اسماء و صفات قرآنیه کے ایک اسم و صفي "الشفاء" بهي قرار پایا که دل اور یقین کے سارے دکهوں کیلیے بجز اسکے أور کسي میں شفاء طمانیة نهیں - سب خود مبتلاء مرض هیں : قل هوللذین آمنوا هدي و شفاء ' والذین لایؤمنون في آذانهم و قر و هو علیهم عمی - اولائک ینادون من مکان بعید ! (حم سجده) و ننزل من القرآن ما هو شفاء و رحمة للمؤمنین و لایزید الظالمین الا خسارا (اسری) یا ایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور (لعلها فی التوبه او یونس) اور قلب و روح کي "طمانیة" یعني عدم اضطراب و شک صرف أسي کے پاس هے : الذین آمنوا و تطمئن قلوبهم بذکر الله - الا بذکر الله تطمئن القلوب (رعد) اور یهي وه کمال مرتبۂ ایقاني هے جو معبر به لفظ "سکینة" بهي هوا : هوالذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایماناً مع ایمانهم (فتح) پس جب شفاء و وسیلۂ اطمینان و سکون قلب قران هوا ' اور قران کي عملي تفسیر وجود صاحب قران ' تو اب شفاء بهي صرف أنهي هاتهوں سے ملسکتي هے جن کے پاس اس نسخه کا کامل علم و عمل هو' اور وه نهیں هے مگر کتاب و سنة - یهي مقام امام ابن تیمیه کا تها ' اور سلسلة الذهب تجدید و احیاء امت کے هر حلقۂ دعوة کا هوا ' اور هوگا :

بحکمته فعل الطبیب المجرب !

شیخ سراج الـــدین ابو حفص البزار بغدادي اُس عہد کے مشاهیر اعلام
معین فقه و حدیث میں سے هیں - انهوں نے امام ابن تیمیه کے حالات
اقب میں ایک مستقل رساله لکها هے " الاعلام العلیه فی مناقب الامام
تیمیه " رسالۂ مذکور میں لکهتے هیں " حدثني غیر واحـد من العلماء
لاء ' الـــذین خاضوا في اقاویل المتکلمین لیسترجعوا منـــها الصواب '
لا منـهم لـم یزل حائراً في تجاذب أقوال الاصولئین و معقولاتهم ' وانه
ستقر في قلبه منـها قول و لم یبن له من مضمونها حق ' بل رآها کلها
ة في الحیرة و التضلیل ' و انه کان خائفاً علی نفسه من الوقوع بسببها
التشکیک ' حتی من الله علیه بمطالعة مولفات هذا الامام ' و ما اورده
النقلیات و العقلیات في هذا النظام ' فمـا هو الا ان وقف علیها فراها
نة للعقل السلیم ' فانجلا عنه ما کان قـد غشیته من أقوال المتکلمین "
ب قریب ایسي هي شهادت حافظ جمال الدین عقیلي السرمري نے
حمیـة الاســلامیـــه في الانتصار لمـــذهب بن تیمیه " میں دي
ه اُس عہد کے ائمۂ کبار میں معدود اور مسند العصر و شیـــخ الـــزمان
اور اتنـــا اور زیاده کیـــا هے : " و من اراد اختبـــار صحـــة
ته فلیقف بعین الانصاف ' العریة عن الحسد و الانحراف ' ان شاء علی
مراته (ای مختصرات ابن تیمیه) في هذا الشان - کشرح الاصفهانیه
وها ' و ان شاء علی مطولاته - کتخلیص التلبیس من تاسیس التقدیس
ب العقل و النقل و منهاج الاستقامة و الاعتدال ' فانه والله یظفر بالحق
ان ' و یستمسک باوضح برهان " الخ - حاصل دونوں عبارتوں کا یه هے که
ء متعدد علماء و افاضل نے ذکر کیا که انهوں نے متکلمین کے اقوال
لات میں غور و خوض کیا تها ' تاکه حق و صواب معلوم کریں ' لیکن ان
سے هر شخص کا یه حال هوا که جسقدر اس میدان میں بڑهتا گیا ' اُتني
زیاده حیراني و گمراهي سے اپنے تئیں نزدیک پایا - اور ارباب کـلام
ل کے اقوال و عقلیات میں سے کوئي بات بهي ایسي نظر نه آئي جو
حق کو استوار کرتي اور دل کو اسپر اطمینان و قرار ملتا - حتی که اُنکی

حالت سخت مخدوش هوگئي اور اپنے ایمان و یقین کي طرف سے خوف پیدا هوگیا که کہیں تشکیک و انکار کي گمراهي میں ڈوب نه جائیں - لیکن جب الله نے انپر احسان کیا اور امام ابن تیمیه کے مولفات کے مطالعه کي توفیق بخشي توانکي هر بات عقل سلیم کے مطابق پائي اور وہ تمام پردے شک و ریب کے هٹ گئے جو متکلمین کي قیل و قال نے اُنکي بصیرة پر ڈالدیے تھے - اگر کسي شخص کو اس بات کي صحت میں شک هو تو امام موصوف کي مولفات آج بھي موجود هیں - حسد و تعصب سے خالي هوکر اُنکا مطالعه کرے - هم کہتے هیں که والله ' وہ حق و یقین اور طمانیة قلب کو پالیگا ' اور دلائل واضحه و براهین قاطعه کا عروة الوثقی اُسکے هاتھوں میں هوگا - انتہی - خود امام موصوف کي زندگي هي میں انکي مصنفات کے اس خاصه کي شہرت یہاں تک عالمگیر هوچکي تھي که مصر و شام و عراق کے کتب فروش آئمۂ سلف کي کتابوں سے زیادہ اُنکي مصنفات کے نسخے رکھتے تھے - اُنکي زندگي هي میں انکي مصنفات سیاح و نو آباد عربوں کے ذریعه چین تک پہنچ چکي تھیں - (۱) اُنکي وفات سے تقریباً پچاس ساٹھه

---

(۱) حافظ ابن رجب طبقات میں لکھتے هیں " صلی علیه صلاة الغائب فی الغالب بلاد الاسلام القریبة و البعیدہ - حتی فی الیمن و الصین - و اخبر المسافرون أنه نودی باقصی الصین للصلاة علیه یوم جمعة - الصلاة علی ترجمان القران ! " یعني امام ابن تیمیه نے جب وفات پائي تو اکثر بلاد اسلام میں انکے لیے نماز جنازہ غائب پڑھي گئي ' حتی که یمن اور چین میں - اور سیاحوں کي زباني معلوم هوا که چین کے نہایت بعید گوشوں میں جمعه کے دن منادي کرنے والے نے پکارا " ترجمان القران کیلیے نماز جنازہ پڑھي جائیگي ! " امام موصوف کي وفات سے ساٹھه ستر برس بعد ابن بطوطه نے چین کا سفر کیا تھا - اُنکو موجودہ شہر پیکن کے قریب قبائل عرب و تجار اهل اسلام کي ایک بہت بڑي نو آبادي ملي تھي جسمیں فقہاؤ محدثین و اصحاب درس و تدریس موجود تھے - شیخ بدر الدین محدث نے انکي دعوة کي - اسکے علاوہ عام دیار چین میں بھي هر جگه عرب اور نو مسلم بتعداد کثیر موجود تھے ' اور بلاد عربیه سے آمد و رفت کا سلسله برابر

برس بعد حافظ ابن حجر لکھتے ھیں کہ میں نے شمار کیا تو مشہور مولفات ابن تیمیہ علاوہ تفسیر القرآن کے چار ھزار صفحوں سے

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۹

جاري تھا - پس انہي لوگوں نے امام موصوف کي خبر وفات سنکر نماز جنازہ پڑھي ھوگي - اور یہ جو لکھا ھے کہ : " نودی باقصی الصین " تو اس سے مقصود اندرون چین کي رھي نو آباد ي ھوگي جو موجودہ شہر پیکن کے قریب ابن بطوطہ کو ملي تھي - اور پھر غور کرو کہ یہي وہ خصائص مقام عزیمۃ دعوۃ اور وراثۃ مقام ورفعنا لک ذکرک کے ھیں جن میں آوروں کا کوئي حصہ نہیں ھوتا اگرچہ بظاھر کتنا ھي پایہ بلند رکھتے ھوں - خود امام موصوف تو قید خانے کي کوٹھري میں محبوس و مظلوم انتقال کرتے ھیں، لیکن انکے لیے نماز جنازہ چین میں پڑھي جاتي ھے ! اور اُنکي زندگي ھي میں ترجمان القران و السنۃ ھونے کي شہرت کا یہ عالم ھوتا ھے کہ چین کي دیواروں سے جا ٹکراتي ھے اور پکارنے والا پکارتا ھے " الصلواۃ علی ترجمان القران ! " حافظ برزالي لکھتے ھیں کہ امام احمد بن حنبل کے بعد اور کسي کے جنازہ پر خلق اللہ کا اسقدر اجتماع نہیں ھوا اور نہ اتني نمازیں پڑھي گئیں جسقدر امام ابن تیمیہ کے جنازہ پر - حالانکہ انکا جنازہ قید خانے سے نکلا - اور خلیفۂ متوکل امام احمد کا معتقد تھا ، مگر سلطان عہد ابن تیمیہ کا مخالف - وکان یوما مشہودا - جب جنازہ اُٹھا اور انبوہ کا یہ حال ھوا کہ صرف عورتوں کي تعداد پندرہ ھزار سے زیادہ اندازہ کي گئي تو ایک شخص نے منارۂ مسجد سے ندا دي : ھکذا یکون جنائز اھل السنہ ! سبحان اللہ ، یہ ھے مقام وراثۃ تامۂ نبوۃ کا ! دمشق میں صدا اُٹھي : ھکذا یکون جنائز اھل السنۃ ! اور چین میں اللہ تعالی نے اپنے بندوں کي زبان سے بے اختیار نکلوا دیا: الصلواۃ علی ترجمان القران ! یعني انکي تمام حیات علم و عمل کا خلاصہ قران و سنۃ تھا، تو بحکم حدیث صحاح "انتم شہداء اللہ فی الارض" اللہ نے انسانوں کي زباني جو کچھہ کہلوایا ، اسمیں بھي اور کوئي وصف نہ تھا - صرف اسي بات کي شہادت تھي کہ سنۃ کا اھل اور قران کا ترجمان و سفیر ھے ! یہي چیز ھے کہ انکے بڑے بڑے معاصرین کو سب کچھہ ملا تھا مگر یہ نہیں ملي تھي ، اور ھمیشہ صرف مجدد العصر ھي کے حصے میں آتي ھے - اگرچہ قید خانے میں اُس نے زندگي بسر کي ھو یا سولي کے تختے پر

زیادہ ہیں ' اور با وجود علماء دولۃ اور سلاطین و حکام عہد کی شدید مخالفتوں کے آج کتب فروشوں کے چبوتروں پر سب سے زیادہ مانگ اُنہیں کی ہے ! - شیخ ابن یوسف مرعی لکھتے ہیں کہ بلاد مصر و شام کے سیاح جب یمن و نجد کی طرف جاتے ہیں تو بہترین تحفہ جو اُنسے اہل علم طلب کرتے ہیں' امام موصوف کی مولفات ہیں ! اُنکی زندگی ہی میں یہ حال تھا کہ بڑے بڑے اکابر و اعاظم علم ائمۂ سلف کی کتابیں فروخت کرڈالتے تاکہ مولفات ابن تیمیہ خرید سکیں - قاضی القضاۃ شام شیخ شہاب الدین ملکاوی الشافعی (جو فقیہ الشام کے لقب سے مشہور ہوے اور امام ابو العباس ابن حجی کے شیوخ روایت میں سے ہیں - کما ذکرہ فی المعجم) انہوں نے امام نواوی کی شرح مسلم فروخت کردی اور اسکی قیمت سے امام موصوف کی الرد علی النصاری (جواب چار جلدوں میں چھپ گئی ہے) خرید کی - ایک شخص نے اسپر اعتراض کیا کہ شرح مسلم دیکر ابن تیمیہ کی کتاب خریدتے ہو؟ تو کہا - میرے پاس شرح مذکور کے دو نسخہ تھے - ایک فروخت کردیا - لیکن اگر ایک ہی نسخہ ہوتا جب بھی مصنفات ابن تیمیہ کیلیے بلا تامل فروخت کردیتا - کیونکہ " ما فی شرح مسلم اعرفہ' و ما فی مولفاتہ انا محتاج الیہ" (کذا نقل عنہ فی الرد الوافر)

میں کہتا ہوں یہ بات آج بھی ویسی ہی سچی اور کھری ہے جیسی اُسوقت تھی ' اور سچائی کی پرکھ یہی ہے کہ نہ تو کسوٹیوں کا بدلا جانا اُسکے لیے مضر ہے اور نہ زمانے کا بدلا جانا اسکے کھرے پن میں شک ڈال

[بقیہ نوٹ صفحہ ۱۹۹]

ختم کی ہو' اور اگرچہ تمام دنیا والوں نے اُسکی تحقیر و مخالفت کیلیے ایکا کرلیا ہو اور تمام روے زمین کے پادشاہوں نے اُسکی عظمت کو شکست دینے کیلیے اپنی کمریں باندھلی ہوں - و لقد احسن القائل :

در سفالین کاسۂ رندان بخواری منگرید
کین حریفان خدمت جام جہان بین کردہ اند
قدسیاں بے بہرہ اند از جرعۂ کاس الکرام
این تطاول بین کہ با عشاق مسکین کردہ اند!

سکتا ہے - زمانے کي لنبان خواہ کتني ہي آگے کو بڑھجاے مگر یہ تو نہیں ہوسکتا کہ سونا پیتل ہوجاے اور کوئي چمکیلا ٹکڑہ سونا کہلانے لگے ؟ فالحق ثابت و الزمان یدور و یتغیر- آج بھي جب کہ دانش فروشي کے نشۂ باطل سے ہر نوخیز تکلم وکتابۃ سرگراں ' اور بضاعۃ مزجاۃ عقل و راے کي نمود و نمائش سے ہر نو دولت تنک ظرف مخمور بالا خواني ہاے لاف وگزاف ہے ' اور فتنۂ ادعاء مع الجہل و افتاء بغیر علم حتی ضلوا فاضلوا اور ظہور و بلوغ راس الشرور و آخر الفتن " اذا وسد الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعہ " سے عالم آشوبي ہاے وقت ہم عنان وستخیز قیامت کبری و ہم دوش اشراط ساعۃ عظمی ہے ' اور ضلالۃ و بطالۃ لم و لا نسلم و اعجاب کل ذي رای برایہ تھیک تھیک اپني اُس آخري حد تک پہنچ چکي ہے جسکي خبر اول روز ہي ایک حدیث قدسي میں دیدي گئي تھي " ان امتک لا یزالون یقولون ما کذا ؟ ما کذا ؟ حتی یقولون ہذا اللہ خلق الخلق فمن خلق اللہ ؟ " (۱) غرضکہ آج بھي جبکہ بحکم بل قالوا مثل ما قال الاولون دورۂ فتن وکرۂ فساد پھر اُسي نقطہ پر واپس آگیا ہے جہاں سے ہمیشہ چلکر واپس آتا رہا ' ہے اور اسلیے تشکیات و تدسیسات اور تلبیسات و تحریفات کے سارے فتنے بہ یک زمان و ظرف جاگ اُٹھے ہیں ' جس طالب حق و یقین کو ہر طرف سے یاس و قنوط کا جواب

---

(۱) رواہ مسلم عن انس (رض) کیسي صاف صاف اور کھلي کھلي خبر تھي جو حضرۃ صادق مصدوق ارواحنا فداہ و صلوات اللہ علیہ نے پہلے ہي دن دیدي تھي ؟ اگر اس لحاظ سے اعلام و انباء نبویہ پر نظر ڈالي جاے تو حق یہ ہے کہ اس تیرہ سو برس میں جو کچھہ ہوتا رہا ہے اور ہو رہا ہے ' اُسکي کوئي بات بھي ایسي نہیں جو پہلے سے نہ بتلا دي گئي ہو ' اور علماء صحابہ رضي اللہ عنہم کو اسکا علم نہو- حضرۃ حذیفہ یماني کہ اعلم الصحابۃ بالفتن تھے ' فرمایا کرتے " کان الناس یسئلون عن الخیر و کنت اسالہ عن الشر مخافۃ أن یدرکني " رواہ البخاري عن ابي ادریس الخولاني - و ہذا من کمال فقہہ و دقۃ نظرہ رضي اللہ عنہ في اسرار الشریعۃ ' لان الجہل بالشر لیس ببر ' بل ترکہ مع علمہ و معرفتہ اتم العلم و المعرفۃ - و لکن ہذا

مل چکا هو، اور جس کسي نے قطع طریق میں اپنے هر رهنما کو خود گم کردۂ راه وعقل باختۂ تلصص تشکیکات وتوسوس شبهات پایا هو، آے، اور آئمۂ حدیث واثر کے معارف و براهین خالصۂ کتاب و سنة کا مطالعه کرے اور دیکهه لے که اقوال و حالات مندرجۂ صدر کي سچائي اب بهي کیسي کهري اور غیر مبدل هے ؟ اور سرچشمۂ یقین و حکمت حاملین علوم نبویه هیں، یا مقلدین و عبدة الطواغیت یونان و فرنگ ؟ وما یستوي الاعمی والبصیر، ولا الظلمات ولا النور، ولا الظل ولا الحرور، وما یستوي الاحیاء ولا الاموات - ان الله یسمع من یشاء - وما انت بمسمع من في القبور! (فاطر او الروم)

ستعلم لیلی ای دین تدا نیت
وای غریم في التقاضي غریمها ؟

باقي رها معامله یورپ کے فلسفۂ حدیثه، اور مذاهب حاضرۂ ما دیئین لا ادرئین، اور عموم نتائج علوم تجربیۂ حالیه برخلاف علوم سماویه علی الظاهر، اور وه سب کچهه جو آنکي بنا پر سمجها اور کها جارها هے، سو اول تو لوگوں کو معلوم نهیں که معلومات و ثمرات علوم مادیه اور طرق و مذاهب فلسفیه اور تقسیم و تحدید معقولات میں گو بے شمار چیزیں نئي بهم هوگئي هوں،

[بقیه نوٹ صفحه ۲۰۲]

مقام دقیق لا یعلم سره الا الراسخون فی العلم و عارفون باسرار الشریعة و حکمه - اِس حدیث میں فتنۂ شبهات کي خبر دي گئي هے جو نوع انساني کیلیے همیشه هلاکت و خسران کا سب سے بڑا ذریعه رها هے - شیطان کے پاس اُس سے زیاده کارگر اور بے خطا کوئي هتیار نهیں جیسا که حضرة عائشه والي روایت میں هے - فرمایا اس امت کے لوگ بهي برابر شکوک و شبهات نکالتے رهینگے، اور لا حاصل چوں و چرا اور کیوں اور کیا سے باز نه آئینگے - یهانتک که خود الله تعالی کي ذات و صفات میں بهي رد و کد شروع کردینگے، اور معامله جدال في الله بغیر علم سے الحاد و انکار تک پهنچکر رهیگا - فصلی الله علی الصادق المصدوق الذي لا یخبرّ عن شيء الا ویأتي مثـــل فلـــق الصبـــح !

مگر علوم سماویۂ و معلومات انسانیه کي با همي آویزش کا مقام اب بهي ٹهیک ٹهیک ویسا هي (یعني باعتبار کیفیت) اور اتنا هي (یعنے باعتبار کمیت) هے ؟ جیسا که همیشه تها - اسمیں کوئي تبدیلي نهیں هوئي اور نه هوسکتي هے - آج قرآن و علوم انبیاء کرام کے خلاف کوئي ایک چهوٹي سي چهوٹي بات بهي ایسي نهیں کهي جاتي اور نهیں کهي جاسکتي ' جو اصولاً پہلے نهیں کهي جاچکي هو ' بلکه عین قرآن حکیم کے نزول اور اسکے ۲۳ ساله زمانے میں نه کهي گئي هو اور خود قرآن و سنة نے اسکا جواب نه دیدیا هو - اور اگر اسکے بعد کے عهد شیوع علوم دخیلۂ و عجمیه و تراجم کتب مذاهب مندرسۂ یونانیۂ و ایرانیه و ملاحدۂ و مادیۂ عهد عباسیه اور انکے اتباع اور ریزہ چینوں کے اعتراضات و شبهات کے دفاتر و مقالات بهي ملا لیے جائیں ' تو بلا خوف رد کها جاسکتا هے که نه محض اصولاً ' بلکه فرعاً و انفراداً بهي آجتک کوئي نیا علمي شبهه وحي و تنزیل اور قران و شریعة کے خلاف پیدا نهیں هوسکا ' اور کوئي بات ایسي نهیں کهي گئي جو آجکل کے مشککین و معجوبین لا ادریئین کے شجرۂ ضلالة و بطالة کے مورث اعلی قرون ماضیه میں نه کهه چکے هوں - و لقد صدق الله فیما قال : بل قالوا مثل ما قال الاولون - قالوا ءذا متنا وکنا ترابا و عظاماً ' ءانا لمبعثون ؟ لقد وعدنا نحن و اباؤنا هذا من قبل ' ان هذا الا اساطیر الاولین (مؤمنون) ایعدکم انکم اذا متم وکنتم ترابا و عظاماً انکم مخرجون ؟ هیهات ! هیهات ! بما توعدون ! ان هي الا حیاتنا الدنیا نموت و نحیا و ما نحن بمبعوثین (ایضاً) اور خود قران حکیم و حکمة نبوة نے اپنے ادلۂ نیره و حجج بالغه سے انکے تمام زخرف القول اور متاع غرور کا بلکل قلع و قمع نه کردیا هو - بحدیکه فاصبحوا في دیارهم جاثمین کان لم یغنوا فیها (هود) اور جعلناهم احادیث (مؤمنون) اسي بنا پر تمام علماء تابعین ' و آئمۂ اهل بیت طاهرین ' و عموم اعلام سلف ' و ائمه اهل سنة نے همیشه ملاحدۂ و مشککین کے هر طرح کے اعتراضات ایرادات کا محض ادلۂ کتاب و سنة کي حکمت قاهره سے فاتحانه

مقابلہ کیا ' اور انکے تمام طلسمات رهم و ظنون اور کارخانجات عقل و قیاس کي سحر نمائیوں اور شعبدہ سازیوں کو بحکم لا یفلح الساحر حیث اتی (طه) صرف ایک هي عصاے ثعبان آساے کتاب و سنة سے فاذا هي تلقف ما یأفکون (اعراف) کي طرح باطل اور درهم و برهم کردیا - مع انهم لم یکونوا یعلمون شئیاً من المنطق والفلسفة' و لا یعرفون الکلام و طرق الجدل' و مقدمات المصنوعة و مصطلحات القوم :

اذا جاء مـــوسی و القي العصـــا
فقد بطل السحـــر و الساحـــر !

علی الخصوص جن ارباب نظر نے صرف حضرات آئمۂ اربعه هي کے مناظرات مسکته اور آئمۂ اهل بیت کرام علی الخصوص حضرت امام باقر و امام جعفر الصادق علیهما و علي ابا ئهما واجداد هما الصلوة و السلام کي احادیث مفصلۂ حکمیه بمقابلۂ مشککین ملاحده و زندقة مطالعه کي هیں ' جنکا گهر وحي و نبوت کا گهر' اور جنکا دروازه باب مدینۂ علم' اور جنکے اطفال واحدات تک علم نبوت و فیضان عترة رسالت کي گودوں میں پرورش پانے والے تهے' وہ بهلا آجکل کے غلغلۂ الحاد کو کب خاطر میں لا سکتے هیں' اور محض خیالات و ظنون کا تخرص و تلعب اور پرستاران اوهام زید و عمر کي زبان کج مج و بیان لجلج کب انکي جلالة علوم کي خسروي اور سلطـان یقین کي قهرمانیة کو مرعوب و مسخر کرسکتا هے ؟ آنکے سامنے یه تمام طلسمات عقلیه خواب پریشان اور سراب از دور نمایاں سے زیادہ وقعت نهیں رکهتے :

برو ایں دام بر مـــرغ دگـــر نه
که عنقا را بلنـــدست آشیـــانه

غرضکه موجودہ عهد کي مادیة و معقولات کے مقابلے میں بهي صرف اصحاب حدیث و سنة و حاملین علوم خالصۂ و ماثورۂ سلف هي کي جماعة وہ طائفـه منصورہ هے جسکے لیے کسي طرح کا بیـم و هراس نهیں - هر حال میں اور هر مقابل و هر اسلحه کے سامنے وہ مظفر و منصور هے'

اور هر معرکۂ و میدان میں یہي جماعت مصداق اصلي " لا یضرهم من خالفهم حتی یاتي امر الله و هم غالبون " کي هے - کما قال ابن المداینی هم اهل الحدیث - اور بحکم و ان جندنا لهم الغالبون (صافات) اسي کا پرچم فتح و اقبال و لواء عزوجلال جند الهي میں محسوب اور حزب الله المفلحون میں محشور و معدود هے - یہاں بھي تم هرگز هرگز نه پاؤگے که اصحاب علوم جدل و خلاف وراے و قیاس' و مشغولین یونانیات' و مقلدین فلاسفۂ و متکلمین' معرکۂ عقل و نقل و ملحمۂ مادیۂ و سماویه میں کا میابي کا ایک قدم بھي آگے بڑھاسکیں - یا ایک دل کے شک اور ایک دماغ کے الحاد کو بھي دور کرسکیں - صرف اصحاب حدیث و سنۃ هي کے هاتھه آجتک هر میدان رها هے' اور سبحان الله سعادۃ فیضان نبوۃ و برکات انتساب کتاب و سنۃ که آج بھي فتح و نصرۃ اُترینگي تو اُنهي کے عساکر حق و قشون هدایت پر - اگرچه حسب فرمان نبوي " قوم صالحون ' قلیل في ناس سوء کثیر " رواه احمد و الطبراني مرفوعاً اُنکي تعداد سب سے کم ' اور بوجه ظهور معني غربۃ ثانیه اُنکي جماعت نه صرف مغلوب بلکه بظاهر مفقود و کالمعدوم نظر آتي هو - فهم اقلون عدداً و اعظمون عند الله قدرا - پھر کہتا هوں که یه بات اگرچه تمهارے کانوں کیلیے بالکل نئي اور بہت هي تعجب انگیز هوگي مگر یاد رکھو که تمام طوائف متکلمین فلسفۂ قدیمه کے مقابلے میں بھي ناکام رهے تھے' اور آج نام نہاد فلسفۂ جدیده کے مقابلے میں بھي اُسي طرح ناکام رهینگے - اُسوقت بھي صرف اصحاب حدیث و طریق سلف هي کامیاب و منصور هوے تھے ' اور آج بھي اس میدان میں بازي اُنهي کے هاتھه هے - فقہاء و متکلمین میں سے آجتک کوئي اس میدان کا مرد نہیں اُٹھا :

کامل اس فرقۂ زهاد سے اُٹھا نه کوئي
کچھه هوے تو یہي رندان قدح خوار هوے

البته اس حقیقت کو صرف وهي لوگ سمجھه سکتے هیں جنکو چند کتب درسیۂ معقولات و کلام و روایت کشي صحائف قیل و قال کے حجرۂ خمول سے باهر نکلکر فضاء حکمت قرآن و سنۃ کي سیر کرنے اور دوارین

و صحف عرفاء طریق و حقیقت شناساں کارے تدبر و تفکر کي توفیق ملي ھے اور بحکم والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (عنکبوت) حق تعالے نے انکے قلوب کو انوار کتاب و سنة کے اکتساب و استنارة کیلیے مجلی و مزکي کردیا ھے ' اور انکا آئینۂ استعداد زنگ و کثافت جہل و حجاب و ظلمت محبت زخارف دینوي و رذائل نفسانیه مانعۂ وصول الی الحق سے بکلي پاک و صاف ھے - اور اگر ایسا نہیں ھے تو اس مقام پر کیا موقوف ؟ علم و حقیقت کے کسي گوشے میں بھي امید فہم و توقع قبول نہیں :

خلق الله للحروب رجالاً

و رجالاً لقصعة و ثرید !

بلکه حق یه ھے که اس بارے میں اُنسے خطاب یکسر ضیاع وقت و یکقلم اتلاف نفائس و جواھر ھے :

مئے مغانه که از درد شور و شر صافست

به محتسب نه دھي قطرۂ که اسراف ست

سنه ۱۹۱۱ میں مولانا شبلي مرحوم وقف علي الاولاد کیلیے علماء کا ایک وفد لیجارھے تھے ' اور اسي غرض سے کلکته میں مقیم تھے - علماء وفد میں سے ایک بزرگ که درس و نظر معقولات کے لحاظ سے آجکل مخصوص امتیازي درجه رکھتے ھیں ' ایک دن اُسي لب و لہجه میں جو ان بزرگوں کیلیے مخصوص ھے' آجکل کے انگریزي خواں تعلیم یافته اشخاص کي مذھب سے بیخبري اور الحاد و بے قیدي کي شکایت کرنے لگے - میں نے کہا یه شکایت کم ازکم آپ لوگوں کي زباني تو اچھي نہیں معلوم ھوتي - میرے خیال میں تو آپ اور وہ ' دونوں ایک ھي تنور کے سوخته اور ایک ھي مشرب و مسلک کے دو مختلف مظاھر ھیں - زیادہ سے زیادہ یه که آپکي قدامت و اولیة کي رعایت کرتے ھوے اُنکو آپکا چھوٹا بھائي کہا جاے - آپ یونانیوں کے حلقه بگوش ' وہ یورپ کے پرستار - قران و سنة سے آپ بھي دور و مہجور' وہ بھي بے خبر و نفور :

محتسب داند که حافـــظ مي خورد
•واصف ملـــک سلیماں نیـــزهم !

بلکه سچ پوچھیے تو ایک لحاظ سے آپ پر من وجه وہ فضلیت رکھتے هیں - آپ کے آئمۂ و پیشوا فلاسفۂ یونان هیں جنکا قدم ذهنیات ضاله سے آگے نه بڑھا - اُنکے معبودان علم فلاسفۂ یورپ هیں جنھوں نے بہرحال دنیا کے آگے تجربۂ و استقراء اور کشفیات عملیه کا دروازہ کھولا - اُن میں کا ایک لڑکا جو اسکول کي پانچویں کلاس میں سائنس اور طبعیات کي ریڈر پڑھتا هے ' شاید آپکے مدارس کے اُن منتہیوں سے زیادہ صحیح راہ پر هے جو صدرا اور شمس بازغه سے بھي آگے بڑھچکے هیں - البته یه ضرور هے که آپ صاحبوں میں مترجمین و ناقلین عرب تھے جنھوں نے یونانیات کو عربي کا جامه پہناکر مقدس بنا دیا - اور معتزلۂ و اخوان الصفا وغیرهم پیدا هوگئے جنھوں نے مصطلحات و عبائر یونانیات کو علوم دینیه میں امتزاج و خلط کیمیائي کے ساتھه ملادیا - لیکن اِن بیچاروں کو یه اتفاقات اب تـک نصیب نہیں هوے - معامله سرسـید مرحوم اور انکے خوشه چینان غیر معترف و مقلدین غیر مقر یا مجتهدین في المذهب سے آگے نہیں بڑھا هے - اگر اُن میں بھي کوئي اس ذهب کا آدمي نکل آتا تو آپ دیکھتے که اُنکے مباحث خاصه آپکے امور عامه سے تو ضرور بازي لیجاتے :

ترسم که صرفۂ نه برد روز باز خواست
نان حـــلال شـــیخ ز آب حرام ما !

کم سے کم آپ حضرات کو تو اس معامله میں خامرش هي رهنا چاهیے :

محتسب چون مي خورد معذور دارد مست را !

اور یه جوکچھه کہا تو معلوم رهے که میں اُن لوگوں میں نہیں هوں جنھوں نے معقولات قدیمه کے یکقلـــم بیکار هونے کا ایک شور مچا رکھـــا هے ' اور اصلاح نصاب تعلیم کا یه مطلب سمجھتے هیں که اس تمام دفتر کو بالکل " غرق مئے ناب " کردیا جاے ' کیونکه اس عهد کے هر کلمۂ اصلاح کي طرح

اس کلمہ میں بھي سچ کے ساتھہ جھوٹ ملگیا ھے اور اس بارے میں میرا خیال دوسرا ھے - پس یہ جو کچھہ کہا گیا وہ کچھہ تو اس بنا پر تھا کہ ھر گروہ کے سامنے اُسیکے نقائص کا پیش کرنا ضروري ھے ' اور پھر اُس غلوء و اغراق اور انہماک و استغراق کي بنا پر کہ معقولات قدیمہ جو کبھي آلات کا حکم رکھتے تھے ' اب مقصود بالذات ھوگئے ھیں -

فصل

ساٹھہ ستر برس سے لوگوں نے شور مچا رکھا ھے کہ علوم جدیدہ ! علوم جدیدہ ! اور اسلیے علم کلام جدید ! علم کلام جدید ! یعني جس طرح الحاد جلي کي صورت بدلي ھے ' اُسي طرح الحاد خفي کا چولا بھي بدلا جاے ' اور جب ایک فتنہ واپس آ گیا ھے تو دوسرے فتنوں کو بھي کیوں نہ جگادیا جاے ؟ حالانکہ اس بارے میں قدیم و جدید کي تفریق کرنا ھي سرے سے غلط ھے - اور ایسي غلطي جو صدھا غلطیوں کو اپنے دامن میں رکھتي ھے - قطع نظر اسکے کہ سائنس مذھب سے برسر پیکار ھے یا فلسفہ ؟ اور قطع نظر اسکے کہ موجودہ عہد کے مذاھب فلسفہ پر جدید و حدیث کا اطلاق اصلاً کہانتک درست ھے ؟ اگر " علوم جدیدہ " کي ترکیب کو علی الاطلاق صحیح تسلیم کر بھي لیا جاے ' جب بھي اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ شریعۃ الہي کے حفظ و دفاع کے پچھلے ھتیار بیکار ھوگئے - سب سے پہلي غلطي اس بارے میں یہ ھوئي کہ علوم سماویہ کے برخلاف شکوک و شبہات کا اصل مبدء لوگوں نے معلوم نہیں کیا ' اور نہ کبھي اِسکي کوشش کي کہ علوم و دعوۃ انبیاء کے خلاف انساني شکوک و شبہات و اعتراضات کو جو مختلف زمانوں میں ظاھر ھوتے رھے ھیں اور ھو رھے ھیں ' اصولاً یکجا کریں ' اور بہ طریق قواعد و جوامع منضبط کرکے دیکھیں کہ اس وادي میں کوئي نیا قدم بھي اُٹھتا نظر آتا ھے : یا رھی انا علی آثارھم مقتدون

کا سا معاملہ ہے ؟ لیکن ایسا کرتا تو کون کرتا ؟ ذریعہ اسکا صرف ایک ہي ہے - یعنے قران و حدیث پر تدبر و تفکر ' اور رہي صدیوں سے مہجور - ع :

همین ورق که سیه گشته ' مدعا اینجاست !

اصل یہ ہے کہ انسان کے عارضۂ شک و شبہات اور موت انکار و جحود کا اصلي سرچشمہ خود اُسکي ضلالۃ فکر نظر وکي ایک طبیعت ثانیہ ہے جو بحکم وما کان الناس الا امۃ واحدہ ' فاختلفوا (یونس) اور کان الناس امۃ واحدہ ' فبعث اللہ النبیئین مبشرین و منذرین - الخ - (بقرہ) اور وعلم ادم الا سماء کلھا (بقـــرہ) انسان کي ہدایت اصلي و اولی کے بعد ہي اسباب مذکورۂ قران و سنۃ کي بنا پر پیدا ہوگئي تھي ' اور جس طرح بحکم ان الدین عند اللہ الا سلام ' وما اختلف الذین اوتو الکتاب الا من بعد ما جاء ھم العلم بغیاً بینھم (عمران) اور شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذی اوحینا الیک ' وما وصینا بہ ابراھیم و موسی و عیسی - الخ - (شوری) ظہور ہدایت و دعوۃ الی الیقین میں حقیقت کا ظہور یکساں رہا ہے - ٹھیک ٹھیک اُسي طرح اس طبیعۃ ثانیۃ و عارضہ کا ظہور بھي ایک ہي صورت ' ایک ہي رنگ روپ ' ایک ہي لب و لہجہ ' بلکہ ایک ہي طرح کي آوازوں اور بولیوں میں ہمیشہ ہوتا رہا - اسي لیے قران حکیم نے جابجا اس حقیقت کي طرف اشارہ کیا ہے - بل قالوا مثل ما قال الاولون (مؤمنون) اور کمثل الذین من قبلھم (حشر) اور جابجا سلسلۂ ہدایت اور سلسلۂ انکار و ضلالۃ ' دونوں کو ایک ساتھ بیان کرکے واضح کیا کہ جس طرح پہلے سلسلے کي ہر کڑي ہمیشہ ویسي ہي رہي جیسي باقي کڑیاں تھیں ' اُسي طرح دوسرے سلسلے کي کڑیاں بھي ہمیشہ یکساں و ہم آہنگ رہیں - اگر ہمیشہ ملائکۂ حقیقت و یقین کا پیام ایک ہي تھا ' تو ابلیس شک و انکار کا جواب بھي ایک ہي رہا : کلما جاء امۃ رسولھا کذبوہ (مؤمنون) کل کذب الرسل فحق وعید (ق) ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزؤن (یاسین) اسي لیے منکرین حق ہمیشہ یہي کہتے رہے :

ان هذا الا اساطیر الاولین (انفال) اور داعیان حق کي صدا بھي برابر یہي رھي : سمیتموھا انتم و آباؤکم (یوسف) اور انھم الفوا آباء ھم ضالین - فھم علی اثارھم یھرعون - و لقد ضل قبلھم اکثر الاولین (صافات) یعني شبہات و انکار کي گمراھي کا ظہور خارج سے نہیں ھوتا ' بلکہ وہ ایک عارضۂ طبیعت ھے منجملہ عوارض اُخری رشتی کے' اور چونکہ طبیعت کي استعداد اکتساب عوارض میں یکساں اور غیر مبدل ھے' اسلیے نفس عارضہ بھي اپني کیفیت میں یکساں و غیر مبدل' اگرچہ کمیت میں بڑھنا گھٹنا جاري رھتا ھے -

جسماني بیماریوں کي مثال سامنے لاؤ تو مطلب زیادہ صاف ھو جائیگا کیونکہ سنۃ اللہ کارخانۂ ھستي کي ھر شاخ کیلیے ایک ھي ھے - جس وقت سے انسان اور انسان کي اصلي و فطري تندرستي موجود ھے ' اُسکے بعد ھي سے عارضي بیماري کا بھي وجود شروع ھو گیا ھے - اور معلوم ھے کہ بیماریوں کے اقسام و جزئیات میں برابر ترقي ھوتي گئي - حتی کہ بعض بیماریوں کي نسبت انسان نے فیصلہ کیا کہ پہلے نہ تھیں - لیکن چونکہ یہ عارضۂ طبیعت ھے ' اور سبب اسکا اکتساب و انفعال طبیعت ' و زوال اعتدال اخلاط' وضعف قوۃ دافعۂ داخلیہ و غیر ذلک ' اسلیے ایسا تو کبھي نہیں ھوا اور نہ ھوسکتا ھے کہ زمانے کے بدلنے سے بیماري بھي بدل گئي ھو' اور مثلاً حمی دموي یا صفراوي بقراط کے عہد میں جسطرح کا ھوا کرتا تھا ' بعد کے زمانے میں اُس طرح کا نہوتا ھو؟ بخار جب کبھي آئیگا' ویسا ھي ھوگا جیسا ھمیشہ بیماران بخار کو ھوا کرتا ھے - خواہ بقراط کا زمانہ ھو' خواہ شیخ کا ' اور خواہ ھمارے عہد کے حاذق الملک کا - اگر ایسا نہو تو پھر علم طب کي ساري تحقیقات بیکار ھو جاے اور ھر نئے برس کیلیے نئے طب کي ضرورت ھو - تمام اطباء شرق نے اتفاق کیا کہ مرض سفلس پہلے یہاں نہ تھا - یورپ سے آیا - اسي لیے عربي میں اسکا نام " داء الافرنج " اور فارسي و ترکي میں " فرنگي " مشہور ھوا - اور خود یورپ بھي کہتا ھے کہ یہ ھمارے یہاں نہ تھا - بعض جزائر سے آیا - معھذا اسکے اسباب و طرق تولید اور علاج میں کوئي بھي نئي بات پیش نہ آئي - وھي بات ھوئي جو پہلے سے قانون

و اسباب میں پڑھي پڑھائي جا رهي هے - سوداء احتراقي اور اُسکي سمیۃ محرقہ ' اور اسي لیے تعدیہ اور التہاب اسکا خاصہ - علاج بھي وهي جو پہلے سے اسطرح کے مواد کا کیا جا رها هے - یعني تنقیۂ داخل اور قواطع سمیات و تصفیۂ خون ' اور بس - جراثیم خورد بیني (Microscopic Examination of Germs.) کا نظریہ (جو اب فی الحقیقت مشاهدۂ و استقراء تک پہنچ چکا هے) اطباء مشرق کیلیے گو نیا سمجھا جاے لیکن عرفاء مشرق کیلیے نیا نہیں هے ' اور پھر جو کچھہ بھي هو ' اُس سے نفس مرض و علاج پر کوئي اثر نہیں پڑتا - طرق و وسائل پر پڑے تو پڑے - اسي طرح اگر چیچک کي طرح تمام امراض خبیثہ ؤ سمیہ کیلیے بھي ٹیکہ کي ایجاد میں کامیابي هو جاے (جسکا تجربہ شاید امریکہ میں قریب تکمیل هے) جب بھي اصول و قواعد فن پر اثر نہیں پڑ سکتا -

اور یہاں یہ نکتہ بھي پیش نظر رهے کہ انساني معلومات کے عدم سے حقیقت معدوم نہیں هو جاسکتي - اگر کسي دوا کا خاصہ ابوبکر رازي و ابن بیطار سے پہلے لوگوں کو معلوم نہ تھا تو اسکے یہ معني نہیں کہ دنیا میں اس سے پہلے وہ دوا موجود بھي نہ تھي - کونین همیشہ سے موجود ' اور جب سے موجود ' اسي وقت سے دافع تپ - یہ دوسري بات هے کہ اسکا خاصہ تمہیں کل معلوم هوا -

بہرحال یہي مثال بعینہ امراض معنویہ از قبیل شکوک و شبہات و انکار و جحود اور اُنکے علاج کي بھي هے - شک و شبہہ و انکار کا مرض ایک هي هے اور اسکا علاج بھي ایک هي هے - همیشہ سے یکساں مرض ' اور همیشہ سے یکساں علاج - یہ بات نہیں هے کہ معلومات و مکشوفات کے بدلنے سے وہ بھي بدل جاے - علوم قدیمۂ و جدیدہ کي تقسیم هي اس بارے میں یکسر غیر موثر هے - بلا شبہ انسان کي سمجھہ کي بے راهي اور نظر کي کجي اور عقل کي خامي معلومات و مکشوفات عقلیہ سے بھي في زعمہ مدد لیتي هے ' اور اسي کے مطابق شک و شبہہ کا رنگ و نقشہ درست کرتي هے ' لیکن نفس شبہات کي بنیاد علوم و فلسفہ نہیں هیں کہ اُنکي مزید توسیع

وانشعاب سے شبہات کے اصول ومبانی بھی بدل جائیں - علوم سماویہ کے خلاف آج کوئی اعتراض ایسا نہیں کیا جاتا جو پہلے نہ کیا گیا ہو' اور قرآن و سنۃ و حاملین علوم نبویہ نے اُنکی ضلالت فہم و نظر کا پردہ چاک نہ کردیا ہو - پس اگر آج نام نہاد علوم جدیدہ کی بنا پر شبہات و ایرادات کا ہجوم ہے تو علم کلام جدید ! علم کلام جدید ! کا شور و غوغا نہیں مچانا چاہیے' بلکہ قرآن و سنۃ اور صرف قرآن و سنۃ کے علوم مہجورہ و متروکہ کی بازگشت اور تجدید و احیاء کیلیے ماتم کرنا چاہیے - پھر جو لوگ آج علم کلام جدید کی جستجو و سراغ میں جاں بلب ہورہے ہیں' اُنکو سب سے پہلے اس پر غور کرنا چاہیے کہ علوم قدیمہ اور شکوک و شبہات ماضیہ ہی کے مقابلے میں علم کلام و متکلمین نے کونسی فتح پالی ہے کہ اُنکے نقش قدم پر چلکر آج جدید علم کلام دنیا کے تمام حصون و جنود مادیہ کو فتح کرلیگا ؟ علم کلام قدیم کے سب سے بڑے علم بردار معتزلہ تھے اور اُنکے بعد متاخرین اشاعرہ' لیکن خود ان دونوں جماعتوں نے بجز اسکے اور کیا کیا کہ دفع شبہات کی سعی میں خود اپنے وجود ہی کو دعوۃ تشکیک و شبہات بنادیا' اور آخر میں دنیا سے گئے تو یہ کہتے ہوے گئے " لقد خضت البحر الخضم' وخلیت اهل الاسلام وعلومهم' ودخلت في الذي نهوني عنه' والان فان لم يتداركني ربي برحمته فالويل لابن الجويني - وها انا ذا اموت على عقيدة امي ! " یعنی ساری کاوشیں کرکے آخر میں یہ حال ہوا کہ اپنی ماں کے عقیدہ پر دنیا کو چھوڑتا ہوں ! کسی نے کہا " انا اموت على عقيدة عجائز نيشابور ! " یعنی تمام زندگی کیوں اور کیا میں بسر ہوئی لیکن نتیجہ یہ نکلا کہ بالاخر نیشاپور کی بڑھیا عورتوں کے عقیدہ پر دنیا سے جارہا ہوں ! کسی نے ساری عمر بادیۂ کلام میں بسر کرکے آخر کہا تو یہ کہا : " ما عرفت مما حصلت شيئاً سوى ان الممكن مفتقرة الى المرجح ! " اور کسی نے علم کلام میں پچاس کتابیں تصنیف کرکے مرتے وقت کہا " اموت وما عرفت شيئاً " سب سے زیادہ اور فیصلہ کن عبرۃ حضرت امام غزالی کے حالات میں ہے - مذہب کلام و تاویل میں اُنکی آسمان پیمائیوں کا جو حال

رہا ہے معلوم ہے - لیکن بالاخر نتیجہ کیا نکلا ؟ احیاء ہی کو دیکھہ لو - انکے دلنشیں الفاظ میری زبان پر چڑھگئے ہیں - " و ھذا اذا سمعتہ من محدث أو حشوي انما خطر ببالک ان النـــاس اعداء لما جہلوا ' فاسمع ھذا ممن خبر الکلام ثم قلاہ بعد حقیقۃ الخبرۃ و التغلغل فیہ الی منتھی درجۃ المتکلمین وجاوز ذالک الی التعمق في علوم اخری ' و تحقق ان الطریق الی حقائق المعرفۃ من ھذا الوجہ مسدود ! " یعني اگر یہ بات کوئي محدث تم سے کہتا تو تم کہدیتے کہ اس ظاہر پرست اور حدثنا و اخبرنا میں گم رہنے والے کو علم کلام و فلسفہ کے دقائق کیا معلوم ؟ پس یہ بات تم سے وہ شخص کہتا ہے جس نے علم کلام اور نیز تمام علوم عقلیہ میں علم و نظر کا وہ درجہ حاصل کیا جو متکلمین کا منتہاء درجہ ہوسکتا ہے ' تا ہم آخر میں یہي معلوم ہوا کہ حقیقت تک پہنچنے کیلیے یہ راہ بالکل بند ہے - حضرۃ امام رازي کي تفسیر اور اساس التقدیس اور مطالب عالیہ پڑھچکے ہو - مگر معلوم ہے کہ اُنکي آخري تصنیف میں جو اقسام ذات کي نسبت ہے اُنکے اعماق قلب سے کیا صدا نکلي ؟ " لقد تاملت الطرق الکلامیہ و المناھج الفلسفیہ فما رأیتھا تشفي علیلاً ولا تروي غلیلاً ' و رایت اقرب الطرق طریق القرآن - اقرأ في الاثبات الرحمن علی العرش ستوی و في النفي لیس کمثلہ شي - و من جرب مثل تجربتي عرف مثل معرفتي " کذا نقلہ ملا علی القاري في شرح الفقہ الاکبر - یعني میں نے علم کلام و فلسفہ کے تمام طریقوں کو خوب دیکھا بھالا ' لیکن آخر میں یہي ثابت ہوا کہ نہ تو یقین کے دکھہ کا یہاں علاج ہے اور نہ شک کے اضطراب کیلیے چین - بہتر و اقرب طریقہ وہي ہے جو قرآن کا ہے - اور جس شخص نے میري طرح اس معاملہ کا تجربہ کیا ہوگا ' وہ میري طرح سمجھہ لیگا - یا سبحان اللہ ! یہ اُنہي امام رازي کا آخري اعتراف ہے جنکي کتاب اساس التقدیس ہم پڑھچکے ہیں ! بالاخر یہي کہنا پڑا کہ " اقرأ في الاثبات الرحمن علی العرش ستوی و الیہ یصعد الکلم الطیب " :

فن المحبۃ ما ادق بیانہ متحیر فیہ امام الرازي !

فصل

حقیقت یہ ہے کہ شک و شبہہ کا فتنہ خود اس تیزی سے نہیں آتا جسقدر جلد شک و شبہہ کے دور کرنے والے اُسے بلا لیتے ہیں - ہمیشہ مدعیان تطبیق نقل و عقل و دفع شبہات و شکوک نے ایسا ہی کیا ہے - علوم قدیمہ کی اشاعت کے زمانے میں ایک نہایت ہی محدود جماعت نے یونانی فلسفہ وغیرہ کو پڑھا تھا اور متوسلین دربار خلفاء و مشغولین تراجم و نظر کے علاوہ عام اُمت اسکے اثرات سے محفوظ تھی - سب سے پہلے خود معتزلہ اُسکے تیروں سے زخمی ہوے - پھر خود بخود یہ ظاہر کرکے کہ تمام اُمت زخمی ہوگئی ہے اور اسکا علاج علماء قرآن و سنۃ نہیں کرسکتے ' اپنے آپ کو خود ساختہ مصلح و معالج قرار دیا ' اور جس بیماری کا ابھی وجود ہی نہ تھا ' خود کوشش کرکے اور بلاوے بھیجکر بالاخر اُسے بلا ہی لیا - نتیجہ یہ نکلا کہ انکے رد و کد اور بحث و نظر نے خواہ مخواہ ہزاروں انسانوں کے عقائد متزلزل کردیے - عامۂ متکلمین و حکماء کا بھی یہی حال رہا - ہمارے زمانے میں بھی بعینہ یہی صورت پیش آئی ہے جس پر آجتک کسی نے غور نہیں کیا - ابھی نہ تو مسلمانوں میں نئے علوم کی بنا پر کوئی نیا چرچا پھیلا تھا ' نہ شک و شبہات پیدا ہوے تھے - محض چند لوگ تھے جنہوں نے نہ تو یورپ کی کوئی زبان پڑھی تھی ' نہ علوم مادیہ سے واقفیت حاصل کی تھی - صرف سنی سنائی باتوں اور مقلدانہ جوش عقیدۃ و حسن ظن بہ یورپ (وجمیع مایتسب الیہ) سے اپنے جی میں شکوک و شبہات پیدا کیے ' اور پھر خود ہی پکارنا شروع کردیا کہ علوم جدیدہ نے اسلام کا خاتمہ کردیا - اسکے سیلاب نے مسلمانوں کے سیزدہ صد سالہ عقاید زیر و زبر کردیے - اب بجز اسکے چارہ نہیں کہ اسلامی عقائد میں از سر نو ترمیم و تنسیخ کی جاے ، پچھلے کیل پرزے نکالکر ایک نیا کارخانہ ڈھالا جاے :

خواہم کہ دگر بتکدہ سازند حرم را !

نتیجه یه نکلا که شکوک و شبهات خود تو ابهي نهیں آئے تھے مگر ان لوگوں نے بلاوے بھیجکر بلا هي لیا - اور یه کہه کہکر که انگریزي تعلیم یافته نوجوان مذهب کو خیرباد کہدیتے هیں ' سچ مچ پوري نئي نسل کو شکوک و شبهات میں غرق کردیا - کیا کوئي شخص آج ثابت کرسکتا هے که جس زمانے میں سر سید احمد خاں مرحوم نے پہلے پہل یه صدائیں بلند کي هیں اور اول اول تہذیب الاخلاق نکالا هے تو اُسوقت واقعي کتنے مسلمان تھے جو انگریزي پڑھکر دهري هوگئے تھے اور انکي گمراهي نے مرحوم کو مجبور کیا تھا که جدید اجتهاد شروع کردیں ؟ یا انهوں نے هاتهه جوڑ جوڑ کر منتیں کي تهیں که هماري خاطر تاویل " الجاهلین و تحریف الغالین و انتحال المبطلین" کا فتنه تازه کردیجیے ؟ مولانا حالي مرحوم نے حیات جاوید میں بڑي سعي و کوشش سے صرف ایک مثال مولوي سید ممتاز علي صاحب کي پیش کي هے که انهوں نے سید صاحب کو اپنے شکوک و شبهات لکھے تھے اور پھر مطمئن هوگئے - لیکن اول تو یه واقعه بہت بعد کا هے - یعني جب کالج قائم هوچکا هے اور تہذیب الاخلاق بار اول بند هوچکا هے ' اور پھر جو کچھه بھي هو ' اس معامله کا تعلق نفس مذهب و الحاد سے نہیں تھا بلکه (جیسا خود مولوي صاحب موصوف نے مجھسے کہا) اسلام اور مسیحیت سے تھا - یعني مولوي صاحب کو اوائل طالب العلمي میں مشنریوں کي تحریرات پڑھتے پڑھتے عیسائیة کي طرف میلان اور اسلام کي طرف سے بے رغبتي هوگئي تھي - فاین هذا من ذاک ؟

غرضکه یهي نتائج اس راه کے هیں جنکي بنا پر شارع نے بار بار کثرت سوال و استفسار کو روکا تھا ' اور اِسکو منجمله ضلالت یهود کے قرار دیا تھا - اور یهي معني هیں " هلک المتنطعون " اي المتعمقون کے - اور یهي بھید هے اس قول حضرة عمر میں که " کونوا علی دین الاعراب " اور اسي لیے جدال في الدین کو روکا گیا اور تمام سلف و ائمة اهل سنة نے اتفاق کیا نزاع و تعمق في الدین کي مضرة و منع پر - حتی که حضرة امام اعظم ابو حنیفه رضي الله عنه کي نسبت منقول هے " یکره الجدال علی

سبیل الحق " وہ اس بات کو بھي مکروہ رکھتے تھے کہ حق کیلیے طریق جدل و نزاع اختیار کیا جاے - اور جس شخص نے " القران غیر مخلوق " کہا اسکي نسبت بھي مثل قایل خلق قرآن کے فرمایا " لا تصلوا خلفه لانه ینازع و المنازعة بدعة " اسکے پیچھے نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ دین میں نزاع کرتا ھے اور منازعة بدعت ھے - کذا في شرح الفقه الاکبر نقلا عن تلخیص الزاهدی - و ایضا ذکرہ صاحب مفتاح السعادہ - اور اسي شرح فقہ اکبر کے دیباچہ میں حضرة قاضي ابو یوسف (رض) کا قول نقل کیا ھے " لا یجوز الصلوة خلف المتکلم و ان تکلم بحق لانه مبتدع " متکلم کے پیچھے نماز جائز نہیں اگرچہ وہ حق کے اثبات میں رد و کد کرتا ہو - اور اسي لیے تمام ائمۂ سلف و اهل سنة نے اتفاق کیا علم کلام کے پڑھنے پڑھانے کي کراهیة پر' اور علی الخصوص ائمۂ اربعہ کے اقوال تو اس بارے میں معلوم و مشہور ھیں - اور یہي علت ھے کہ تمام صحابۂ و تابعین و ائمۂ سلف نے اسپر اتفاق کیا کہ وقوع حوادث سے پہلے فرضي و تخمیني صورتیں مسائل و شبہات کي گڑھکر سوال و جواب کرنا اور اسکو ذهانت و فقاهة کا ذریعہ سمجھنا بدعة ھے - کیونکہ اسکا نتیجہ یہ نکلیگا کہ فرضي صورتیں کل کو واقعي ہوکر رهینگي ' یا اقلاً ہزاروں دلوں کو جو ایمان راسخ اور قلب مطمئن رکھتے ھیں' تشویش و اضطراب میں ڈالدینگي - یہي معني ھیں دارمي کي حدیث وهد بن عمرو کے ' کہ فرمایا - بلا نازل ہونے سے پہلے جلدي نہ کرو - امام دارمي کي کمال فقاهة فی الدین و دقة نظر کا ثبوت اُن ابواب سے ملتا ھے جو مسند میں آنحضرة صلی الله علیه وسلم کے حالات کے بعد هي ترتیب دیے ھیں اور ابواب صلواة و احکام سے پہلے اُنکو لاے ھیں - یعني ان حقائق کا علم اهل علم و افتاء کیلیے سب سے مقدم ھے - ان ابواب میں سلف صالح کا طریقہ واضح کیا ھے کہ کس طرح قبل از وقوع شبہات و سوالات کو مکروہ جانتے تھے اور اسي لیے فتوی دینے سے پرهیز کرتے اور راے و جدل کي ساري راهوں سے بچتے رهتے تھے - امام مالک رحمة الله علیه کا قاعدہ تھا - جب کبھي کسي مسئلہ کي نسبت سوال

کیا جاتا تو دریافت فرماتے - کیا یہ صورت پیش آئي ھے ؟ اگر سائل کہتا ھاں تو جواب دیتے - نہیں تو خاموش رھتے - حضرت شیخ اکبر نے فتوحات میں کیا خوب فرمایا ھے " فان فیه تلمیح الی ان من افتی فی الحوادث الفرضیة قبل وقوعها فلا دین له و لا علم " اور یہي وجہ ھے کہ (بصورت صحت واقعۂ مناظرہ درمیان حضرۃ امام ابو حنیفہ و قتادہ مصري رضي الله عنهما منقولہ عقود الجمان و خطیب) جب حضرۃ امام نے زوج مفقود الخبر کے متعلق سوال کیا تو قتادہ نے پوچھا - کیا یہ صورت پیش آئي ھے ؟ اگر نہیں آئي ھے تو فرضي صورتوں میں سوال و جواب بدعۃ ھے - اسي طرح مباحثۂ حضرۃ قاضي ابو یوسف و قاضي یحیی بن سعید انصاري نسبت غلام مشترک میں قاضي یحیی نے فرضي صورتوں میں بحث و تعمق سے انکار کردیا - ان بزرگوں کا انکار انکے کمال علم و حکمت' و فہم اسرار شریعۃ ' و غوامض ھدایت امم و اجتماع کا نتیجہ تھا - ظاھر پرستانہ بے خبري و بے عقلي یا بالفاظ صریح بے وقوفي نہ تھي جیسا کہ بہت سے لوگوں نے سمجھا ' اور جیسا کہ مولانا شبلي نعماني رحمۃ الله علیه نے سیرۃ النعمان میں ثابت کرنے کي کوشش کي ھے - یہ وہ لوگ تھے جنھوں نے " ابرھا قلوبا و اعمقها علما " والی جماعۃ سے فیضان علم و عمل حاصل کیا تھا - اگر یہ لوگ بے وقوف تھے تو تاریخ اسلام میں کبھي علماء نہیں ھوے - بہت سے لوگوں نے اپني ذھني بلند پروازیاں اور نکتہ آفرینیاں دکھلانے کیلیے بے شمار ایسي فرضي صورتیں مسائل حلت و حرمۃ اور وجوب و عدم وجوب کي گڑھ لیں جو صدیوں میں بھي کبھي نوع بشر کو پیش نہیں آئیں' اور جن میں سے بعض طبعاً ایسي مکروہ صورتیں ھیں کہ طبیعت انکے تصور سے اباء کرتي ھے اور اخلاق کا سر شرم و حیا سے جھک جاتا ھے - اس بدعۃ کا نتیجہ صرف یہي نکلا کہ ایک طرف تو ان غیر وقوعي صورتوں کے ذکر و بحث سے واقعي طور پر ان صورتوں کے وقوع کا دھیان لوگوں میں پیدا ھوگیا اور نہ کرتے بھي کرنے لگے - دوسري طرف حیل و احتیال کا باب وسیع تر ھوا اور قانون شریعۃ محض اراء و اھواء ذھنیۃ و خیالیہ کا مجموعہ بن کر رھگیا ! اگر کہو کہ پھر

واقعي بيش آمده مسائل و شبهات کے دفع و جواب کي کيا صورت هوگي ؟ تو اسکا جواب وهي هے جو خود شارع نے بتلا دیا تها - دارمي میں بروایت ابو مسلمه هے - آپسے ان باتوں کي نسبت پوچها گیا جو نئي نئي پیش آئینگي - فرمایا - علماء وقت ان میں غور کرینگے - یعني جب کبهي کسي انسان کو دین کے بارے میں شک و شبه پیدا هو تو هر زمانے میں علماء حق و حاملین علوم کتاب و سنة و صاحبان نظر و اجتهاد فی الدین کي ایک جماعت هوني چاهیے جنکے سامنے وه اپنا شبه پیش کرے اور جواب حاصل کرلے - یا اگر صاحب استعداد هے تو قران و سنة پر تدبر کرے - یه کونسا طریقه دفع شبهات کا هے که پہلے سے اور خود هي اپنے جي سے خواه مخواه گڑهکر اور بلند پروازیاں کرکے شبهات و ایرادات کے دفتر مدون کیے جائیں ' اور خدا کے جن صالح و راسخ بندوں کو کسي طرح کا شبه نہیں هے (قلبهم مطمئن بالایمان) انکو بهي مبتلاء شبهات کیا جاے ؟ اور اسطرح ضلالت انساني کے سوئے هوے فتنوں کو سب سے پہلے جگانے والے بنیں ؟ اگر کہا جاے که علاج کیونکر هوگا اگر تمام بیماریوں کے حالات منضبط نه کیے جائینگے ؟ تو جواب یه هے که تمثیل میں غلطي هے - شبهات بیماري نہیں هیں - بد پرهیزي و بے اعتدالي هیں - بیماري عدم ایمان و یقین هے اور وه انکي وجه سے پیدا هوتي هے - پس بیماریوں کو تو یقیناً معلوم کرنا چاهیے - بیماریوں کا کامل علم هي طبیب کامل کي پہچان هے - لیکن جن بد پرهیزیوں کا ابهي ضعفاء صحت کو وهم و گمان بهي نہیں گزرا ' خود هي انکي راهیں پیدا کرکے لوگوں کو بد پرهیزیوں کے نئے نئے دروازے کیوں دکهاے جاتے هیں ؟

یہاں جو کچهه لکها گیا ' متفرق اشارات تهے - اس مطلب کو متعدد مقامات میں مفصل لکها جاچکا هے - سب سے زیاده مقدمهٔ تفسیر میں - اسکے ایک باب کا موضوع یه هے که علوم سماویه کے خلاف انسان کے تمام شکوک و شبهات کیلیے ایسے اصول و مقالید معلوم کیے جائیں جنسے تمام جزئیات کا استقصاء هوجاے اور کوئي قسم شبه

و اعتراض کي اس سے باهر نهو - پهر ایک دوسرے باب میں ان تمام شبهات و اعتراضات کو جمع کیا هے جنکا قران حکیم نے ذکر کیا هے ' اور نیز اُنکے جوابات مندرجۂ قران - پهر دکهلایا هے که جسوقت سے انساني علوم اور علوم سماویه کي آویزش کا حال معلوم هے ' اسوقت سے لیکر آجتک کوئي شبه اور اعتراض ایسا نهیں کیا گیا هے جسکا اصولاً جواب قران میں نه دیدیا گیا هو اور اسکے لیے راے و کلام کي ضرورت هو - مقدمه کے علاوه رساله اتحاف الخلف اور الکلم الطیب و القول الثابت اور سیرۃ حضرۃ شاه ولي الله وغیرها میں بهي یه مبحث مفصل ملیگا - اور چونکه تحریر تفسیر کا سلسله جاري هے ' اسلیے اثناء تفسیر آیات میں روز بروز یه حقیقت ایک جمال تازه اور رعنائي بوقلموں کے ساتهه نظر افروز هوتي ' اور هر جلوۂ امروزه نمود و نظارۂ دمي و بارحه کو فراموش کرا دیتا هے - بحدیکه تمام پچهلي تسویدات و ترتیبات کي رونق اُسکے سامنے ماند پڑجاتي هے :

مشاطه را بگو که بر اسباب حسن یار
چیزے فزوں کند که تماشا بما رسد !

لیکن کیا کیا جاے که اس معامله میں میرے شکیب طلب اور قناعت تالیف کیلیے بڑي هي سخت آزمائش هے - معلوم نهیں جمال حقیقت کي ان بوقلمونیوں اور رنگا رنگ جلوه طرازیوں سے میري همت درمانده اور نگه وا ماندۂ نظاره کیونکر عهده برآ هوسکیگي ؟

فرصت دیدن گل آه که بسیـــار کم ست
و آرزوے دل مرغان چمن بسیار است !

فصل

اور امام ابن تیمیه کي امامت و علوِ مقام کي نسبت ائمۂ معاصرین کي جو شهادتین نقل کي گئیں ' تو یه صرف اُنکے موافقین هي کا اعتراف نهیں هے ' بلکه معاصرین میں جو بعض اهل علم اُنکے اشد شدید مخالف

تھے ' اور جنکي مخالفتوں سے اُسوقت کے علماء سوء و فقہاء دنیا و حکام جور کي فتنہ پردازیوں کو بڑي هي تقویت پہنچي ' خود اُنکے سروں کو بھي میدان خلاف و مخالفت سے باهر دیکھوگے تو امام موصوف کے سلطان علم و عمل کے آگے ویسا هي عقیدت مندانہ جھکا هوا پاؤگے جس طرح سب کے جھکے هوے هیں - یہي مقام هے مجدد العصر کا ' اور یہي معني هیں کمال مرتبۂ حسن و خوبروئي کے - صرف دوستوں هي کي نظریں نہ اُٹھتي هوں - ایک عیب چین دشمن بھي دیکھے تو بے اختیار هوکر پکار اُٹھے کہ دلستاں صورتیں اور صبر آزما چتونیں ایسي هوتي هیں - وہ دنیا جہان کے عیب لگادے - لیکن اسکي بے داغ خوبصورتي پر نام نہ دھرسکے - عربي میں کہتے هیں - حسن وہ هے جسکا سوکنوں کو بھي اقرار هو :

و ملیحـــة شهدت لها ضراتهـــا

و الفضل ما شهدت به الاعداء !

امام ابن تیمیہ کے معاصرین میں سب سے زیادہ نام آور مخالف قاضي تقي الدین سبکي رحمة الله علیہ هیں جنہوں نے مسئلہ زیارۃ و طلاق پر دو رسالے لکھے اور منہاج السنہ کے متعلق انکا قصیدہ مشہور هے :

ان الروافض قوم لا خلاق لهم - الخ (۱)

لیکن علماء سلف کي مخالفتوں کو اگر تم اپني نفس پرستانہ و متعصبانہ مخالفتوں پر قیاس کرتے هو اور سمجھتے هو کہ اُنکا بھي وهي حال تھا جو آج

---

(۱) قاضي سبکي اور ابن السبکي رح کے رسائل کا رد متعدد آئمۂ و محققین عصر نے لکھا - ازانجملہ ابن عبد الهادي کي الصارم المنکي هے جو چھپ چکي هے - اس قصیدہ کے رد میں حافظ عقیلي سرمري نے الحمیۃ الاسلامیہ لکھي جو میرے پاس موجود هے - اور حافظ ابن جمال الدین شافعي یمني نے اسي وزن و قافیہ میں ایک مطول قصیدہ کمال بلاغت و لطافت لفظ و معني کے ساتھہ لکھا :

الحمد لله حمداً استزید به - الخ

جو منہاج السنہ جلد اول کے ساتھہ چھپ گیا هے -

تمهارا هے - یعني جس اهل علم سے کسي مسئله میں اختلاف هوا' سب سے پہلے اُسکے ایمان و کفر کا فیصله کیا ' پھر اُسکي ساري خوبیوں سے آنکھیں بند کرلیں ' تو یه تمهاري غلطي هے - جهل و تعصب اگرچه همیشه دلوں پر حاکم رهے مگر علم والوں کا اخلاق همیشه ایسا هي نهیں تها جیسا اپنا دیکھه رهے هو:

گفتي که چه شد قاعدهٔ مهر و محبت ؟
رسم کهنے بود بعهد تو برافتاد !

جب قاضي موصوف امام ابن تیمیه کي مخالفت میں غلوٴ و تشدد کرنے لگے تو حافظ ذهبي نے ایک خط لکھکر اُنکو ملامت کي - اس خط کے جواب میں معذرت کرتے هوے لکھتے هیں " و اما قول سیدي في الشیخ تقي الدین ' فالمملوک یتحقق کبیر قدره و زخارة بحره ' و توسعه في العلوم النقلیة و العقلیه ' و فرط ذکائه و اجتهاده ' و بلوغه فی کل من ذلک المبلغ الذی یتجاوز الوصف ' و المملوک یقول ذلک دائماً ' و قدره فی نفسي اکثر من ذلک ' و اجل مع ما جمعه الله له من الزهادة و الورع و الدیانة و نصرة الحق و القیام فیه لا لغرض سواه ' و جریه علی سنن السلف و اخذه من ذلک بالماخذ الاوفی ' و غرابة مثله فی هذا الزمان بل من ازمان " حکاه ابن حجر في درر الکامنه - یعني جو کچھه جناب نے شیخ تقي الدین (ابن تیمیه) کي نسبت لکھا هے تو یقین کیجیے که یه خادم اُنکي قدر و منزلت کي بزرگي ' علم کي بے پایاني ' علوم نقلیهٔ و عقلیه میں وسعت نظر ' کمال ذکاوت و اجتهاد ' اور ان سارے اوصاف کمال میں وهاں تک پهنچ جانے کا معترف هے جو حد توصیف سے باهر هے - علی الخصوص ان اوصاف کے ساتهه اُنکا زهد و ورع اور دیانة و حق پرستي اور صرف الله کیلیے نصرة حق میں قیام و ثبات ' اور طریق سلف پر سلوک ' اور موارد سلفیه سے بعد کمال اخذ و نظر ' اور به حیثیت مجموعي اُنکا وه مرتبهٔ کمال که موجوده عهد میں اپني نظیر آپ هي هیں - بلکه کتنے هي عهدونسے ایسے

باکمال پیدا نہیں ہوے - انتہی (۱) یہ ہے قاضي القضاۃ تقي الدین سبکي کي شہادت امام ابن تیمیہ کي نسبت ' جنکي مخالفت پر شیخ ابن حجر

---

(۱) قاضي تقي الدین السبکي (رح) کے اس خط کي نسبت پچھلے دنوں ایک سخت رد وکد ہوچکي ہے - نواب صدیق حسن خاں مرحوم نے اتحاف وغیرہ میں اس خط کو شرح الفیہ ابن ناصر الدین کے حوالہ سے نقل کیا تھا جسکي نقل القول الجلي کے ساتھہ وہ مکہ معظمہ سے لاے تھے - مولانا عبدالحي مرحوم فرنگي محلي نے دیگر تاریخي تعقبات کے ساتھہ اِس پر بھي اعتراض کیا اور ابراز الغي اور تعلیقات السنیہ میں لکھا کہ اس خط کو قاضي تقي الدین سبکي کي طرف منسوب کرنا غلط ہے بلکہ عجائب خبط میں سے ہے - یہ خط اُنکے لڑکے عبد الوہاب تاج الدین سبکي صاحب طبقات کا ہے جو امام ذہبي کے مشہور شاگرد ہیں - دونوں بزرگ چونکہ " سبکي " کے لقب سے مشہور ہیں اسلیے لوگوں کو دھوکا ہوا - صاحب تبصرۃ الناقد نے اسکے جواب میں حافظ ابن مفلح کا قول جلاء العینین کے حوالہ سے نقل کیا لیکن چونکہ نواب صاحب مرحوم کے پیش نظر درر کا منہ نہ تھي اور بعض دیگر کتابیں بھي اُسوقت تک چھپي نہ تھیں' اسلیے بات بالکل صاف نہ ہوسکي - لیکن اب الرد الوافر چھپ گئي ہے - اسمیں قاضي ابوالبقاء بہاء الدین سبکي کا (کہ قاضي تقي الدین سبکي کے عم زاد بھائي تھے) امام ابن تیمیہ کي نسبت یہ قول نقل کیا ہے " ما یبغض ابن تیمیہ الا جاھل او صاحب ھوی ' فالجاھل لا یدري و صاحب الھوی یصدہ ھواہ عن الحق " یعنی جس شخص کے دل میں ابن تیمیہ سے بغض ہوگا وہ یا تو جاھل ہوگا یا صاحب ھوی - جاھل بوجہ جہل کے - صاحب ھوا ھوا پرستي سے ! اس کے بعد صاحب الرد الوافر لکھتے ہیں " فکیف لو سمع ما صحت بہ الروایۃ عن الشیخ تقي الدین السبکي فی مدحہ ' لطار فرحاً من السرور - کتب الحافظ الذھبی فی ما اشتھر الي تقي الدین السبکي یعاتبہ علی ما صدر منہ فکتب الجواب یعتذر " اب اس سے زیادہ صاف تصریح اور کیا ہوگي ؟ علاوہ اسکے طبقات الحنابلہ ابن رجب میرے مطالعہ میں رہچکي ہے - اُس میں بھي صرف " سبکي " نہیں ہے - قاضي القضاۃ ابو الحسن السبکي ہے - " ابو الحسن " قاضي تقي الدین کي کنیت ہے - تاج سبکي کي نہیں - تعجب ہے کہ مولانا عبدالحي مرحوم کو اپنے خیال پر اتنا

مکي رحمة الله علیه اور انکے هم مشربوں کو ناز هے اور بار بار حواله دیتے هیں که شیخ الاسلام سبکي نے انکا رد کیا ' تو یه هیں شیخ الاسلام سبکي ' اور وہ تھے امام ابن تیمیه !

متفق گردید راے بوعلي با رائے من !

(بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳)

وثوق کیوں هوا که بالکل یقین اور انقطاع کے ساتھه انکار کرگئے ؟ بلاشبه الرد الوافر هندوستان میں نہیں آئي تھي ' لیکن حافظ عسقلاني کي درر کامنه کا نسخه مولوي حامد حسین مرحوم کے کتب خانۂ لکھنو میں موجود هے - وہ مولانا عبد الحي کے مطالعه میں رهچکا هے جیسا که تعلیقات میں خود تصریح کي هے - پچھلے دنوں رساله المقتبس دمشق میں شیخ جمال الدین محدث شام نے درر کامنه سے امام ابن تیمیه کا پورا ترجمه نقل کردیا تھا - اسمیں یه خط نقل کیا هے اور " ابو الحسن السبکي " موجود هے - باقي رها یه شبه که امام ذهبي تو قاضي تقي السبکي کے شاگرد هیں - استاد شاگرد کو اس عجز و تذلل کے ساتھه کیونکر مخاطب کرسکتا هے ؟ تو یه بھي صحیح نہیں - اول تو ذهبي کا سبکي کا شاگرد هونا ویسي شاگردي نه تھي جو استاذ علوم و متعلم میں هوتي هے ' بلکه محدثین کے طریق سماع و اجازة کے مطابق ایک طرح کا معاصرانه باهمدگر افاده و استفاده تھا - اگر ذهبي اس معني میں سبکي کے شاگرد تھے تو سبکي بھي ذهبي کے شاگرد تھے - خود ذهبي نے معجم مختص میں تصریح کي هے " سمعت منه و سمع مني " اور ویسے بھي امام ذهبي کا درجۂ علم و نظر قاضي موصوف سے کہیں ارفع هے - پھر یه بھي نہیں بھولنا چاهیے که سلف کا اس بارے میں وہ حال نه تھا جو هم بے مایگان علم و عمل کا هے - وہ جسقدر زیاده بلند هوتے تھے ' اُتناهي زیاده جھکتے بھي تھے - بلکه اُنکي بلندي تمام تر پستي و پست نمائي هي سے پیدا هوتي تھي " من تواضع لله رفعه الله "

نهد شاخ پر میوه سر بر زمین !

دور جانے کي ضرورت نہیں - هندوستان هي کي تاریخ شاهد هے - یہاں تو في الحقیقت اُستادي شاگردي نه تھي - معاصرة تھي - لیکن حضرت خواجه باقي بالله تو حضرة مجدد کے پیر تھے - رضي الله عنهما - اور معلوم هے که عالم طریقت کي اُستادي شاگردي کا معامله مدرسوں کي

سچ ہے - "کمال" اور "حسن" ہي میں یہ اعجاز ہے کہ اگر تم پہاڑ کا جماؤ اور سمندروں کا طوفان بھي اپنے اندر پیدا کرلو، جب بھي اسکے سامنے

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳)

اُستادي شاگردي سے کہیں زیادہ سخت ہوتا ہے - لیکن حضرۃ خواجہ اپنے خطوط میں حضرۃ مجدد کو لکھا کرتے تھے "مدتیست کہ عرض نیازمندي بہ درگاہ ولایت نہ کردہ ام" - "سخن درویشان بحضرۃ شما نوشتن بغایت بے شرمي ست" - "ہمیشہ طلبگار و نیازمند نظر توجہ سامي و بذل و لطف کامل مي باشم"

کار پاکان را قیاس از خود مگیر !

اصل یہ ہے کہ مولانا عبد الحي مرحوم کو زیادہ تر استعجاب اس بات پر ہوا کہ قاضي سبکي جیسا شدید مخالف ایسے لفظوں میں اپنے حریف کے فضل و کمال کا کیونکر اعتراف کرسکتا ہے ؟ حالانکہ اگر ابن تیمیہ کے حالات و مقامات پر نظر ہوتي تو اس معاملہ میں ذرا بھي تعجب نہ ہوتا - قاضي سبکي کا درجہ اُس عہد کے اکابر میں حافظ برزالي، امام مزي، امام ابن دقیق العید سے تو زیادہ نہیں ہے ؟ حافظ برزالي و مزي کے اقوال پڑھچکے ہو- مصر میں جب ابن دقیق العید ابن تیمیہ سے ملے تو پہلي ہي ملاقات میں کہا "ماکنت أظن ان اللہ تعالی بقي یخلق مثلک" ! یعني کب اُمید تھي کہ اللہ تعالی اب بھي آپ جیسے آدمي پیدا کریگا ؟ بعد کو لوگوں سے کہا "رأیت رجلا، العلوم کلھا بین عینیہ - یاخذ ما یرید ویدع مایرید" میں نے ایک ایسا آدمي دیکھا کہ سارے علم اسکي آنکھوں کے سامنے ہیں - جسکو چاہتا ہے اُٹھا لیتا ہے - جسکو چاہتا ہے چھوڑ دیتا ہے - باقي رہي مسائل میں مخالفت، تو یہ اسکے لیے کب مستلزم تھي کہ مخالف کے فضل و کمال کا اعتراف بھي نہ کیا جاے ؟ یہ مصیبت تو اب ہم نے پیدا کرلي ہے - بلا شبہ علماء سلف جوش اختلاف میں تشدد و غلوء بھي کرجاتے تھے کہ معصوم نہ تھے، مگر انکا تشدد بھي صرف میدان اختلاف میں محدود رہتا - اُس سے باہر تعصب و انکار نہیں ہوتا تھا - قاضي سبکي پر کیا موقوف ہے ؟ حافظ ذہبي، ابن الزملکاني، ابن البلقیني، ابن حجر عسقلاني، ابن ناصر الدین، صاحب قول الجلي، حافظ ابن کثیر وغیرہم، سب نے کتنے ہي مسائل میں ابن تیمیہ کے اختیارات سے اختلاف

ایک اڑتے ہوے تنکے کي طرح گرجانے سے اپنے تئیں نہیں روک سکتے - اگر تم اپنے سرکو جھکنے سے اور زبان کو بولنے سے روکوگے' تو سچائي کا فرشتہ

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۲۳]

کیا - علی الخصوص مسئلۂ طلاق میں - جا بجا اِسکو سخت غلطي قرار دیتے ہیں - مگر ساتھہ ہي انکے فضل وکمال اور امامۃ و اجتہاد کي توصیف میں رطب اللسان بھي ہیں اور کہتے ہیں کہ المجتہد یخطي ویصیب - اصل یہ ہے کہ امام ابن تیمیہ کي نسبت پچھلي صدیوں میں ہرجگہ اور ہندوستان میں خصوصاً سخت ناواقفیت اور غلط فہمیاں رہچکي ہیں - بڑا سبب اسکا شیخ ابن حجر مکي رحمۃ اللہ علیہ کي مصنفات کي اشاعت ہے جو عہد اکبري ہي میں ہندوستان پہنچ چکي تہیں اور اکثر علماء ہند مکہ معظمہ جا کر اُنہي سے سند و اجازت حدیث حاصل کرتے تہے - انہوں نے خود تو ابن تیمیہ کي مصنفات دیکھي نہ تہیں - اُس عہد کے بعض متعصب علما و مشائخ کي باتیں پڑھکر اور زیادہ تر شاہي اعلانات دیکھکر غلط فہمي میں پڑگئے اور دوسروں کو بھي مبتلا کیا - مولانا عبد الحي مرحوم کے زمانے میں تو پھر بھي ابن تیمیہ کے اصلي حالات کھل چکے تہے - خود انہوں نے بھي منہاج اور حمویہ دیکھي تھي جیسا کہ تعلیقات میں لکھا ہے - اسلیے حسن ظن رکھتے تہے ' لیکن عام علماء ہند کي بیخبریوں کا اس بارے میں جو حال رہچکا ہے وہ نا قابل بیان ہے - مولوي فضل رسول بدایوني مرحوم سوط الرحمن میں لکھتے ہیں - داؤد ظاہري شیطان کا متبع تھا - اسکے بعد ابن حزم ظاہري پیدا ہوا جو " خبیث " تھا - پھر ابن حزم کا شاگرد ابن قیم ہوا ' اور ابن قیم کا شاگرد " شقي " ابن تیمیہ - ابن تیمیہ نے ایک نیا دین نکالا - بعض " اشرار' بد اطوار' جہلہ ' فسقہ درحلقۂ انقیادش آمدہ در بلاد اسلامیہ طرفہ ہنگامہ برپا نمودند " اور ان تمام مورخانہ تحقیقات کیلیے آخر میں طبقات سبکي کا حوالہ بھي دیتے ہیں ! ایسي ہي تاریخي تحقیقات اکبر کے زمانے میں بھي بعض محققین نے کي تھي " چوں سکندر ذوالقرنین باعانت رستم شاہ بابل درمیدان پاني پت با محمود غزنوي پیکار نمودہ چنانکہ فردوسي در سکندر نامہ تفصیل حالش پرداختہ " کجا ابن حزم اور کجا ابن قیم ؟ بینہما مفاوز تنقطع فیہا اعناق المطي ! پھر لطف یہ کہ ابن تیمیہ ابن قیم کے شاگرد تہے' اور ابن تیمیہ کے ساتھي صرف اشرار و جہلاء

اپنے آهني پنجوں سے تم کو گرادیگا اور حقیقت کا هاتف تمهارے حلق کے اندر بیٹھکر تمهاري زبان کو ایک مدهوش و بے اختیار آدمي کي طرح کهولدیگا -

---

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

تھے ! الله تعالی هم سب کي کوتاهیاں معاف فرماے اور جو گذر چکے هیں اُنکي مغفرت - ایک اور صاحب اُسي زمانے میں لکھتے هیں - ابن تیمیه نے دین جدید کي بنیاد رکھي تھي لیکن اُس عهد کے علماء مثلاً ابن حجر مکي اور قسطلاني و غیرهم نے اچھي طرح رد کیا ! گویا یه دونوں بزرگ ابن تیمیه کے زمانے میں تھے ! ایک اور بزرگ جو علماء حق و سنة کي مخالفت میں سر برآورده رهچکے هیں' اپني تاریخ داني کا ثبوت یوں دیتے هیں - ابن تیمیه نے جب نیا دین نکالا تو پادشاه اسلام نے حکم دیا که قلعه دمشق کے منارہ سے هاتھه پاؤں باندهکر یکے بعد دیگرے گراتے رهو یهاں تک که مرجاے - چنانچه ایسا هي کیا گیا ! خیر ! ان صاحبونکا حال تو دوسرا تھا - تعجب هے که بعض اصحاب درس و تصنیف کو بھي عجب عجب لغزشیں هوئیں - مولانا عبد الحکیم مرحوم فرنگي محلي حاشیۂ شرح عقائد جلالي میں اجزاء عالم کے قدم شخصي و جنسي اور موجودیة بعض افراد علی سبیل التعاقب کي شرح کرتے هوے عقیدۂ جهة و تجسم کو ابن تیمیه کي طرف منسوب کرتے هیں' اور آخر میں حواله دیتے هیں که ابن حجر نے درر کامنه اور ذهبي نے تاریخ میں اُنکے "هفوات" کا خوب رد کیا هے - پهلي بات تو چنداں تعجب انگیز نهیں - عقائد و علوم ابن تیمیه کي نسبت ابتدا سے غلط فهمي چلي آتي هے - اسلیے جو کچھه لکھا ' جوهر المنظم اور مرءة الجنان وغیره کے اعتماد پر - لیکن ابن حجر و ذهبي کا حواله کسقدر تعجب انگیز هے ؟ ان دونوں کے بیانات اوپر گزر چکے - اُن میں ابن تیمیه کے هفوات کا ذکر هے یا اعلی ترین مرتبۂ حق و امامت کا ؟ مقصود اس ذکر سے نکته چیني نهیں هے - غلطیاں سب سے هوتي هیں - دکھلانا یه هے که هندوستان میں ابتدا سے مطالعۂ و نظر کا میدان بهت محدود رها هے - اسي لیے عجیب عجیب لغزشیں هوتي رهیں - صاحب انتصار الحق عسقلاني کي بلوغ المرام کو شاه ولي الله کي تصنیف بتلاتے هیں - ایک رساله دافع الفساد نظر سے گزرا - اسمیں مجمع البحار کا مصنف سیوطي کو بتلایا هے - صاحب ابراز الغي عبدالحق حقي کي روح البیان کو روح المعاني سمجھتے

سچائي جب اپني گواهي پتهروں کو چلاکر لیلے سکتي اور درختوں کو بولواکر دلا دیسکتي هے تو انسان کي روح و زبان کب اسکے فرمان قضاء سے

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

هیں اور پهر اسکو "آلوسي زاده" کي طرف نسبت دیتے هیں حالانکه روح المعاني "آلوسي زاده" کي نهیں، خود "آلوسي" کي هے - جمعه فی القری کي بحث میں ایک فتوی لکهنو سے شائع هوا تها - اسمیں لکها هے که قاضي شوکاني کا حواله فقه و حدیث میں بیکار هے، البته شوکاني ایک اچهے ادیب تهے - حالانکه نیل الاوطار اسوقت تک چهپ کر شائع هوچکي تهي اور کتاب الموضوعات تو عرصه سے هندوستان میں مشهور هے - یه کتابیں فن ادب میں هیں یا فقه و حدیث میں؟ کسقدر افسوس ناک بے خبري هے! ان سب سے بهي بڑهکر یه که صاحب صیانة الایمان "خیرات الحسان" کو حافظ ابن حجر عسقلاني کي تصنیف سمجهکر جا بجا اُسپر زور دیتے هیں، حالانکه وہ ابن حجر مکي کي تصنیف هے! یه معلوم هے که ابن تیمیه کي مصنفات اس عهد سے پهلے شائع نهیں هوئي تهیں، لیکن حضرة شاه ولي الله تفهیمات الاهیه میں تمام غلط فهمیاں دور کرچکے تهے کیونکه ابن تیمیه اور ابن قیم، دونوں کي کتابیں حضرة شیخ ابراهیم کوراني کي وسعت نظر و بلندي مشرب کي وجه سے اُنکے مطالعه میں رهچکي تهیں - اور خود شیخ موصوف کي کتاب افاضة العلام بهي اس بارے میں قاطع و قاضي تهي - اس سے بهي بڑهکر یه که ملا علي قاري کي مصنفات اُنکي زندگي هي میں هندوستان پهنچ چکي تهیں - شرح شمائل کا تو یه تمام لوگ حواله بهي دیتے هیں - کاش اُسي کو دیکهه لیتے که ابن تیمیه و ابن قیم کي نسبت اُنکي شهادت کیا هے، اور کس طرح ابن حجر مکي (رح) کے تمام اقوال کو رد کررهے هیں؟ ممدوح کے الفاظ قریب قریب یه هیں "و من طالع شرح منازل السائرین تبین له انهما (ابن تیمیه و تلمیذه) کانا من اکابر اهل السنة و الجماعة، و من اولیاء هذه الامة، و هما بریان مما رماهما اعداؤهما من التشبیه و التمثیل" اور صاحب سوط الرحمن نے امام داؤد ظاهري کي نسبت جو لعن و طعن کیا هے، تو یه دوسري مصیبت هے اور عامهٔ علماء هند کي بے خبریوں کي ایک واضح مثال - ان حضرات کا عام خیال یه رها هے که امام داؤد ظاهري کوئي مبتدع اور خارج از اهل السنة

باهر رهسکتے هیں ؟ دنیا میں کامل طاقت اور بے باک حکم صرف سچائي کا هے - یا اُسکے دوسرے عرف میں کہہ سکتے هیں که حسن کا - اُسکے سوا کون هے ؟

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

شخص تھے ' اور اُنکا گروہ بھي اهل هواء و بدعت میں سے تھا - حالانکه حضرة امام داؤد منجمله ائمۂ متبوعین اهل السنة و الجماعة کے هیں ' اور تمام محققین اهل سنة نے انکے بلوغ مرتبۂ اجتهاد مطلق کا اعتراف کیا هے - قاضي ابن خلکان لکھتے هیں " کان زاهداً متقللا کثیر الورع صاحب مذهب مستقل تبعه جمع کثیر " اُنکے حلقۂ درس میں چار سو ثقات حاضر رهتے تھے " یحضر درسه کل یوم اربع مائة صاحب طیلسان " یهي علامۂ تاج سبکي جنکي مخالفت امام ابن تیمیه کي تضلیل کیلیے حجت سمجھي جاتي هے ' لکھتے هیں " کان داؤد جبلا من جبال العلم و الدین - له من سداد النظر و سعة العلم و نور البصیرة و الاحاطة باثار الصحابة و القدرة علی الاستنباط ما یعظم وقعه " کذا نقله عنه الجلال المحلي في شرح جمع الجوامع - یعني امام داؤد علم و دین کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ تھے - نظر کي مضبوطي ' علم کے پھیلاؤ ' بصیرة کي روشني ' احادیث و آثار کے احاطه ' اور استنباط کي قدرت کے لحاظ سے وہ ایک عظیم الشان وجود تھا - غور کرنا چاهیے که علماء هند نے ایک ایسے بزرگ علم و عمل کي نسبت کیسي کیسي باتیں لکھي هیں ؟ حالانکه اصحاب حق و اقتصاد کا طریقه یه هے که تمام آئمۂ سلف کو حق و راستي پر یقین کرتے هیں ' اور تمام مجتهدین اهل سنة کو اپنے اپنے مجتهدات میں بر سر حق و بصیرة سمجھتے هیں ' اور سب کي محبت و تعظیم اور عموم حسن ظن کو اهل سنة کیلیے ایک علامت بتلاتے هیں - سب کا علم و عمل کتاب و سنة پر تھا - کوئي نہیں جس نے بلا کسي دلیل و بصیرة کے اجتهاد کیا هو - البته عصمت صرف انبیاء کیلیے هے - و ما عدا هم یخطي و یصیب - یهي علامۂ تاج سبکي جمع الجوامع کے خاتمه میں لکھتے هیں " و نعتقد ان الشافعي و مالکا و ابا حنیفة و السفیانین و احمد و الاوزاعي و اسحاق و داؤد و سائر آئمة المسلمین علی هدی من ربهم " الخ - یعني همارا عقیده هے که حضرة امام شافعي ' مالک ' ابو حنیفه ' دونوں سفیان ' (یعني سفیان ثوري اور سفیان ابن

اے سنگ برتو دعوئے طاقت مسلم ست ؛
خود را نه دیدۂ به کف شیشه گر هنوز !

شیخ ابن حجر مکي اور دیگر مخالفین ابن تیمیه قاضي سبکي کے بعد قاضي جمال الدین زملکاني کي مخالفت سے استدلال کرتے هیں؛ سو بلاشبه انهوں نے بهي نهایت سخت مخالفت کي - دونوں مرتبه وهي رئیس المناظرین تهے - حافظ ابن البلقیني لکهتے هیں که جب ابن تیمیه سے مناظره قرار پایا تو زملکاني کے سوا کوئي زبان نه کهول سکا - حافظ ابن حجر کهتے هیں "حتي کان اشد المتعصبین علیه والعاملین فی ایصال الشر الیه وهوالشیخ الزملکاني" یعني شیخ زملکاني نے سب سے زیاده اُنکے خلاف

[بقیه نوٹ صفحه ۲۲۳]

عیینه) احمد ؛ اوزاعي ؛ داؤد ؛ اور نیز تمام ائمۂ اهل اسلام حق و راستي پر تهے - سب کا شمار علی هدی من ربهم و اولئک هم المفلحون میں هے - یعني ان میں سے کسي پر زبان طعن نهیں کهولني چاهیے - نه کسي کو حق کا مخالف سمجهنا چاهیے - اصلاً سب کا طریقه ایک هي تها ؛ اور اصول میں تو ابداً کوئي بهي مختلف نهیں - یهاں یه بات بهي یاد رهے که امام داؤد کي طرف بعض مسائل منسوب کیے گئے هیں جو اصلیت کے خلاف هیں - یا بعض کي تعبیر غلط کي گئي هے ؛ اور یه سب کے ساتهه هوا هے - اخلاف کے سوء فهم و زیغ نظر کي آلودگي سے ائمۂ سلف میں سے کسي کا دامن نه بچ سکا - اُن سب کا دامن پاک تها - آلودگي سب هماري هي اُڑائي هوئي گرد و خاک هے - خوب فرمایا شاه صاحب نے تفهیمات میں به تذکرۂ امام ابن تیمیه - جسطرح صحابه کے مشاجرات میں هم نے کف لسان اپنا شیوه بنایا ؛ چاهیے که علماء سلف کے اختلافات میں بهي یهي طریق ملحوظ رکهیں - اُنکے احسانات عظیمه سے تمام امت کي گردنیں جهکي هوئي هیں - عمارت شریعت کي هر پهلي اینٹ پچهلي اینٹوں کیلیے بنیاد هے - اگر اسکو نقصان پهنچایا گیا تو پوري عمارت هل جائیگي - اور یاد رهے که سلف کي محبت اور تعظیم هي اهل سنة هونے کي سب سے بڑي اور پهلي پهچان هے - اللهم لا تجعل لاحد منهم في عنقنا غلامه - و نجنا بحبهم من اهوال یوم القیامه !

اظہار تعصب کیا اور انکو مضرت پہنچانے میں ساعي ہوے - لیکن معلوم ہے کہ با ایں ہمہ امام موصوف کے علم و عمل کی نسبت اُنکي راے کیا تھي ؟ حافظ ابن رجب طبقات میں اُنکا قول نقل کرتے ہیں - فیما احفظ عنہ - "لم یر من خمس مائۃ سنۃ" پانچ سو برس سے ایسا با کمال دیکھا نہیں گیا ! امام ابن تیمیہ کي ایک کتاب الدلیل علی بطلان التحلیل ہے - قاضي موصوف نے اس کو اپنے قلم سے نقل کیا اور لوح پر لکھا "من مصنفات سیدنا ' و شیخنا ' و قدوتنا ' الا مام العالم العلامۃ الا وحد ' البارع الزاھد الورع القدوۃ الکامل العارف ' سیدالعلماء ' قدوۃ الائمہ ' حجۃ اللہ علی العباد ' او حدالعلماء العاملین ' آخر المجتھدین ' شیخ الا سلام" الخ - حافظ سیوطي کي اشباہ و النظائر النحویہ اب چھپ گئي ہے - حرف "لو" کي بحث میں ابن تیمیہ کي ایک تحریر نقل کي ہے جو شیخ زملکاني کے خط سے منقول ہے - شیخ موصوف ابن تیمیہ کي مدح میں کہتے ہیں :

ما ذا یقول الواصفون لہ ؟ و صفاتہ جلت عن الحصر !
ھو حجۃ للہ قاھرۃ ھو بیننا أعجوبۃ الدھر !
ھو آیۃ في الخلق ظاھرۃ انوارہ اربت علی الفجر !

صاحب الرد الوافر نے اُنکا قول نقل ہے "اجتمعت فیہ شروط الاجتھاد علی وجھھا" اور "کان اذا سئل عن العلم ' ظن السامع انہ لا یعرف غیر ذلک - و کان الفقھاء من سائر الطوائف اذا جلسوا معہ ' استفادوا في مذاھبھم" الخ - یعني اجتہاد کي ساري شرطیں پوري طرح ابن تیمیہ میں جمع ہوئیں - انکی ہمہ داني کا یہ حال تھا کہ جس علم میں زبان کھلتي معلوم ہوتا اسي علم کے ماہر و امام ہیں - تمام مذاھب کے فقہاء انکے گرد جمع ہوتے اور اپنے اپنے مذھبوں کے علوم و مسائل میں استفادہ کرتے - انتھی -

یہ ہے شہادت اُنکے مشہور مخالف و حریف کي ' اور اسي سے اندازہ کرلو کہ جب مخالفوں کا یہ حال تھا تو دوستوں اور منزلۃ شناسوں کي وارفتگي کا کیا حال ہوگا ؟ کیا خوب فرمایا قاضي عیني نے رد الوافر کي تقریظ

میں کہ اگر اور کسي اهل علم کا اعتراف منقول نہ هوتا ' تو صرف یہي ایک شہادت ابن تیمیہ کے کمال مرتبۂ علم وعمل کیلیے کفایت کرتي تھي :

اے گل ! نہ همین معرکۂ من بتو گرم ست !
هنگامۂ صد سوختہ خرمن بتو گرم ست !

فصل

اور یہ جو کچھہ لکھا گیا تو مقام تجدید و عزیمۃ دعوۃ کے صرف ایک هي پہلو کي نسبت ' یعنے مراتب علم و نظر - لیکن یہاں کي سب سے بڑي آزمائش گاہ میدان عمل ھے - حقیقت بہت زیادہ واضح هو جاتي اگر آنکي حیات دعوۃ و اصلاح کے اعمال و اقدامات عظیمہ کے مناظر سامنے آتے - تم دیکھتے کہ اُس عہد کے تمام اصحاب فضل و کمال میدان عمل و دعوۃ میں کہاں تھے ' اور یہ مجدد العصر کہاں تھا ؟

تقدم راکباً فیهم اماما ولو لاہ لما رکبوا و رائہ

ساتویں صدي کے اختتام اور آٹھویں صدي کے اوائل کا زمانہ تاریخ اسلام کا ایک نہایت هي نازک اور انقلابي زمانہ تھا - مشرق میں عربي خلافت کا بکلي خاتمہ هوچکا تھا - ٹمٹماتے هوے چراغ بھي بجھہ چکے تھے - تاتاریوں کا سیلاب اپني اصلي بلندیوں تک پہنچ چکا تھا ' اور اب تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل رہا اور هر رکنے اور ٹھہرنے کي جگھہ ٹھہر رہا تھا - یہ وحشي درندے صرف تاخت و تاراج کیلیے آئے تھے ' لیکن اب پچاس لاکھہ مسلمانوں کے خون اور چھہ صدیوں کے اسلامي تمدن کي ویراني پر اپني سلطنت کي عمارت تعمیر کر رهے تھے - هلاکو کا پڑپوتا قازان خاں اگرچہ مسلمان هوگیا تھا ' لیکن ابھي یہ تبدیلي محض براے نام تھي - وحشت و خونخواري میں تمام تاتاري خصائل بدستور کام کر رهے تھے - مسلمانوں کا کوئي مرکز باقي نہ رہا تھا - برسوں تک جمعہ کے خطبے کسي سلطان اسلام کے ذکر سے خالي رهے - اس عام بربادي نے مسلمانوں کي تمام اخلاقي قوتیں بھي فنا کردیں -

تاتاریوں کي هیبت نے زندوں کو مردہ بنادیا تھا - وہ صرف خون بہاتے اور نعشوں کے پل اور سروں کے منارے کھڑے کرتے - ایک چھوٹي سي ٹکري آبادیوں کي آبادیاں ذبح کر ڈالتي اور بادشاهوں اور فوجوں کو سر اُٹھانے کي جرأت نہ هوتي - جب کوئي مرکز نہ رها ' تو شریعت کا بھي کوئي محافظ نہ رها نہ اُمت کا کوئي رهبر - وہ سارے علمي و عملي مفاسد جو آج نظر آرهے هیں' یا تو اسي عہد میں پیدا هوے' یا هوچکے تھے تو اسي عالم آشوبي میں کمال و بلوغ کو پہنچے - علوم اصلیۂ قرآن و حدیث کے ترک کي بنیادیں اسي عہد میں استوار هوئیں - تقلید شخصي اور مذهبي فرقہ بندي کے التزام اور تعصب نے اسي زمانے میں پورا پورا زور پکڑا - تاتاریوں کو سب سے پہلي دعوۃ حنفیوں اور شافعیوں کے باهمي پیکار هي نے دي تھي (۱) نو مسلم حکمران مذهب و علم سے نا آشنا تھے' اسلیے مذهبي حکومت تمام تر علماء و فقهاء مذاهب کے هاتھ آگئي - هر مذهب کیلیے الگ الگ قاضي ' الگ الگ مدارس ' اوقاف ' ائمۂ جمعہ ' اور مذهبي عہدے قرار پاے - یہي چیز صدها مفاسد و مصائب کا باعث هوئي - ایک طرف علماء دنیا و فقہاء دولۃ کا ایک گروہ عظیم پیدا هوگیا - (۲) دوسري طرف باهمي تعصب و تفرقہ کي آگ روز بروز زیادہ بھڑکنے لگي - حتی کہ جن چھوٹے چھوٹے اختلافات کو پہلے عوام نے

---

(۱) یہاں ایک طول طویل فت نوت تھا اور اُن اسباب کي تشریح کي تھي جو تاتاریوں کے حملے کا اصلي باعث هوے - اختصار کے خیال سے میں نے نکال دیا - ممکن هوا تو آخر میں بطور ضمیمہ کے درج کردونگا - (پبلیشر)

(۲) حضرۃ شاہ ولي اللہ نے انصاف میں ابن زیاد یمني کے حوالہ سے ابوزرعہ کا قول نقل کیا هے " ایک دن میں نے اپنے استاد امام بلقیني سے پوچھا - ما یقصر بالشیخ تقي الدین السبکي عن الاجتهاد و قد استکمل الیه و کیف یقلد ؟ شیخ تقي الدین سبکي کو اجتہاد سے کیا بات روکتي هے حالانکہ ان میں تمام شرائط اجتہاد کے جمع هیں ؟ اس پوچھنے سے میرا مقصد یہ تھا کہ خود امام بلقیني کي نسبت بھي یہي سوال پیدا هوتا تھا - خیال کیا کہ جو عذر وہ سبکي کي نسبت کہینگے اُسي

بھي کبھي اهميت نه دي تھي' انکي بنا پر اب خواص و فقهاء ايک دوسرے کي تضليل کرنے لگے' اور جس گروه کو حکومت ميں زياده دخل هوا ' اُس نے

[بقيه نوٹ صفحه ۲۳۳]

کو اُنکے ليے بھي سمجھه لونگا ' ليکن انهون نے کچھه جواب نهيں ديا - اسپر ميں نے کہا - ما هو الا للوظائف التي قدرت للفقهاء على المذاهب الاربعه ' و ان خرج عن ذلک واجتهد ' لم ينله شي' و حرم ولاية الفقهاء ' و امتنع الناس من افتائه و نسب للبدعه - يعني ميں تو اسکا سبب صرف يهي سمجھتا هوں که يه اُن سرکاري عهدوں کيليے هے جو فقهاء مذاهب اربعه کيليے مقرر هيں - اگر کوئي دائرۂ تقليد سے قدم باهر نکاليگا تو ان عهدوں سے محروم هو جائيگا ' فقهاء کي رياست جاتي رهيگي ' عوام اُس سے فتوی لينا چھوڑ دينگے اور لوگوں ميں بدعتي کہلائيگا " ابوزرعه کہتے هيں که " امام بلقيني يه سنکر متبسم هوے اور مجھسے اتفاق کيا " انتهی - ابوزرعه و امام بلقيني کا يه خيال قاضي سبکي کي نسبت صحيح تھا يا نهيں ؟ اس سے يهاں بحث نهيں - مقصود صرف يه هے که حالات ايسے هوگئے تھے که ابوزرعه کو يه خيال پيدا هوا - اس سے اندازه کيا جا سکتا هے که علوم دينيه کے تنزل اور منع باب نظر و فقاهة فی الدين کے اسباب ميں عجمي و ترکي حکومتوں کے دور اور اُنکے ملکي انتظامات کو کسقدر دخل هے ؟ اور کس طرح آٹھويں صدي هي ميں يه معاملات آخري درجه تک پهنچ چکے تھے ' اور عوام کا فتنه کس طرح نظر و فکر کے سارے دروازوں کو روکے کھڑا تھا ؟ جب يه حال اُس عهد کا تھا تو بعد کا کيا پوچھنا ؟ اور پھر آج جو کچھه هو رها هے اسکا کيا ذکر ؟

يا دل پہ کوئي زخم نه تھا جز نموده داغ
يا اب يه بڑھگيا هے که ناسور هوگيا !

امام ابو حفص عمر بن ارسلان بلقيني نے سنه ۸۰۵ ميں انتقال کيا - قاضي تقي السبکي اور شيخ ابوحيان کے شاگرد ' اور اپنے عهد کے شيخ الاسلام و مرجع و مستند اکابر و اعلام تھے - اکثر علماء نے انکو مجتهد العصر تسليم کيا - سيوطي نے بعض اقوال حسن المحاضره ميں نقل کيے هيں که وه اپنے عهد کے مجدد تھے - اُنکي شرح بخاري نے مخصوص قبوليت پائي - حافظ ابن حجر نے مقدمه فتح الباري ميں ابواب بخاري کے ربط و ترتيب کي نسبت انکا مقاله نقل کيا هے -

دوسرے کو قید خانوں اور جلا وطنیوں کي مصیبت تک پہنچا کر چھوڑا عوام کا فتنہ اِسي زمانے میں اُس درجہ تک پہنچا جہاں آج نظر آ رہا ہے - شریعۃ کے اعتقاد و عمل کي ساري پادشاهي اُنہي کے هاتھہ ہے - جو بات چاهیں علماء سے کہلوا دیں ' اور جس بات کو اپنے هواء نفس کے خلاف پائیں ' اسپر اسقدر هنگامہ مچائیں کہ بالاخر کسي کو زبان کھولنے کي مجال باقي نہ رہے - (۱) علم و عمل کي وہ ساري بدعتیں جو آج مسلمانوں کے رگ و پے میں سرایت کرگئي هیں ' حتی کہ

---

(۱) اُس عہد کے اِن حالات کیلیے حافظ ذهبي کي تاریخیں اور درر کامنہ ابن حجر اور ضوء الامع سخاوي کا مطالعہ کافي ہے - کتنے هي اکابر علم و عمل هیں جنکي زندگیوں کا خاتمہ یا تو قید خانے میں هوا یا جلاد کي تلوار کے نیچے - انکا جرم صرف یہ تھا کہ کسي ایک مسئلہ میں عوام کے معتقدات و اعمال کے خلاف قدم اٹھایا تھا - اس عہد میں ایک خاص قابل ذکر بات یہ بھي نظر آتي ہے کہ گو فقہاء مذاهب اربعہ میں باهم نہایت سخت تعصب تھا ' لیکن جب کبھي کسي مصلح حق کے خلاف شورش پیدا هوتي ' تو تمام فقہاء شافعیہ و حنفیہ اُسکا معاملہ قاضي مالکي هي کے سامنے پیش کراتے - اس موقعہ پر باهمي تعصب باقي نہ رهتا - سبب اسکا یہ تھا کہ مالکیہ کے مذهب میں تعزیر کا دائرہ بہت وسیع ہے - حبس و تشہیر کے علاوہ قتل بھي کیا جاسکتا ہے - پس قاضي مالکي سے فتوی لیا جاتا تاکہ انتہائي سزا دلائي جاسکے - علامہ محمد بن مري البعلي اور امام ابن دقیق العید کا جرم یہ تھا کہ ابن تیمیہ کي حمایت کرتے هیں اور امام بخاري کي کتاب خلق افعال العباد کو استناداً پیش کرتے هیں - شورش کا اصلي باعث قاضي حنفي تھا ' لیکن خود فیصلہ نہیں دیا - معاملہ قاضي مالکي کے سامنے پیش کرایا - اُس نے علامۂ بعلي کو پہلے تازیانوں سے پٹوایا - یہاں تک کہ زمین خون سے تر هوگئي - پھر گدھے پر الٹا سوار کراکے تمام شہر میں تشہیر کي - درر کامنہ میں پوري تفصیل موجود ہے -

باقي رها اُس عہد کے بدعات و رسوم و موالات کفار تتار رسوء علم و عمل ' و باهمدگر تعصب و عناد ' فقہاء تو اسکا مفصل حال خود امام ابن تیمیہ کي تصنیفات سے ملتا ہے - مثلاً اقتضاء الصراط المستقیم ' مجمع الفتاوی ' الدلیل ' مجمع الرسائل ' وغیرها -

باب امتیاز مسدود ، اُن سب کا شیوع اور جماؤ اسي زمانے میں ہوا - تعلیم و تعلم کي تمام مجتہدانہ قوتیں ختم ہوچکي تھیں - اب صرف پچھلے ذخیرہ کي مزید آرائش و تزئین میں ہمتیں مصروف تھیں - اسي چیز نے متون و شروح اور تلخیص و تعلیق وغیرہ کے طریقہ کو رواج دیا جو بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچا کہ اسکے سوا اور تمام راہیں نظر و فکر کي بند ہوگئیں - مذہبي عہدوں کا ذریعہ صرف فروع فقہ کا علم تھا ، اسلیے علوم دینیہ میں سے صرف اسي پر قناعت کرلي گئي - رفتہ رفتہ علوم اصلیۂ قران و حدیث متروک و مہجور ہوگئے - یہ بات پہلے سے ہوچکي تھي - (جیسا کہ امام غزالي وغیرہ نے لکھا ہے) لیکن اب بعد غایت پہنچ گئي - عملیات میں اہل کتاب اور عجمي اقوام کے اختلاط و امتزاج کا معاملہ آخري حد تک پہنچ چکا تھا - اسلیے بدعات و رسوم کا فتنہ بھي اپني پوري قوت اور احاطہ تک پہنچ گیا اور بڑے بڑے علماء کي نظریں اُسکے نفوذ و احاطہ کے اندر گم ہوگئیں - ایک بڑي مصیبت جو مسلمانوں پر نازل ہوئي ، تصوف کے علم و عمل کا تنزل اور جہل و فسق کي کثافتوں سے اس جوہر پاک کا امتزاج ، اور اہل صلاح و طہارۃ کي جگہ خانقاہوں اور مرمعوں کي عمارتوں کي حکومت کا قائم ہوجانا ہے - یہ چیز اُس عہد میں پوري طرح نشوؤنما پاچکي تھي - علی الخصوص دیار مصر و شام میں کہ بقیۃ السیف مسلمانوں کا ماء من و ملجاء تھے ، صرف رسمي خانقاہوں اور خرقہ پوشوں کي شہنشاہي تھي - خود ملوک و سلاطین بھي اُنھي کے معتقد تھے اور حکومت کے زور سے انکي بدعتیں پھیلاتے تھے - جس گروہ کے قبضہ میں وقت کا پادشاہ اور عوام کا غول ہو ، اُسکا مقابلہ کون کرسکتا ہے ؟ ملک بیبرس چاشنیگر جسکے عہد میں نہ صرف ابن تیمیہ بلکہ تمام آئمۂ عہد مثلاً امام ابن دقیق العید و حافظ مزي و علم الدین برزالي وغیرہم مبتلاے محن ہوے ، شیخ نصر المنبجي صاحب خانقاہ دمشق کا حلقہ بگوش معتقد تھا - اُسي نے بیبرس کو ابن تیمیہ کے خلاف بھڑکایا تھا - غرضکہ ملت و شریعت کي سیزدہ صد سالہ زندگي میں جو سخت سے سخت انقلابي زمانے گزر چکے ہیں ، اُن سب سے

زیادہ سخت و مہلک زمانہ تھا" اور ایک انقلابی برزخ تھا کہ اصلاح کی تمام پچھلی قوتیں ختم ہوچکی تھیں' اور فساد کے تمام تخم اینده کیلیے پھل پھول رہے تھے - وقت نہ تو بڑے بڑے مدرسوں کا طالب تھا نہ بڑی بڑی خانقاہوں کا' بلکہ صرف ایک ایسی زبان و قدم کیلیے تشنۂ وبیقرار تھا جسمیں "عزم" ہو اور عازمانہ دعوۃ و امامت - سیکڑوں ہزاروں اعاظم وقت میں سے کسی کو بھی یہ منصب نہ ملا - صرف امام ابن تیمیہ ہی تھے جو زمانے کو پلٹ دینے اور ملکوں اور جماعتوں کو بدل دینے کیلیے آئے' اور ایک ہی وقت و زندگی میں وقت کی ہر طلب و سوال کا جواب دیا - تاتاریوں کے مقابلے میں حفظ ملت و بلاد کی ایک نئی زندگی تمام بلاد مصر و شام میں پیدا کردی - علم ہی میں نہیں' بلکہ میدان جہاد و قتال میں بھی اُنکا گھوڑا سب سے آگے رہتا تھا - ذہبی نے کہا " اما شجاعته فبها تضرب الامثال و یتشبه اکابرالا بطال - حتی کانه لیث حرب" ایک صدی کے قتل و غارت نے تمام ملک کو جرأت و ہمت سے کورا کردیا تھا - بے غیرتی و بزدلی سے سب کے دل مردہ ہوگئے تھے - مگر اب وہی آبادیاں تھیں جو خود منزلوں آگے بڑھکر تاتاریوں کا مقابلہ کرتیں اور سورج کی روشنی سے زیادہ اس حقیقت پر ایمان رکھتیں کہ مسلمان اگر مسلمان ہو تو اُسکو کوئی طاقت مغلوب نہیں کرسکتی (۱)

---

(۱) یہی وجہ ہے کہ بالاخرہ بھی اُس فتنہ سے دوچار ہوے جو اکثروں کو اس کام میں پیش آیا ہے - یعنی سیاسی دعوۃ اور سلطنت و امامت کبریٰ کی بدگمانی - علماء سوء کو انکی مخالفت میں بڑی کامیابی اِسی لیے ہوئی کہ پولیٹکل خطرہ دکھلاکر اور تمام ملک میں اُنکے حاکمانہ و شاہانہ اقتدار کو دلیل میں پیش کرکے حکام وقت کو بھی مخالف بنادیا - حافظ ابن حجر درر میں لکھتے ہیں " و نسبه قوم الی انه یسعی لامامة الکبریٰ فانه کان یلهج بذکر ابن تومرت و یطریه ' فکان ذلک مؤکداً لطول سجنه" اور ابن کثیر لکھتے ہیں" و من جملة اسباب حبسه خوفهم انه ربما یدعی ویطلب الامارة فلقی اعداؤه علیه طریقا من ذلک یحسنوا للا مراء حبسه لسد تلک المسالک"

اُنکي زندگي کے حالات امام ذهبي کي زباني سنو تو معلوم هو که دل کي جگهه سيماب اور همت و عزم کي جگهه ايک پهاڑ تها - دل کي بيقراريوں نے کبهي چين سے بيٹهنے نه ديا - مگر همت کي کوه وقاري نے جهاں جمايا، بغير فتح و نصرة کے منهه نه موڑا - ساتهه هي علوم و عقائد کي تجديد و اصلاح کا عظيم الشان کام بهي اس اهتمام سے انجام ديا که بڑي بڑي جماعتوں سے بهي انصرام نه پاتا - سب سے بڑهکر يه که دين حق و توحيد کي وحدة، اصل ملت کے هر حال و هر شکل ميں ايک هونے، خيرالقرون کے علم و عمل کي از سرنو تجديد، دين الخالص اور سنة خالصه و محضه کے اعتصام، اور تمام تفرقوں اور فرقه بنديوں اور بدعتي راهوں کے خلاف قولاً و عملاً دعوة اولی کي صدا اس قوت و نفوذ کے ساتهه بلند کي که وقت کا کوئي شور و غوغا اسپر غالب نه آسکا اور گو هميشه دبانے کي بڑي بڑي قاهر و جابر کوششيں کي گئيں، مگر اسکي گونج رہ رهکر اُٹهتي، اور دب دب کر اُبهرتي رهي - حتی که آج بهي اگر مختلف گوشوں سے صدائيں اُٹهه رهي هيں، تو يه بهي اُسي گرج کي بازگشت هے - متنبي نے کيا خوب کها هے :

وما الـــدهر الا من رواة قصـــائدي
اذا قلت شعراً، اصبح الدهر منشدا

دشمنان حق کے پاس سب سے بڑا آلة تعذيب قيد خانوں کي کوٹهريان هيں مگر يه چيز بهي انکي عزيمة دعوة کے مقابله ميں بيکار تهي - مصر ميں جب قيد کيے گئے تو تصنيف و تاليف ميں مشغول رهے - جب قلم داوات بهي چهين لي گئي تو قيد خانے کے اندر قيديوں پر نظر ڈالي - اُن کا بڑا حصه ڈاکوؤں رهزنوں اور قاتلوں کا تها ليکن چند دنوں کے اندر انکو شيطان سے فرشته بنا ديا - علم و عمل کي جو برکتيں خانقاهوں اور مدرسوں کو نصيب نه تهيں، وہ جيل خانے کے اندر هر طرف نظر آنے لگيں - صاحب کواکب لکهتے هيں " حتی صارا المحبس بالاشتغال بالعلم والدين خيراً من كثير من الزوايا والربط والخوانق والمدارس " يه معني هيں ايمان کامل اور مقام عزيمة علم و عمل کے - چراغ جهاں کهيں رکها جائيگا، اُجالا هوجائيگا، اور پهولوں کا گلدسته

طاق کي جگهه کوڑے کرکٹ کي ٹوکري هي میں کیوں نه ڈالدو لیکن اُسکي خوشبو ضرور پهیلیگي - مور نے کہا - میرا چمن میرے ساتهه هے - باغ وبہار کا محتاج نہیں - جہاں کہیں پروں کو کهولدونگا - ایک تختۂ چمن کهل جائیگا - یہي حال مومن کامل اور صاحب علم و عمل حق کا هے - وہ کسي زمان ومکان کا محتاج نہیں - جہاں کہیں بهي جائیگا روشني پهیلائیگا ' اور جس جگهه سے گزریگا ' هوا کي عطر بیزي بتلا دیگي که کوئي گزرنے والا یہاں سے گزرا هے :

ابهي اس راہ سے گـــزرا هے کوئي
کہے دیتي هے شوخي نقش پاکي

امام ابن تیمیه کے تذکرہ میں بوجه ضمني مباحث کے بہت طول هوگیا - با ایں همه جسقدر لکها گیا ' اُس سے کہیں دہ چند قابل ذکر امور چهوڑ دیے گئے - حافظ ذهبي کو بهي ایسي هي صورت پیش آئي تهي - جن لفظوں پر انہوں نے اُنکا ذکر ختم کیا تها ' میں بهي کرونگا " ومن خالطه وعرفه ' قد ینسبني الی التقصیر فیـــه - ومن نا بذه وخالفـــه ' قد ینسبني الی التغالي فیه " قاله في المعجم - یعني جو لوگ امام ابن تیمیه کے مقامات ومراتب کے جاننے والے هیں ' وہ تو مجهے الزام دینگے که جسقدر مدح وتوصیف کرني تهي نه کي ' اور جو بے خبر اور مخالف هیں ' وہ میرے بیان کو غلو ومبالغه قرار دینگے - انتهی - قلت :

واذا لم تر الهلال ' فسلـــم لاناس رأوه بالابصـــار !

فصل

مقصود اصلي اس تذکرہ سے یہ تها که " دعوۃ " کا مقام دوسرا هے اور " عزیمۃ دعوۃ " کا دوسرا - ضرور نہیں که هر رهرو کی یہاں تک رسائي هو - عهد ظهور دعوۃ میں هزاروں اصحاب علم وکمال موجود هوتے هیں مگر دروازہ کا کهولنے والا صرف مجدد العصر هي هوتا هے ' اور اُسکے ظهور کیلیے ضروري نہیں که عامۂ اصحاب علم وحق بکلي معدوم هوگئے هوں - یہ چند

متفرق مثالیں تو درکي تھیں - خود هندوستان هي کي تاریخ دیکھہ لو - همیشه ایساهي معامله نظر آئیگا - شہنشاہ اکبر کے عہد کے اختتام اور عہد جہانگیري کے اوائل میں کیا هندوستان علماء و مشائخ حق سے بالکل خالي هوگیا تھا ؟ کیسے کیسے اکابر موجود تھے ؟ لیکن مفاسد وقت کي اصلاح و تجدید کا معامله کسي سے بھي بن نه آیا - صرف حضرۃ مجدد الف ثاني شیخ احمد سرهندي رحمۃ الله علیه کا وجود گرامي هي تن تنها اس کار و بار کا کفیل هوا (۱) معلوم هے که اُس عہد میں بڑے بڑے علماء و اصحاب خانقاہ

---

(۱) ان سطور کے لکھتے هوے خیال آیا که حضرۃ مجدد رحمۃ الله علیه کا وجود گرامي بھي منجمله اُن اکابر امت کے هے جنکي تعظیم و توقیر تو حسن اعتقاد کي بنا پر بہت کي جاتي هے ' لیکن اُنکي زندگي کے اصلي کار ناموں پر پردے پڑگئے هیں - بڑے بڑے معتقدین تک کو خبر نہیں - عام طور پر سمجھا جاتا هے که اُنکي تجدید محض رد بدعات جہال صوفیه ' و تحقیق بعض معارف تصوف ' و اعلان و اشتہار توحید شہودي میں منحصر هے - حالانکه معامله اس سے کہیں زیادہ وسیع هے - خود اُنکي زندگي میں بھي بہت کم لوگوں کي وهاں تک رسائي هوئي تھي - اسي لیے بار بار اپنے مکتوبات میں یه شعر لکھتے هیں اور ابناء عصر کي کوتاہ فہمیوں پر فغاں سنج هیں :

فریاد حافظ ایں همه آخر بهرزه نیست
هم قصهٔ عجیب و حدیث غریب هست

اصل یه هے که مجددین امت کا ظہور بھي معاملات نبوۃ کے ماتحت هے - جسطرح انبیاء کرام کي تعلیم و دعوۃ همیشه اُسي رنگ میں جلوہ افروز هوتي هے جسکا اُنکے عہد میں غلبه هو - اسي طرح مجددین امت کا ظہور بھي همیشه اپنے رنگ روپ میں وقت کے مقتضاء و داعیه کے مطابق هوتا هے - کبھي امراء و سلاطین میں سے ظہور هوتا هے ' کبھي علماء و اصحاب درس و تدریس میں سے ' کبھي اصحاب سلوک و طریقت میں سے ' اور یه تنوع اسلیے هوتا هے که اُن وقتوں کے حالات اِنهي بھیسوں کے مقتضي هوتے هیں - اور چونکه غلبه وقت کے رنگ کا هوتا هے ' اسلیے اور تمام رنگتیں اُسکي چمک دمک کے سامنے پھیکي پڑ جاتي هیں - صرف باریک بین نگاهیں هي دیکھہ

موجود تھے - بدایونی و طبقات اور روضۃ العلماء و اخبار الاخیار وغیرہ دیکھو تو معلوم ہوتا ہے - ہندوستان میں بجز عالموں اور پیروں کے اور کوئی نہیں

(بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۰)

سکتی ہیں - عام طور پر شہرت و غلغلہ صرف ایک ہی معاملہ کا ہوجاتا ہے - شاہ صاحب تفہیمات میں لکھتے ہیں " وکذالک امر المجددین و الاوصیاء فان صورۃ التجدید و تاویل الشریعۃ یکون مختلفاً باختلاف الزمان والمکان " یہ حالت اکثروں کو پیش آئی ہے - بہر حال خیال ہوا کہ حضرۃ موصوف کی سیرۃ کا لکھنا بھی ضروری ہے - اس بارے میں تمام مواد ذہن میں موجود تھا - حاجت مطالعۃ و مراجعۃ کی نہ تھی - اسلیے پچھلے ہفتے اسطرف توجہ ہوئی، اور آج ۱۳ - اگست سنہ ۱۹۱۶ کو پورے ایک ہفتہ میں اتمام کو پہنچی - فالحمد للہ علی ذالک - شمار کیا تو متوسط تقطیع کے ۱۷۳ صفحے ہوے - چونکہ اس تذکرہ کی تسوید کے محرک و باعث مرزا فضل الدین احمد صاحب سے وعدہ تھا کہ تذکرہ کی ضمن میں جو کچھہ لکھا جایگا، اُنہی کے سپرد ہوگا، اسلیے یہ بھی اُنہی کے حوالے کرتا ہوں - خواہ چھپ جاے خواہ پڑا رہے - ع" حالیا رفتیم و تخمے کاشتیم - سیرۃ حضرۃ مجدد لکھتے ہوئے کچھہ عجیب انشراح خاطر اور انبساط طبع بہم پہنچا جسکی کیفیت حد بیان سے باہر ہے، اور یہ یقیناً اُس ارادۃ و نسبت کا نتیجہ ہے جو حضرۃ ممدوح سے اس عاجز اور اس عاجز کے خاندان کے تمام اکابر کو نسلاً بعد نسل حاصل رہی رہے :

وما ذاک الا ان ھنداً عشیۃ تمشت و جرت فی جوانبہ بردا !

حتی کہ اسکو اپنے خمیر طینت میں ممزوج پاتا ہوں، اور اُسوقت سے بر سر نفوذ و ظہور دیکھتا ہوں کہ " قبل ان اعرف الھوی "

فصادف قلبا خالیاً فتمکنا !

یہی نسبت و ارادت کی ایک دولت ہے جو شاید ہم بےمایگان کار اور تہی دستان راہ کیلیے توشۂ آخرۃ اور وسیلۂ سعادت ثابت ہو - اگر اُسکے دامن تک ہاتھہ نہ پہنچ سکا تو اُسکے دوستوں کا دامن تو پکڑ سکتے ہیں ؟ اللہ اس راہ میں ثبات و استقامت روزی فرماے اور اسکے دوستوں کی محبت و ارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور و آباد رہیں - اللھم ارزقنا حبک، و حب من یحبک، والعمل الذی یبلغنا حبک، واجعل حبک احب الینا من انفسنا و اھلنا و من الماء البارد !

بستا۔ کوئي شہر و قریہ نہ تھا کہ خانقاہوں اور مدرسوں سے خالي ہو۔ علماء میں شیخ وجیہہ گجراتي، شیخ علي متقي، شیخ جلال تھانیسري، ملا محمود جونپوري، مولانا یعقوب کشمیري، ملا قطب الدین سہالوي، شیخ عبد الحق محدث، ملا عبد الحکیم سیالکوٹي، مولانا الہداد جونپوري وغیرہم، اپنے وقتوں کے مالک اور علم و تعلم کے پادشاہ تھے - با ایں ہمہ دوسرے دوسرے گوشوں اور کاموں میں وقت بسر کرگئے - اس راہ میں تو ایک قدم بھي نہ اُٹھہ سکا - شیخ عبد الحق محدث (رح) کو تو حضرۃ مجدد کے بارے میں سخت لغزش بھي ہوئي - اگرچہ آخر عمر کے اعتراف و رجوع نے تلافي کردي - اصحاب طریقت میں حضرۃ خواجہ باقي باللہ جیسے عارف کامل خود دھلي میں بعہد اکبري مقیم رہے - لیکن وہ خود کہتے تھے کہ میں چراغ نہیں ہوں - چقماق ہوں - آگ نکالدونگا - چراغ شیخ احمد سرھندي ہے - جو حالت اُسوقت نہ صرف ہندوستان بلکہ تمام کابل و ترکستان و خراسان کي ہو رہي تھي، ان سب کے سامنے تھي - سب اسپر آہ و فغاں بھي کرتے ہیں، مگر اس سے آگے معاملہ نہیں بڑھتا - ہندوستان میں سب سے بڑي مصیبت یہ تھي کہ تمام عوام و خواص پر تصوف کا رنگ غالب تھا بحدیکہ اسکے سوا علماً و عملاً کوئي بات مقبول نہیں - لیکن تصوف صالح کا جوہر پاک جہل و بدعۃ کي آمیزش سے یکسر مکدر ہوچکا تھا - بلکہ ایک طرح کي اباحۃ و مطلق العناني تھي جسکو طریق باطن و اسرار سے تعبیر کیا جاتا تھا - ملک کا ملک شریعت و علوم شریعت سے بیگانۂ محض اور اصل حقیقت یک قلم معدوم - صرف خانقاہوں اور سجادہ نشیني کے سلسلوں کے جال میں پوري اقلیم جکڑ بند تھي - دوسري طرف عہد اکبري کي بدعات تخت و تاج حکومت کے زور سے ہر طرف پھیل چکي تھیں، اور علماء سوء و مشائخ دنیا پرست خود اُنکے احداث و اشاعۃ کے نقیب تھے - کون تھا کہ اُسوقت امن و عافیت کے مدرسوں اور سلطاني و فرمانروائي کي خانقاہوں سے نکلتا اور دعوۃ و اصلاح کي امتحان گاہوں میں قدم رکھتا ؟ اور پھر نصرۃ الہي کے لشکروں اور نفرت باطني کے سامانوں سے ایسا مسلح ہوتا کہ نہ شہنشاہ ہند کا تاج و تخت

اُسکي راہ روک سکتا اور نہ وقت کي حکمراني و فرمانروائي اُسکے سلطان حق وسطوت الہي پر غالب آسکتي ؟ خود حضرۃ موصوف ایک مکتوب میں اپنے فرزند کو لکھتے ھیں " اے فرزند ! ایں وقت آنست کہ در امم سابقہ دریں طور وقتی کہ پر از ظلمت ست ' پیغمبر اولو العزم مبعوث مي گشت ' و بناے شریعت جدیدہ مي کرد - دریں امت کہ خیر الامم ست و پیغمبر ایشان خاتم الرسل ' علماء را مرتبۂ انبیاء دادہ اند ' و از وجود علماء بوجود انبیاء کفایت فرمودہ اند - دریں وقت عالمے عارفے تام المعرفۃ ازیں امت درکار ست کہ قائم مقام انبیاء اولو العزم باشد :

فیض روح القدس ار باز مدد فرماید

دیگراں ھم بکنند آنچہ مسیحا میکرد ! ——— "

کچھہ شک نہیں کہ توفیق الہي نے حضرۃ ممدوح کے وجود گرامي ھي کیلیے یہ مرتبہ خاص کردیا تھا - انبیاء اولو العزم کي نیابۃ و قائم مقامي یعني مقام عزیمۃ دعوۃ کا خلعت صرف اُنھي کے جسم پر چست آیا - باقي جسقدر تھے ' یا تو مدرسوں میں پڑھاتے رھے ' یا موٹي موٹي کتابیں اور نئي نئي شرحیں اور حاشیے لکھتے رھے - یا پھر اُن کي تضلیل و تکفیر کے فتوؤں پر دستخط کرتے رھے - وقت کا جو اصلي کام تھا ' اُسکو کوئي ھاتھہ نہ لگا سکا - دوسري جلد کے چوتھے مکتوب میں لکھتے ھیں " از حق الیقین و عین الیقین چہ گوید ؟ و اگر گوید کے فہم کند ؟ ایں معاملات از حیطۂ ولایت نیست - ارباب ولایت بہ رنگ علماء ظواھر در ادراک آن عاجز اند - ایں کار مقتبس از مشکواۃ نبوتست کہ بعد از تجدید الف ثاني بہ تبعیت و وراثت تازہ گشتہ - صاحب ایں علوم و معارف مجددہ ست " الخ - یہ جو بار بار کہہ رھا ھوں کہ وقت کا سلطان اور خزینہ دار ایک ھي ھوتا ھے - خواہ کوئي ھو اور کیسا ھي ھو ' مگر اُس سے الگ رھکر کچھہ نہیں پا سکتا - تو یہ وھي حقیقت ھے جسکو بار بار حضرۃ ممدوح فرماتے رھے اور اُنسے پہلے بھي تمام محرمان راہ نے اشارات کیے " مجددہ آنست کہ ھر چہ دراں مدت از فیوض بہ اُمت رسد ' بتوسط او رسد - اگرچہ اقطاب و اوتاد آن وقت باشند " خاص کند بندۂ مصلحت عام را

پھر بارھویں صدي کا ایک عظیم ترین ظہور علوم و معارف دیکھو،
مین بنجر ہو چلي تھي ' پھر بھي کھیتوں کي سبزي اور چمنوں کي
لي سے کوئي گوشہ بالکل خالي نہ تھا - تیرھویں صدي کے تمام کاروبار علم
طریقت کے اکابر و اساتذہ اسي صدي میں سر براوردہ ہوے - بعض بڑے
ڑے سلاسل درس و تدریس کي بنیادیں اسي میں استوار ہوئیں - جیسے
خاندان مشہور فرنگي محل - اور ہندوستان سے باہر بلاد عربیہ و عثمانیہ
میں اکثر مشاہیر علم و ارشاد ' جیسے شیخ ابراہیم کورانی ' محمد بن احمد
سفاریني النجدي ' سید عبد القادر کوکباني ' شیخ عمر فاسي تیونسي '
شیخ سالم بصري ' امیر محمد بن اسماعیل یماني ' شیخ عبد الخالق
زبیدي ' علامۂ فلاني صاحب ایقاظ ' شیخ محمد حیات سندھي المدني
وغیرھم کہ شاھراہ عام سے اپني راہ الگ رکھتے تھے اور حقیقت مستورہ کے
شناسا و حق آگاہ تھے - با ایں ہمہ معلوم ہے کہ وہ جو دورۂ آخر کے " فاتح "
اور سلطان عصر ہونے کا مقام تھا اور قطبیت وقت کا ' وہ صرف حجۃ الاسلام
شاہ ولي اللہ (رضي اللہ عنہ) ھي کیلیے تھا - اور لوگ بھي بیکار نہ رھے -
کام کرتے رھے - مگر جو کام یہاں انجام پایا وہ صرف یہیں کیلیے تھا :

فیضي احسنت ازیں عشق کہ دوراں امروز
گـــرم دارد ز تـــو ھنـــگامۂ رســـوائي را !

تفہیمات میں اس معاملہ کے معارف لکھتے ہوے کہیں تو اپني طرف
بیگانہ وار اشارہ کر جاتے ھیں - کہیں کہیں جوش قلبي کي بے اختیاریوں
میں صاف صاف بھي لکھہ گئے ھیں - اپنے ترجمہ میں لکھتے ھیں " نعمت
عظمی برین ضعیف آنست کہ او را خلعت فاتحیۃ دادند ' و فتح دورۂ
بازپسیں بر دست وے کردند " تفہیمات میں لکھتے ھیں " بہ سرم در دادند
کہ این حقیقت بمردم برساں - امروز وقت وقت تست ' و زمان زمان تو -
وائے بر کسے کہ زیر لوائے تو نہ باشد " ایک اور تفہیم میں یہ کیفیت زیادہ
سرمستي کے ساتھہ کھلي ھے " فھمني ربي انا جعلناک امام ھذہ الطریقۃ '
و سددنا طرق الوصول الی حقیقۃ القرب کلھا الیوم غیر طریقۃ واحدہ ' و ھو

محبتک و الانقیاد لک ' فالسماء لیس علی من عاداک بسماء - ولیست الارض علیه بارض - فاهل الشرق و الغرب کلهم رعیتک و انت سلطانهم - علموا او لم یعلموا - فان علموا ' فازوا ' و ان جهلوا ' خابوا " ایک آور تفهیم میں لکھتے هیں " و من نعم الله علی و لا فخر ' ان جعلني ناطق هذه الدورة و حکیمها ' و قائد هذه الطبقة و زعیمها - فنطق علی لساني ' و نفث في نفسي - فان نطقت باذکار القوم و اشغالهم ' نطقت بجوامعها - و ان تکلمت علی نسب القوم فیما بینهم و بین ربهم ' رویت لي مناکبها و قبضت علی جوامع خطامها - و ان خطبت باسرار اللطائف و غوامض الحقائق ' تغوضت قاموسها ' و تلمست ناعوسها ' و قبضت علی جلابیبها و اخذت بتلابیبها - و ان بحثت عن علم الشرائع و النبوات ' فانا لیث عرینها ' و حافظ جرینها ' و وارث خزائنها ' و باحث مغانبها - اتیتهم بعجائب لا تحصی ' و غرائب لا اکتناهها یرجي - شعر: و کم لله من لطف خفي یدق خفاه عن فهم الذکي " ایک آور موقعه پر کهتے هیں " لما تمت بي دورة الحکمة ' البسني الله تعالی خلعت المجددیة ' فعلمت علم الجمع بین المختلفات - الخ " اس باب میں انکے اشارات بے شمار هیں - علی الخصوص تفهیمات میں که متعدد رسائل و مقالات اسي مقام کي شرح و تحقیق میں لکھے هیں ' اور اُن سب کے آخر میں ذوق باطن کے التهاب و اضطراب سے بیخود هوکر اپنے معاملات کي طرف بهي اشاره کرجاتے هیں - گویا ابو العلاء معري کا یه شعر جا بجا نئے نئے پیرایوں میں انکي زبان مترنم اور کلک تحدیث تک آ آکر رهجاتا هے :

و اني ' و ان کنت الاخیر زمانة
لات بما لم تستطعه الاوائل !

اور پهر چند قدم آور آگے بڑهو - مقام عزیمة دعوة کي کیسي کامل اور آشکارا مثال سامنے آتي هے - ساري مثالوں سے آنکهیں بند کرلو - صرف یهي ایک مثال زیر بحث حقیقت کے فهم و کشف کیلیے کافي هے - حضرة شاه ولي الله کا مقام هر رنگ میں کسدرجه جامع و کامل هے ؟ با ایں همه یهاں

جو کچھہ ہوا ' تجدید و تدوین علوم و معارف اور تعلیم و تربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا - اس سے آگے نہ بڑہ سکا - فعلاً عمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسي دوسرے هي مرد میدان کا منتظر تھا - اور معلوم هے کہ توفیق الہي نے یہ معاملہ صرف حضرت علامۂ و مجدد شہید رضي الله عنہ کیلیے مخصوص کردیا تھا - خود حضرۃ شاہ صاحب کا بھي اسمیں حصہ نہ تھا :

میخواست رستخیز ز عالم برآورد
آں باغبان کہ تربیت ایں نہال کرد !

اگر خود شاہ صاحب بھي اسوقت ہوتے تو انہي کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے - حضرۃ پیر انصاري کا قول یاد رهے " من مرید خرقاني ام لیکن اگر خرقاني دریں وقت مي بود ' با وجود پیریش مریدي مي کردم " شاہ صاحب نے مزاج وقت کے عدم تحمل و استعداد سے مجبور ہوکر بحکم :

بہ رمز نکتہ ادا مي کنم کہ خلوتیان
سر سبو بکشادند و در فرو بستند !

دعوۃ و اصلاح امت کے جو بھید پراني دھلي کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کردیے تھے ' اب اس سلطان وقت و اسکندر عزم کي بدولت شاہجہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر آنکا ہنگامہ مچ گیا ' اور ہندوستان کے کناروں سے بھي گزرکر نہیں معلوم کہاں کہانتک چرچے اور افسانے پھیل گئے - جن باتوں کے کہنے کي بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندربھي تاب نہ تھي ' وہ اب برسر بازار کي جا رھي اور ہورھي تھیں - اور خون شہادت کے چھینٹے حرف و حکایات کو نقوش و سواد بنا کر صفحۂ عالم پرثبت کررہے تھے :

آخر تو لائینگے کوئي آفت فغاں سے ہم
حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم

پھر کیا اسوقت ہندوستان علم و عمل سے خالي ہوگیا تھا ؟ یا حق پر چلنے والے اور حق کا درد رکھنے والے معدوم ہوگئے تھے ؟ کون ہے جو ایسا کہہ سکتا

ھے ؟ خود اسي خاندان عالي میں کیسے کیسے اکابر و اساتذۂ علم و عمل موجود تھے ؟ حضرۃ شاہ عبد العزیز کے درس و تدریس کي پاد شاھت سمرقند و بخارا اور مصر و شام تک پھیلي ھوئي تھي - شاہ عبد القادر اور شاہ رفیع الدین علم و عمل کے آفتاب تھے - خاندان سے باھر اگر آنکے تربیت یافتوں کو دیکھا جاے تو کوئي گوشہ ایسا نہ تھا جہاں اُنکا فیضان علم کام نہ کر رھا ھو- با ایں ھمہ یہ کیا معاملہ ھے کہ وہ جو وقت کا ایک سب سے بڑا کام تھا ' اسکے لیے کسي کے قدم کو جنبش نہ ھوئي - سب دوسرے دوسرے کاموں میں رھگئے - یا حجروں کا کام یا مدرسوں کا - لیکن میدان والا معاملہ کسي سے بھي بن نہ آیا ؟ وہ گویا ایک خاص پہناوا تھا جو صرف ایک ھي جسم کیلیے تھا اور ایک ھي پر چست آیا - دنیا اسکے لیے خلعت عظمت اور تشریف قبول کاندھے پر ڈالے منتظر کھڑي تھي - زمانہ اپنے سارے سامانوں کے ساتھہ کب سے اُسکي راہ تک رھا تھا - امید واروں پر امیدوار یکے بعد دیگرے گزرتے رھے مگر اُسکا مستحق کوئي نہ نکلا :

بار غم از عرض بہرکس کہ نمودم
عاجز شد و ایں قرعہ بنامم زسر افتاد !

تو یہ وھي حقیقت ھے جو کتني دیر سے تمھارے ذھن نشین کر رھا ھوں - یعني اس وادي کا مرد کار ھر صاحب علم و عمل نہیں ھو سکتا :

مرد این رہ را نشانے دیگرست !

استادي و شاگردي ' نو عمري و کہولت ' خانقاھوں کي دھوم دھام ' اور مدرسوں کا ھنگامہ ' یہ ساري باتیں یہاں کے لیے بیکار ھیں - ان سارے عہدوں میں دیکھو - با عتبار علم و عمل ایک سے ایک بڑھہ چڑھکر موجود تھا ' اور بقدر طاقت دعوۃ و تذکیر و ارشاد خلق میں ساعي - تاھم دعوۃ دوسري چیز ھے اور عزیمۃ دعوۃ کا مقام دوسرا ھے - اسکي ھمت کسي میں نہ تھي - گڑھیوں کا محاصرہ کر لینا آسان ھے مگر قلعوں اور ملکوں کي تسخیر کي دھن دوسري ھے - ایک شخص کتنا ھي بڑا امیر الامراء ھو ' لیکن پھر امیر ھے - پاد شاھوں کا عزم اور محل شاھي میں پلے ھوؤں کا دماغ کہاں لا سکتا ھے ؟

نه هر که طرف کله کج نهاد و تند نشست
کـــلاه داري و آئيـــن ســـروري دانـــد

بڑوں بڑوں کا عذریه هوتا هے که وقت ساتهه نهیں دیتا اور سرو سامان و اسباب کار فراهم نهیں - لیکن وقت کا عازم و فاتح اُٹهتا هے اور کہتا هے که اگر وقت ساتهه نهیں دیتا تو میں اُسکو ساتهه لونـگا - اگر سروسامان نهیں تو اپنے هاتهوں سے طیار کرلونگا - اگر زمین موافق نهیں تو آسمان کو اُترنا چاهیے - اگر آدمي نهیں ملتے تو فرشتوں کو ساتهه دینا چاهیے - اگر انسانوں کي زبانیں گونـگي هوگئي هیں تو پتهـروں کو چیخنا چاهیے - اگـر ساتهـه چلنے والے نهیں تـو کیا مضائقه ؟ درختـوں کو دوڑنا چاهیے - اگر دشمن بے شمار هیں تو آسمان کي بجلیـوں کي بهي کوئي گنتي نهیں - اگـر رکاوٹیں اور مشکلیں بہت هیں تو پہاڑوں اور طوفانوں کو کیا هوگیا که راه صاف نهیں کرتے ؟ وه زمانه کا مخلوق نهیں هوتا که زمانه اُس سے اپني چاکري کرائے - وه وقت کا خالق اور عهـد کا پالنے والا هوتا هے ' اور زمانه کے حکموں پر نهیں چلتا ' بلکـه زمانـه آتا هے تا اُسکي جنبش لب کا انتظار کرے - وه دنیا پر اسلیے نظـر نهیں ڈالتا که کیا کیا هے جس سے دامن بهرلوں ؟ وه یه دیکهنے کیلیے آتا هے که کیا کیا نهیں هے جسکو پورا کردوں - اُسکا مایۂ خمیر بخشش و نوال هے - طلب و سوال نهیں - اُسکي نظریں طاق کي بلندي نهیں ناپتیں - همیشه اپنے هاتهه کي رسائي اور قد کي بلندي دیکهتي رهتي هیں - اُسکا فغان عجز و نا امیدي یه نهیں هوتا :

کمند کوته ' و بازوے سست ' بام بلند '
به من حوالـۂ ' و نومیـدیم گنـه گیرنـد !

بلکه همیشه اس نشید کامراني و رجزیۂ ملوکي سے غلغله انداز عالم و عالمیاں هوتا هے - کما قال القاضي السعید بن سناء الملک - رحمة الله علیه :

وانک عبـــدي يا زمان ، وانني على الرغم مني أن أرى لک سيدا
وما انا راض انني واطئي الثرى ولي همة لا ترتضى الافق مقعدا
ولو علمت زهر النجـــوم مكانتي لحزت جميعاً نحـــو وجهي سجدا
أرى الخلق دوني اذ أراني فوقهم ذكاء وعلمـــاً واعتـــلاء وسؤددا
ويأبي إبائي ان يـــراني قاعـــداً وإني أرى كل البـــريـــة مقعدا
ولو مـــد نحوي حادث الـــدهر كفه لحدثت نفسي ان أمد له يدا

ستاروں سے تمام فضاء سمائي بھري پڑي ھے ليكن دمدار ستارے ھميشه طلوع نہيں ھوتے - يہي حال اصحاب عزائم كا بھي ھے - وہ كائنات ھستي كا ايک بالكل الگ گوشه ھے اور وھاں كے احكام و قوانين كو دنيا كے اعمال عاديه پر قياس كرنا غلطي ھے - انكي قوتيں الہي ، اُنكے وسائل غير مختم ، اُنكي ترقياں لا زوال ، اور اُنكے تمام طريقے غير مختم ھوتے ھيں - الله كي حكمت و ربوبيت اُنكو تمام خلق الله ميں سے چن ليتي اور بحكم " والله يختص برحمته من يشاء " اپني رحمتوں اور ربوبيتوں كے عجائب و خوارق اُنكے ليے مخصوص كرديتي ھے - پھر اُنكے معاملات ميں نه تو كسي دوسرے كا ساجھا ھوتا ھے ، نه كسي مدعي كي وھاں تک رسائي - اولائک قوم لما دعوا اجيبوا ، ولما اجيبوا احبوا ، ولما احبوا اخلصوا ، ولما اخلصوا استخلصوا ، صدقت منهم الضمائر ، فصفت منهم السرائر ، وصاروا صفوة الله في ارضه ، ففاضت عليهم انواره ، وامتلاءت قلوبهم من اسراره :

الا ان وادي الجـــزع اضحى ترابه من المسـک كافـــورا واعواده رندا
وما ذاک الا ، ان هندا عشية تمشت ، وجرت في جوانبه بردا !

فلا تعهد نفسک في كشف مراتبهم ، وذوق حقائقهم ، حتى تتصل منهم بسبب ، وتمسک من هديهم بطرف ، فلسان حالهم ينشدک :

وكـــم سائل عن سر ليلى رددته بعمياء من ليلى بعين يقين
يقـــولون خبرنا فانت امينهـــم وما انا إن خبرتهم بامين ! (۱)

---

(۱) اسکے بعد طول طويل چار فصليں تھيں جن ميں مقام مجددية وعزيمة دعوة كے تمام خصائص و آثار اور علائم و نتائج پر ايک اصولي بحث

فصل

مقام " عزیمۃ دعوۃ " اور " احیاء و تجدید امت " کي نسبت یہ جو کچھہ بلا قصد زبان قلم پر آگیا ' تو اگرچہ اسکي تفصیل کا یہ موقعہ نہ تھا ' لیکن زیادہ تر یہ خیال باعث ہوا کہ شاید ان حالات و وقائع کا مطالعہ اصحاب صلاح و استعداد کے لیے کچھہ سودمند علم و عمل ہو ' اور بحکم " ان لم تبکوا فتباکوا " اور

فتشبھوا ان لم تکونوا مثلھم

ان التشبہ بالکرام کرام

کسي کے قلب بصیرۃ و دیدۂ اعتبار کو ان مجددین ملت اور مصلحین حق کے اتباع وتشبہ کي توفیق ملے - شاید کوئي مردکار اور صاحب عزم وقت کي پکار پر لبیک کہے اور زمانہ کي طلب و جستجو کا سراغ بنے - آج اگر کام ہے تو یہي کام ہے ' اور ڈھونڈھہ ہے تو صرف اسي کي - و ما ذلک علی اللہ بعزیز:

دادیم ترا زگنج مقصود نشان

گرما نرسیدیم تو شاید برسي

یہ حکایتیں اُن عہدوں کي تھیں جو موجودہ زمانہ کے مقابلہ میں گویا عہد اقبال تھے - موجودہ وقت اور اُسکي تاریکیوں کو دیکھو ' اور پھر ہر طرف روشني اور روشني دکھلانے والوں کي نایابي پر ماتم کرو - خدمت گزاروں کي پکار اور ہر طرف مزدوروں کي ڈھونڈھہ ہے مگر مزدور کہیں نہیں ملتے - آج

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۴۹]

کي ہے اور آخر میں لکھا ہے " یہ وہ معارف ہیں جنکي طرف فرداً فرداً اشارات تو سب نے کیے ہیں مگر شاید بطریق قواعد و اصول و انضباط مبحث آور کہیں نہ پاؤگے " چونکہ کتاب کي ضخامت بہت بڑھتي جاتي ہے ' اسلیے مجبوراً ان فصلوں کو الگ کردیا - انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ کي شکل میں عنقریب شائع کردیا جائیگا - (پبلیشر)

ایک مٹی کے ٹوکرے اور گری ہوئی دیوار پر ایک اینٹ رکھدینے کے معاوضے میں اشرفیوں اور ہیروں کی قیمت مل رہی ہے - کیونکہ کام کرنے والے جتنے کم ہونگے ' اُتنی ہی کام کی مزدوری بھی بڑھجائیگی - خزانۂ سعادت لٹنے کیلیے کھل چکا اور شرف و مراتب کا دروازہ ہر رہرو کیلیے باز - کون ہے جو اُسکے خزانوں کو لوٹتا اور اُس دولت و کامرانی سے مالا مال ہوتا ہے جسکے لیے نہیں معلوم اچھے وقتوں میں کیسے کیسے ارباب طلب بیقراریوں کے آنسو بہا چکے ہیں اور آرزوں سے بھری ہوئی دعائیں مانگ چکے ہیں ؟

فما لک و التـــردد حول نجد
و قد غصت تہامـــۃ بالـــرحال

فصل

حضرۃ امام احمد بن حنبل کے تذکرہ میں ضمناً اُن احادیث کا ذکر آچکا ہے جن میں ظہور و عروج اسلام کی خبر دی گئی تھی - شاید کسی جگہہ نقل کرچکا ہوں " واللہ لیتمن ھذا الامر - حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت - لایخاف الا اللہ - و لکنکم تستعجلون " خدا کی قسم' دعوۃ اسلام کا جو کام شروع ہوا ہے' وہ پورا ہوکر رہیگا - یہانتک کہ صنعاء یمن سے حضرموت تک ایک سوار چلا جائیگا اور امن و اسلام کے سوا راہ میں کچھہ نہ پائیگا - اسی طرح حدیث حضرت عدی بن حاتم " لتفتحن کنوز کسریٰ " ضرور ہے کہ عنقریب کسریٰ کے خزانے تمہارے لیے کھل جائیں-

اُس صادق و مصدوق کی زبان حق سے جسوقت یہ پیشین گوئی نکلی' مسلمانوں کی بیکسی کا یہ حال تھا نہ خود اُنکے وطن کے دروازے بھی اُن پر بند تھے - قیصر و کسریٰ کے خزانوں کا نام سنکر کسقدر حیران و متعجب ہوے ہونگے ؟ عدی بن حاتم ضبط نہ کرسکے - حیران ہوکر پوچھا - " کون کسریٰ ؟ کسریٰ بن ہرمز شہنشاہ ایران ؟ " فرمایا ہاں وہی اور کون ؟ " لئن طالت بک حیاۃ' لترین الرجل یخرج ملء کفہ من ذھب یطلب من یقبلہ فلا

یجد احدا " یعني اسپر تمهیں تعجب کیوں هے ؟ اگر تم زنده رهے تو اپني آنکهوں سے دیکهلوگے - مسلمانوں کي دولت مندیوں کا یه حال هوگا که ایک شخص مٹهي بهر سونا لیکر نکلیگا که کسي مسکین کو دیدے مگر کوئي لینے والا نه ملیگا - سب آسوده حال هونگے - عدي کهتے هیں - میں زنده رها اور پهلي بات آنکهوں سے دیکهلي " وکنت فی من افتح کنوز کسری " میں اُن لوگوں میں سے هوں جنهوں نے فتح ایران کے بعد کسری کا خزانه کهولا - رهي دوسري بات - یعني قومي دولت کي اسقدر فراواني که مسلمانوں کي آبادیوں میں صدقه لینے والا مسکین نه ملے ' تو اگر تم زنده رهے تو اُسے بهي دیکهلوگے - (رواه البخاري) یه تمام واقعات هجرة سے پهلے کے هیں - حرف بحرف سب پورے هوے اور سننے والوں نے اپني آنکهوں سے دیکهه لیا - فصلی الله علی الصادق المصدوق الـذي لا یخبر عن شی الا ویأتي مثـل فلق الصبح !

آج اس تذکره کي بقیه فصول لکهنے کیلیے بیٹها تو یکایک خیال هوا - جس صادق و مصدوق نے اسلام کي پهلي غربت میں آنے والے اقبال و عروج کي یه خبریں دي تهیں ' اُسي کي زبان حق نے عین غلبهٔ و ظهور کے وقت یه بهي تو فرمادیا تها " بدء (۱) الا سلام غریباً وسیعود کما بدء - فطوبی للغرباء " - یعني اسلام کي ابتدا بیکسي اور پردیسي کي مصیبتوں میں هوئي - اور قریب هے که پهر ویسي هي حالت اسپر طاري هو جاے - سو کیا هي خوشي اور مبارکي هے پردیسیوں کیلیے ! یه مسلم کے الفاظ هیں بروایت ابو هریره - لیکن ترمذي میں بروایت عمرو بن عوف زیاده تفصیل هے " ان الدین بدء غریباً و سیعود غریباً کما بدء - فطوبی للغرباء - و هم الذین یصلحون ما افسد الناس من بعدي من سنتي " دین کي ابتدا غربت سے هوئي اور قریب هے که پهر اسي کي طرف پلٹ آئے - پس کیا هي مبارکي

---

(۱) قال ملا علی القاری فی الازهار " بدا بلا همزة - ای ظهر " قال النواوی " ضبطناه بالهمزة " وفي شرح الطیبی " قال محي السنه بدء بالهمه من الابتداء "

ھے پردیسیوں اور بے یاروں کیلیے ! یہی لوگ ھیں جو اُن خرابیوں کو دور کردینگے جو لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں پیدا کردی ھونگی - اور احمد و طبرانی نے مرفوعاً روایت کی " طوبی للغرباء - قلنا و ما الغرباء ؟ قال قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر - من یعصیھم اکثر ممن یطیعھم " یعنی فرمایا مبارکی ھے " غرباء " کیلیے - ھم نے پوچھا " غرباء " کون ھیں ؟ کہا صالحون کی ایک جماعت - برے لوگوں میں تھوڑے سے اچھے -

اس حدیث میں " غربۃ " اور " غریب " کا لفظ آیا ھے جسکے معنی ھیں پردیسی اور بے خانۂ و وطن کے - مقصود یہ ھے کہ اسلام کی ابتدا ھجرۃ کی مصیبتوں اور مظلومیوں سے ھوئی تھی - عروج و اقبال کے بعد پھر ویسا ھی زمانہ آنے والا ھے - اسوقت حق مغلوب ھوجائیگا - لوگ قرآن و سنت کی راہ چھوڑ دینگے - ظلم و فساد اور بدعات و منکرات کا ھر طرف دور دورہ ھوگا - حق پر چلنے والے اور قرآن و سنت کی سچی اور خالص پیروی کرنے والے بوجہ قلت و بیچارگی کے ایسے ھو جائینگے ' جیسے پردیسی ' بے یار و مددگار مسافر - سارا شہر خوشحالوں سے بھرا پڑا ھے - ھر شخص اپنے عیش کدۂ وطن میں آرام و راحت کے مزے لوٹ رھا ھے - مگر اُس کیلیے نہ تو گھر ھے جہاں سر چھپاے - نہ کوئی عزیز آشنا ھے جسے درد دل سناے - پرایا دیس اور پراے لوگ - نہ یہ اُنکی بولی جانے - نہ وہ اِسکی زبان سمجھیں - ایک ایک کا منہ تکتا ھے اور جی ھی جی میں رو دھو کے چپ ھو رھتا ھے :

کس زبان مرا نمی فہمد بعزیزاں چہ التماس کنم ؟

ھر لحاظ سے غربت و بیکسی ھوگی - ایک طرف تو یہ ھوگا کہ کفار کی بھیڑ ساری دنیا پر چھا جائیگی - اُنکے مقابلے میں مسلمان پردیسیوں کی طرح اِکے دکے نظر آئینگے - دوسری طرف خود مسلمانوں کے اندر سچے حق پرستوں اور دین الخالص کے پیروؤں کی تعداد بہت تھوڑی رھجائیگی - گویا ایک پورے شہر میں باھر کے چند مسافر - " قوم صالحون قلیل فی ناس سوء کثیر " غربۃ اولی میں یہی حال غرباء اسلام کا تھا - پہلے حبش میں

اور پھر مدینہ میں - بیچارگي کے بستر پر بیقراري کي کروٹیں بدلتے - حضرۃ ابوبکر کي زبان بخار کي شدت میں کھلتي تو پکارتے - بخاري میں بروایت حضرۃ عائشہ پڑھا ہوگا - وکان ابوبکر اذا اخذته الحمي یقـــول :

کل امرئ مصبـــح في اهلـــه والموت ادنی من شراک نعله (۱)

آنحضرۃ یہ حالت دیکھتے اور دعا فرماتے " اللهم حبب الینا المدینه کحبنا مکه " خدایا ! پردیس میں ایسا جي لگادے کہ وطن بھول جائیں ! طائف سے جب سرور عالم اس حالت میں لوٹے کہ قبیلۂ ثقیف کی سنگ باري سے پیشاني اقدس کا خون پاے مبارک کو رنگین کررہا تھا ' تو بے اختیار یہ جملے زبان پر طاري ہوگئے " اللهم الیک اشکو ضعف قوتي و قلة حیلتي " خدایا ! اور کس کے آگے کہوں ؟ تیرے ہي سامنے بیچارگي کي فریاد ہے اور بے سروساني کا شکوہ !

تو نیز برسر بام آکہ خوش تماشائیست !

تو معلوم ہوا کہ ایسا ہي حال اس دوسري غربت میں بھي ہونے والا تھا جسکي اس حدیث میں خبر دي گئي - (۲)

---

(۱) ہر آدمي کیلیے صبح اُسکے گھر والوں میں ہوتي ہے - اور موت تو اُسکے جوتیوں کے تسمے سے بھي قریب تر ہے -

(۲) یہ حدیث بھي منجملہ جوامع الکلم نبویہ کے ہے - جس طرح اسمیں اوائل کا سارا حال کہدیا ' اُسي طرح اواخر کي بھي کوئي بات نہ چھوڑي - ان سطور کے لکھتے وقت خیالات میں بے اختیار جنبش ہوئي اور ایک مفصل شرح اسکي مرتب ہوگئي - حافظ ابن رجب نے بھي چند صفحوں میں ایک شرح لکھي تھی ' لیکن اسمیں صرف ایک ہي پہلو پر نظر ڈالي ہے - یہ شرح سو صفحوں سے زائد میں ختم ہوئي - شرح حال غربۃ ثانیہ ' و تفصیل اسباب غربۃ ' و بحث و تحقیق احادیث فتن کے باب میں انشاء الله جامع و نافع ہوگي - اگر اشاعت سے پہلے نظر ثاني کا موقع ملا تو بعض مطالب بڑھادیے جائینگے جو بہ سبب عدم موجودگي کتب بالفعل سرانجام نہ پاسکے -

اور اُسي کا ارشاد تها " ان ربي قال لي اذا قضيت قضاء فانه لا يرد - اني اعطيتک لامتک ان لا اهلکها بسنة عامة ' و ان لا اسلط عليهم عدواً من سوى انفسهم فيستبيح بيضتهم و لو اجتمع عليهم باقطارها ' حتى يکون بعضهم يهلک بعضا ' و يسبي بعضهم بعضا - و انما اخاف على امتي الائمة المضلين ' و اذا وضع السيف في امتي لم يرفع عنها الى يوم القيامة ' و لا تقوم الساعة حتى يلحق قبائل من امتي بالمشرکين ' و حتى تعبد قبائل من امتي الاوثان ' و انه سيکون في امتي کذابون ثلاثون ' کلهم يزعم انه نبي و انا خاتم النبيين ' و لا تزال طائفة من امتي على الحق (او قال ظاهرين على الحق) لا يضرهم من خالفهم حتى ياتي امر الله " - " بعضهم بعضا " تک مسلم نے ثوبان سے روايت کيا هے - و رواه ابو داؤد و البرقاني بتمامه عن ابي اسماء عن ثوبان رضي الله عنهما - يعني ميں نے الله سے اپني امت کيليے دعا کي تهي که خود اُنکے سوا اُنپر اور کوئي دشمن مسلط نهو ' اور کوئي ايسي عام هلاکت نه چهاے که قوم کي قوم هلاک هو جاے ' تو الله نے فرمايا ايسا هي هوگا - تيري امت پر کبهي ايسي عام و همه‌گير هلاکت نه آئيگي ' اور نه کبهي انپر کوئي دشمن اسطرح مسلط هوگا که انکي بيخ و بنياد اکهاڑ ڈالے (۱) الا يه که وہ خود هي اپنے دشمن هونگے

---

(۱) اس حديث ميں اور نيز بعض ديگر روايات ميں بهي " فيستبيح بيضتهم " کا لفظ آيا هے - يعني مسلمانوں پر انکي بد حاليوں کي وجه سے دشمنوں کا تسلط اور غلبه تو هوجائيگا مگر ايسي حالت کبهي نهوگي جس پر " يستبيح بيضتهم " کا اطلاق هوسکے - جوهري نے کها " بيضة کل شي حوزته و بيضة القوم ساحتم " اور نووي نے لکها هے " قيل بيضتهم معظمهم و جماعتهم و ان قلوا " پس " يستبيح بيضتهم " کے معني يه هوے که اگرچه اس امت پر دشمنوں کا غلبه و تسلط هوجائيگا مگر ايسا تسلط کبهي نهوگا که مسلمانوں کي قومي هستي بالکل مٹاديں اور دنيا ميں اُن کي قوميت کے نشو و نما کيليے کوئي بنياد اور تخم باقي نه رهے - چنانچه ابتک جو کچهه هوچکا هے ' وہ اس وعدهٔ الهي کي تصديق کيليے بس کرتا هے - تاتاريوں کا حمله ياجوج و ماجوج کا فتنه تها که " من کل جدب ينسلون " اور جو کچهه

اور خود هي اپنے آپکو دشمنوں کي طرح تباہ کرینگے - یعني ایک گروہ ان میں سے دوسرے گروہ کو قتل کریگا (و ذلک لکثرۃ اختلافهم و تفرقهم و تمذهبهم) اور آپنے فرمایا - مجھکو بڑا خوف گمراہ کرنے والے پیشواؤں سے ھے ' اور جب ایک مرتبہ میري امت میں باھمي خونریزي شروع ھوگئي تو پھر قیامت تک نہ رکیگي - پھر فرمایا - ایسا ھوگا کہ میري امت میں سے کئي گروہ مشرکوں سے جاملینگے ' اور ایسا ھوگا کہ کئي گروہ بتوں کو پوجینگے - اور ضرور ھے کہ تیس جھوٹے مدعي نبوۃ کے پیدا ھوں حالانکہ میرے بعد کوئي نبي نہیں - آخر میں فرمایا - با ایں همہ ایک جماعت اس امت میں ھمیشہ حق پر باقي رھیگي - مخالفین حق اسکو نقصان نہ پہنچا سکینگے - یہاں تک کہ امر الہي ظاھر ھو -

اور اسي صادق مصدوق کا ارشاد تھا " لتتبعن سنن من کان قبلکم حذو القذہ بالقذۃ (او حذو النعل بالنعل) حتی لو دخلوا جحر ضب لدخلتموہ - قالوا الیہود و النصاری ؟ قال فمن ؟ " اخرجاہ عن ابي سعید - " تم سے پہلے جو قومیں گذر چکي ھیں ' ضرور ھے کہ تم اُنکے سارے طریقوں اور چالوں کي ھو بہو پیروي کرو - یعني اُنکي ساري گمراھیاں اختیار کرلوگے - صحابہ نے کہا - کیا یہود و نصاری کي ؟ فرمایا ھاں اور کون ؟ "

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۵۵]

اسوقت تمام عالم اسلامی پر گذرا معلوم ھے - تاھم یہ تو نہ ھوسکا کہ " یستبیح بیضتهم " - اٹھارویں صدي عیسوي سے یورپ کے استیلاؤ تسلط کا فتنہ شروع ھوا ' اور جوکچھہ ھورھا ھے ' ھم دیکھہ رھے ھیں - تاھم ابتک "یستبیح بیضتهم" کي قدرت دشمنان اسلام کو نہیں ملي ھے ' اور اگر اللہ کا وعدہ سچا ھے تو کبھي نہیں ملیگی - تا آنکہ غربت ثانیہ کے بعد نشئۃ و غلبۂ ثانیہ کا وقت موعود آجاے ' اور وہ وعدۂ الہي پورا ھوکر رھے کہ لیظهرہ علی الدین کلہ و لو کرہ المشرکون - اور وہ آخري عہد سعادت کہ " لا یدري اولها خیر ام اخرها " یعني اس امت کي ابتدا اور انتہا ' دونوں کي برکتوں اور کامرانیوں کا یہ حال ھے کہ نہیں کہا جاسکتا - اُسکا اول زیادہ شاندار ھے یا آخر ؟

کس نمي گویدم از منزل آخر خبرے صد بیابان بگذشت ودگرے درپیش ست

اور حضرۃ ابو هریرہ کي روایت میں ہے " قالوا کما صنعت فارس و الروم و اهل الکتاب ؟ قال فهل الناس الا هم " و قال أبو هریرہ " اقرؤا ان شئتم کالذین من قبلکم کانوا اشد منکم قوۃ - " الخ یعني صحابه نے عرض کیا - کن پچھلي قوموں کي چال چلینگے ؟ فارس و روم اور اهل کتاب کي ؟ فرمایا هاں وهي لوگ هیں اور کون ؟ حضرۃ ابوهریرہ نے اپني عادت کے مطابق قران سے تطبیق دي ' اور کہا - جي چاهے تو اس آیت کو اس موقعه پر یاد کرلو " وہ قومیں جو تم سے پہلے گزرچکي هیں اور بالاخر اپني گمراهیوں کے هاتھوں هلاک هوئیں ' حالانکه تم سے کہیں زیادہ طاقتور اور متمدن تھیں " (۱) حاصل یه که اس امت میں اهل کتاب کي مغضوبیت اور عجمي و رومي اقوام کے مهلک و گمراہ علوم و تمدن ' دونوں کي نقالي اور پوري پوري ریس هوگي - اور مسلمانوں کے اندر ضلالت کي ان دونوں قسموں سے پوري مشابهت و مماثلت پیدا هو جائیگي (تفصیل اسکي رساله شرح فتنتین عظیمتین میں دیکھني چاهیے)

اور اُسي کا ارشاد تها " فتنا کقطع اللیل المظلم ' یصبح الرجل فیها مومنا و یمسي کافرا " رواہ الترمذي و ابوداؤد - " آخري زمانے میں فتنے هیں - ایسے جیسے اندهیري رات کي اندهیاري - صبح کو ایک آدمي مومن هوگا - شام کو کافر " یعني ایمان میں ثبات و استقامت باقي نه رهیگي

---

(۱) عن ابن عباس (رض) في هذه الایه - قال " ما اشبه اللیلة بالبارحه ؟ ها اولاء بنو اسرائیل شبهنا بهم " و عن ابن مسعود (رض) أنه قال " انتم اشبه الامم ببني اسرائیل سمتا و هدیاً - تتبعون عملهم حذو القذة بالقذة غیر اني لا أدري اتعبدون العجل ام لا ؟ " و قال سفیان بن عیینه " من فسد من علمائنا ففیه شبه من الیهود ' و من فسد من عبادنا ففیه شبه من النصاریٰ " اور یه جو حضرۃ ابن مسعود نے فرمایا " یهودیوں کي ساري گمراهیاں اختیار کرلوگے - البته یه نهیں کهه سکتا که اُنکي طرح گوساله کي پوجا بهي تم میں هوگي یا نهیں " تو افسوس که یه بهي هوچکا اور " حذو النعل بالنعل " کي پیشین گوئي ساري باتوں میں پوري هوئي -

گھڑي میں کچھہ گھڑي میں کچھہ - مسلم میں یہي حدیث بروایت ابو ہریرہ ھے - " یمسي مومنا و یصبح کافراً - یبیع دینہ بعرض من الدنیا " رات کو ایک آدمي مومن سوئیگا - صبح اٹھیگا تو کفر میں مبتلا ہو جائیگا - اپنے دین کو دنیا کے بدلے بیچ ڈالیگا - " یبیع دینہ " نے " یمسي مومناً و یصبح کافراً " کے معني بتلا دیے -

اور آسي صادق و مصدوق کا فرمان تھا " یوشک ان تتداعي علیکم کما تتداعي الاکلۃ الی قصعتھا - قال قائل من قلۃ نحن یومئذ ؟ قال لا ' بل انتم یومئذ کثیر و لکنکم غثاء کغثاء السیل ' و لینزعن اللہ من صدور عدوکم المھابۃ منکم ' و لیقذفن في قلوبکم الوھن - قیل و ما الوھن ؟ قال حب الدنیا و کراھۃ الموت " اخرجہ ابو داؤد - " ایسا ہوگا کہ دنیا کي قومیں تم سے لڑنے کیلیے اکٹھي ہو جائینگي ' اور ایک دوسرے کو اس طرح بلائینگي جیسے بھوکے ایک دوسرے کو کھانے پر بلاتے ھیں - ایک شخص نے عرض کیا - یہ اسلیے ہوگا کہ ہم اُسوقت تھوڑے ہونگے اور دشمن بہت ؟ فرمایا نہیں ' مسلمان تو اسوقت بہت ہونگے مگر ایسے ہوجائینگے جیسے دریا کے بہاؤ پر کا کوڑا کرکٹ - جس طرف بہہ رہا ھے بہہ جائیگا - تمھارے دشمنوں کے دلوں سے تمھاري ھیبت نکل جائیگي - تذھب ریحکم - اور تمھارے دلوں میں " وھن " پیدا ہو جائیگا - کسي نے پوچھا " وھن " کیا ھے ؟ فرمایا دنیا کا عشق اور راہ حق میں موت کو ناخوش جاننا اور اس سے بھاگنا "

اور آسي نے یہ بھي فرمایا تھا " ان من کان قبلکم من اھل الکتاب افترقوا علی ثنتین و سبعین ملۃ ' و ان ھذہ الامۃ ستفترق علی ثلاث و سبعین فرقۃ " اخرجہ ابو داؤد و الترمذي - " یہود و نصاری ٹوٹ پھوٹ کر بہتر فرقے ہوگئے تھے - ضرور ھے کہ یہ امت بھي اسي طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوکر تہتر فرقوں میں بٹ جاے "

اور آسي کا قول تھا " لا یذھب اللیل و النھار حتی تعبد اللات و العزی - قلت ان کنت لاظن حین انزل لیظھرہ علی الدین کلہ ان ذلک تام ؟ قال انہ سیکون من ذلک ما شاء اللہ " اخرجہ مسلم او البخاری - " قیامت نہیں

آئیگي یہانتک کہ پھر لات اور عزی کي پرجا ہو - حضرۃ عائشہ نے کہا - جب یہ آیۃ اُتري کہ لیظہرہ علی الدین کلہ (دین توحید اسلیے آیا تاکہ سارے دینوں پر غالب آے) تو میں نے خیال کیا تھا کہ اب دین توحید ہي آخر تک رہیگا - پھر یہ بات کیونکر ہوگي ؟ فرمایا ہاں یہ رہیگا جب تک اللہ چاہیگا "

اور اُسي نے یہ خبر بھي دیدي تھي " اذا کانت امراؤکم خیارکم ، و اغنیاءکم سمحاءکم ، و امورکم شوری بینکم ، فظہر الارض خیر لکم من بطنہا ، و اذا کانت امراؤکم شرارکم ، و اغنیاؤکم بخلاءکم و امورکم الی نسائکم ، فبطن الارض خیر لکم من ظہرہا " رواہ الترمذی " جب تک تم میں سے بہتر اور نیک لوگ تمہارے امیر ہونگے ، اور تمہارے مالدار سخي ، اور تمہارے معاملات حکومت باہم مشورہ سے انجام پائینگے (یعني عجمیوں کي سي شخصي حکومت و فرمانروائي نہوگي - خلافۃ راشدہ کے منہاج نبوۃ پر حکومت شوری ہوگي) تو زمین کا ظاہر تمہارے لیے بہتر ہوگا اُسکے باطن سے - یعني دنیا میں رہنا تمہارے لیے عزت و کامیابي کا موجب ہوگا - لیکن جب ایسا ہو کہ تمہارے امیر بدترین لوگ ہوں ، تمہارے مالدار بخیل ہو جائیں ، اور تمہاري حکومت عورتوں کے اختیار میں چلي جاے ، تو پھر زمین کا اندر تمہارے لیے زیادہ اچھا ہوگا بمقابلہ اسکی سطح کے " یعني زندگي میں عزت باقي نہ رہیگي - مرجانا ہي بہتر ہوگا - " و امورکم الی نسائکم " سے یہ مقصود نہیں ہے کہ عورتیں پادشاہ ہوں ، نہ یہ مقصد ہے کہ عورتوں کے مشورے سے کام انجام پائیں ، بلکہ یہ اشارہ ہے شاہان نفس پرست اور امراء و عمال کي حرمسراؤں کي زندگي کي طرف - گویا سرشتۂ حکومت مجلس شوری اور اصحاب حل و عقد کي جگہ حرمسرا کے عشرت خانوں کے ہاتھہ میں چلا جائیگا - عورتیں جس چال چاہینگي چلائینگي -

اور پھر اُسي لسان حق و صدق پر یہ پیشین گوئي بھي جاري ہوئي تھي " کیف بکم اذا فسق فتیانکم و طغی نساءکم ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا لم تامروا بالمعروف و لم تنہوا عن المنکر ؟

قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا امرتم بالمنکر و نهیتم عن المعروف ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم و اشد - کیف انتم اذا رئیتم المعروف منکراً و المنکر معروفا ؟ قالوا و ان ذلک لکائن ؟ قال نعم " اخرجه ..... " کیا حال هوگا تمهارا جب تمهاري لڑکیاں مبتلاے فسق هوں اور تمهاري عورتیں سرکش ؟ (یعني جبکه تمهارے گهرے اندر کي زندگي بهي خراب هو جاے اور عورتیں تک مبتلاے فسق و فجور هوں) لوگوں نے عرض کیا - کیا یه بات بهي هونے والي هے ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي زیاده سخت - کیا حال هوگا تمهارا جب تم بهلائي کا حکم نه دوگے اور برائي سے نه روکوگے ؟ لوگوں نے کها - کیا ایسا بهي هونے والا هے ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي سخت - کیا حال هوگا اسوقت جبکه تم برائي کا حکم دوگے اور حق کو روکوگے ؟ عرض کیا - کیا یه بهي هوگا ؟ فرمایا هاں بلکه اس سے بهي زیاده - کیا حال هوگا اسوقت جبکه تم نیک بات کو برا سمجهوگے اور برائي کو اچها ؟ عرض کیا - کیا یه بهي هوگا ؟ فرمایا هاں " یعني قوموں کي هلاکت کے بتدریج تین درجے هیں - هر پچهلا درجه پہلے سے اشد - پہلا یه که خود تو نیکي کا شوق باقي هو ' لیکن دوسروں کو نیک بنانے کا ولوله جاتا رهے - یه هلاکت کا بیج هے - اسکے بعد دوسرا دور آتا هے - اب ایسا هوتا هے که نه تو خود نیک راه چلتے هیں نه دوسروں کو چلنے دیتے هیں ' اور حق کو علانیه روکتے هیں - یه تخم فساد کے پهول پتے هیں - اسکے بعد تیسرا دور آتا هے - اب نیک و بد اور حق و باطل کا نظام بالکل اولٹ جاتا هے باطل کو حق سمجها جاتا هے اور حق کو باطل - یه تخم فساد کا آخري پهل هے ' اور اسکا زهر تمام قوم کو هلاک کردیتا هے -

اور پهر یهی وہ لوٹ لوٹ کر آنے والي نحوستیں اور وہ رهکر ابهرنے والي هلاکتیں تهیں جنکي نسبت حضرت حذیفه نے (که سب سے زیاده فتنوں فسادوں کے جاننے والے تهے) پوچها تها " کنا في جاهلیة و شر فجاءنا الله بهذ الخیر ' فهل بعد هذا من شر ؟ " هم جاهلیة کے شر میں مبتلا تهے - الله نے اسلام کي روشني پهیلائي - پهر کیا اس خیر کے بعد بهي شر هوگا ؟

فرمایا ہاں مگر اس کے بعد خیر کا بھی ایک دور ہے ' لیکن " فیہ دخن " بے میل خیر مثل خیر اول کے نہوگا - کچھہ کدورتیں بھی ملی ہونگی - پوچھا وہ کدورت اور میل کیا ہے ؟ فرمایا " قوم یستنون بغیر سنتي ' و یھتدون بغیر ھدي ' تعرف منھم و تنکر " میری سنۃ چھوڑکر اور اونکے طور طریق پر چلینگے - میری ھدایت سے ھٹ کر دوسروں کی چال اختیار کرلینگے - کچھہ باتیں اُنکی اچھی پاؤگے کچھہ بری - پھر پوچھا - اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا ؟ فرمایا- ہاں " دعاۃ علی ابواب جھنم " دوزخ کی طرف بلانے والے ! - آخر میں بتلایا کہ راہ سلامتی کی اُسوقت یہ ہوگی کہ جماعت اور امام کا ساتھہ دو - اور جب وہ وقت آ جاے کہ جماعت بھی باقی نہ رہے اور مختلف فرقوں اور مذھبوں میں مسلمان بٹ جائیں ' تو " فاعتزل تلک الفرق کلھا و لو ان تعض باصل شجرۃ ' حتی یدرکک الموت و انت علی ذلک " اُن تمام فرقوں سے الگ ہوکر رہو (یعنی صرف دین خالص و اول کے ہوکر رہو کہ اسلام ہے ' اور تمام بناوٹی فرقوں اور مذھبوں میں سے کسی کو بھی اختیار نہ کرو ' کیونکہ فرقہ بندی اور تمذھب و تعین خود سب سے بڑا شر اور سب سے اشد بدعۃ ہے) اگرچہ ایسا کرنے میں تمھاری غربت اور بیکسی کا یہ حال ہوجاے کہ درخت کی جڑ چبا کر وقت کاٹنا پڑے ' پھر بھی اُنسے الگ ہی رہو - یہانتک کہ موت آ جاے " اخرجہ الشیخان -

اور یہی وہ آنے والے پے در پے فتنے تھے جنکا حال عبد اللہ بن عمرو العاص خانہ کعبہ کے سایے میں بیٹھکر بیان کیا کرتے تھے ' اور جن میں سے ہر پچھلا فتنہ پہلے فتنہ کو بھلا دینے والا تھا " و ان ھذہ امتکم جعل عافیتھا في اولھا و سیصیب اخرھا بلاء و امور تنکرونھا ' فتجئي فتنۃ فیرقق بعضھا بعضا ' فیقول المؤمن ھذہ مھلکتي ! ثم تنکشف و تجئي فتنۃ ' فیقول المؤمن ھذہ ! ھذہ ! " اس امت کی ابتدا میں عافیت ہے اور آخری عہدوں میں مصیبتیں اور برائیاں - ایسا ہوگا کہ ایک فتنہ آئیگا اور مومن کہیگا کہ اسمیں میرے لیے ھلاکت ہے ' لیکن جب وہ دور ہو جائیگا اور دوسرا فتنہ

شروع هوگا تو پچھلے فتنے کو بھلا دیگا اور مومن پکار اٹھیگا کہ فتنہ تو یہ ھے ! فتنہ تو یہ ھے ! (یعنی پے درپے فتنے آئینگے - هر پچھلا فتنہ پہلے سے سخت و اشد هوگا - یہانتک کہ اُن میں سے هر فتنہ کو دیکھکر ارباب حق و ایمان بول اُٹھینگے کہ سب سے بڑا فتنہ یہی ھے - حالانکہ پھر اسکے بعد وہ فتنہ آئیگا جسکا شر و فساد دیکھکر پچھلے فتنے بھول جائینگے !) رواہ مسلم -

اور یقیناً ایسے هي وقتوں کي نسبت وہ خبر بھي تھي جس کو حضرۃ امیر علیہ السلام اپنے یاروں کے سامنے بار بار فرمایا کرتے تھے ' اور یہ کہکر اپني روایت کي صداقت پر یقین دلاتے تھے - " و اللہ لان اخر من السماء احب الي من ان اقول علیہ ما لم یقل " قسم خدا کي ! مجھے یہ پسند ھے کہ آسمان سے گرادیا جاؤں لیکن یہ گوارا نہیں کرسکتا کہ رسول اللہ کے نام سے ایسي روایت کروں جو انہوں نے نہیں فرمائي ! " اني سمعت یقول : سیخرج قوم في آخر الزمان حدثاء الاسنان ' سفهاء الاحلام ' یقولون من خیر قول البریہ ' یقرؤن القران ' لا یجاوز ایمانهم حناجرهم ' یمرقون من الدین کما یمرق السهم من الرمیہ " یعني آنحضرۃ نے فرمایا - آخري زمانے میں ایک قوم ظاهر هوگي - نوخیز اور ناقص العقل لوگوں کي ' بظاهر اُنکي باتیں بڑے هي اچھے لوگوں کي سي هونگي ' قران پڑھینگے مگر ایمان انکے حلق سے نیچے نہ اُتریگا - دین سے اسطرح نکل جائینگے جس طرح تیر شکار پر سے نکل جاتا ھے - یعنے گو اپنے تئیں مسلمان سمجھینگے لیکن اُنمیں اسلام نہوگا - اخرجہ الشیخان و النسائي - کوئي وجہ نہیں کہ اس روایت کو صرف خوارج سے مخصوص کردیا جاے اور لفظ " آخر الزمان " کي تاویل کي جاے - صاف بات یہ ھے کہ اسمیں آخري زمانے هي کے مبتدعین و اهل هواء کي نسبت خبر دي گئي ھے - " سفهاء الاحلام " خاص طور پر اسلیے فرمایا کہ اُن لوگوں کو اپني عقل و راے اور قیاس و درایۃ پر بڑا گھمنڈ هوگا - کہینگے کہ هم عقلاء و حکماء کي سي باتیں کرتے هیں - " اعجاب کل ذي راے برایہ " ایسے هي لوگوں میں پہلي بڑي جماعت خوارج کي بھي تھي جنہوں نے راے کو دین میں دخل دیا اور امام کي اطاعت سے باهر هوگئے -

اور اسي لیے حضرۃ امیر اور اکثر صحابہ اُنہي لوگوں کو اسکا مصداق اول سمجھتے تھے - مسلم کي حدیث زید بن وھب اور صحیحین و ابو داؤد کي روایت ابو سعید و انس میں گو " آخر الزمان " کا لفظ نہیں ھے مگر حرف استقبال قرب و بعد دونوں پر حاوي ' اور انبیاء کرام کیلیے سیکڑوں برس بعد ھونے والي باتیں بھي بوجہ کمال یقین و مشاھدۂ معنوی ایسي ھوتي ھیں ' جیسے ھمارے لیے صبح شام کي بات - " ان اللہ روي لی الارض فرایت مشارقھا و مغاربھا " کے معاملات جہاں پیش آتے ھوں ' اور " اني وجدتھا قریباً ان انتم تجدونھا بعیدا " جہاں کي صداے علم ھو ' وھاں کیلیے " سیکون " اور " کان " اور مستقبل و ماضي دونوں ایک ھي حکم رکھتے ھیں - قرب و بعد کا کیا سوال ھے ؟ حتی کہ بعض پیشین گوئیاں تو زبان نبوت پر بصیغۂ ماضي ھي واقع ھوئیں - مسلم کي روایت ابو ھریرہ میں عراق و شام کي نسبت فرمایا " منعت العراق قفیزھا و منعت الشام مدیھا " - عالم یقین و حقائق میں تفرقۂ ماضي و استقبال نہیں ھوتا - کیا نہیں دیکھتے کہ قران حکیم عالم آخرۃ و معاد کے معاملات ھر جگہ بصیغۂ ماضي بیان کرتا ھے ' اور گو ساتھہ برس بعد بابل تباہ ھونے والا تھا مگر یرمیاہ نبي نے یہ نہیں کہا کہ ھو جائیگا ' بلکہ کہا کہ ھوچکا اور " شہروں کي دلہن کي اوڑھني اُسکے سر سے چھین لي گئي "

بہر حال جس صادق و مصدوق نے فرمایا تھا کہ کسریٰ کے خزانے کھل گئے اور یمن سے حضرموت تک اسلام پھیل گیا ' اور " و اللہ لیتمن ھذا الامر و لکنکم تستعجلون " تو اسي نے یہ سب کچھہ بھي فرما دیا تھا ' بلکہ بقول حضرۃ حذیفہ کے " ما ترک من قائد فتنۃ الی انقضاء الدنیا الا سماہ لنا باسمہ و اسم ابیہ " کسي فتنے اور فتنہ انگیز کو نہ چھوڑا - سب کي ٹھیک ٹھیک خبریں دیدي تھیں - سننے والے ھر آن اور ھر گھڑي ان وقتوں کي دھشت اور خوف سے مضطر اور اوداس رھتے تھے - با ھمدگر ایک دوسرے سے پوچھا کرتے کہ وہ وقت تو نہیں آگیا ؟ حضرۃ عمر حذیفہ سے بار بار کہتے - اُس فتنہ کي نسبت تو کہو " التي تموج کموج البحر " ؟ اور پھر یہ سنکر

مطمئن هوجاتے کہ ابھي دیوار نہیں هٹي کہ خود اُنہي کا وجود تھا - سو کیا مبارک و خوش نصیب تھے وہ لوگ جنھوں نے پہلي خبر کي تصدیق کي اور اُسکا ظہور اپني آنکھوں سے دیکھہ لیا کہ " وکنت في من افتح کنوز کسریٰ - " اور کیسي بد نصیبي اور ہلاکي ہے ہمارے لیے کہ اِن پچھلي خبروں کي تصدیق کرنے والوں میں اور اُنکا ظہور اپني آنکھوں سے دیکھنے والوں میں سے ہیں - بلکہ خود ہمارا وجود ہي از سر تا پا ان خبروں کا ظہور اور ان میں سے ہر بات کي ٹھیک ٹھیک مجسم تصدیق ہے ! حضرۃ عدي بن حاتم نے اول امت میں وعدہ کي تصدیق کي تھی - ہم آخر امت میں وعید کي تصدیق کرتے ہیں - اُنکے حصے میں بشارتوں کا دیکھنا آیا تھا - ہمارے حصے میں نذارتوں کا - انھوں نے بھي تصدیق کي اور ہم نے بھي - اُنھوں نے پاکر - ہم نے سب کچھہ کھوکر - فصدق اللہ العلیم الحکیم ' و صدق رسولہ الکریم ' و نحن علی ذلک من الشاھدین !

در مجلسے کہ یاراں شرب مدام کردند
چوں نوبتے بما شد ' آتش بجام کردند !

فصل

ان ساري باتوں میں سے ایک ایک بات پوري ہوچکي - " بدء الاسلام غریباً و سیعود کما بدء " کا دور غربت کب کا شروع ہوچکا اور وہ سب کچھہ ہوچکا جسکا حال اس حدیث کي شرح میں پڑھچکے ہو - اب انتظار کرنے والوں کیلیے بجز انتظار غفلت کے اور کچھہ باقی نہ رہا - یہودیوں کي مغضوبیت ' نصاریٰ کي ضلالت ' مشرکین کي بت پرستي ' ائمۂ مضلین کي کثرت ' دجاجلۂ فتن و دعاۃ بدعۃ کا احاطہ ' اقتداء بغیر سنۃ ' اهتداء بغیر هدی الانبیاء ' تفرق و تمذهب مثل یہود ' اور غلو و اطراء مثل نصاریٰ ' فتنۂ شبہات یونان ' اور فتنۂ شہوات عجم ' فتنۂ تماثیل عبدۃ الاصنام ' اور فتنۂ قبور عاکفین کنائس ' ان میں سے کوئي نحوست

اور هلاکي ایسي نہیں ھے جو مسلمانوں پر نہ چھاچکي ھو ' اور کوئي گمراھي نہیں جو اپنے کامل سے کامل اور شدید سے شدید درجہ تک اس امت میں بھي نہ پھیل چکي ھو - اھل کتاب نے گمراھي کے جتنے قدم اٹھاے تھے ' گن گن کر مسلمانوں نے بھي وہ سب اُٹھاے - حتی کہ " لودخلوا جحرضب لدخلتموہ " کا وقت بھي گذر چکا اور آج ھم اپني آنکھوں سے سب کچھہ دیکھہ رھے ھیں - وہ وقت بھي کب کا آچکا کہ " یلحق قبائل من امتي بالمشرکین " اور " حتی تعبد من امتي الاوثان " اور " حتی تعبد اللات و العزی " ھماري جانیں اور ھماري روحیں اس صادق مصدوق پر قربان کہ واقعي اور سچ مچ مسلمان مشرکوں سے ملحق ھوگئے اور دین توحید کا دعوا کرنے والوں نے بت پرستي کي ساري ادائیں اور چالیں اختیار کرلیں ' اور جس لات اور عزی کي پوجا سے دنیا کو نجات دلائي گئي تھي ' اسي کي پوجا پھرسے شروع ھوگئي ! " عـدتم من حیث بداتم ! " ھم اپني آنکھوں سے اُن فتنوں کو کہ " کقطع اللیل المظلم " تھے ' دیکھہ رھے ھیں - فی الحقیقت ایسا ھي ھو رھا ھے کہ رات کو ایک انسان ایمان لیکر سوتا ھے اور صبح نہیں ھوتي مگر ایمان کھو چکتا ھے - " یبیع دینہ بعرض من الدنیا " حضرۃ حذیفہ نے ان فتنوں کا حال کہا تھا کہ " کالحصیر عوداً عوداً " مسلمانوں کے دلوں کیلیے فتنوں کي ایسي بھرمار ھوگئي ' جیسے چٹائي بنتے وقت ریشے پے درپے آتے ھیں ' سو اُن فتنوں کي بارش بھي ھر طرف ھوچکي اور ھو رھي ھے - وہ وقت بھي گذر چکا جب مومنوں کو کہنا تھا " ھذہ مھلکتي " اب تو وہ فتنہ درپیش ھے جسکے سامنے تمام پچھلے فتنے مات ھوگئے - " فیقول المومن ھذہ ! ھذہ ! " کا عالم ھو رھا ھے - وہ بھي تو کب کا ھوچکا کہ " تتداعي علیکم کما تتداعي الاکلۃ الی قصعتھا " دنیا کي ساري قومیں اکٹھي ھوکر تم پر چڑھہ دوڑینگي ' اور تمکو ھلاک کرنے کیلیے باھم ایک دوسرے کو اسطرح بلائینگي جیسے بھوکے کھانے کي قاب پر ایک دوسرے کو دعوت دیں - تو کیا یہ پکار ابتک بلند نہیں ھوئي ؟ اور کیا ایک قوم نے دوسري قوم کو بلانے کیلیے ٹھیک ٹھیک اُسي طرح نہیں چیخا جسطرح بھوکے گد لاش دیکھکر

شور مچایا کرتے ھیں ؟ ھماري ھزار جانیں اور لاکھوں روحیں اس زبان حق پر قربان جس نے فرمایا تھا " بل انتم یومئذ کثیر " تم اُس وقت تعداد میں کم نہوگے - لیکن " لیقذفن في قلوبکم الوھن " تمھارے دلوں میں " وھن " پیدا ھو جائیگا اسلیے کوڑے کرکٹ کي طرح بہہ جاؤگے - پھر " وھن " کے معنی بتلاے " حب الدنیا وکراھۃ الموت " دنیا کي محبت اور عزت کي موت کو برا جاننا اور اُس سے بھاگنا - اس ایک لفظ میں قوموں کي موت و حیات کا سارا بھید بتلادیا ! اور یقیناً یہي وہ وقت تھا کہ " بطن الارض خیر لکم من ظھرھا " تمھارے لیے زمین کے اُوپر سے اسکا اندر بہتر ھوگا - یعنے زمین کے اوپر تمھارے لیے عزت اور سعادت باقي نہ رھیگي - اسلیے مرجانا جینے سے بہتر ھوگا - تو یہ بھي تو ھوچکا ' اور اسطرح یقیني ھوچکا کہ اس سے زیادہ یقین نہ تو سورج کي روشني میں ھے اور نہ چاند کے وجود میں - ھم اپني آنکھوں سے دیکھہ رھے ھیں کہ زمین کے کیڑوں کیلیے زندگي میں عیش ھے اور جنگل کے درندوں کیلیے جینے میں راحت ' مگر ایک مسلمان کیلیے اب زمین کي پیٹھہ پر کوئي خوشي باقي نہ رھي - الا یہ کہ اپني ذلتوں اور رسوائیوں کا بوجھہ اٹھاے اُسکے نیچے چلا جاے !

نہ گلم ' نہ برگ سبزم ' نہ درخت سایہ دارم '
ھمہ حیرتم کہ دھقان بچہ کار کشت ما را ؟

پھر کسقدر عقل سے کورے اور بصیرۃ سے محروم ھیں وہ بندگان غفلت جو ان روایتوں کو پڑھکر سمجھتے ھیں کہ یہ کسي ایسے آنے والے زمانے کي نسبت ھیں جو قیامت سے چند برس پہلے دنیا پر آئیگا ' اور ابھي اسکي آمد کا ھم کو صدیوں انتظار کرنا چاھیے - ابتک نہ تو " یصبح مومنا ویمسي کافرا " ھوا ھے ' اور نہ " حتی تعبد الاوثان " اور نہ " حتی تعبد اللات والعزی " اور نہ وہ وقت کہ " بطن الارض خیر لکم من ظھرھا " تو کیا وہ کسي ایسے وقت کے منتظر ھیں جب صبح کو ایک شخص مومن

هوگا اور شام کے وقت اسکي پیشاني پر قلم اور سیاهي سے لکها هوگا که یه کافر هے ؟ یا ایمان وکفرکي بهي الگ الگ صورتیں هوتي هیں که صبح کو مومن کي صورت هوگي، شام کو کافرکي شکل ؟ یا اسکے یه معني هیں که صبح کو ایک شخص مومنوں کي بستي میں هوگا ' شام کو اُسکا گهر یهودیوں کے محلے میں خود بخود اُٹهه جائیگا ؟ یا وه خود سڑکوں اور گلیوں میں پکارتا هوا دوڑیگا که میں یهودي هوگیا ' میں یهودي هوگیا ؟ اور کیا مشرکین سے اتصال و الحاق کا وه یه مطلب سمجهے هوے هیں که مسلمانوں کي جماعتیں مردم شماري کے کاغذات میں اپنا نام مشرکوں کے خانے میں لکهوا دینگي ؟ یا خود اپنے منهه سے کهینگي که هم مشرک هوگئے ؟ اور کیا " تعبد الاوثان " کي پیشین گوئي کا اُسي وقت ظهور هوسکتا هے جبکه مسلمان کالي اور مهادیو کا بت اپنے هاتهوں سے تراشکر اُسکي پوجا شروع کردیں ؟ اور کیا اِسکے سوا اَور کوئي بات بت پرستي کي نهیں هوسکتي ؟ اور پهر کیا " تعبد اللات و العزی " کے ظهور کیلیے وه یه چاهتے هیں که وه جو ایام جاهلیة میں پتهرکي مورتیں تهیں جنکو اسلام نے ٹکڑے ٹکڑے کردیا ' تو اب پهر اُن ٹکڑوں کو ڈهونڈهکر مسلمان جمع کریں اور کعبه کے طاقوں میں دهرکر انکے آگے سجدے کرنے لگیں ؟ اور جب تک اسي " لات و عزی " کي پوجا نهوگي ' اُسوقت تک یه بات بهی پوري نه هوگي ؟ تو اگر ان لوگوں نے ان خبروں کا یهي مطلب سمجها هے اور اسي انتظار میں هیں ' تو اُن کو معلوم هونا چاهیے که اُنکا انتظار کبهي پورا نهوگا - اور اگر کسي امت کي گمراهي اور هلاکي کا یهي مطلب هے ' اور موحدین کا شرک و بت پرستي میں پڑجانا بغیر اسکے نهیں هوسکتا ' تو آجتک دنیا میں نه توکوئي امت هدایت پانے کے بعد گمراه هوئي ' نه یهود و نصاری نے اس زمین پر کبهي شرک کیا ' اور نه اُن تمام الزاموں میں سے ایک الزام بهي سچا هے جو قران حکیم نے مشرکین جاهلیة اور یهود و نصاری پر لگاے هیں - بلکه یوں کهنا چاهیے که اگر گمراهي اور عبادة اوثان و الحاق بالمشرکین و ترک حق و توحید بغیر اُن باتوں کے نهیں هوسکتي جنکا اِن بندگان غفلت و اوهام کو انتظار هے '

اور انبیاء کرام کي پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کے یہي معنی ہیں جو وہ بیان کرتے ہیں ' تو آغاز خلقت عالم سے لیکر آجتک نہ تو کوئي امت گمراہي میں پڑي ' نہ کسي قوم نے کبھی توحید و ہدایت کو چھوڑا ' نہ کسي رسول نے انسانوں پر اُنکي گمراہي و شرک کے بارے میں سچا الزام لگایا ' اور نہ آجتک کسي نبي کي پیشین گوئي پوري ہوئي - یہودیوں نے کب کہا تھا کہ ہم مشرک ہوگئے ' اور خدا ایک نہیں ہے بلکہ پتھروں اور مورتوں کے اندر بہت سے ہیں ؟ اور یہ کہ تورات نامي کتاب کو ہم نہیں مانتے ؟ عیسائیوں نے کب اسکا اقرار کیا تھا کہ ہم موحد نہیں ' اور کب فرشتوں نے اُنکي پیشانیوں پر آگ اور خون کے حرفوں میں لکھدیا تھا کہ یہ بت پرست دوزخی ہیں ؟ اور کب انھوں نے شرک اس معني میں کیا کہ کسي پتھر یا مورت کو کہدیا ہو کہ یہي خدا ہے ؟ اور پھر خود مشرکین عرب نے بھي بجز لیقولن اللہ اور ھا اولاء شفعاؤنا اور ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی کے یہ کب کہا تھا کہ ان پتھروں کے اندر فاطر السماوات و الارض بیٹھا ہے ؟ خود پتھر اور اسکي مورت کو تو کبھي کسي قوم نے اِلٰہ و معبود نہیں مانا - پوجا کي مورتیں بھي کسي نہ کسي انسان اور طاقت ہي کي ہوا کرتي تھیں - فما لہا اولاء القوم ' لا یکادون یفقھون حدیثا ؟ سبحان اللہ ! اس صادق و مصدوق کا ارشاد کس طرح حرف بحرف پورا ہو رہا ہے ! یہ تربص جہل و انتظار غفلت بھي تو عین اسی پیشین گوئي کا ظہور ہے کہ " لتتبعن سنن من کان قبلکم " اور " یاتي علی امتي ما اتی علی بني اسرائیل حذو النعل با لنعل " میري امت بھی وہ سب کچھہ کریگي جو یہودیوں نے کیا - یہي تو پوري پوري یہودیت ہے کہ پیشین گوئیوں پر پیشین گوئیاں ظاہر اور پوري ہوتي جاتي تھیں مگر یہودیوں کا انتظار ختم ہي نہیں ہوتا تھا - کہتے تھے کہ ابھي وہ وقت کہاں آیا ؟ حتی کہ آج تک مسیح کے ظہور اور اسرائیل کي آخري پادشاہت کا انتظار کر رہے ہیں ! فطال علیھم الامد فقست قلوبھم و کثیر منھم فاسقون !

اور یہ جو مسلم کي روایت حضرۃ عائشہ میں فرمایا " حتی تعبد اللات و العزی " یہاں تک کہ لات اور عزی پھر پوجے جائیں - اور جسکے ظہور کیلیے لوگ کسي آنے والے وقت کا انتظار کر رہے ہیں ' تو پہلے انکو سمجھہ لینا چاہیے کہ " لات " اور " عزی " عرب جاہلیۃ میں کون تھے ؟ اور کیونکر انکي پرستش ہوتي تھي ؟ جو حال اُس " لات و عزی " کا تھا - وہي آخر امۃ کے " لات و عزی " اور انکے پرستاروں کا بھي ہوگا - امام ابن جریر نے مجاہد سے افرا ئیتم اللات والعزی کي تفسیر میں روایت کي ہے - " کان یلت لہم السویق فمات فعکفوا علی قبـــرہ " اور بخاري میں ابو الجوزاء حضرۃ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں " کان اللات یلت السویق سویق للحجاج " اور ایک دوسري روایت میں ہے " فیطعم من یمر من الناس ' فلما مات عبدوہ و قالوا ہو اللات " اور ابن خزیمہ نے کہا " و کذ العزی " اور حافظ ابن قیم ہدی میں لکھتے ہیں " و کانت شجرۃ علیہا بناء و استار بنخلۃ بین مکہ و الطائـف کانت قریش یعظمونہا کما قال ابوسفیان یوم احد - لنا العـزی ولا عزی لکم " پس عرب جاہلیۃ کے " لات و عزی " کي حقیقت یہ تھي ' اور اسي طرف اس حدیث میں اشارہ کیا گیا ہے کہ آخري زمانے میں پھر ایسا ہي ہوگا - سو اگر آنکھیں باقي ہیں اور بصیـــرۃ معدوم نہیں ہوگئي تو دیکھلو' اسطرح کے " لات و عزی " کي پرستش کب کي شروع ہو چکي ہے - بلکہ حدیث میں تو دو ہي نام آئے - ابتو گوشے گوشے میں لات و عزی ہیں اور چپے چپے پر پرستش گاہیں - مسلمانوں کي کوئي بستي اور آبادي نہیں جو ان تمام پیشین گوئیوں کے ظہور و نمود کا مجسم نمونہ نہو - اور پرستش ما سوی اللہ کي کوئی قسم ایسی نہیں جو پیٹ بھر کر انہوں نے نہ کرلی ہو اور نہ کر رہے ہوں - نفس کو وہ پوج چکے' رحم و راے کي وہ پرستش کرچکے' چاندي سونے کو انہوں نے پوجا ' انسانوں کی چوکھٹوں کي دھول انہوں نے چاٹي' ہر پیشوا کو ارباب من دون اللہ انہوں نے بنایا ' اور ہر

بڑے انسان کیلیے انکے دل اور پیشانی نے سجدے کیے - وہ شرک بھی جی بھرکر کرچکے جو " اخفی من دبیب النمل " تھا ' اور کھلا کھلا شرک بھی بر سر عام ہوچکا - حتی کہ کفار و اعداء حق کی بھی پوجا ہر طرف ہوئی ' پادشاہوں اور حکومتوں کے طواغیت بھی ہر جگہ پوجے گئے ' اور مٹی اور پتھر کی پوجا کی منزل بھی کب کی گذر چکی - فو اللہ انہم اتبعوا سنن من کان قبلھم ' و سلکوا سبیلھم ' حذو القذۃ بالقذۃ و النعل بالنعل ' و غلب الشرک علی اکثر النفوس ' فصار المعروف منکراً و المنکر معروفا ' و السنۃ بدعۃ و البدعۃ سنہ ' و طمست الاعلام ' و اشتدت غربۃ الاسلام ' و قل العلماء ' و غلب السفھاء ' و تقاقم الامر ' و اشتد الباس ' و ظھر الفساد فی البر و البحر بما کسبت ایدی الناس - و لکن لا تزال طائفۃ من العصابۃ المحمدیۃ بالحق قائمین ' و لا ھل الضلالۃ و البدع مجاھدین ' ینفرون عن دین اللہ تحریف الغالین و انتحال المبطلین و تاویل الجاھلین - لا یضرھم من خالفھم حتی یاتی امر اللہ و ھم غالبون - اولائک حزب اللہ الا ' ان حزب اللہ ھم المفلحون !

کسیکہ محرم بادصبا ست می داند
کہ بارجود خزان بوے یاسمن باقیست !

فصل

استدراک

حضرۃ مولانا جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق چند باتیں رھگئیں :

اُس عہد کے حالات پڑھنے کے بعد الزام مہدویۃ کی حقیقت واضح ھوگئی ھوگی - اس الزام میں اُنکے پیر حضرۃ شیخ داؤد بھی شریک تھے اور اسکا اصلی سبب وھی تھا جو بیان کیا جاچکا - لیکن اسکے علاوہ ایک اور سبب بھی ظاھر ھے - اُس زمانے میں عام طور پر علماء دولۃ و مشائخ دنیا

کا یہ حال تھا کہ صرف اپنی نفس پروریوں اور حکمرانیوں کی فکر رکھتے تھے - ہدایت و تذکیر امت اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ولولہ باقی نہ رہا تھا - حضرۃ شیخ محمد جونپوری اور اُنکے پیروؤں نے اپنی دعوۃ کی بنیاد اسی رکن اعظم شریعت کے احیاء پر رکھی' اور وقت کا مقتضی دیکھکر ساری طاقتیں اسی میں خرچ کردیں - اُنکے طریقہ کی پہلی شرط یہ تھی کہ جس حال میں ہو اور جہاں ہو' برائی کو روکو اور شریعت کے احکام کی تبلیغ کرو - چونکہ عام علماء کا حال اس سے بالکل برعکس تھا' -اسلیے رفتہ رفتہ یہ چیز مہدویہ کی ایک بہت بڑی پہچان ہوگئی - جس کام کو سب نے چھوڑ رکھا ہو - ایک ہی جماعت کرنے لگے تو قدرتی طور پر وہ اسکی علامت اور خاصہ بن جائیگا - نتیجہ یہ نکلا کہ تمام مصلحین حق کی اذیت و مخالفت کیلیے یہ معاملہ ایک بے خطا ہتیار کا کام دینے لگا - جس عالم حق کو علماء سوء نے اپنی ہوا پرستیوں کا مخالف اور دعوۃ حق میں مستعد پایا اور خلق اللہ کا رجوع دیکھا ' جہت اُسپر الزام لگا دیا کہ مہدوی ہے اور دلیل یہ پیش کردی کہ اگر مہدوی نہ ہوتا تو اس سختی اور استقامت سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کیوں کرتا؟ اور حق پرستی کی راہ میں فقر و فاقہ کیوں گوارا کرلیتا ؟ ملا مبارک (پدر ابوالفضل و فیضی) پر جسقدر آفتیں لائی گئیں ' بنیاد اُنکی بھی یہی الزام مہدویۃ تھا' اور دلیل یہی بتلائی گئی تھی کہ دنیا پرستی اور حق فراموشی کے شیوہ میں علماء دولۃ کا ہم آہنگ نہیں - امر بالمعروف میں بے خوف و بیباک ہے - اُس عہد کے اساتذہ علم میں سے ایک مشہور بزرگ میں حاتم سنبھلی تھے اور علم و عمل میں استاد الاساتذہ تسلیم کیے جاتے تھے - ملا عبد القادر بدایونی لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ملا مبارک کا اُنکی مجلس میں ذکر آیا - میں نے اُنکے علم و تقوی کی تعریف کی تو کہا - ہم نے بھی ایسا ہی سنا ہے مگر کہتے ہیں مہدویوں کا طریقہ رکھتا ہے - عرض کیا کہ بلا شبہ میر محمد کی بزرگی و ولایت کے معترف ہیں مگر اُنکی مہدیۃ کا اعتقاد نہیں رکھتے - کہا - درکمالات میر چہ

شک ست ؟ اسپر سید محمد میر عدل نے (۱) کہ مجلس میں حاضر تھے پوچھا - ملا مبارک کو مہدوي کیوں کہتے ھیں ؟ میں نے جواب دیا " بتقریب امر بالمعروف و نہي عن المنکر " یہ سنکر میاں صاحب نے کہا - ایک دن میر عبد الحي (۲) صدر جہاں خانخاناں کے سامنے ملا مبارک کي سخت

---

(۱) سید محمد امروھي میر عدل اُس عہد کے اُن مخصوص علماء دولت میں سے ھیں جنکے ورع و تقوی اور شیوۂ حق پرستي پر ملا بدایوني تک شہادت دیتے ھیں اور لکھتے ھیں کہ اُنکا زمانۂ میر عدلي عہد اکبري کا بہترین زمانۂ احتساب شرح و عدالت تھا - اُنکے بعد " میر عدل " کا عہدہ محض براے نام رھگیا - جبتک دربار میں اُنکا اثر رھا ' نئے نئے مجتہدوں اور آزاد خیالوں کي ھوا نہ بندھسکي - سنہ ۹۸۳ میں جب نکاح متعہ کو جائز کرنا چاھا تو میر کو بھکر بھیجدیا کہ اُنکي موجودگي اسمیں مخل تھي - شیخ ابراھیم سرھندي کہ نئي نئي تحقیقات میں ابو الفضل وغیرہ کے ھم زبان تھے ' ایک مرتبہ انکے ھاتھوں پٹتے پٹتے بچے - بدایوني سب سے بڑا کام انکا یہ بتلاتے ھیں کہ قاضي القضاۃ عہد تک کو " خیانت و خباثت " اور رشوت ستانیوں کي مہلت نہ دي - گویا یہ معاملہ قضاۃ کیلیے ایک معروف و مسلم معاملہ تھا ! " میر عدل " کے عہدہ سے مقصود صیغۂ احتساب شرح کي افسري تھي (صفحہ ۷۵ - جلد ۳ و ۲۱۰ - جلد ۲)

(۲) یہ وھي بزرگ ھیں جو کل ممالک محروسۂ اکبري کي شیخ الاسلامي اور صدارت پر سرفراز ھوے تھے - ابتدا میں دربار اکبري کي بدعات اور بے قیدیوں کے سخت مخالف رھے - جب علماء دربار نے فتوی دیا کہ پادشاہ کو سجدہ کرنا جائز ھے تو پوري طرح مخالفت کي ' لیکن جب دیکھا کہ حمام میں سبھي ننگے ھیں تو خود بھي کپڑے اتار دیے - بدایوني لکھتے ھیں - اب مفتي کل بھي سجدۂ طاعت بجا لاکر مقربان خاص میں داخل ھوگئے ھیں - پھر سنہ ۹۹۰ کے حالات میں لکھتے ھیں - مفتي ممالک محروسہ کو دیکھا - سر تا پا ریشمیں کپڑوں میں ملبوس - پرسیدم مگر روایتے درین باب بنظر آمدہ ؟ شاید کوئي روایت اسکے جواز میں بھي نکل آئي ھے ؟ (کیونکہ وھاں تو نئے نئے فتوؤں کیلیے روز روایتیں ڈھونڈھ ڈھونڈھکر نکالي جاتي تھیں) فرمایا - ھاں - جہاں لباس حریر عام ھوگیا ھو وھاں مضائقہ نہیں - گویا یہ بھي ما یعم بہ البلوی میں داخل ھے ! اسي

مذمت کررہے تھے - جانتے ہو اسکا سبب کیا تھا ؟ سبب یہ تھا کہ ملا مبارک نے انکے نام ایک خط لکھا تھا - اسمیں ترک حضور جماعت مسجد پر ملامت کي تھي - یہ بات اُنپر سخت گراں گزري اور اسکو مہدویة پر محمول کیا - میر محمد نے کہا - یہ استدلال تو اس مقدمہ پر مبني ہے کہ شیخ امر بالمعروف کرتا ہے ' اور جو شخص امر بالمعروف کرے مہدوي ہے - پس شیخ مہدوي ہے - اور معلوم ہے کہ اسکا کبری ھي ممنوع ہے - تا بہ نتیجہ چہ رسد ؟ (۳ - صفحہ ۶۸)

اُس عہد کے بہت سے واقعات ایسے ہیں ' جن سے اس بات کي تصدیق ہوتي ہے ' اور یہ گمراھي و غفلت کي انتہا ہے کہ شیوۂ حق و صدق پر چلنا گمراھي کي علامت سمجھي جاے ' اور غفلت و ہوا پرستي نیکي و صداقت کي دلیل ہو - عجب نہیں کہ حضرۃ شیخ محمد داؤد اور شیخ جمال الدین پر بھي مہدویة کا الزام اسي بنا پر لگایا گیا ہو :

حسد تہمت ازادي سروم بگداخت
کین مرادیست کہ بر تہمت آن ہم حسدست

تمام تاریخیں متفق ہیں کہ وہ امر بالمعروف اور نہي عن المنکر میں تیغ بے نیام تھے - انکي زندگي لا یخافون لومة لائم کي کامل تصویر تھي - ظاہر

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۲]

سنہ کے وقائع میں لکھتے ہیں - اب معاملہ یہانتک پہنچ چکا کہ جشن نو روزي میں علماء ' صلحاء ' قاضي ' مفتي ' سب وادي قدح نوشي میں آگئے - بھر بھر کے جام اٹھاتے ' اور یہ کہکر تلچھٹ تک صاف کرجاتے کہ "بہ کوزي فقہا مي خوریم"

عشقت خبر زعالم بے ہوشي آورد
اہل صلاح را بقدح نوشي آورد

ان حالات کے ساتھہ کیا ممکن تھا کہ اکبر کو اہل مذاہب سے حسن ظن باقي رھتا ؟ اور وہ سب کچھہ نہ ہوتا جو ہوتا رہا ؟ سیرۃ حضرۃ مجدد میں ان معاملات کي تفصیل ملیگي - اور بدایوني جلد ۲ - صفحہ ۳۰۸ - وغیرھا -

ھے کہ اُس زمانے میں کسي عالم حق کے مہدوي ھونے کیلیے اس سے بڑھکر اور کونسي دلیل ھوسکتي تھي ؟ - شیخ عبد الحق محدث دھلوي کے ایک اشارہ سے بھي اسکي تصدیق ھوتي ھے - " شیخ قطب عالم مي گفت که چون بملازمت او رسیدم ' بجهت غلبهٔ طریقهٔ وعظ و نصیحت بخاطر خطور کرد که مگر شیخ طریقهٔ مهدویه دارد - بمجرد این خطور بے سابقهٔ تقریبي سر برآورده و فرمود - مهدویه فرقهٔ ضاله اند" (اخبار الاخیار - صفحه ۱۹۹)

اصل یہ ھے کہ علماء دنیا کو فقراء حق کي اذیت و مخالفت کیلیے ھر عہد میں کسي نہ کسي آلۂ تضلیل و حیلۂ قتل کي تلاش رھتي ھے اور وہ ڈھونڈھ ڈھانڈھکر نکال ھي لیتے ھیں - پھر جہاں کسي کو راہ حق و اصلاح میں سرگرم اور اپني نفس پرستیوں کي راہ میں مخل دیکھا - جھٹ وھي الزام اُسکے سر تھوپ دیا اور عوام و حکومت ' دونوں کا فتنہ اُسکے پیچھے لگادیا - ھر زمانے کے حالات اور عوام کے میلان و اعتقاد کے مطابق یہ آلہ بھي ڈھلتا رھا ھے ' اور گو ھتیار بدلتے رھے لیکن کاٹ سب کي یکساں رھي - (۱)

---

(۱) صرف ھندوستان ھي کي تاریخ دیکھہ لي جاے - اوائل شیوع اسلام سے آخر تک - کوئي اھل حق ان فتنوں سے نہ بچا - حضرت خواجہ معین الدین اجمیري ' شیخ الاسلام ملتاني ' خواجہ بختیار کاکي ' خواجہ نظام الدین اولیاء (رضي الله عنهم) ان میں سے کوئي بھي ایسا نہیں ھے جنکو وقت کے فقیھوں اور قاضیوں نے چین سے بیٹھنے دیا ھو - کسي پر کوئي الزام لگایا کسي پر کوئي الزام - خواجہ قطب الدین کاکي کے عہد کے شیخ الاسلام نے جب دیکھا کہ کچھہ نہیں چلتي اور خلق الله پروانہ ھو رھي ھے تو ایک فاحشہ عورت کو پانچ سو دینار کي لالچ دلاکر آمادہ کیا کہ بر سر دربار خواجہ صاحب پر زنا کا الزام لگاے - لیکن جب موقعہ آیا تو اُنکي ھیبت حق نے مہلت نہ دي اور خود اُس عورت ھي نے اصلي واقعہ ظاھر کردیا - بڑي جلن ان لوگوں کو اس بات کي ھوتي ھے کہ ھم شریعت کے مالک ھیں - جب تک مسئلہ نہ بتلائیں نہ کسي کا غسل ٹھیک ھو اور نہ وضو - پھر کیا ھے کہ دنیا ھمیں چھوڑ کر دوسروں کي طرف جاتي ھے ؟ ھم نے بھیک کي روٹیاں کھا کر دنیا جہان کي کتابیں چاٹ لیں لیکن پھر وھي ملا کے ملا - شیخ الاسلام اور قاضي القضاۃ بھي ھوگئے تو کیا ھوا ؟ لوگ سہم کر

اُس زمانے کے الزام مہدویۃ کا اندازہ تم اپنے زمانے کے بعض نام نہاد اور خود ساختہ مذہبی الزاموں سے کرسکتے ہو - گذشتہ نصف صدی میں علماء سوء و دجاجلۂ آخرالزمان نے ان الزاموں کے ذریعہ کیسے کیسے مظالم و شدائد مصلحین امت و متبعین کتاب وسنۃ و داعیان دین الخالص پر نہیں کیے ہیں اور اس دنیا کی کونسی مصیبت ہے جو اُنپر نہیں لائی گئی ہے ؟ ابتو یہ فتنہ کچھہ کچھہ دب چلا ہے' لیکن گذشتہ ساٹھہ ستر برس کے اندر نہ صرف ہندوستان بلکہ اکثر بلاد اسلامیہ میں جو حالت رہچکی ہے' افسوس کہ تاریخ کا قلم ابتک اُس سے آشنا نہ ہوا - ورنہ شاید پچھلے عہد فتن و مظالم کی کتنی ہی سرگذشتیں اُسکے سامنے ہیچ نظر آتیں - اس فتنہ نے حق کی پامالی اور صلحاء امت کے قتل و غارت کے سارے ہتیار اکٹھے کر دیے تھے - جہاں کسی کو کتاب وسنۃ کا داعی اور بدعات و منکرات سے کنارہ کش دیکھا - جھٹ کہدیا کہ منہم - پھر بمجرد اس الزام کے گویا اُس بدنصیب کا خون

[بقیہ نوٹ صفحہ ۲۷۴]

ڈرنے لگے مگر دلوں کی عقیدت و ارادت تو نہ ملی ؟ یہ کیا اندھیر ہے کہ ایک فقیر بے نوا پھٹی کملی اوڑھکر کسی کھنڈر میں بیٹھہ جاتا ہے - ہدایہ کی چار سطریں سامنے رکھدیں تو ہوش و حواس گم ہوجائیں - قدوری اور کنز بھی پوری نہیں پڑھی - اسپر عالم گیریوں اور جہاں ستانیوں کا یہ عالم کہ لاکھوں دلوں کا مالک ! آبادیوں کی آبادیاں ہیں کہ سمٹی چلی آرہی ہیں ! افسوس ' ان بندگان نفس کو کون سمجھاے کہ کارخانۂ الٰہی کے تعزز و تذلل کا صرف وہی قانون نہیں ہے جو تم نے مولویت و مشیخت کی مسندوں پر بیٹھکر سمجھہ رکھا ہے - مدرسوں کی دماغ سوختگیوں کے علاوہ بھی کچھہ کرنے کے کام ہیں' اور شاید سارا دار و مدار اُنہیں پر ہے - اصلی طاقت عمل کی ہے نہ کہ مجرد علم کی - ابن ماجہ کی روایت یاد آگئی " قلوبہم مفاتیح الھدی - یخرجون من کل غبراء مظلمۃ "

زندگی بنشینی بہ تخت سلطانی اگر تو خدمت محمود چوں ایاز کنی
زنازکی نہ برد پے بمنزل مقصود مگر طریق رہش از سر نیاز کنی
اگر بناز براند ' مرو کہ اخر کار بصد نیاز بخواند ترا و ناز کنی

مسلمانوں پر حلال ہوگیا - یہود و نصاریٰ اور مشرکین کو مسلمانوں کی بستیوں میں امن ملسکتا ہے لیکن اُس بدبخت کیلیے کہیں پناہ نہیں - گھر سے بے گھر اُنکو ہونا پڑا ' مردود و مطعون خلائق وہ بنے ' خدا کی عبادت گاہوں کے دروازے اُنپر بند کیے گئے ' کفر کے فتوؤں کا بے خطا ہتیار انکے لیے حرکت میں آیا ' حکومت وقت کو اونکے خلاف بھڑکایا گیا ' کفار نے نہیں ' خود مسلمانوں نے اُنکے خلاف سازشیں کیں - بغاوت کا الزام لگا کر کسی کی جان پھانسی کے تختے پر لی گئی ' اور کسی کو مدۃ العمر کیلیے کالے پانی بھجواکر مسلمانوں نے جشن کیے - حتیٰ کہ جن مظلوموں نے جوار بیت اللہ و بیت الرسول کو من دخلہ کان امنا سمجھکر کفر زار ہند سے ہجرۃ کی ' اُنکو وہاں بھی پناہ نہ ملی - کبوتروں کے غول مسجد حرام میں بے غم اوڑتے ہیں اور جانوران صحرائی کو اس دار الامن نے شکاریوں کی صید افگنیوں سے محفوظ کردیا ہے - مگر افسوس کہ عشاق کتاب و سنت کیلیے وہاں بھی امن نہ تھا - وہی خود ساختہ مذہبی الزام اُنپر لگایا گیا - عین جوار حرم میں کسی مہاجر الی اللہ کے تازیانے لگاے گئے ' کسی کو قید کیا گیا ' کسی کا تمام مال و متاع مسلمانوں کیلیے مباح کردیا گیا - جن لوگوں نے کفر و ظلم کی آبادیوں سے نکلکر اللہ کے گھر میں پناہ لی تھی ' انکو وہاں سے بھی نکالا گیا :

درون خانۂ چشم تو مردمان هستند
که درمیان حرم می زنند قافله را !

اور یہ سب کچھہ اسلیے ہوا کہ قرآن کے چاکر اور رسول و سنۃ رسول کے شیفتہ ہیں :

تمنت سلیمی ان نموت بعبها
و اهون شئ عندنا ما تمنت !

فصل

تذکرۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ مولانا جمال الدین علم و طریقت اور ظاہر و باطن کے جامع تھے تمام علوم و فنون کے درس و تدریس میں

استاد وقت تسلیم کیے گئے - علی الخصوص علم حدیث کے درس و اشاعت میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے - دہلی میں اُسوقت صرف وہی ایک بزرگ تھے جنکے یہاں محدثین کے طرز پر (۱) کتب صحاح کی تعلیم ہوتی تھی - طلباء دوسری جگہوں سے فراغت حاصل کرکے اُنکی خدمت میں پہنچتے اور علم حدیث میں استفادہ کرتے - اس امرکی اس سے بھی تائید ہوتی ہے کہ مولانا ممدوح شیخ رفیع الدین سلامی شاگرد حافظ سخاوی کے شاگرد تھے ' اور شیخ موصوف پہلے شخص ہیں جنکی وجہ سے ہندوستان میں علم حدیث کے درس و نظر کا چرچا پھیلا -

ہندوستان میں اسلامی علوم مغلوں کی حکومت کے ساتھ آے - مغلوں کا وجود ہی اسلامی تنزل کی پیداوار تھا - اسلیے گویا یہاں علوم اسلامیہ کے درس و تدریس کی بنیاد ہی تنزل سے پڑی - اکبر کے عہد سے پہلے تک تعلیم زیادہ تر فقہ و اصول میں محدود تھی - اُن وقتوں کے فقہی مناظرات وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اُسکا پیمانہ بھی چنداں بلند و وسیع نہ تھا - اسی اثناء میں علامۂ تفتازانی کی درسیات کی عام مقبولیت و اشاعت کی ہوا چلی ' اور ہندوستان میں بھی گھر گھر پھیل گئی - نتیجہ یہ نکلا کہ اس سے پہلے مفتاح سکاکی بلاغۃ میں اور اصول بزدوی وغیرہ اصول میں پڑھی پڑھائی جاتی تھیں - اب وہ بھی چھٹ گئیں - سارا دار و مدار علامۂ موصوف کے مختصرات و شروح پر آکر رہگیا - علامۂ تفتازانی کی درسیات کی مقبولیت علوم درسیۂ اسلامیہ کے تنزل کی سب سے بڑی بنیاد ہے - پھر اکبر کے عہد میں ایران و ولایت سے معقولات کا نیا سیلاب آیا - میرزا فتح اللہ شیرازی وغیرہ نئے نئے حاشیے اور شرحیں لاے - میرزا جان وغیرہ کی کتابوں کی اشاعت ہوئی - یہ لوگ امارت و وزارت کی حکمرانیاں بھی رکھتے تھے - وقت کا دربار مذہبی چرچوں سے بے میل تھا - اسلیے معقولات کی گرم بازاری کے سامنے فقہ و اصول کی -

---

(۱) اصل عبارت میں " بہ رنگ محدثین " ہے - یعنی اُس عہد کے عامۂ علماء اور فقہاء کے طریقہ پر نہیں -

بھي نہ چل سکي ' اور رفتہ رفتہ درسیات نے وہ شکل اختیار کرلي جو اب درس نظامیہ کے نام سے تمام ملک میں رائج ھے اور جسکا غالب حصہ معقولات پر اور وہ بھي بطریق قدماء نہیں ' بلکہ متون و شروح و حواشي متاخرین پر مشتمل ھے -

لیکن اس عام حالت میں کبھي کبھي مستثنیات کے فلتات تبدیلي بھي پیدا کردیتے تھے - شیخ رفیع الدین سلامي لودھیوں کے زمانے میں ھندوستان آے اور علامۂ دواني کي مصنفات کے ساتھہ علم حدیث کا ذوق بھي اپنے ساتھہ لاے - اُنھي کے شاگرد مولانا جمال الدین بھي تھے - ان بزرگوں نے علم حدیث کا ذوق علماء ھند میں پیدا کیا - مولانا جمال الدین کے آخري عہد میں شیخ عبد الحق حجاز سے واپس آے - اللہ نے انکي عمر مبارک میں بڑي برکت دي ' اور اُنکي تدریس و تصنیف نے ایک پورا سلسلۂ تعلیم ملک میں قائم کردیا - ایسي ھي مستثنیٰ حالت ھندوستان کے ساحلي مقامات کي بھي رھي ھے - مثلاً گجرات وغیرہ جہاں شیخ علي متقي اور شیخ عبد الوھاب اور شیخ طاھر وغیرہ اصحاب حدیث پیدا ھوے - شیخ عبدالحق انھي بزرگوں سے فیض یاب ھوے تھے -

مولانا جمال الدین کے ذوق حدیث کي نسبت ابتدا میں جو کچھہ معلوم ھوا ' اُسکي بنیاد صرف تذکرۃ الواصلین اور والد مرحوم کا رسالہ تھا - لیکن اب منتخب التواریخ میں اُنکے حالات دیکھے تو پوري طرح اس بات کي تصدیق ھوگئي - ملا بدایوني نے ایک خاص باب میں صرف اُن اکابر عہد کا ذکر کیا ھے جن سے وہ ملسکے ھیں اور تلمذ و اجازت حاصل کي ھے - اسي باب میں مولانا کا ذکر اسطرح کرتے ھیں :

"علم حدیث را خوب ورزیدہ - درصحبت اھل فقر و فنا رسیدہ - مدت مدیدست کہ لذت آں وادي دریافتہ - و توفیق استقامت و استدامت براں رفیق ارگشتہ - با اھل دنیا کارے ندارد - و بافادۂ و افاضۂ طلاب علم مشغول ست" (جلد ۳ - صفحہ ۱۱۳)

یہ شہادت دیکھکر طبیعت کو نہایت درجہ خوشي هوئي - کہہ نہیں سکتا کہ یہ خیال کسدرجہ سرور قلب و کیف دماغ کا باعث هوا کہ الحمد للہ علم حدیث و سنۃ کي خدمت و چاکري کي سعادت سے همیشہ یہ خاندان ممتاز رها هے' اور "برنگ محدثین" ذوق سنۃ اور "با اهل دنیا کارے نہ داشتن" کي دولت ابتدا هي سے هم خاک نشینان فقر و نا مرادي کے حصے میں آئي هے - عجب نہیں کہ یہ بادۂ کہن وقت کي خمار آلودگیوں کے علی الرغم پھر جام و مینا کي گردش تک پہنچے' اور یہ سرمستي پارینہ دارو تازہ سے ترکیب پاکر هنگامۂ گذشتہ اور شورش رفتہ کي دست افشانیوں اور پاکوبیوں کا عالم پھر از سرنو تازہ کردے :

بہ بدمستي سزد گر متہم سازد مرا ساقي
هنوز از بادۂ پارینہ ام پیمانہ بو دارد !

سبحان اللہ' عالم فقر و نا مرادي کي عظمتیں' اور بوریاے استغناء و قناعت کي شہنشاهیاں ! اگر مولانا موصوف کے حالات میں هم پڑهتے کہ وقت کے خانخاناں اور امیر الامراء تھے' بلکہ تاج و تخت کے مالک اور ملکوں کے حکمراں تھے' جب بھي یہ کیفیت و سرور کب حاصل هوتا جو اس ایک جملہ میں موجود هے کہ "با اهل دنیا کارے ندارد !" انکي دنیوي عظمتوں کي نامہ نگاري میں اگر پوري ائین اکبري اور اکبر نامہ بھي ملجاتا' تو وہ بھي اِس ایک شہادت کے آگے هیچ تھا - دنیا بازي و حکومت پرستي کي ایک ایسي عالم آشوبي میں جیسي کہ اُنکے عہد میں تھي' اگر "با اهل دنیا کارے نہ داشتن" کا معاملہ رکھتے تھے' تو صرف اس واقعہ کي یاد هي هماري سرگرانیوں کیلیے کفایت کرتي هے - زمانہ کي سازي نا موافقتوں اور بے مہریوں کے ساتھہ بھي ایک بدمست زندگي بسر کر دینے کیلیے اس جام کہنۂ استغنا کا ایک جرعۂ عالم فراموش کافي هے :

هنیاً لارباب النعیم نعیمها والمعاشق المسکین ما یتجرع !

دوسري شہادت حضرۃ شاہ عبد الحق محدث کي هے کہ اُنکے معاصر هیں' اور اُنکي زندگي هي میں لکھہ رهے هیں :

" جامع میان علم شریعت وطریقت - از ازل فطرة بر نشئة عبادت وتقوی و صلاح بر آمده ' و بر عصمت ذاتي نشؤ ونما یافته - بعد تحصیل علم دیني به تهذیب اخلاق و تبدیل صفات موفق شد - الحق دریں زمان در زمرۂ علماء و فضلاء این چنین مردم در سلوک این طریق ورسوخ قدم واتباع سنت حضرة سید المرسلین صلی الله علیه و سلم نادر و عزیز الوجود اند " (۱)

حضرة شاه عبد الحق محدث جس دور علم و تعلم کے باني هوے ' اُسکي ایک خصوصیت یه هے که علم حدیث کے متعلق فارسي زبان میں که ملک کي عام زبان تهي ' تصنیف و تراجم کي بنیاد ڈالي - خود شاه صاحب نے مشکواة وغیره کا ترجمه کیا - پهر اُنکے صاحب زاده شیخ الاسلام نور الحق نے صحیح بخاري کا - لیکن تذکرة الواصلین سے معلوم هوتا هے که یه سلسله بهي مولانا جمال الدین هي کا شروع کرده هے - انهوں نے صحیح بخاري کي فارسي میں ایک شرح لکهي تهي جو کتاب النکاح تک مکمل هوئي تهي' اور اُس زمانے میں نهایت مشهور و متداول تهي - اُنکي دوسري تصنیف اصول بزدوي کي شرح هے - صاحب تذکره نے شاه عبد الحق صاحب کا قول نقل کیا هے " و از تصنیفات ارست شرح اصول بزدوي که امروز در تمام دیار هند مشهور ست و در طلباء فن مقبول "

شاه صاحب کے اس جمله سے ' اور نیز دیگر موارد سے معلوم هوتا هے که اُس عهد میں اصول بزدوي عام طور پر داخل درس تهي - اسي لیے متعدد علماء هند نے اُن عهدوں میں اُسکي شرحیں اور حاشیے لکهے - قاضي شهاب الدین دولت آبادي نے بحث امر تک شرح لکهي تهي جسکو شیخ عیسی جونپوري نے پورا کیا - حضرة مولانا منور الدین کے قلم سے لکهي

---

(۱) شاه صاحب کي یه عبارت میں نے والد مرحوم کے رساله سے نقل کي هے - والد مرحوم نے اُنکے مکتوبات کا حواله دیا هے - لیکن مکتوبات کا جو مجموعه " ارسال المکاتیب و الرسائل " کے نام سے متداول هے' اسمیں یه عبارت نهیں ملي - شاه صاحب نے اپني تصنیفات کے تذکره میں متعدد مجموعه هاے مکاتیب کا ذکر کیا هے -

هوئي میرے پاس موجود هے - شیخ رجیه گجراتي کي شرح بهي عرصه تک دیار دکن و گجرات میں متداول رهي - مولانا منور الدین کے حالات میں پڑهوگے که اُنکے زمانے تک درسیات میں داخل تهي - مولانا شمس الدین یحیی حضرة خواجه نظام الدین اولیاء کے مشهور خلفاء میں سے هیں - شرح مشارق میں لکهتے هیں که میں مولانا ظهیر الدین بهکري سے اصول بزدري پڑهتا تها - ایک دن خواجه صاحب کي خدمت میں گیا تو پوچها کیا پڑهتے هو؟ عرض کیا اصول بزدري - فرمایا - اس کتاب کے فلاں مقام کا مطلب کیا هے ؟ میں کچهه جواب نه دیسکا که وه مقام خود میرے درس میں بهي صاف نهیں هوا تها - پهر خود انهوں نے نهایت عالمانه تقریر کي اور اُس مشکل کو حل کردیا -

بهر حال موجوده عهد کے مقابلے میں وه زمانه پهر بهي غنیمت تها که صرف شرح منار اور تلویح پر تو قناعت نهیں کرلي تهي ؟ اصول فقه حنفي کو سب سے پہلے پانچ شخصوں نے مرتب و منظم کیا اور کتابیں لکهیں - امام کرخي (متوفي سنه ۳۴۰) امام ابوبکر جصاص (سنه ۳۷۰) امام دبوسي صاحب تاسیس (سنه ۴۳۰) امام سرخسي (سنه ۴۸۳) امام بزدري (سنه ۴۸۲) انکے بعد جسقدر کتابیں لکهي گئیں ، سب کي امهات یهي هیں - پس متاخرین کي محدثات درسیه کے مقابله میں امام بزدري کي کتاب بدرجها بهتر اور ارباب شروح کي تمام بدعات تحریر و بیان سے پاک هے - یه کتاب جب عام طور پر داخل درس تهي تو یقیناً همارے زمانے کے دماغ سوختگان نور الانوار و تلویح سے اس زمانے کا پایهٔ علمي بلند تر هوگا - ابتو اکثر مقامات میں پوري تلویح کا پڑهنا پڑهانا بهي متروک هے - حروف معاني کي بحث تک جسکے سبق هوگئے ، سمجهنے لگتا هے که وقت کا اصولي اور فقه کا امام هوگیا !

اصول بزدري کا پڑهنا پڑهانا ایک طرف - ابتو یه حال هے که بهتوں کو اسکا اور اُسکے مصنف کا نام بهي شاید معلوم نهیں - اسي هفته ایک نیا نقشهٔ نصاب تعلیم میرے پاس آیا هے جسکو ایک مشهور مدرسه کے تمام

مدرسین نے ملکر مرتب کیا ھے - اسمیں یہ تقلید ندوہ درجۂ تکمیل بھي رکھا ھے اور تکمیل اصول میں شرح اصول بزدوي منتخب کي ھے - لیکن اسکا نام یوں لکھا ھے "کشف للبزدوي" حالانکہ امام بزدوي کي "کشف" نامي کوئي کتاب سماء دنیا کے نیچے موجود نہیں - البتہ علاء الدین بخاري نے اصول بزدوي کي ایک شرح "کشف الاسرار" ضرور لکھي ھے اور قسطنطنیہ میں چھپ گئي ھے - غالباً حضرات مجوزین نصاب نے اسي کا ذکر کہیں سن پایا ھے- خود تو کتاب دیکھي نہ تھي - سمجھہ لیا کہ بزدوي کي کتاب ھي کا نام "کشف" ھوگا - جب یہ حال ایک مدرسہ کے تمام مدرسین کي مجموعي معلومات کا ھے' تو فرداً فرداً جو حال ھوگا اسکا کیا پوچھنا ؟

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اس نصاب میں ایک خانہ دینیات شیعہ کا بھي ھے - کلام وعقائد میں سنیوں کیلیے شرح عقائد وغیرہ اور شیعوں کیلیے "تنزیہہ الانبیاء" رکھي ھے - گویا "تنزیہہ الانبیاء" مثل شرح عقائد وغیرہ کے شیعہ علم عقائد کي کوئي کتاب ھے - حالانکہ کتاب مذکور علامہ شریف علم الھدیٰ کي ھے اور اسکا موضوع علم عقائد و توحید نہیں ھے' بلکہ عقائد کا صرف ایک مسئلہ - یعني عصمت انبیاء -

فصل

صاحب تذکرہ لکھتے ھیں - سلیم شاہ کي درویش آزاریاں دیکھکر حضرۃ شیخ داؤد نے فرمایا تھا - اب پٹھانوں کے زوال و ھلاکت کا وقت آگیا - اس پیشین گوئي کا چرچا گھر گھر پھیل گیا تھا - لوگوں کو اسقدر وثوق تھا کہ صبح شام اسکے ظہور کا انتظار کرتے تھے - چنانچہ بالاخر ایسا ھي ھوا - سلیم شاہ کے بقیہ دو سال حیات بڑي ھي بد حالیوں میں کٹے - موت ایک ایسے مرض سے ھوئي کہ کوئي حکیم تشخیص نہ کرسکا - پھر اسکا لڑکا فیروز قتل ھوا اور ھمیشہ کیلیے نسل منقطع ھوگئي - اسیطرح عدلي اور سکندر کا پورا زمانہ

طوائف الملوکیوں میں بسر ہوا - بالاخر شیخ علائي کے واقعہ کے چار سال بعد سنہ ۹۶۱ میں ہمایوں سیلاب کي طرح خیبر کي بلندیوں سے اُترا' اور دیکھتے ہي دیکھتے پٹھانوں کي حکومت خس و خاشاک بنکر بہہ گئي - اُنکي حکومت بہت سي خوبیاں بھي رکھتي تھي - عدلي و سکندر آخر تک اشرفیاں لٹاتے رہے ' مگر کوئي بات بھي کام نہ آئي - شہیداں حق کا خون رنگ لائے بغیر نہ رہا :

چنداں امان نہ داد کہ شب را سحر کند !

ان معاملات کو صاحب تذکرہ نے بہت تفصیل سے لکھا ہے - چونکہ عام تاریخي واقعات ہیں ' اسلیے قلم انداز کرتا ہوں - باقي رہا حضرۃ موصوف کي پیشین گوئي کا معاملہ اور اُسکا ظہور ' تو یہ بات اصحاب نظر کے لیے ذرا بھي تعجب انگیز نہیں - اگر ایک تجربہ کار طبیب سات دن پہلے کہدیسکتا ہے کہ مریض جانبر نہوگا ' اور اگر ایک جاہل مگر سالخوردہ دھقان ہوائیں دیکھکر اور موسم کے قدرتي آثار جانچکر بتلا دیسکتا ہے کہ بارش ہوگي یا نہیں ؟ تو پھر کیوں تعجب ہو اگر ایک طبیب اُمت اور موسم شناس عالم معني و حقیقت حالات و علائم دیکھکر پکار اُٹھے کہ حکومت مٹني والي ہے' اور اُمت کي نزع کا وقت آگیا ؟ یا موسم جلد پلٹنے والا ہے ' اور قریب ہے کہ طوفان افق پر چھا جاے ؟ اور یہ مثل بھي اسلیے دي تاکہ تمھارے فہم کي نا رسائیوں پر گراں نہ گزرے - ورنہ اصل حقیقت کا نقشہ اس سے بھی بلند تر کھینچا جاسکتا ہے ' اور جمال حقائق تمثیلوں کي حجاب آرائیوں کا متحمل نہیں - عرفي نے خوب کہا ہے :

تو خفاشي ' زنور مہ قیاس نور خور میکن
ترا سود این بود ' گر نور خور بیني زیان بیني !

اس سے بھي آسان اور موٹي سي بات کہتا ہوں - اللہ کے قوانین و سنن معنویہ اُسي طرح اٹل ہیں جسطرح مادیہ - اِسکو تم مانتے ہو - لیکن چونکہ اُنپر ویسا یقین نہیں رکھتے جیسا جسماني قوانین مادہ پر ہے' اسلیے جزم و قطع کے ساتھہ کبھي کوئي بات نہیں کہہ سکتے - ہر شخص کہتا ہے کہ

م کا نتیجہ جلد یا بدیر تباہي ھے - لیکن چونکہ اسپر پورا یقین نہیں ' لیے کبھي تمھیں یہ جرأت نہیں ھوتي کہ کسي ظالم کي نسبت جزم و دعي کے ساتھہ دعوی کرسکو کہ ظلم کا زھر عنقریب رنگ لائیگا - حالانکہ رایسا کرو' تو اس قانون حق کا بنانے والا کبھي تمھیں جھوٹا ھونے نہ دے اور بات بھي ویسي ھي سچي اور بدیھي نکلے جیسے زھر سے موت اور آگ جلن - برخلاف اسکے جب ایک داناے حقیقت و صاحب ایمان و ایقان کبھي ار نکل آتا ھے ' اللہ اسکے دل کو نور یقین کامل و علم حقیقت سے معمور دیتا ھے - تو اسکو جسقدر یقین دن کي روشني اور رات کي تاریکي پر ھوتا ' اس سے کہیں زیادہ قانون حق و باطل و آئین صلاح و فساد پر ھوتا ھے - حالات دیکھکر بلا تامل بتلا دیتا ھے کہ آج جو کچھہ ھو رھا ھے' کل کو اسکا نتیجہ نکلیگا - اگر اجتھاد میں اس سے غلطي نہ ھوئي ' تو دنیا دیکھہ لیتي ھے کہ ک تھیک ویسا ھي ظہور میں آتا ھے - اسپر تم سب تعجب کرتے ھو - لانکہ اگر ایمان کي طاقت سے کام لو اور قوانین الھي کو علم و نظر صادق ساتھہ حالات و حوادث پر منطبق کرو' تو تم سب بھي ویسي ھي پیشین باں کرسکتے ھو جیسي ایک شخص خاص کرتا ھے ' اور الھام حق کا دروازہ ان کامل کا ھاتھہ تم سب پر کھولدے سکتا ھے - عرفي یہي حقیقت ا ھے :

ھرکس نہ شناسندۂ راز ست ' وگرنہ
ایں ھا ھمہ راز ست کہ معلوم عوام ست !

قران نے جابجا بتلا دیا ھے کہ مصلحین حق و آمرین بالمعروف کا قتل ب جماعت کي تباھي کا سب سے آخري کام ھوتا ھے - ویقتلون الذین رون بالقسط من الناس (نساء) اور ظلم کے ساتھہ کبھي فلاح جمع نہیں کتي : انہ لا یفلح الظالمون (یوسف)

ھیچ قومي را خدا لعنت نکرد تا دل صاحب داے نامد بدرد

مصلحین حق قتل ھو رھے تھے - ظلم کا بازار گرم تھا - یہ دیکھکر اگر حضرۃ ؑ داؤد نے آنے والے نتائج کي پہلے سے خبر دیدي تو کونسي اچھنبے

کي بات هے؟ اور کیوں تم اسکو خلاف عقل سمجھو؟ وہ ساري باتیں جنکا امکان انساني دماغ میں آسکتا هے عقل کے مطابق هیں - اُن میں سے کوئي بھي خلاف عقل نہیں - البته اسکا کیا علاج که خود تمھاري هي عقل راہ خلاف میں گم هے - تم نے تو آجتک یه موٹي سي بات بھي نه سمجھي که کسي بات کے ما وراء عقل هونے سے یه لازم نہیں آتا که خلاف عقل بھي هو:

سر روحانیان داري ولے خود را ندیدستي
بخواب خود درا تا قبلۂ روحانیان بیني !

نوٹ

اصل مسودہ میں اسکے بعد دوسرا باب حضرۃ شیخ محمد بن شیخ جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں تھا اور اسپر انہوں نے اپنے والد مرحوم کے مادری سلسلے کا حال ختم کردیا تھا - اسکے بعد تیسرے باب میں انکے جد امجد حضرۃ شاہ محمد افضل رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ہیں ' اور پھر مولانا منور الدین رحمۃ اللہ علیہ کے - چونکہ بعض وجوہ سے اب کتاب کو دو حصوں میں شائع کرنا مناسب نظر آیا ' اسلیے پہلے حصہ کو یہیں ختم کردیا جاتا ہے - دوسرا حصہ باب دوم سے شروع ہوگا - اسي کے ساتھہ خود مولانا کے حالات کا حصہ بھي ملادیا جائیگا جو خاکسار نے مرتب کیا ہے - البتہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خاتمۂ کتاب کي ایک فصل جسمیں مولانا نے اپنے انداز خاص میں خود اپنے حالات کي طرف چند اشارات کیے ہیں اور جن سے اس تذکرہ کے زمانۂ تحریر کے حالات پر بھي روشني پڑتي ہے ' اسي حصہ کے آخر میں درج کردي جاے ' تاکہ اس جلد کا اختتام بھي بالا جمال مولانا ھي کے حالات پر ہو - اگرچہ ان شاعرانہ اشارات سے اُن عقیدت مندوں کي پیاس نہیں بجھیگي جو اُنکے مفصل حالات کے لیے تشنہ ہیں -

فضل الدین احمد

فصل

گفتی کہ چرا حال دلِ زار نہ گوئی؟
من خود کنم آغاز، بہ پایان کے رساند؟

ان اوراق پریشان کی تالیف کا باعث ایک دوست عزیز کا اصرار تھا - اب وہ مصر ہیں کہ خود اپنے حالات بھی قلمبند کروں - اس تمام داستان سرائی کے اہتمام سے انکا اصلی مقصد یہی تھا - ہرچند معذرت کی مگر مسموع نہ ہوئی - ناچار تعمیل فرمائش کیلیے مستعد ہونا پڑا - کئی سو صفحے روشن دلان سلف کے تذکرۂ آثار و مناقب سے نورانی ہوچکے ہیں - اب دو چار صفحے اپنی سیہ روئیوں اور سیہ بختیوں کے سواں تحریر سے بھی سیاہ کرتا ہوں کہ "تعرف الاشیاء باضداد ہا" :

در مجلس وصالش خمہا کشیدہ مردان
چون دور خسرو آمد، می در سبو نماندہ!

یہ خراب الدیار عہد، وفا آشنائے عصر، بیگانۂ خویش، و نمک پروردۂ راش، معمورۂ تمنا، و خرابۂ حسرت، کہ موسوم بہ احمد و مدعو بابی الکلام ہے، سنہ ۱۸۸۸ع مطابق ذوالحجہ ۱۳۰۵ - ہجری میں ہستی عدم سے اس عدم ہستی نما میں وارد ہوا، اور تہمت حیات سے متہم - الناس نیام، اذا ماتوا فانتبہوا -

شورے شد و از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقیست شب فتنہ، غنودیم

والد مرحوم نے تاریخي نام " فیروزبخت " رکھا تھا ' اور مصرعۂ ذیل سے هجري سال کا استخراج کیا تھا :

" جوان بخت و جوان طالع ' جوان باد ! "

سبحان الله بخت کي فیروزي اور طالع کي ارجمندي ! نیمۂ عمر لغزشوں اور ٹھوکروں کي پامالي و درماندگي میں بسر هوچکي - نیمۂ عمر جو شاید باقي هے ' دم لینے اور سستانے میں ختم هو رهي هے - نه منزل مقصود کا پته هے - نه شاهراه منزل پر قدم - جب پاؤں میں تیزي اور همت میں جواني تهي تو ره نوردي و منزل طلبي کا دروازه نه کهلا - اب پامالیوں اور افتادگیوں سے نه قدم میں پا مردي رهي نه همت میں کار فرمائي ' تو طلب نے آنکهیں کهولیں اور غفلت نے کروٹ لي - راه دور اور نشان منزل گم - کیسۂ زاد خالي اور سروسامان کار ناپید - وقت جاچکا ' اور هر آن و هر لمحه کاروان مقصود سے دوري اور منزل مراد سے مهجوري بڑهتي گئي - اب قدم کي تیزي اور همت کي چستي واپس بهي ملجائے ' پهر بهي وہ دولت وقت کب واپس ملسکتي هے جو لٹ چکي ؟ اور وہ قافلۂ امید کب پس ماندگان غفلت کي خاطر لوٹ سکتا هے جو جا چکا ؟

رفتم که خار از پا کشم ' محمل نهان شد از نظر
یک لمحه غافل بودم و صد ساله راهم دور شد !

ساري فیروز بختي و جواں طالعي کا معامله آج نهیں کل فیصل هونے والا هے - یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ - اصلي فیروز مندي وهانکي فیروز مندي هے ' اور جواں بخت وهي هے جو اُس آنے والے دن کي آزمایش میں پورا اُترے - لکل امرئ منهم یومئذ شان یغنیه ! - اگر وهاں روح و ریحان و جنت النعیم اور فوز عظیم کي فیروزي و کامراني هاتهه آئي ' تو پهر بخت بخت ارجمند هے اور طالع طالع بلند - لیکن اگر وجوہ یومئذ علیها غبرة ' ترهقها قترة اور لا بشری یومئذ للمجرمین کي رسوائي و مایوسي ملي '

تو پھر نہ اس حرماں نصیبی کیلیے کبھی امید ہے - نہ اِس ماتم حسرت کیلیے کبھی خاتمہ - بخت اسکندری اور تخت جمشیدی بھی ہاتھہ آئے تو لیکر کیا کیجیے ؟

گر بدانم کہ وصال تو بدین دست دھد
دل و دین را ھمہ در بازم و توفیر کنم !

آبائی وطن دھلی مرحوم ہے :

سلام علی نجد ، و من حل بالنجد !

مگر وطن مادری سرزمین مطہر طیبہ ، و دار الھجرۃ سید الکونین ، و شہرستان نبوت و وحی ہے - قبلۂ عبادت گذاران عشق ، و کعبۂ نیاز مندان شوق - علی صاحبہا الصلواۃ و التحیہ :

دارم دلے گردان ، کہ من قبلہ نما میخوانمش
رو سوے ابرویش کند ، ھرچند می گردانمش

اور وطن حقیقی کی نسبت کیا کہیے کہ بحکم " کن فی الدنیا کانک غریب " ہم سب غربت سراے ارضی کے اوارۂ و مسافر - تمام مسافران ھستی ایک ھی قافلۂ غربت کے رھسپار - سب کو ایک ھی مستقر و موطن درپیش - البتہ کسی کیلیے ساعت مستقرا و مقاما میں داخل ، اور کسی خوش نصیب کیلیے حسنت مستقرا و مقاما :

و ابرح ما یکون الشوق یوما
اذا دنت الخیام من الخیام !

مولد و منشاء طفولیت " وادی غیر ذی زرع " عند بیت اللہ المحرم ہے - یعنی مکۂ معظمہ زاد اللہ شرفاً و کرامہ - محلۂ قدوہ - متصل باب السلام :

بلاد بہا تمت علی تمائمی و اول ارض مس جلدی ترابہا !

اِسوقت کہ سنہ ۱۳۳۵ ھجری قریب الاختتام ہے ، قافلۂ برق رفتار عمر منزل ثلاثین تک پہنچ چکا :

یقولون هل بعد الثلاثین ملعبـــاً ؟

فقلت : و هل قبل الثلاثین ملعبا ؟

قریب ھے کہ چشم زدن میں یہ منزل بھي پیچھے رھجاے ' اور آگے کا حال کچھہ معلوم نہیں :

کس نمي گویدم از منـــزل آخـــر خبـــرے

صد بیابان بگذشت و دگرے در پیش ست !

جتني زندگي گزر چکي ھے ' گردن موڑ کر دیکھتا ھوں تو ایک نمود غبار سے زیادہ نہیں ' اور جو کچھہ سامنے ھے ' وہ بھي جلوۂ سراب سے زیادہ نظر نہیں آتا - قلم درماندہ تذکرۂ و نگارش سے عاجز ' اور فکر گم گشتہ حیران اظہار و تعبیر - اپني سرگذشت و روئداد عمر لکھوں تو کیا لکھوں ؟ ایک نمود غبار و جلوۂ سراب کي تاریخ حیات قلمبند ھو تو کیونکر ھو ؟ دریا میں حباب یرتے ھیں - ھوا میں غبار اڑتا ھے - طوفان نے درخت گرادیے - سیلاب نے مارتیں بہادیں - عنکبوت نے اپني پوري زندگي تعمیر میں بسر کردي - رغ آشیاں پرست نے کونے کونے سے چنکر تنکے جمع کیے - خرمن و برق کا عاملہ - آتش و خس کا افسانہ - ان سب کي سرگذشتیں لکھي جاسکتي ں تو لکھہ لیجیے - میري پوري سوانح عمري بھي انہي میں مل ئیگي - نصف افسانۂ اُمید اور نصف ماتم یاس !

عاشق نہ شدي ' محنت اُلفت نہ کشیدي

کس پیش تو غم نامۂ ھجران چہ کشاید ؟

مجسم امید تھا - اب سرتا سر حسرت ھوں :

مختصر حال چشم و دل یہ ھے

اِسکو آرام ' اُسکو خواب نہیں !

اس پر بھي اگر داستانسرائي کا شوق ھو تو اِن پورے تیس برسوں کي ذشت سن لیجیے - حکایت برق و خرمن کوئي افسانۂ دراز نہیں کے لیے پوري رات آنکھوں میں کاٹني پڑے - صرف ایک نالۂ گرم اور آہ میں پوري حکایت ختم ھے :

همسایه شنید ناله ام ' گفت :

" خاقانی را دگر شب آمد ! "

ایک صبح امید تھی کہ دیکھتے ھی دیکھتے گزر گئی :

همچو عیدے که در ایام بهار آمد و رفت !

ایک شام مایوسی تھی جسکی تاریکی کو امید کا کوئی چراغ روشن نہ کرسکا :

بجھا ھے دل جب سے مجھہ حزیں کا ' چراغ جلتا نہیں کہیں کا !

یا اُمید و حسرت کے دو دن - ایک ہوس تعمیر میں بسر ہوا - ایک ماتم تخریب میں - ایک دن تنکے چنتے رہے - دوسرے دن دیکھا تو راکھہ کا ڈھیر تھا جس پر خوب جی بھر کے آنسو بہاے :

درین چمن که بهار و خزاں هم آغوش ست

زمانه جام بدست و جنازه بر دوش ست !

ابو طالب کلیم نے چار مصرعوں میں پوری سوانح عمری لکھدی :

بدنامی حیات دو روزے نه بود بیش

آنهم کلیم با تو چگویم چسان گذشت ؟

یک روز صرف بستن دل شد باین و آن

روزے دگر بکندن دل زین و آن گذشت !

اور در اصل اس شعبدگاہ ھستی کی بڑی سے بڑی مہلتوں کا بھی یہی حال ھے - لم یلبثوا الا عشیة او ضحاها - اور قالوا لبثنا یوم او بعض یوم ! کلیم کو معلوم نہ تھا کہ اُس سے پہلے یہی مضمون زیادہ ایجاز بلاغت کے ساتھہ کہا جاچکا ھے :

و متی یساعدنا الوصال ' و دهرنا

یومان ' یوم نوی و یوم صدود !

عہد طفلی ایک خواب عیش تھا :

حیف صد حیف که ما زود خبر دار شدیم !

آنکھیں کھلیں تو عہد شباب کی صبح ہوچکی تھی ' اور خواہشوں اور ولولوں کی شبنم سے خارستان ہستی کا ایک ایک کانٹا پھولوں کی طرح شاداب تھا - اپنی طرف دیکھا تو پہلو میں دل کی جگہ سیماب کو پایا - دنیا پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ اس صبح فریب کیلیے نہ تو سوز و تپش کی دوپہر ہے - نہ ناامیدی و ناکامی کی شام - یہ سارا شہرستان امید اور نگارخانۂ نظر فریب صرف ایک ہمارے ہی دیدۂ و دل کی کامجوئیوں کیلیے بنا ہے ' اور گویا گوشہ گوشہ اور ذرہ ذرہ ہماری ہوسناکیوں کیلیے چشم براہ ہے - جس طرف کان لگایا ' یہی صدا سنائی دی - معلوم نہیں اپنی ہی گنبد غفلت اور ہنگامۂ ہوس کی گونج تھی - یا نو گرفتاران طلسم شباب کی ہوش ربائیوں کیلیے خود ساز ہستی کا نواے فریب ہی یہی ہے :

شہریست پر زخوبان ' رز ہرطرف نگارے
یاران صلاے عام ست گرمی کنید کارے !

غفلت و مدہوشی نے افسوں پھونکا ' سرمستی و سرگرانی نے جام بھرے ' جنون شباب نے ہاتھ پکڑا ' اور ولولوں اور ہوسوں نے جو راہ دکھلائی ' دل کی خود فروشیوں نے اسی کو منزل مقصود سمجھا - ہوش و خرد کو گو پہلے حیرانی ہوئی لیکن پھر اُس نے بھی آگے بڑھکر اشارہ کیا - راہ ہے تو یہی راہ ہے اور وقت ہے تو اسی کا :

ساقیا مرنج از من عالم جوانی ہا ست !

جس طرف نظر اُٹھائی ' ایک صنم آباد اُلفت و پرستش نظر آیا جسمیں مندروں اور مورتیوں کے سوا کچھہ نہ تھا - ہر مندر جبین نیاز کا طالب - ہر مورتی دلفروشی و جانسپاری کیلیے وبال ہوش - ہر جلوہ برق تمکین و اختیار - ہر نگاہ بلاے صبر و قرار.

الفراق اے صبر و تمکین ! الوداع اے عقل و دین !

جس راہ میں قدم اُٹھایا ' زنجیروں اور کمندوں نے استقبال کیا - جس گوشے میں پناہ لی ' وہی زندان ہوش و آگہی نکلا ایک قید ہو تو ذکر

کیجیے - ایک زنجیر ہو تو اُسکي کڑیاں گنیے - دل ایک تھا مگر تیر ہزاروں ہاتھوں میں تھے - نظر ایک تھي مگر جلوؤں سے تمام عالم معمور تھا - ہر کشش نے اپنا تیر چلایا - ہر رہزن نے اپني کمند پھینکي - ہر فسوں ساز نے اپنا افسوں محبت پھونکا - ہر جلوۂ ہوش ربا نے صرف اپنے ہي دام الفت میں اسیر اور اپني ہي فتراک اسیري کا نخچیر رکھنا چاہا :

راے بر صید کہ یک باشد و صیادے چند !

یہ [illegible] چھوڑ دیا ہو اور دیدۂ اعتبار یک لخت [illegible] کي - ستاروں نے بھي کبھي کبھي پردۂ شب سے [illegible] رات کي تاریکي اور طوفان کي تیرگي ایسي نہ تھي جو ان چنگاریوں سے روشن ہوجاتي - وہ برابر بڑھتي ہي گئي :

فرصت ز دست رفتہ و حسرت فشردہ پاے
کار از دوا گذشتہ و افسوس نہ کردہ کس !

کبھي سرو کي بلند قامتي پر رشک آیا تو سر بلندي و سرفرازي کیلیے دل خون ہوا - کبھي سبزۂ پامال کي خاکساري و افتادگي پر نظر پڑگئي تو اپنے پندار و خود پرستي پر شرم آئي - کبھي باد صبا کي روش پسند آئي تو اقامت گزیني سے وحشت ہوئي - آوارگي و رہ نوردي کي دل میں ہوا سمائي - کبھي آب رواں کي بے قیدي و بے تعیني اس طرح جي کو بھائي کہ پابندیوں اور گرفتاریوں پر آنکھوں نے آنسوؤں اور دل نے زخموں کے ساتھہ ماتم کیا - پھولوں کو جب کبھي مسکراتے دیکھا تو اپني آنکھوں نے بھي رونے میں کمي نہ کي ' اور درختوں کو جب کبھي جنبش ہوئي - شاخوں نے جھوم جھوم کر وجد کیا - تو اپني سنگیني و بے حسي بھي ضرور یاد آگئي - غرضکہ نہ تو اسباب میں کمي تھي اور نہ استعداد بالکل مفقود تھي - بجلیاں کوندتي رہیں - بادل گرجتے رہے - لیکن افسوس کہ نیند بھي بڑي ہي سخت تھي اور پشت غفلت کسي بڑے ہي سخت تازیانے کا انتظار کر رہي تھي :

نہ پہنچي ضعف سے لب تک دعا هي، ورنہ سدا
در قبـــول تـــو اس آرزو میں بـاز رهـا !

بہتر یہ ھے کہ صاف صاف هي کہدیا جاے :

هاں ! بانگ بلند ست این، پوشیدہ نمي گویم !

گمراهي عمل کي آخري حد فسق ھے اور گمراهي اعتقاد کي الحاد - سو فسق و الحاد کي کوئي قسم ایسي نہ تھي جس سے اپنا نامۂ اعمال خالي رها هو، اور فسق خود بھي ایک کامل قسم کا عملي الحاد ھے :

چو پرسش گنہم روز حشر خواهد شد
تمسکات گنـاهان خلق پارہ کنند !

قبل اسکے کہ هم پر شہادت دي جاے، بہتر ھے کہ خود آپ هي اپنے لیے شاهد بن جائیں : اقرء کتابك - کفی بنفسك الیوم لدینا رقیبا حسیبا - اور هم شہادت دیں یا نہ دیں، خود همارا وجود هي سر تاپا شہادت ھے - بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ و لو القی معاذیرہ - هاتھہ پانؤں کي شہادت پر تعجب کیوں هو؟ جب اس دنیا هي میں دیکھہ رهے هیں کہ اُسکا هر لمحہ یوم الاشہاد کا حکم رکھتا ھے، اور خود همارا قرین بغل هي دم بدم شہادت دے رها ھے - لا اقسم بیوم القیامۃ ولا اقسم بالنفس اللوامۃ - البتہ ساري هلاکت اسمیں ھے کہ هنگامۂ غفلت و خود فراموشي میں نفس لوامہ کي صداے شہادت بہت کم کانوں تک پہنچتي ھے - اور پہنچتي ھے تو خود همارے هي هاتھہ سرشاري و بدمستي کے نقاروں پر اس زور سے پڑ رهے هیں کہ اُنکے شور و غل میں یہ سرگوشي ملامت کب کام دیسکتي ھے؟ الا یہ کہ صیحۃ واحدۃ، فاذا هم خامدون ! کي گھڑي سر پر آجاے :

گوشت از بار درگران شدہ است
نشنـوي نالـــۂ و فغان مرا !

لیکن دنیا کي ساري سچائیوں اور یقینوں سے بڑھکر یہ حقیقت ھے کہ :

کارســـاز ما بفکـر کار ما * فکـر ما در کار ما آزار ما !

اور اس راہ کي نيرنگيوں کا کچھہ عجيب حال ہے :

کہ علم بے خبر اُفتاد و عقل بے حس شد !

ہر چند راہ ايک ہي ہے ' ليکن کرشمے بے شمار ہيں - اور گو ہوش سب کھوتے ہيں مگر ايک ہي جلوہ سے نہيں :

اے ترا با ہر دلے رازے دگر ! ہر گدا را بر درت نازے دگر !

کوئي پکارتا ہے اور دروازہ نہيں کھلتا - کوئي بھاگتا ہے اور اسپر کمند پھينکے جاتے ہيں - قانون طلب و سعي سے انکار نہيں ليکن اگر وہ بے طلب ديدا چاہے تو اُس کا ہاتھہ پکڑنے والا کون ہے ؟ " ان لربکم فی ايام دھرکم نفحات' الا فتعرضوا لہا "

کار زلف زتست مشک افشاني' اما عاشقان

مصلحت را تہمتے بر آھوے چين بستہ اند !

غرضکہ اپني غفلت پرستيوں کا تو يہ حال تھا - ليکن اردھر کار فرماے غيب کا فيصلہ کچھہ دوسرا ہي ہو چکا تھا :

بہ دور گردني من از غرور مي خندد

حريف سخت کماني کہ در کمين دارم !

ناگہاں جاذبۂ توفيق الٰہي پردۂ عشق مجاز ميں نمودار ہوا ' اور ہوس پرستي کي آوارگيوں نے خود بخود شاہراہ عشق و محبت تک پہنچا ديا - آگ لگتي ہے تو رفتہ رفتہ شعلے بھڑکتے ہيں - سيلاب آتا ہے تو بتدريج پھيلتا ہے - يہ تو ايک بجلي تھي جو آناً فاناً نمودار ہوئي - چمکي - اور ديکھا تو خاک کا ڈھير تھا :

مي گذشتم زغم آسودہ کہ ناگہ زکمين

عالم آشوب نگاہے سر راہم بگرفت

اصل ميں منزليں تين ہي ہيں - ہوس ' عشق ' حقيقت :

حاصل عمرم سہ سخن بيش نيست

خام بدم ' پختہ شدم ' سوختم !

اور یہاں عشق سے مراد عشق محدود و ناقص یعنے مجاز ہے - نہ کہ علی الاطلاق ' کیونکہ اس اعتبار سے تو ازل و آخر جو کچھہ ہے عشق ہي ہے - تمام کائنات ہستي میں بجز اسکے ہے اور کون ؟ آسمانوں کا ستون ہے تو یہي ہے - زمین کا مدار و محور قائم ہے تو اسي کے دم سے - دنیا میں جسقدر ظاہر ہے یہي ہے - جسقدر باطن ہے اسکے سوا کچھہ نہیں - یہ دوسري بات ہے کہ تمھاري نگاہ وحدت نا آشنا نے ایک ہي حقیقت کو طرح طرح کے ناموں سے موسوم کردیا ہو - کتنے ہي پردے ہیں جو اسي کج نظري و کثرت بیني نے جمال حقیقت یگانہ و یک رنگ پر ڈال رکھے ہیں - ورنہ :

یک چراغ ست درین خانہ کہ از پرتو آن
ہر کجا مي نگري ' انجمنے ساختہ اند !

بلاشبہ یہ بھي لغزش تھي - لیکن اُس لغزش کو کیا کہوگے جو محبوب کے قدموں پر گرادے ؟ مقصود تو ساری باتوں سے اُس تک پہنچنا ہے - اگر لغزش و مستي ہي رہنما بنجائے تو پھر کیوں نہ ہزار استقامتیں اُسپر قربان ہوں - لاکھوں ہشیاریاں اسپر سے نچھاور :

گر طمع خواہد زمن سلطان دین
خاک بر فرق قناعت بعد ازین !

اصل یہ ہے کہ اس راہ کي کامیابي کا سارا دار و مدار قطع و وصل اور شکستگي و پیوستگي پر ہے ' اور قرب ایک منزل ہے جس تک پہنچنے کي راہ بعد ہي میں سے ہوکر نکلي ہے - یعني ایک سے ملنے کیلیے سب کو چھوڑنا اور ایک سے جڑنے کیلیے سب سے کٹنا - اس دروازہ کا کھلنا اسپر موقوف ہے کہ وہ تمام دروازے بند کردیے جائیں جو پہلے کھول لیے گئے تھے :

در قبول نظر عشق ہزاران شرط ست
اول از عافیت رفتہ ندامت باشد !

انسان کي محبوبات و مالوفات کے اتکاؤ ایک نہیں بے شمار ہیں - اسکي گردن الفتوں کي طوق کا بوجھہ ہے - اُسکے پانوں علائق کي زنجیروں سے گرانبار-

اُسکا دل چاروں طرف سے صدھا قسم کي کششوں کا نشانہ - ھر زنجیر کے بندھن پر مرتا اور ھر علاقہ کي اُلفت میں اسیر رھنا چاھتا ھے : زین للناس حب الشھوات من النساء و البنین و القناطیر المقنطرۃ من الذھب و الفضۃ و الخیل المسومۃ و الانعام و الحرث - ذالک متاع الحیٰوۃ الدنیا (ال عمران) تو اب اصلي کام یہ ھوا کہ یہ ساري بندشیں کٹیں اور پرستش ما سوی اللہ کي ساري زنجیریں ٹوٹیں - اسکے لیے صرف دو ھي صورتیں ھیں - یا تو کوئي ایسا طاقتور ھاتھہ امادۂ عقدہ کشائي ھو کہ گن گن ایک ایک گرہ کھولدے - ایک کے بعد ایک ' ساري زنجیریں کھلتي جائیں - یا پھر ایک تلوار چمکے - جسکا ایک ھي بھرپور ھاتھہ چشم زدن میں ساري بندشوں اور زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کرکے رکھدے - نہ ناخن گرہ کشا کي منت پزیري - نہ زنجیروں کي لقہ شماري کي انتظاري - ایک سوکھي لکڑي کے جلانے کیلیے ھزاروں بیریں کیجیے جب کہیں آگ سے دھواں اُٹھے - لیکن معلوم ھے کہ ھزاروں بانوں اور خرمنوں کیلیے بجلي کي ایک ھي نظر شعلہ بار کافي ھوتي ھے :

گفتم چہ گونہ میکشي و زندہ مي کني ؟
از یک نگاہ کشت ' جوابے دگر نہ داد !

قطع علائق اور دفع موانع کي جتني راھیں سعي و ھمت اور طلب وجستجو سے پیدا کي جاتي ھیں ' سب پہلي صورت میں داخل ھیں - اور دوسري صورت جذب و عشق کي ھے - یہ قوت فرشتۂ عشق کے سوا اور کسي کے ھاتھہ میں نہیں کہ ھزاروں نشتروں کا کام ایک ھي وار میں پورا کردے :

دم شمشیر بود رھگذر عشق ' رے
ھرکہ این رہ نرود ' پے بہ دردل نبرد !

اسي لیے عرفاء طریق نے کہا - عشق کي بري سے بري گرفتاري بھي بے دردي و بے سوزي کي آزادي سے ھزار درجہ بہتر ھے ' اور اس راہ کي ناکامي بھي کم از فتح و فیروزمندی نہیں :

رهـــروان - را خستگي راه نيست
عشق هم راهست وهم خود منزلست !

گو اسکي گرفتاري بهي گرفتاري اور اِسکا اٹکاؤ بهي اٹکاؤ هے ' ليکن بهرحال يهی نفع کتنا بڑا نفع هے' که اسکي بدولت کام بهت آسان و مختصر هوجاتا هے- اور آنے والي منزل کے سارے کاموں کي مشق پہلے هي سے هوجاتي هے - پہلے سو زنجيروں کو توڑنا تها تو اسکي بدولت اب صرف ايک هي زنجير سے چهوٹنے کا معاملہ باقي رهگيا -پہلے هزاروں چوکهٹوں کي جبهہ سائيوں سے پيشاني داغدار تهي -.کس کس داغ کو مٹاتے ؟ کن کن پرستش گاهوں کو ڈهاتے ؟ اب خود بخود سب مٹ گئے - صرف ايک هي چوکهٹ کا نشان سجدہ رهگيا - اور اصلي کام بهي يهي تها که پيشاني ايک هے تو سجدہ گاہ بهي ايک هي هو- جب يهاں تک معاملہ پهنچ گيا اور ايک کيليے سب کو چهوڑنے کا سبق ملگيا ' تو اس ايک کو بهي مسجود حقيقي کي خاطر چهوڑنا کيا مشکل هے ؟ ممکن هے که ايک هي جهٹکے ميں يه رشتۂ آخری بهي ٹوٹ جاے ' اور پهر اس آزرکدۂ هزار پرستش سے خليل وار صداے : اني وجهت وجهي للذی فطر السماوات و الارض حنيفاً و ما انا من المشرکين بلند هو:

بيفشان زلف و صوفي را ببازی و برقص آور
که از هر رقعۂ دلقش هزاران بت بيفشاني !

يهي وجه هے که اس سفرکي سب سے اقرب راه منزل مجازهي سے هوکرنکلي هے :

بادہ گر خام بود ' پختہ کند شيشۂ ما !

اور بعض صورتوں ميں تو بغير اسکے چارہ هي نهيں - گو وہ خود بهي مرض هے ليکن هزاروں بيماريوں کا علاج بهي اسکے سوا کوئي نهيں :

گرچہ آشفتگي کار من از زلف تو بود
حل اين عقد هم از روے نگار آخر شد !

مانا که گرفتاري عشق کي يه ايک زنجير بهي پابنديوں کي هزاروں زنجيروں سے بوجهل هوتي هے ' اور اسکي ترکش کا پهلا تير پانؤں هي پر لگتا هے - وحشي کرماني نے خوب کها هے :

عشق چون بر سر کس حملۂ بیداد آرد
اولش قوت بگریختن از پا برد !

لیکن عجب نہیں کہ کسی کے بام بلند تک پہنچنے کیلیے یہی زنجیر کمند کا کام دے جاے - کتنے ہی راہ کے خوش قسمت ہیں جن سے سیڑھیوں کا ایک ایک زینہ نہیں گنوایا گیا - کمند عشق نے ایک ہی جست میں قصر مطلوب تک پہنچادیا :

تو و قطع منازلہا ' من و یک لغزش پائے !

اور یہ تو منزل عشق کے معاملات ہیں - تجربہ کاران راہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ اگر رندی و ہوس پرستی کی منزل میں بھی کچھہ دیر کے لیے دم لے لیا جاے تو فائدہ سے خالی نہیں - کتنی ہی شاہراہیں ہیں جو اسی خار زار سے نکلی ہیں :

کعبہ را ویران مکن اے عشق ' کانجا یک نفس
گہہ گہے پس ماندگان عشق منزل می کنند !

البتہ یاد رہے کہ سفر کی کامیابی نہ تو منزلوں پر موقوف ہے نہ مختلف راہوں پر - راہ کوئی ہو ' قدم میں حرکت اور ہمت میں اقدام ہے تو کبھی نہ کبھی منزل مقصود تک پہنچ ہی جاؤگے - خواہ راہ میں ہر درخت کے سائے تلے دم لو - خواہ ہر سراے میں کمر کھولو - لیکن سارے نامرادی و بے حاصلی اس کے لیے ہے ' جسکے لیے راہ و منازل کے تماشے اسطرح دامنگیر ہوگئے کہ وہیں ہمیشہ کیلیے بستر جمادیا :

ہوگا کسی دیوار کے سایے کے تلے میر
کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو

ہوس و عشق پر کیا موقوف ہے ؟ کوئی درمیانی منزل ہو - اگر قدم آگے بڑھنے سے رک گئے ' تو پھر وہی منزل بت ہے اور زہرو اسکا پرستار - تسبیح آرائی و دلق پوشی ہی کی منزل کیوں نہو - من شغلک عن اللہ فہو صنمک - • کامیابی چلتے رہنے اور بڑھتے جانے کا نام ہے کہ :

تک دیکھہ لیا - دل شاد کیا - خوش کام ہوے اور چل نکلے

اور نامرادي نہیں ھے مگر اٹکنے اور رھجانے میں :

یک لمحہ غافل بودم و صد سالہ راھم دورشد !

مطلوب اس راہ میں منازل و مراحل ھیں نہ کہ موانع و مہالک - اگر جاذبۂ توفیق الہي دستگیر ھے تو موانع ' وسائل بن جاسکتے ھیں ' اور قریب ھے کہ بہتر سے بہتر وسائل محرومان راہ کیلیے موانع و مہالک کے حکم میں داخل ھوجائیں :

من لم یکن للوصال اھلا فکل طاعاتہ ذنوب !

چنانچہ الحمد للہ کہ اس منزل کے وقفہ نے بھي زیادہ طول نہ کھینچا - ایک سال پانچ ماہ کے اندر اس کوچہ کے بھي تمام رسم و راہ ایک ایک کرکے دیکھہ ڈالے - کوئي گوشۂ کوئي مقام باقي نہ چھوڑا - نہ مجنوں سے ھم عناني کا سودا ھے - نہ فرھاد سے مقابلہ کا دعوی - نہ یہ کہ :

شمۂ از داستان عشق شور انگیز ماست

این حکایتہا کہ از فرھاد و شیرین کردہ اند !

البتہ یہ ضرور ھے کہ شیوۂ عشق و عاشقي و طریق آشفتگي و جانسپاري کي جتني باتیں سننے میں آئیں ' وہ سب کرکے دیکھہ لیں ' اور اس راہ کا کوئي حال اور معاملہ ایسا نہیں رھا جو کسي کي زبان پر ھو اور اپنے اوپر نہ گزر چکا ھو :

کچھہ قمریوں کو یاد ھیں ' کچھہ بلبلوں کو حفظ '

عالم میں ٹکڑے ٹکڑے مري داستاں کے ھیں !

اس راہ کے رسم و آئین اگرچہ بے شمار ھیں ' لیکن ھر رھرو کو دو مسلکوں میں سے ایک مسلک ضرور اختیار کرنا پڑتا ھے - یا قمري و بلبل کي آوارگي و شورش - یا شمع کی خاموشي و سوزش :

و للناس فی ما یعشقون مذاھب !

اور تجربہ کاران طریق جانتے ھیں کہ دوسري راہ پہلے سے کہیں زیادہ نازک اور کٹھن ھے - اُسمیں بے قیدي و بے وضعي کي آزادي ھے - اِس میں ضبط و احتیاط کي پابندي :

اے رفع احتیاط ! یہ فصل بہار ہے
گلبانگ شوق زمزمہ سنج فغاں نہو !

اور معلوم ہے کہ شعلوں کی طرح بھڑکنا آسان ہے مگر تنور کی طرح اندر ہی اندر سلگنا اور حفظ و ضبط کے سارے آداب و شرائط سے عہدہ برا ہونا مشکل ہے :

عریاں تنی خوش ست ' ولے زیب دیگرست
دامان چاک چاک و گریبان دریدہ را !

اگر یہ سچ ہے تو پھر نہ مجنوں کی دشت پیمائیوں پر رشک آتا ہے ' نہ فرہاد کی شورش و کوہکنی پر - اگر کسی نے عمر بھر دشت و صحرا میں نالہ و زاری کی ہو تو کیا ہو - یہاں ایک ایک گھڑی ایک ایک لمحہ ایسا گزر چکا ہے کہ سینکڑوں آہیں اندر ہی اندر پھنکی ہیں - ہزاروں شورشیں سینہ کے اندر ہی اندر جلی ہیں - آنسوؤں کو آنکھوں کی وسعت نہ ملی تو دل کے گوشے ہی میں طوفان اٹھاتے رہے :

انداز جنوں کونسا ہم میں نہیں مجنوں
پر تیری طرح عشق کو رسوا نہیں کرتے !

اگرچہ اس معاملہ کا خاتمہ بظاہر ناکامی و مایوسی پر ہوا - لیکن فی الحقیقت فتح و مراد کی ساری شادمانی اسی ناکامی میں پوشیدہ تھی - اسی ناکامی نے بالآخر کامیابی کی راہ کھولی - اسی مایوسی سے امید کا دروازہ کھلا - جو تاریکی اپنی سیہ بختیوں کی رات نظر آتی تھی ' وہی صبح مقصود کے طلعت جہانتاب کا نقاب ثابت ہوئی - گو قدم بتکدہ کی راہ پر تھے ' مگر غبار مجاز دور ہوا تو کعبۂ حقیقت سامنے تھا :

یخرج الحی من المیت و یخرج المیت من الحی ' و یحیی الارض بعد موتها و کذلک تخرجون ! (روم)

کفر آوردم و در عشق تو ایماں بردم !

سارا کام پہلے سے ہو چکا تھا - چولہا مدتوں سے گرم تھا - ہوس بازی نے چنگاریوں کا کام دیا تھا عشق نے شعلے بھڑکائے تھے - صرف اتنی بات

باقي رهگئي تهي که ایک دیگ اُتار کر دوسري چڑھا دي جاے - یه کام عشق کي امیدوں سے نه هو سکا تو کیا مضائقه ؟ عشق کي مایوسیوں نے تو پورا کردیا :

آن نافۂ مراد که میخواستم ز غیب
درچین زلف آن بت مشکین کلاله بود !

فصل

سبحان الله چاره فرماے غیبي کي کارسازیاں ' اور رهنمائے آوارگان غفلت کي دستگیریاں ! جاذبۂ توفیق کب سے اپني طرف کھینچ رها تها مگر غفلت کي درماندگي دامنگیر تهي - جمال حقیقت کب سے بے نقاب تها مگر پردۂ کج نظري حائل تها - کرشمۂ عنایت کب سے پکار رها تها لیکن نفس کے هنگاموں میں دل غافل تها - نا کامي عشق نے آخري ضرب لگائي تو یکایک آنکھیں کھل گئیں - دیکھا تو ایک دوسرے هي عالم کي هوش ربائیاں سامنے تھیں - نه وہ آسمان تها نه زمین تهي - نه وہ آفاق نه وہ انفس - جس هاتھه کي رهنمائي نے یہاں تک پہنچایا تها ' خود اُسکو بھي ڈھونڈھا تو پتہ نه تها - گویا وہ ایک چراغ تها که جب تک رات کي تاریکي میں چلتے رهے ' دلیل راه رها - جب صبح هوگئي تو ضرورت نه تهي - بجھا دیا گیا :

نعره زد عشق ' دین ما بگریخت !
کفر نیز از کمین ما بگریخت !

آنکھوں کا تو یه حال تها - کان لگاے تو اندر اور باهر ' هر طرف سے صرف یهي ایک صدا اُٹھه رهي تهي :

ترا ز کنگرۂ عرش مي دهند صفیر
ندانمت که درین دامگه چه اُفتادست ؟

وهي دنیا جس کے میکدۂ خود فراموشي نے غفلت کے جام لنڈھاے تھے '

اپنے هر جلوہ سے آنکھوں کو، اپنے هر نغمہ سے کانوں کو سرمستي و سر شاري کي پیہم دعوتیں دي تھیں ، اب اسکا کونہ کونہ ، چپہ چپہ ، هشیاري و بینش کا مرقع تھا - بصیرۃ و معرفت کا درس تھا - ذرے ذرے کو گرم گفتار پایا - پتہ پتہ کو مکتوب و مسطور دیکھا - پھولوں نے زبان کھولي - پتھروں نے اُٹھہ اُٹھہ کر اشارے کیے- خاک پامال نے اوز اوز کر گہر افشانیاں کیں - آسمانوں کو بارھا اُترنا پڑا تاکہ سوالوں کا جواب دیں - زمین کو کتني هي مرتبہ اُچھالنا پڑا تاکہ فضاء آسماني کے تارے توڑ لائیں - فرشتوں نے بازو تھامے کہ کہیں لغزش نہو جاے - سورج چراغ لیکر آیا کہ کہیں ٹھوکر نہ لگ جاے - سب نے نقاب اُتار دیے - سارے پردے چھلني هوگئے - سب کي ابروؤں میں اشارے تھے - سب کي آنکھوں میں حکایتیں بھري تھیں - سب کے هاتھہ بخشش و قبولیت کیلیے دراز تھے - بادل کو پکڑا تو ساز هستي کا طنبورہ نکلا - بجلي کو پاس بلایا تو لب هاے راز کا ایک تبسم آشکارا نکلي - هوا کے جھونکے مٹھیوں میں آ گئے مگر پھر بھي خالي رهیں - سمندر نے اپني ساري موجیں خرچ کردیں مگر پھر بھي همارے هاتھہ کا پیالہ نہ بھرا - رات معدوم تھي - ظلمت کي بڑي ڈھونڈھہ هوئي مگر نہ ملي - خواب و غفلت کا لاکھہ پتہ پوچھا مگر کسي نے نہ بتلایا - جب کبھي آنکھیں بند کیں ، تماشے دیکھے - جب کبھي کان بند هوے ، صداؤں اور نواؤں سے بھر گئے - سورج نے کہا - ۲ لاکھہ میل دور هوں - قطب شمالي سے روشني اُتري اور بولي - ایک سکینڈ میں ایک لاکھہ نوے هزار میل طے کرتي هوں - مگر آنکھوں نے کہا یہ تو تار نگاہ کي پہلي منزل هے، اور دل هنسا کہ اپنا پیام محبت جب شوق کے پروں پر اُڑتا هے تو بھلا روشني کي لنگ پائي کب اُسکا ساتھہ دیسکتي هے ؟ غرضکہ همت خوابیدہ جاگ اُٹھي - اور دل رفتہ پھر نئي نئي طاقتوں اور نئے نئے سامانوں کے ساتھہ واپس آگیا - عالم آفاق و انفس میں جو کچھہ هے ، اُن میں سے کوئي بھي نہ تھا جسکي ابرو پر گرہ یا آنکھوں میں غمزہ هو- سب کي زبانیں گویا ، سب کے اشارے آشکارا ، سب کي سطریں اُبھري هوئي تھیں - نہ کوئي لب بند رہا نہ کوئي جلوہ مستور- نہ آنکھوں نے دیکھنے میں کمي کي

ہ کانوں نے سننے میں - چشم و گوش نے جو کچھہ بہم پہنچایا دل کي وسعت
نے سب کو سمیٹ لیا - اس سے زیادہ اور کیا کہا جاے ؟

سخن عشق بدل درنہ و لب را مکشا
سراین شیشہ فروبند کہ بادے نہ خورد

اللہ اللہ دولت سعادت و قبولیت کي فراواني ' اور سبحان اللہ بخشش
طف غیبي کي بے پایاني ! سمندر اُسکي وسعت فیض کا ایک قطرہ '
ریہ بھي گستاخي ہے - سورج اُسکے انوار کرم کي ایک شعاع ' مگر یہ بھي
اني ہے !

ں وقت سحر از غصہ نجاتم دادند — و اندران ظلمت شب آب حیاتم دادند
مود از شعشعۂ پرتو ذاتم کردند — بادہ از جام تجلی بصفاتم دادند
مبارک سحرے بود وچہ فرخندہ شبے — آن شب قدر کہ این تازہ براتم دادند
یائیست عجب بندگي پیر مغان — خاک ارگشتم و چندین درجاتم دادند
ب آن روز بمن مژدۂ این دولت داد — کہ ببازار غمت صبر و ثباتم دادند

دنیا کسي کے لیے کبھي نہیں بدل سکتي - لیکن اگر تم خود بدل جاؤ
سکو بھي یک قلم بدلا ہوا پاؤگے - تمھاري دنیا تمھارے میکدۂ شباب
، ایسي تو نہ تھي جیسي اب بڑھاپے کي پامالیوں میں نظر آ رہي ہے ؟
وصال میں تمھاري یہي ہر روز والي دنیا جو رعنائیاں رکھتي تھي ' صبح
کي اوداسیوں میں کب باقي رہیں ؟

گویا نہ وہ زمیں ہے ' نہ وہ آسماں ہے اب !

جو اشارات کیے گئے ' اگر تمھارے مذاق سخن سنجي پر گراں گزرے
' تو بہ نسبت انکار کے یہ بہتر ہوگا کہ اُنکو اسي حالت پر قیاس کرلو -
جو کچھہ آنکھوں پر گذري اور جو کچھہ دل کو پیش آیا ' خود اپني
زبان و دماغ اس سے محرم نہیں - دوسروں کو کیا سنائیے ؟ اگر بجلي
جگہ تبسم اور ستاروں کي جگہ افشاں کہکر عہدہ برا ہونا بھي چاہیں
بھي سننے والے کس آسمان و زمین سے آئینگے ؟

یارب کجاست محرم رازے کہ یک زمان
دل شرح آن دھد کہ چہ دید و چہا شنید ؟

غفلت ہر حال میں غفلت ہے - ایک لمحۂ غفلت کے معاوضے میں عمر بھر کا ماتم بھی کافی نہیں - تاہم جو کچھہ ہوچکا ہے' اب دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کارخانہ کی ہر چیز کی طرح وہ سب کچھہ بھی ضروری تھا ' اور شاید ان میں سے ہر بات اس سفر کی ایک ناگزیر منزل تھی - اگر ہوس پرستی و رندی کی منزل پیش نہ آتی تو نہیں معلوم حقیقت پرستی کے کتنے ہی گوشے ہیں جن سے ہمیشہ بے خبر رہتے ؟ نتیجہ یہ نکلا کہ اس عالم کی کسی بات کو بھی برا نہ کہو - برائی محض ایک اضافی شے ہے - اصل بجز خوبی اور اچھائی کے کچھہ نہیں - اعتبار ہر حال میں ثمرات و نتائج کا ہے نہ کہ ظواہر و اوائل کا - کتنے ہی راہ میں ٹھوکر کھا کر گر پڑتے ہیں ' اور کتنے ہی قدم ہیں کہ ٹھوکر نہ لگے تو انمیں تیزی و چالاکی بھی نہ آے ' اور راہ کے نشیب و فراز سے ہمیشہ غافل رہیں - کتنے ہی کفر ہیں جو وسیلۂ ایمان ہوے ؟ کتنے ہی ایمان ہیں جنکا خاتمہ کفر پر ہوا ؟ " لو لم تذنبوا لذھب اللہ بکم و جاء اللہ بقوم آخر یذنبون و یستغفرون " (اوکما قال - رواہ مسلم) مولانا روم نے اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے :

از زقعر بحر گوھر آورد — از زیانہا سود بر سر آورد
چون قبول حق بود آن مرد راست — دست او در کارھا دست خداست
ھر چہ گیرد علتے علت شود — کفر گیرد کاملے ' ملت شود
عیب شد نسبت بہ مخلوق جہول — نے بہ نسبت با خداوند قبول
کفر ھم نسبت بہ خالق حکمت ست — چون بما نسبت کنی کفر آفت ست

یہی فائدہ کتنا بڑا فائدہ ہے کہ دماغ کی خشکی اور دل کی بے دردی کا پہلے ہی دن علاج ہوگیا ' اور شیوۂ درد مندی و دل فگاری کی تعلیم ابتدا ہی میں ملگئی - جب ہوس پرستی کی منزل میں تھے ' تو وہاں بھی ہمیشہ دل کو پہلو کی جگہ ہتیلی ہی پر رکھنا پڑا :

لختے برد از دل گـذرد هرکه ز پیشـم
من قاش فـروش دل صـد پارهٔ خویشم !

منزل عشق نمودار هوئي تو اُس کا کیا پوچھنا ؟ البته فرق اتنا تھا کہ پہلے ایک دل کے بہت سے ٹکڑے کردیتے تھے - اب دل ایک تھا تو کاھک بھي ایک هي - بلکہ :

لیس الفواد محـل شـوقـک وحده
کل الجـوارح فـي هـواک فـواد !

پھر اسکے بعد جو آخري منزل پیش آئي، وهاں تو بجز متاع درد و دل بازی اور جنس جاں سپاری و جاں فروشي کے اور کوئي شے مقبول هي نه تھي :

لنا ببضاعه مزجاة فاوف لنا الکیل !

جز محبت هرچه بردم، سود در محشر نه داشت !
دین و دانش عرض کردم، کس به چیزے برنه داشت !

ں منزل سے پہلے جو کچھہ هوچکا تھا، اُسکا ایک ایک معاملہ یہاں کام آیا - یب و دامن کے هر پرزہ نے اس طرح کام دیا، گویا خاص اسي لباس کي رستگي کیلیے قطع هوا تھا - هر عیب نے هنر کي خوبرزئي پائي - نقص نے کمال سے بڑھکر همرهي کي - هر چرکا جو نشتر هوس نے لگایا تھا، زخم جو کماندار عشق کے تیروں کا بے خطا نشان تھا، اور جسکو کیسي کیسي ناؤں اور چاهتوں سے همیشه سینے میں بچاے رکھا تھا کہ کہیں ناسور بنکے جگھہ مندمل نه هوجاے :

بہر تسکیں دل نے لیلي هے غنیمت جانکر
وہ جو رقت نازکچھہ جنبش تري ابرو میں هے

ں راہ میں اسطرح کام آیا کہ خدا نکردہ اگر اس متاع زیان سے اپنا کیسهٔ سود لي هوتا، تو نہیں معلوم بازار قبولیت میں کیسي محرومي و شرمندگي اني پڑتي ؟ مرهم گھت جاتا تو هزار جگھہ سے ملجاتا - زخم کہانسے لاتے ؟ ن چکاني کس سے مانگتے ؟ اور مل بھي جاتي تو وہ گہرا ناسور

چند گھڑیوں میں کیسے بن جاتا جو مدتوں کي زخم پروریوں کے بعد کہیں نصیب ہوتا ہے - اور وہ بھي ہر زخم اور ہر زخمي کو کہاں ؟

اک عمر چاہیے کہ گوارا ہو نیش عشق
کھي ہے آج لذت زخم جگر کہاں ؟

پس الحمد للہ کہ آخر میں جو کچھہ پایا ' اُسکے لیے ابتدا کا ہر کھونا کام آیا - کوئي ہشیاري ایسي نہ ملي جسکے لیے اپني کوئي نہ کوئي غفلت کام نہ آئئي ہو - چاک جب تک گریباں تک ہے ' ناقص ہے - لیکن اگر وہي دامن تک پہنچ جاے تو اُسکے کمال میں کیا شبہہ ہوسکتا ہے ؟

تا دامن آے چاک گریباں نے دم لیا
ہے دامن اور جیب میں رشتہ قریب کا !

جس حال میں رہے ' نقص و ناتمامي سے دل کو ہمیشہ گریز رہا اور شیوۂ تقلید و روش عام سے پرہیز - جہاں کہیں رہے اور جس رنگ میں رہے ' کبھي کسي دوسرے کے نقش قدم کي تلاش نہ ہوئي - اپني راہ خود ہي نکالي ' اور دوسروں کیلیے اپنا نقش قدم رہنما چھوڑا - رندي و ہوسناکي کا عالم رہا ' تو اُسکو بھي ناتمام نہ چھوڑا - عشق کي خود فراموشیاں رہیں ' تو وہاں بھي کسي وادي اور کسي گوشے سے اپنے قدم نا آشنا نہ رہے - لمحوں کے اندر برسوں کے کام انجام پاے :

کام تھے عشق میں بہت ' پر میر
ہم تو فارغ ہوے شتابي سے !

اب جس حال و رنگ میں ہیں ' تو یہاں بھي کمال ہي کي آرزو ہے ' اور اِتمام کار کیلیے بیقراري ' اور سارا معاملہ اُسي کارساز غیب کے ہاتھہ ہے جس نے گوہر راہ میں ڈالا ' لیکن اتکایا کہیں نہیں - اور گوہر وادي میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کیلیے سرگرداني ضرور ہوئي ' لیکن یہ سرگرداني بھي ہدایت یابي سے خالي نہ تھي :

تا دست رسم بود زدم چاک گریباں
شرمندگي از خرقۂ پشمینہ نہ دارم !

الغرض توفیق الٰہي کي سینکڑوں راہیں ہیں - ہدایت و تربیت غیبي کے ہزاروں بھیس ہیں - سب سے زیادہ آسان و پر امن راہ یہ ہے کہ رہنمایان طریق میں سے کسي صاحب ارشاد کي ہمت و صحبت حاصل ہوجاے - لیکن میں صاف صاف کہتا ہوں کہ اس بارے میں میري درماندگي و بیکسي کسي متعارف وسیلۂ ہدایت و ارشاد کي رہین منت نہیں ہے - حالات ابتدا سے جیسے اور جتنے رہے ' سب کے سب اُس حالت سے یکسر متضاد تھے جن تک بتدریج رسائي میسر آئي - قطع نظر اس معاملۂ خاص کے ' عقائد ' اعمال ' عادات ' خصائل ' فکر و نظر ' طرز و روش ' کوئي بات بھي تو ایسي نہیں ہے جسکو اپنے قدرتي حالات کے مطابق پاتا ہوں - پس اپني شکستگي و خستگي نہ تو کسي ہاتھہ کي ممنون ہے ' نہ کسي زبان کي - نہ خاندان کي ' نہ تعلیم و تربیت ظاہري کي - جو کچھہ پایا ہے صرف بارگاہ عشق سے پایا ہے - جتني رہنمائیاں ملیں صرف اسي مرشد فیض و ہادی طریق سے ملیں - درد بنکر آیا تھا مگر درماں بنکر گیا - مرض بھي وہي تھا - شفا بھي اسي سے ملي :

تداویت من لیلی بلیلی عن الھوی
کما یتداوي شارب الخمر بالخمر !

علم کا دروازہ اُسي نے کھولا - عمل کي حقیقت اُسي نے بتلائي - معرفت کے صحیفے اُسکي زبان پر تھے - حقیقت کے خزانے اُسکے دست کرم میں تھے - شریعت کے حقائق کا وہي معلم تھا - طریقت کے نشیب و فراز میں وہي رہبر تھا - قرآن کے بھید اُسي نے بتلائے - سنۃ کے اسرار اُسي نے کھولے - نظر اُس نے دي - دل اُس نے بخشا - کونسي مشکل تھي جو اُس سے حل نہ ہوئي ؟ کونسا اولجھاؤ تھا جو اُسکي ایک سلجھي ہوئي نظر سے سلجھہ نہ گیا ؟ کونسي بیماري تھي جسکي دوا اسکے دار الشفاء سے نہ مل سکي ؟

شاد باش اے عشق خوش سوداے ما ! اے طبیب جملہ علتہاے ما !
اے دواے نخوت و ناموس ما ! اے تو افلاطون و جالینوس ما !

اور یہ جو کچھہ کہا گیا ' تو یہ نہ سمجھا جاے کہ اپنے عیبوں کو بھی ہنر بناکر دکھلانا مقصود ہے - جس عالم میں ہنر کو بھی ہنر سمجھنا معصیت ہو' وہاں عیب کو حسن بنانے کا وہم بھی گزرے تو کفر سمجھا جاے - مقصود صرف یہ تھا کہ :

وکم للہ من لطف خفی یدق خفاہ عن فہم الزکی !

ہاں ' یہ ضرور ہے کہ اگر کسی کو اول روز سے اپنے زہد و پاکی کی خشک دامنی پر ناز ہو' تو ہم کو بھی اپنی اُس رندی و ہوسناکی کی تر دامنی کا کوئی شکوہ نہیں جس کو عین اکیس بائیس برس کی عمر میں (کہ جنون شباب کی سرمستیوں کا اصلی موسم ہوتا ہے) دونوں ہاتھوں سے اسطرح نچوڑا کہ ایک قطرہ بھی باقی نہ چھوڑا - کوئی صاف راہ پر دوڑتا گیا ہے تو یہ اسکی خوش نصیبی سہی - لیکن ہم بھی اسکو بد نصیبی نہیں سمجھہ سکتے کہ کتنی ہی دلدلوں سے پاؤں نکالے - کتنی ہی جھاڑیوں سے دامن سنبھالا - کتنی ہی زنجیریں توڑنی پڑیں - ولولوں ' اُمنگوں ' امیدوں ' تمناؤں کے کتنے ہی دفتر خود اپنے ہاتھوں جلانے پڑے - جب کہیں جاکر اس کوچہ میں دم لے سکے' جہاں آج اپنے کو پا رہے ہیں :

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش میں
جسے غرور ہو' آے ' کرے شکار مجھے !

اور سچ پوچھیے تو فیصلہ وہی ہے جو لسان الغیب نے کردیا :

بیا ' کہ رونق این کارخانہ کم نشود
ز زہد ہمچو توئی ' یا بہ فسق ہمچو منی !

با وجودیکہ اس معاملہ پر کامل نو برس گزر چکے ' اور رفتہ رفتہ وہ حالت پیش آئی کہ :

فلم یبق منی الشوق ' غیر تفکری
فلو شئت ان ابکی ' بکیت تفکرا

ں الحمد لله که جو درد پہلے داغ اور پھر زخم بنکر رہا تھا ' اب ناسور بنکر
، خانۂ دل میں محفوظ ہے ' اور امید ہے که همیشه محفوظ رهیگا :

الیس وعد تني یا قلب اني اذا ما تبت عن لیلی نتـوب
فهـا انا تائب عن حب لیلی فما لك كلمـا ذكرت تذوب ؟

فصل

۲۳ - مارچ سنه ۱۹۱۶ - کو گورنمنٹ بنگال نے ڈیفینس ایکٹ کي دفعه
ي بنا پر حکم دیا که ایک هفته کے اندر حدود بنگال سے باهر چلا جاؤں -
حکم الا لله !

رونا کہاں هوا مجھے دل کھول کر نصیب ؟
در آنسوؤں میں نوح کا طـوفان آگیـا !

مارچ کو کلکته سے که سالها سال کے متصل قیام کي بنا پر بیچا نہیں
ن کہوں ' نکلا - اور رانچي پہنچا :

نگهم نقب همي زد به نہاں خـانۂ دل
مژده باد اهل ریا را که زمیدان رفتم !

اکثر احباب و اقارب امادۂ همرهي تھے ' لیکن دل همت خواه نے گوارا
ه اس منزل انقطاع کي عزت کو شرکت رفقاء کے داغ نا تمامي سے
ں - معلوم نہیں دنیا کو چھوڑنا مشکل هے یا آسان ؟ لیکن الحمد لله
ر دامن جھاڑ کر اُٹھه کھڑے هونے میں کوئي مشکل پیش نه آئي -
دل کو ٹٹولا مگر کوئي علاقه بھي دامنگیر نه تھا - اور نه جمعیة
فراغ قلب نے ایک لمحه کیلیے ساتھه چھوڑا - کم سے کم انقطاع و تجرد
ے چھوٹي سي مشق هوگئي - شاید آگے چلکر کچھه کام دیجاے :

بچه گیرند عیار هوس و عشق دگر
رسم بیداد مبادا ز جہان بر خیزد !

اسوقت کہ یہ غم نامۂ حسرت لکھہ رہا ہوں، رانچي میں شہر سے باہر مورابادي نامي ایک گانوں کے قریب تنہا مقیم ہوں :

و بلدۃ ، لیس بہا انیس الا الیعافیر و الا العیس

یہ تمام علاقہ ہندوستان کي وحشي اقوام کا مسکن ہے جو کول ، اُراؤں ، منڈا وغیرہ ناموں سے مشہور ہیں - شاید اسي مناسبت سے اپني وحشت نے بھي یہي مسکن منتخب کیا :

اس خانماں خراب نے ڈھونڈھا ہے گھر کہاں ؟

اس گانوں میں بھي تمام تر وہي لوگ آباد ہیں - صرف چار پانچ بنگلے چند بنگالیوں نے بنا لیے ہیں - کبھي کبھي گرمیوں میں آکر رہتے ہیں - اُنہي میں سر ربندرو ناتھہ ٹیگور مشہور بنگالي شاعر کا خاندان بھي ہے اور ایک چھوٹي سي پہاڑي پر آباد ہے - کارساز قدرت کي بھي کچھہ عجیب کرشمہ سازیاں ہیں ! ایک مدت سے جس فراغ خاطر اور آزادي فکر و عمل کو طبیعت ڈھونڈھتي تھي مگر اشغال و علائق کي کثرت سے نہیں ملتي تھي ، حتی کہ اُسکي وجہ سے صحت جسماني نے بھي جواب دیدیا تھا ، اب ملي بھي تو کس بھیس میں ؟ دنیا نے جلا وطني اور نظر بندي کي خبر سني ، اور دل نے خلوت گزیني و گوشہ گیري کي دولت و سعادت پائي ! باطنہ رحمۃ وظاھرہ من قبلہ العذاب

بیگانۂ جہاں ہمیں عزلت نے کردیا
کچھہ کچھہ کسي کسي سے ملاقات رہگئي !

اسي اثناء میں رمضان المبارک کي برکات و نعائم کا ورود ہوا - اگرچہ نماز جماعۃ کي کیفیت انجمن طراز اور جماعۃ تراویح و سماع تلاوۃ کي لذت دل نواز سے اپني عمر میں پہلي مرتبہ محرومي رہي ، اور اسلیے ابتدا کے دو چار دن ایک گونہ انقباض و دل گرفتگي میں بسر ہوے - لیکن اسکے بعد ہي مقام خلوت و انزوا کي کیفیتوں اور انجمن در خلوت کي خود رفتگیوں کا عالم کچھہ اس طرح طاري ہوا کہ دنیا جہان کي ساري صحبتوں

اور انجمنوں سے دل بے پروا ہوگیا - علی الخصوص عشرۂ اخیر کي شب ہاے تمنا اور روز ہاے انتظار کي بخششوں اور کامرانیوں سے دل نے جو جو سعادتیں پائیں، اور چشم و گوش نے لطف دید و ذوق سماع کي جو جو دولتیں لوٹیں، نہ دنیا کي کوئي زبان اُنکي ترجماني کرسکتي ہے، نہ سامعہ استعداد سماع رکھتا ہے - البتہ حسرت رہي تو یہ رہي کہ کاش پوري زندگي کي وسعت کسي طرح ان دس راتوں میں آ جاتي، اور ساري عمر اِسي عالم میں بسر کر جاتے :

شب وصال بہت کم ہے، آسماں سے کہو
کہ جوڑ دے کوئي ٹکڑہ شب جدائي کا !

اس راہ کا ہر گوشہ ایک جدا گانہ کیفیت رکھتا ہے - بزم و صحبت کي ادب آموزیوں کا تقاضا ہوتا ہے کہ ایک ایک گھونٹ کي لذت لیکر جام خالي کیجیے، تو مے پرستوں کي سیہ مستیاں چاہتي ہیں کہ کسی گوشے میں چھپکر پوري صراحي منہہ سے لگا لیجیے - بزم و انجمن کي پرسش نہاني و دزدیدہ نگاہي کا بھي ایک لطف ہے، اور خلوت و تنہائي کے راز و نیاز کا بھي ایک عالم ہے - اگرچہ اس دوسري حالت سے بھي طبیعت کو بیگانگي و نا آشنائي نہ تھي؛ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ ابھي یہ معاملہ بہت کچھہ محتاج تکمیل تھا، اور توفیق الٰہي نے اب جلاوطني کي منزل کو اسکا ذریعہ بنا دیا - الحمد للہ کہ صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک نہ کوئي صدا ذوق سماع میں مخل ہے اور نہ کوئي منظر مشغولیت میں حارج - غالب وقت تصنیف و تالیف میں صرف ہوتا ہے کہ تمام تر کتاب عزیز و سنۃ مطہرہ کي شرح و تفسیر پر مشتمل ہیں - اس سے جسقدر مہلت نکلتي ہے، وہ بھي ضائع نہیں جاتي - میدان دور دور تک ہیں اور پہاڑ چاروں طرف :

و أخرج من بین البیـــوت، لعلني
احدث عنک النفس فی السر خالیا !

عجب کار و بار ہے کہ سعي و طلب کام نہیں دیتي اور لطف و بخشش ہي کي ہر طرف حکمراني نظر آتي ہے ! ان چند مہینوں کے اندر خود بخود کتنے ہي لئے

دروازے کھلے، اور اکثر ایسا ہوا کہ احکام بدلنے پڑے اور کتنے ہی پچھلے فیصلے معطل ہوگئے - جن کاموں کو آجتک خدا پرستی سمجھکر اپنی کامیابیوں پر نازاں تھے، اب دیکھا تو وہ بھی بت پرستی سے خالی نہ تھے - طاق و دیوار اصنام پرستش سے خالی ہوگئے، مگر جیب و آستین کی کبھی خبر نہ لی !

تا بغایت ما ہنر پنداشتیم
عاشقی ہم ننگ و عارے بودہ است !

زمانے کو کل تک جہاں پہنچانا چاہا تھا، الحمد اللہ اب خود اُس سے بھی منزلوں آگے بڑھچکے ہیں - اور گو ہمرہان راہ ابتک اُسی منزل میں کمریں کھولے بیفکر پڑے ہیں مگر اپنا کاروان طلب اب کسی دوسری ہی منزل کے آثار سامنے دیکھہ رہا ہے :

مئے کہ می رود امروز در گلوئے دو کون
کمینہ جرعۂ تہہ شیشہ ہاے دوش من ست !

اس اثناء میں حکم جلا وطنی کی منسوخی کیلیے احباب و مخلصین نے کوئی دقیقہ سعی و تدبیر کا اُٹھا نہ رکھا - شاید اس قسم کی کوششوں کی یہ پہلی مثال ہے کہ ساٹھہ ہزار سے زیادہ دستخطوں کے ساتھہ میموریل بھیجا گیا - بعض ارکان حکومت بنگال کے خطوط پچھلے مہینے آتے رہے اور معلوم ہوا کہ غلط فہمیوں کا اعتراف ہے - حال میں ایک شخص سے ملاقات کرتے ہوے خود لارڈ کارمائیکل نے بھی ایسا ہی خیال ظاہر کیا تھا - حتی کہ شام تک منسوخی حکم کے اجراء کی امید دلائی تھی - ابتدا میں ان واقعات کا دل پر کچھہ نہ کچھہ اثر تو ضرور پڑا، لیکن پھر دیکھا تو دل کی آسودگی اور طبیعت کی وارستگی پر یہ تاثر بھی سخت شاق تھا :

دانم کہ شفیق اند طبیبان ہمگی، لیک
مرہم کہ نہ محبوب نہد، دشمن ریش ست !

بظاہر حالات مشیت الہی کچھہ اور ہی نظر آتی ہے، اور شاید تکمیل کار کی ایک منزل ابھی باقی ہے :

ابکے جنوں میں فاصلہ شاید نہ کچھہ رہے
دامن کے چاک اور گریباں کے چاک میں !

جس مقام پر مقیم ہوں ' شہر یہاں سے کچھہ فاصلہ پر ہے - رمضان المبارک میں جمعہ کے دن جامع مسجد گیا - چند صفوں سے زیادہ مجمع نہ تھا - لوگوں نے خطبۂ و امامت کیلیے سخت اصرار کیا - مجبوراً خطبہ دینا پڑا - ان بیچاروں نے ابتک خطبہ کے یہی معنی سمجھے تھے ' کہ عربی کی کوئی چھپی ہوئی کتاب پڑھدی جائے - یہاں مسلمانوں کی تعداد اگرچہ اچھی خاصی ہے ' مگر ایک گمنام گوشے میں پڑ جانے کی وجہ سے حد درجہ تباہی و بد حالی میں مبتلا ہیں - نماز جمعہ کے بعد سے ایک قوی داعیہ قلب میں محسوس ہو رہا ہے ' کہ اگر حالات طول قیام کا باعث ہوے تو یہاں بھی اپنا کام شروع کردینا چاہیے - دنیا نے فراغ و آزادی کے زمانہ کے کاموں کا کچھہ نہ کچھہ نمونہ دیکھہ لیا ہے - بہتر ہے کہ جلا وطنی و نظر بندی کے بند و قید میں کام کرنے کا بھی ایک نمونہ دکھلا دیا جاے ' کہ اصلی آزمائش گاہ عمل یہی ہے :

کچھہ ہو رہیگا عشق و ہوس میں بھی امتیاز
ایسا ہے اب مزاج ترا امتحان پر !

فصل

یہانتک لکھہ چکا تھا کہ ڈاک ملی ' اور اخبارات سے معلوم ہوا کہ عزیزی مولوی محی الدین احمد بی - اے - کو قصور میں تلاشی کے بعد گرفتار کیا گیا ہے - شاید نظر بندی کا معاملہ پیش آے - ان تمام ایام جلا وطنی میں یہ پہلا دن ہے کہ اِس واقعہ کے سننے سے دل کو مضطر اور دماغ کو پراگندہ پاتا ہوں :

درد مے کین نامہ می کردم رقم کان یجر الدمع ممزوجاً بدم

عزیز موصوف بلکہ اُن کا پورا خاندان اپنے خصائص ایمانی و جوش اسلامی و ایثار للہ و فی اللہ کے اعتبار سے عہد سلف کے واقعات زندہ کرنے والا ہے -

اور علی الخصوص اُس عزیز کے طلب صادق اور استعداد کامل سے تو اپنی چند در چند امیدیں وابستہ تھیں - افسوس فتنۂ حوادث نے اسکو بھی نہ چھوڑا - مجھے اس سے کب انکار تھا کہ میرے پاؤں میں ایک کے بدلے دس زنجیریں ڈالدی جائیں ' لیکن دوسروں کو اسمیں کیوں شریک کیا جاتا ہے ؟ بظاہر عزیز موصوف کا اسکے سوا کوئی جرم نہیں کہ مجھہ خانماں خراب سے رسم و راہ رکھتے ہیں - سبحان اللہ ! اپنی آشنا پروری اور دوست نوازی بھی، قابل تماشا ہے ! جب تک کوئی اپنا دشمن نہ بن جاے ہمارا دوست ہی نہیں ہوسکتا !

اے ہم نفسان ! آنشم ! از من بگریزید
ہرکس کہ شود ہمرہ ما دشمن خویش ست !

پرسوں ایک عزیز کو خط لکھتے ہوے یہ رباعی ذہن میں آئی تھی :

تھا جوش و خروش اتفاقی ساقی ! اب زندہ دلی کہاں ہے باقی ساقی !
میخانہ نے رنگ روپ بدلا ایسا میکش ' میکش رہا ' نہ ساقی ساقی !

فصبر جمیل - عسی اللہ ان یاتینی بھم جمیعا - انہ ہو العلیم الحکیم !

* * *

یہ اوراق پریشان کہ دوست عزیز مستر فضل الدین احمد کے بیحد اصرار سے قلمبند ہوے ' اپنی پریشانی طبع و برہمی خاطر کی یادگار ہیں - اگرچہ کئی بار قصد کیا مگر جمعیۃ خاطر کا وقت اِنکے لیے بہم نہوسکا - ابتدا سے ابتک یہ حالت رہی ہے کہ جب کبھی اپنے ضروری اشغال سے کچھہ وقت بچا ' چند اجزاء لکھڈالے اور عزیز موصوف کو بھیجدیے - نہ پورا سلسلہ سامنے رہا ' نہ ربط و ترتیب اور تقسیم و تبویب کی مہلت ملی کہ شیوۂ اصحاب تصنیف و تدوین ہے - تمام کتابیں کلکتہ میں پڑی ہیں - بجز اپنے قلمی مسودات اور ایک نسخۂ مصحف کے اور کوئی کتاب ہمراہ نہیں - جب یہ تذکرہ لکھنا شروع کیا تو بعض حالات کیلیے صرف تذکرۃ الواصلین ' اخبار الاخیار ' اور طبقات اکبری ' منگوالی ' اور بعد کو منتخب التواریخ

بھي آ گئي - انکے سوا کوئي کتاب پیش نظر نہیں رھي ھے - جو کچھہ لکھا ھے ' صرف اپنے حافظہ کے اعتماد پر لکھا ھے - حالانکہ سچ یہ ھے کہ شائستۂ اعتماد نہ تھا - جا بجا ضمني مباحث فقہ وحدیث اور تاریخ وسنین کے آ گئے ھیں جنکي تنقیح بغیر رجوع کتب مشکل تھي - علی الخصوص احادیث کي تخریجات و اسناد کہ اسمیں سب سے زیادہ احتیاط مطلوب و لازم ھے - لیکن افسوس کہ کتابیں موجود نہیں ' اور نہ اسکي مہلت کہ اب ایک ایک حوالہ کي تصحیح اور ایک ایک حدیث کي تخریج کیلیے کتابوں کے منگوانے کا سرو سامان کروں - پس جو کچھہ حافظہ میں محفوظ تھا ' حوالۂ قلم کردیا - بعض احادیث کے الفاظ کي نسبت حافظہ نے کمزوري دکھلائي تو وھاں اسکا اشارہ کردیا گیا ھے - اور شاید ایک دو جگہ تخریج کي جگہ خالي بھي چھوڑ دیني پڑي - با ایں ھمہ اللہ تعالي کے لطف وکرم سے اسقدر توقع ضرور ھے کہ جہاں جہاں سند وتخریج درج کردي ھے ' شاید تحقیق سے غلط نہ نکلیگي - آیات قرآنیہ کے اندراج میں ابتک یہ عادت رھي ھے کہ ھنگام تحریر جو آیات یاد آ جاتي ھیں ' درج کردیتا ھوں ' اور پھر پروف کي تصحیح میں مراجعۃ کے بعد سور و آیات کے نمبر بھي درج کردیے جاتے ھیں - لیکن فلوگل (۱) والا نسخہ جسمیں نمبر ھیں ' ساتھہ نہیں ' اور نہ طبیعت مزید صرف وقت پر مائل - اسلیے محض حافظہ کي بنا پر سورتوں کا حوالہ دیدیا ھے - امید ھے کہ اکثر حالتوں میں صحیح ھوگا - سر دست محض ایک عزیز کي خواھش کي تعمیل پیش نظر ھے - انطباع و اشاعت مقصود نہیں - زمانے نے اگر مہلت دي تو نظر ثاني کے وقت مزید تصحیح و تہذیب ھو جائیگي - معھذا :

اذا احسست في لفظي قصوراً و حفظي و البراعۃ و البیان
فلا تعجل الی لومی ' فرقصي علی مقدار ایقاع الزمان

دست از ھمہ کار شستہ ام ' و چشم و گوش از عالم و عالمیان بستہ ' و بر در دل نشستہ ' تا چہ پیش آید و کدام در بکشایند - عجب نیست کہ بحکم

---

(۱) ایک جرمن اورینٹلسٹ (Orientalist) کا نام -

ما خاب من اناب - آن چاره گر بیچارگان و راه نمای آوارگان بجانب خود طلبد ، و من دیوانه را سلسلهٔ شوق در گردن افگنده سوی خود کشد ، که دست امید بلندست ، و پایهٔ یقین ارجمند !

کانت لنفسي اهـــواء مفـــرقـــة فاستجمعت ، اذ رأتک العین اهوائي
فصار یحسدني من کنت احسده و صرت مولی الوری اذ صرت مولائي
ترکت للنـــاس دنیاهـــم و دینهم شغلاً بحبک یا دیني و دنیائي !

و آخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین !

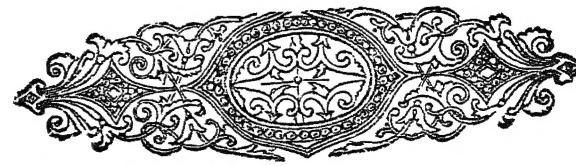

Printed & Published by
F. D. AHMED MIRZA
AT
The "Al-Balagh" Printing & Publishing House,
45, Ripon Lane, Calcutta.

FIRST EDITION

September 1919.

All Rights Reserved